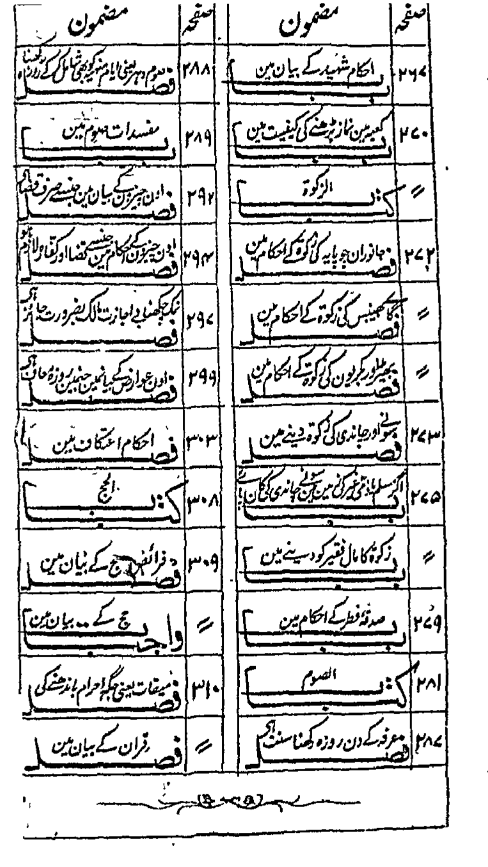
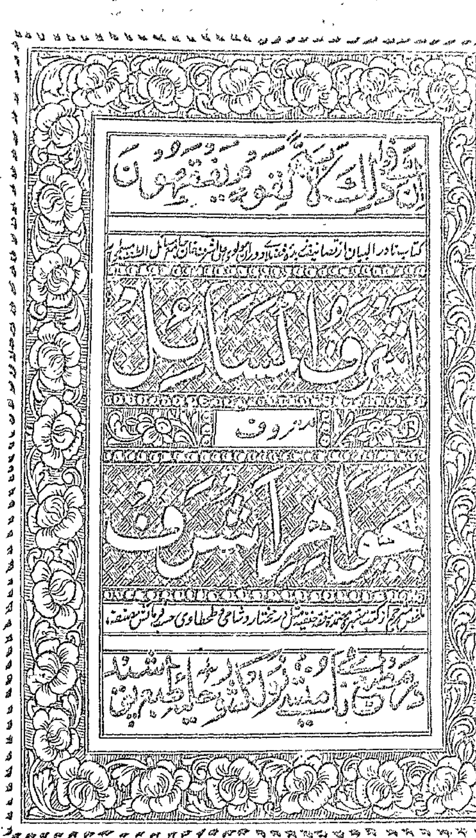




ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ

کتاب مستطاب نادر البیان از تصانیف بندۂ [illegible] مولوی حاجی اشرف [illegible]

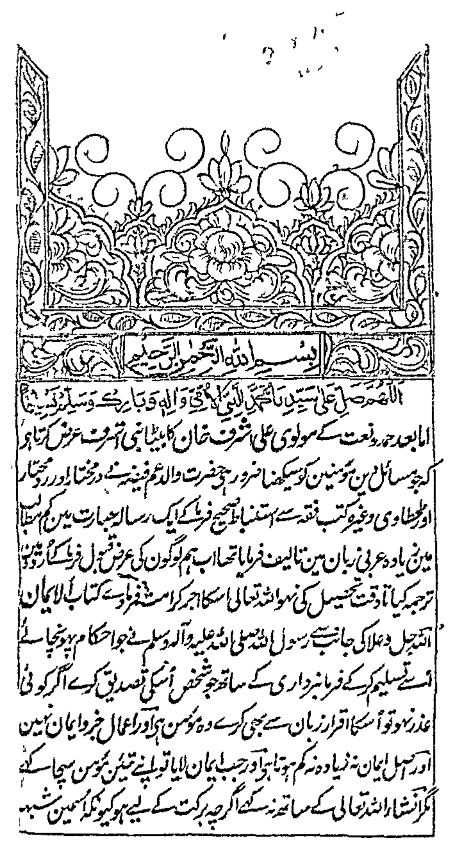
اشرف المسائل

المعروف

جواہر اشرف

ماخوذ مستخرج از کتب معتبرۂ مستندۂ حنفیہ مثل درمختار و شامی و طحطاوی حسب فرمائش [illegible]

در مطبع [illegible] طبع شد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم صل علی سیدنا محمد النبی الامی وآلہ وبارک وسلم تسلیما

امابعد حمد ونعت کے مولوی علی اشرف خان کا بیٹا نبی احمد عرض کرتا ہے
کہ جو مسائل ہر مومنین کو سیکھنا ضرور ہے حضرت والد ام فیضہ نے درمختار اور رد محتار
اور طحطاوی وغیرہ کتب فقہ سے استنباط صحیح فرماکے ایک رسالہ عبارت مین کم مطالب
مین زیادہ عربی زبان مین تالیف فرمایا تھا اب ہم لوگون کی عرض قبول فرماکے اردو مین
ترجمہ کیا تا دقت تحصیل کی ہو اللہ تعالی اسکا اجر کرامت فرماوے کتاب الایمان
اللہ جل وعلا کی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو احکام پہونچائے
اُسے تسلیم کرکے فرمانبرداری کے ساتھ جو شخص اُسکی تصدیق کرے اگر کوئی
عذر نہو تو اُسکا اقرار زبان سے بھی کرے وہ مومن ہے اور اعمال جزو ایمان نہین
اور اصل ایمان نہ زیادہ نہ کم ہوتا ہے اور جب ایمان لایا تو اپنے تئین مومن سچا کہے
مگر انشاء اللہ تعالی کے ساتھ نہ کہے اگرچہ برکت کے لیے ہو کیونکہ اسمین شبہہ

ٹکتا ہے اور جان کنی کی حالت میں ایمان مقبول نہیں اور توبہ مقبول ہوتی ہے اور حقیقت
سب چیزوں کی ثابت ہے فقط وہم و خیال نہیں اور عالم حادث ہے یعنی نو پیدا ہے
اور ہو جاے ایک دن سب نیست ہو جائیگا اور اسکا بنانے والا اللہ جل علا قدیم ہے اور
یکتا اور زندہ اور دانا اور قدرت والا اور مختار ہے اور بے وساطت کان اور آنکھ
اور زبان کے سُننے والا اور دیکھنے والا اور کلام کرنے والا ہے اور کلام اللہ کے دو معنے
ہیں ایک تو وہ جو صفت اللہ تعالی کی ہے مثلاً تکلم یعنی کلام کرنے والا ہونا وہ ازلی
یعنی ہمیشہ سے ہے آواز اور حرف کی جنس سے نہیں اور دوسرے یہ الفاظ جو پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے ہیں اور مصحفوں میں لکھے جاتے ہیں اور دلوں میں
محفوظ رہتے ہیں اور زبان سے پڑھے جاتے ہیں اور کانوں سے سُنے جاتے ہیں
اُسکو بھی کلام اللہ کہتے ہیں یہ الفاظ مخلوق ہیں اللہ تعالی نے بلا واسطہ بشر کے
اُنکو پیدا کیا اور مثل اُسکی ذات کے صفتیں اُسکی قدیم اور باقی ہیں اور وہ
پاک خدا محل حوادث نہیں اور پروردگار عالم نہ جسم ہے اور نہ جوہر اور نہ عرض اور
نہ صورت رکھتا ہے اور نہ مرکب ہے اور نہ معدود ہے کہ اُسکو گن سکیں اور نہ محدود ہے
کہ حد و نہایت رکھتا ہو اور نہ خاص کسی مکان میں اور نہ خاص کسی زمانہ میں ہے
اور کوئی اُسکا ذات و صفات میں مثل و مانند نہیں اور نہ کوئی اُسکا ضد اور
نہ ہمتا ہے اور نہ کوئی پشت پناہ و مددگار ہے اور اپنے غیر کے ساتھ ملکر ایک نہیں
ہو سکتا اور کسی میں حلول نہیں کرتا اور سب کمال کی صفتیں اُسکی ذات پاک
میں موجود ہیں اور وہ پاک ہے سب بُری علامتوں سے اور زوال سے اور
ان صفتوں سے تعریف اُس تعالی کی صرف معرفت کے لیے ہے ورنہ وہ بیچون

اور انسان کی خلقت کا تو ذرا بھی گمان نہ تھا ۱۱۲ بحالات روزگار

ویجگون تو کسی صفت کے ساتھ موقر ہونے سے منزہ ہے اور اللہ تعالی ہر جاے ہے شامل
امن وانر کے جسکا مرکز ہر جاے ہے لیکن جسکا محیط کسی جاے معین نہیں اور مومنین
کی نھین آنکھونکو خدا تعالی رت دیگا کہ بہشت میں اللہ جل و علا کو یقینا دیکھینگے بے علاقہ
مکان کے اور بے علاقہ کسی جہت اور طرف کے اور بے دوری اور نزدیکی کے
حاصل یہ کہ اُسکے دیدار کی کیفیت اور حال معلوم نہیں اور پیدا کرنیوالا سب چیزونکا
اور تدبیر کرنیوالا سب کامونکا اور اندازہ کرنیوالا سب چیزونکا اور جاننے والا
سب جزو کل کا ہے اور اُسپر کوئی چیز واجب نہیں اور اُسکے کامون میں اُسکی کوئی
غرض نہیں اور زمانہ فترت وہ ہے جو درمیان دو نبی کے واقع ہوا اور آثار اور احکام
شریعت نبی سابق کے باقی نرہین پس جو لوگ زمانہ مذکور میں مرین یا ایسی جگہ جہان
کہ اُنھین دعوت نہ پہونچے کہ یہ فعل حسن باعث ثواب کا ہے اور یہ فعل قبیح سبب
عقاب کا اور عقل کو اُسمین دخل نہیں وہ اہل نجات سے ہین جیسا کہ آیہ کریمہ سے
ملا ہے (وماکنا معذبین حتی نبعث رسولا) پس اشاعرہ کہتے ہین کہ جو کوئی قبل پہونچنے
دعوت کے مرے وہ ناجی ہے اور ماتریدیہ کہتے ہین کہ جو شخص قبل مدت تامل کے مرے
اور معتقد نہو ایمان اور کفر کا وہ ناجی ہے بخلاف معتقد کفر کے اور اُسکے جو مرے
بعد مدت تامل کے اور معتقد نہو کسی شئی کا - اور مدت تامل کی بسبب تفاوت عقل کے
مختلف ہے چنانچہ کم مدت اوسکی بعد عقل اور بلوغ کے پچیس برس کی عمر تک ہے
اور بعض نے کہا کہ چالیس برس تک - اور امام اعظم رح کا قول ہے کہ بعد بعثت کے
خالق سے جاہل رہنے والے کے لیے کچھ عذر نہیں لیکن جو معتقد کفر کا ہو کر نہ مرے
اور جو شرک پر مرے قبل بعثت سے وہ ناری ہے اور جو شرک اور توحید دونوں سے

شامل ہیں اسمیں اختلاف ہے اور جسنے اپنی عقل سے ہدایت پائی اسکی نجات مین خلاف
نہین پس ہمارے نزدیک کرم اونسے ایسا ہی ہے کہ جو والدین شریفین رسول اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے ان دو قسمون سے قرار دیوین جیسا رسالہ اول جلد اول ابوین شریفین کے
بیان میں ہے اور خدا تعالیٰ کے بیشمار فرشتے ہین انہین سے جبرئیل اور میکائیل
اور اسرافیل اور عزرائیل حضرت ہین اور ہر ایک کو انہین سے خدا کی درگاہ پاک مین
ایک جگہ معین اور جناب قرب حضرت مین ایک مقام معلوم اور رتبہ خاص ہے کہ
اس سے تجاوز نہین کرتے اور وہ خدا کے حکمون کی نافرمانی نہین کرتے اور
جس بات کا انکو حکم ہوتا ہے فوراً بے کم وکاست بجا لاتے ہین اور اللہ جل جلالہ کی
کتابین اور صحیفے ہین جو اپنے بعض پیغمبرون پر اتارین اور انھین مین سے توریت
اور زبور اور انجیل اور فرقان حمید ہے اور خیر اور شر کا پیدا کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہے
لیکن اپنے بندے کو بے مختار محض کیے ہوئے اختیار دیتا ہے پس اگر وہ خیر مین سعی
کریگا تو خیر پیدا ہو جاویگا اور اگر شر مین سعی کریگا تو شر پیدا ہو جاویگا اور یہ
اپنی استطاعت اور اختیار کی جہت سے خیر پر ثواب اور شر پر عذاب پاویگا
اور عذاب قبر کافرون اور بدکارون کے لیے اور نعمتین عابدون اور مطیعون کے لیے
ہین اور منکر ونکیر کا سوال اور بعد حشر کے قبرون سے مردون کا زندہ ہوکے
اٹھنا اور عملون کا تولا جانا حق ہے تا مقدار نیکی اور بدی کی بندون کو معلوم ہو
اور نامہ اعمال مسلمانون کو داہنے ہاتھ مین سامنے سے اور کافرون کو پشت کی
طرف سے بائین ہاتھ مین ملنا اور حساب ایک ایک ذرہ نیکی وبدی کا ہونا اور
حوض کوثر اور پل صراط اور شفاعت اور بہشت اور دوزخ حق ہے اور یہ دونون

پیدا کی گئی ہین اور اب موجود ہین اور باقی رہینگی اور بہشتی بہشت مین طرح طرح کی
نعمتون سے ہمیشہ خوش و خرم رہینگے اور دوزخی دوزخ مین طرح طرح کے عذاب سے
معذب ہوا کرینگے اور قیامت کی سب شرطین اور آخرت کے احوال جنکی مخبر صادق
علیہ السلام نے خبر دی حق ہی چنانچہ اول نشانیون مین قیامت کے ہونا ہوئین کا ہے
پھر نکلنا دجال کا پھر اترنا عیسیٰ کا پھر نکلنا یاجوج و ماجوج کا پھر نکلنا دابۃ الارض کا
پھر نکلنا آفتاب کا مغرب سے اور ان سب نشانیون مذکورہ کے آخر مین ایک آگ کا
نکلنا جانب یمن سے کہ ہانکیگی وہ لوگون کو طرف زمین حشر کے پھر صور پھونکا جانا
پھر اور سب چیزین قیام قیامت سے بہشت و دوزخ مین اہل ہونے تک جنکی خبر
دی گئی ہے حق ہین شمار مین کبیرہ گناہ ہونے کے روایات مختلف آئی ہین ابن عمر سے
مروی ہے کہ وہ نو ہین شرک کرنا ساتھ اللہ تعالیٰ کے اور قتل بیگناہ کو اور تہمت
زنا کی پاک دامن عورت کو اور زنا اور بھاگنا مقابلہ کفار سے اور جادو اور کھانا مال
یتیم کا اور نا فرمانی والدین مومن کی اور بیدینی کرنی حرم مین اور زیادہ کیا ابو ہریرہ نے
سود کھانا اور زیادہ کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چوری اور شراب پینی
اور کہا بعض نے کہ کبیرہ وہ گناہ ہے کہ وعید بیان کی اسپر شارع نے بخصوصہ اور کہا
بعض نے جو گناہ کہ آدمی مداومت کرے اسپر وہ کبیرہ ہے اور جو گناہ کہ توبہ و استغفار کیجے
اس سے وہ صغیرہ ہے جیسا کہ شرح عقائد تفتازانی مین ہے اور سراج کی کتاب الشہادۃ
مین ہے کہ کبیرہ وہ ہے کہ جو حرام محض ہو اور مقرر کی گئی ہو اسکے لیے ایک عقوبت خاص ساتھ
نص قطعی کے دنیا یا آخرت مین اور ایسے ہی اعانت اور مدد کرنا فجور اور معاصی پر
اور برانگیختہ کرنا اسپر منجملہ کبائر کے ہے جیسا کہ ذخیرہ مین ہے اور سراج مین ہے

اور دشنام دینا اصحابہ کو کبیرہ ہے تحفۂ سوم جلد اول قرۃ العیون اور شرک کو اللہ تعالے
ہرگز نہ بخشیگا اگرچہ توبہ کرے اور سوا شرک کے صغیرہ اور کبیرہ گناہ جسکو چاہیگا
بخشدیگا اور یہ سکتا ہے کہ گناہ صغیرہ پر بھی عذاب کرے اور شرک کے معنی غیر خدا کو
شریک کرنا الوہیت میں یعنی جیسے کہ ذات پاک خدا تعالی واجب الوجود ہے یعنے
ذات پاک اسکی اپنے وجود اور بقا میں محتاج غیر نہیں ویساہی غیر خدا کو جاننا جیسے
مجوسی یزدان کو خالق خیر اور اہرمن نام شیطان کو خالق شر اور واجب الوجود
جانتے ہیں یا غیر خدا کو مستحق عبادت کا ماننا جیسا کہ بت پرست بتوں کو
جانتے ہیں یا غیر خدا میں ثابت کرنا ان صفتوں کا جو خدا تعالی کے لیے
خاص ہیں اور خدا تعالی نے اپنے نبی اور پیغمبر جنس انسان سے اپنے بندوں کے
پاس بھیجے خوشی اور ڈر سنانے والے اور بتانے والے دنیا و دین کے کام جنکے
وہ لوگ محتاج ہیں اور خدا تعالی نے نبی اور پیغمبروں کی اظہار دین میں مدد کی
ظاہر معجزوں اور روشن نشانیوں سے جو مفید یقین ہوں اور سب پیغمبر خدا کے
حکم پہونچانے میں سچے ہیں اور انبیا ان سے صادر ہونا گناہ صغیرہ اور کبیرہ کا عمداً
قبل وحی و بعد وحی کے ممنوع لیکن صادر ہونا خلاف اولی کا سہواً و ندرۃً قبل نبوت کے
جائز اور بعد نبوت کے ممنوع ہے اور تھا اللہ تعالی جامع کمالات
وجوبیہ کا اور نہ تھی اسکے ساتھ کوئی چیز چاہا کہ کمالات ربوبیت کے ظاہر کرے پس پہلے
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور اپنی قدرت کے نور سے پیدا کیا اور اس نور سے عالم کو
پیدا کیا اور کرتا ہے اور خالق اعظم جل و علا نے آدمی کو اشرف المخلوقات کیا حتی کہ
حدیث قدسی بلکہ آیۂ قرآنی بھی اسی کی تائید کرتی ہے (فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا) یعنی

۵۱ رسالہ خلاصۃ العقائد مطبوعہ دہلی والی ٹونک سے ۱۳ اس مسئلہ کی خوب تحقیق کی ہے دیکھو ۱۲ صفحہ ۵

پیدائش اور شکل و صورت اللہ کی ایسی ہے جیسا کہ پیدا کیا انسان کو اس پیدائش پر
اور محمد رسول اللہ صلعم کو مکہ سے مسجد اقصے تک لیجانا ظاہر آئی ہے اور یہ کتاب اللہ سے
ثابت ہے اسکا منکر کافر ہے اور وہانسے ملا اعلی کی طرف چڑھنے اور آسمان پر پہونچا نیکا نام
معراج ہے اور یہ احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اسکا منکر مبتدع اور فاسق اور رسوا
یعنی خوار کیا گیا ہے اور اسی اسریٰ کو معراج اور معراج کو اسریٰ کہتے ہیں اور اسکے عجائب
اور غرائب احوال کا جزئیات اخبار آحاد سے ثابت ہے اسکا منکر جاہل اور محروم ہے
اور صحیح یہ ہے کہ یہ دو اسریٰ و معراج کا بیداری میں اسی جسم کے ساتھ تھا یہی متفق علیہ ہے
تو خبردار رہو جیا اور شب معراج میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی کیفیت میں اختلاف ہے
لیکن اکثر علماء متاخرین نے بعد جستجو کرنے احادیث کے اور غور کرنے اور سمجھنے
کنہ دلائل اخبار کے اس معنی پر قرار دیا ہے کہ مانند بینائی آنکھ کے آنحضرت صلعم کے
دل میں قوت دیکھنے کی اللہ جل و علا نے پیدا کی تا آنکھ ساتھ معاونت دل کے
اور دل ساتھ معاونت آنکھ کے دولت دیدار اس تعالیٰ شانہ سے مشرف ہوئے
یہ مسئلہ معراج کا نواب صاحب کے حملہ اول جلد اول قرۃ العیون سے مختصر کر کے نقل کیا
اور رسول اللہ صلعم کے والدین کے ناجی ہونیکے ثبوت میں میرے والد ماجد قدس اللہ
تعالیٰ سرہ نے خصوص نواب صاحب قرۃ العیون میں وہ تحقیق کی کہ اسقدر کسی
نے کی نہیں لیکن آخر میں جو تحقیق لکھی ہے اسکا ملخص یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے والدین
حق میں گفتگو نہ رہی اور یہ مسئلہ ایسا نہیں کہ اسکا جہل یعنی نہ معلوم ہونا مضر ہو
یا قبر میں یا موقف قیامت میں اس سے بازپرس ہو پس اس گفتگو سے باز رہو
نہ کرنا بہتر ہے اور چاریار باصفا کہ خلفا و جانشین محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ

وسلم کے ہین سب اصحاب سے افضل ہین اور ان حضرات چارین ثواباً عند اللہ بزرگی دینی حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالی عنہما کو حضرات ختنین سے زیادت رکھنی ختنین یعنی دونون داماد وسے کہ حضرت کامل الحیاء والایمان عثمان ابن عفان اور اسد اللہ الغالب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہما ہین اور علماے متاخرین کا مذہب ہے کہ ان حضرات مین بعض مختلف امور مین بعض سے افضل ہین اور کہنا چاہیے کہ ذکر صحابہ کا خیر کے ساتھ کرین اور اصحابون کے آپس مین جو جھگڑے کی باتین ہوئی ہین انکو اپنے نفس پر قیاس نکرین ع کار پاکان را قیاس از خود مگیر در نوشتن گرچہ ماند شیر و شیر ٭ آن یکے باشد کہ مردم میخورد ٭ وان دگر باشد کہ مردم را خورد ٭ اور اس قصہ کا مکتوب دیکھنا درست نہین ہے اور اولیا کی کرامت حق ہے اور کوئی ولی نبی کے مرتبہ کو نہین پہونچا اور کوئی بندہ اس مرتبے کو نہین پہونچا کہ اس سے احکام دینی اور شرعی تکلیفین ساقط ہو جائین اور نصوص قرآن و حدیث کا ظاہر پر محمول ہونا ضرور ہے اور اس سے عدول کرنا اور کہنا کہ ظاہر اسکا مراد نہین کفر و الحاد ہے اور زندون کی دعائین مُردون کے لیے اور صدقہ دینے سے مردون کی طرف سے مردون کو نفع پہونچتا ہے اور خدا تعالی اپنے فضل و کرم سے قبول کرنے والا دعاؤن کا ہے اور برلانے والا حاجتون کا ہے اور ہر نیک و بد کے پیچھے نماز جائز ہے اور اعتقاد کرنا چاہیے جواز مسح موزہ کا اور افطار صوم مین تعجیل کرنے کا اور حرام لعینہ کو حلال اور حلال لعینہ کو حرام جاننا کفر ہے اگر اسکی حرمت اور اسکی حلت دلیل قطعی سے ثابت ہو اور کاہن اور منجم کو سچا جاننا اور خدا کی رحمت سے ناامید ہونا اور خدا کے عذاب سے بے خوف ہونا کفر ہے اور کفر چار طرح پر ہے ایک کفر انکار ہے

کہ اللہ تعالی کو دل سے نہ پہچانے اور نہ اقرار کرے جیسے فرقہ دہریہ دوم کفر جحود وہ یہ
کہ خدا تعالی کو دل سے پہچانے مگر اقرار زبان سے نہ کرے جیسے ابلیس اور کفر
نفاق وہ ہے کہ خدا تعالی کو دل سے پہچانے اور زبان سے اقرار کرے لیکن فرمانبرداری
نکرے روضۃ الاحباب و طریقہ محمدیہ اور فتوحات آلیہ میں ہے اسکا خلاصہ یہ
کہ کفر کے معنی ایمان نہ لانا اس کسی کا کہ شان اسکی سے ہے ایمان لانا جن یا انسان
اور وہ تین قسم ہے کفر جہلی کہ پیدا ہوتا ہے جہل سے ساتھ حق جل و علا کے دوسرے جحودی
اور عنادی یعنی دیدہ و دانستہ انکار کرنا اور حق کو دل سے پہچاننے کے بسبب عناد کے
زبان سے اسکا منکر ہونا جیسے کفر فرعون اور اسکی قوم اور ابو جہل کا اور سبب انکا
استکبار ہے اور ڈر ہے ریاست نملنے کا اشل کفر ہرقل کے اور زمعۃ و رجالہ کا تیسرا
کفر حکمی وہ کہ جسکو مقرر کی ہے شرع نے علامت تکذیب کی مانند ہلکا سمجھنے اس
چیز کے کہ واجب ہے اسکی تعظیم کرنی تحصیل جلد اول قرۃ العیون بیان اقسام
کفر اور ایمان درمیان بیم و امید کے ہے مقدمہ مجتہد جو قرآن اور حدیث میں
اپنی فکر اور رائے سے اجتہاد کرکے مسئلہ نکالتا ہے حق و صواب کرتا ہے اور کبھی
خطا بھی کرتا ہے اور اس خطا میں وہ معذور ہے اور غیر مجتہد کو تابع ہونا مطلق مجتہد
عدل کا عام اس سے کہ معین ہو یا غیر معین فرض ہے اور تابع ہونا مجتہد عدل معین کا
واجب ہے اور بعض مستحب کہتے ہیں تو موافقت ان دونوں میں اسطور پر ہے کہ جو شخص
عالم علم حدیث کا چاروں مذاہب کے ماخذ اور اصول میں واقف ہو کلام اللہ کی
آیات منسوخہ و غیر منسوخہ اور معانی میں انکے بخوبی مطلع ہو اور معرفت ضعف و صحت
حدیث میں بہرہ تام رکھتا ہو کیفیت رواۃ سے خوب آگاہ ہو بہت احادیث اسکو

مستفید ہون اکثر کتابین احادیث کی اُسکے مطالعہ سے گذری ہون اُسکو تقلید
مذہب معین کی کرنی مستحب ہی اور جس شخص مین ایسے شرائط متحقق نہون اُسکے
حق مین تقلید واجب ہی اور اجماع ہی اہل سنت وجماعت کا اسپر کہ صرف چار ائمہ کے
مذہب کی تقلید کرے کہ ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی اور احمد بن حنبل ہین جنہون نے
مقرر کیے قواعد اصول مسائل ہین کے اور وضع کیے مسائل اپنے اپنے موضع
اور موقع پر اور نہین پایا گیا مثل اُسکے اور ون کے مذہب مین اتنا نسب
نہو منتقل ہین اُنکے اور ہمارے ائمہ یعنی امام اعظم اور اُنکے اصحاب جسپر متفق ہوگئے
اُس روایت مین جو ظاہر الروایۃ ہی مفتی اُسکا فتویٰ دے یقیناً اور جسمین ہمارے
ائمہ مختلف ہین تو اُس قول کی پیروی ہم لوگون پر لازم ہی جسکو ترجیح دینے والے
اور تصحیح کرنے والے علما نے ترجیح دی ہو اور تصحیح کی ہو ان علامات سے جو کتب فقہ
مین مذکور ہین اور اگر اصلا ترجیح نہوئی یا ترجیح مین اختلاف ہوا یا تمیز کرنیوالے کے
طرف رجوع کرنا دشوار ہو مثلاً وہ شہر بعید مین ہی تو مضبوط اور محکم ترتیب یہی کہ
فتویٰ دیا جائے امام اعظم کے قول پر پھر وہ اگر امام کا قول نہو تو امام ابو یوسف
پھر امام محمد پھر زفر اور حسن بن زیاد کے قول پر فتویٰ دیا جائے اور حکم تلفیق یعنے
ملا جلا چند مذاہب سے ایک حکم مرکب کرنا بالاجماع باطل ہی مثلاً وضو مین سر کے ایک
بال کا مسح کیا بموجب مذہب شافعی کے پھر مقتدی ہوکر نماز پڑھی فاتحہ چھوڑ کے
بموجب مذہب حنفی کے پس شافعی مذہب پر نماز نہوئی اسلیے کہ اُسکے نزدیک
فاتحہ پڑھنا فرض تھا سو ترک کیا اور حنفی مذہب پر نماز نہوئی اسلیے کہ اُسکے
نزدیک چوتھائی سر کا مسح فرض تھا اُسے ترک کیا اور حالت ضرورت مین قدرے کے

حنفی کو حالت ضرورت مین شلاً شافعی کی
تقلید کرنی ایک مسئلۂ خاص مین جائز ہے شافعی کے قول پر عمل کرنے سے
باوجود باقی رہنے کے اپنے امام کی متابعت پر اُس مسئلہ مین اور باقی رہنا اپنے
مذہب پر کا یہ مطلب ہے کہ اگر زمانۂ آیندہ مین ویسی صورت جسپر عمل کر چکا ہے پیش آویگی
تو اپنے امام کے مذہب پر عمل کریگا اور جب حنفی شلاً شافعی کی تقلید کرے
مسئلۂ خاص مین تو اُس مسئلہ کے جمیع متعلقات مین مذہب شافعی کی رعایت کرے
تاکہ تلفیق باطل لازم نہ آوے اور حقیقت مذہب سے نکلنے کی نگاہ ہوتی ہے اُس مسئلۂ
خاص مین جسمین پیروی اور عمل کر چکا ہو اور نکل جانا بھی بعد عمل کرنیکے ایک
مذہب سے جب بُرا ہے کہ بہ نیت اہانت یا واسطے کسی کی حق تلفی کے یا بطور لہو کے ہو
اور اگر واسطے احتیاط کے یا کسی ضرورت سے ہو تو بُرا نہیں اور شامی مین ہے کہ اگر کوئی
کوشش اور تحقیق کرکے اپنے مذہب سے نکلا تو اجر پاویگا لیکن یہ حکم تو محقق و اہل علم
و نظر کے لیے ہے اور عوام الناس کا شیوہ تو یہی ہے کہ مفتی دیندار سے پوچھکے بہ نیت
اتباع رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کے عمل کرتا رہے اور ایک مذہب جاری
نہین ہوتا تمام حدیثون شرح کو شامی مین قول شیخ ابن ہمام رح کا ہے کہ بنا برین
جب فتوی پوچھا دو مجتہدون سے اور انھون نے مختلف بتلایا تو اولی یہ ہے کہ عمل
کرے اُسپر جسپر اُسکا دل میل کرے اور اگر بدون میل کے عمل کرے تو بھی جائز ہے
کیونکہ اُسکا میل اور بے میل برابر ہے اور معالم التنزیل مین آیۂ آیندہ کی تفسیر کا
خلاصہ یہ ہے کہ جب حضرت صلعم آیہ اتخذوا احبارہم و رہبانہم ارباباً من دون اللہ
الخ تلاوت فرمانے لگے عدی بن حاتم نے عرض کی کہ احبار یعنی مولویوں اور رہبان

یعنی مشایخ اور درویشوں کو ہمنے رب نہیں پکڑا تھا آپ صلعم نے فرمایا کہ وے اللہ کے
حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں کر لیتے تھے اور تم اسکو بے تحقیق نہیں مان لیتے تھے
ہمنے عرض کی یوں ہی ہے فرمایا یہی ہے عبادت انکی پس قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ کی
تفسیر مظہری کا خلاصہ یہ ہے کہ جب معلوم ہو جاوے حدیث مرفوع نبی صلعم سے
بشرطیکہ نہ معارض ہو اسکو کوئی حدیث اور نہ وہ منسوخ ہو اور فتوی کسی امام کا
خلاف اسکے ہو جو قیاس سے کیا ہو نہ حدیث پر تمسک کرکے تو وہیں عمل حدیث پر کرے
تو اسوقت واجب ہے عمل کرنا اس حدیث ثابت پر تاکہ نہ لازم ہو جائے رب ٹھہرانا
بعض کا بعض کو سوائے اللہ تعالی کے اور تقلید مذہب کی اسکو مانع ہوگی نہ ٹوٹیگی
اور اگر وہ حدیث ان شرطوں کے خلاف ہوگی تو امام کے قول کو ترک کرنے اور اس
حدیث پر عمل کرنے سے لازم ہوگا عمل خلاف اجماع کے الخ حصہ پنجم جلد اول قرۃ العیون
واقعات سال نہم پادشاہوں کے علمائے سوء کے الخ اور یہی حاصل شامی کا مقدمہ میں بھی ہے
اور سفر السعادت کی شرح شیخ میں لکھا ہے کہ اصحاب امام ابی حنیفہ رح کے سب متفق ہیں
اس بات پر کہ کسی کے بے دلیل قول کے مخالف حدیث کو ضعیف ہو وے ہے ملخصًا
اور یہ سب مسائل شامی کے مقدمہ میں ہیں اور فقہ دریافت کرنا اور علم ہے لیکن لفظ یہ
مخصوص ہے ساتھ علم معرفت احکام شریعت کے اور اصول فقہ کتاب اور سنت
اور اجماع اور قیاس ہے اور اجماع کے معنے لغت میں عزم کے ہیں اور یہ ایک سے بھی
ہو سکتا ہے اور دوسرے معنی اتفاق کے بھی ہیں اور یہ متصور نہیں ہوتا مگر دو یا زیادہ سے
اور شریعت میں اجماع کہتے ہیں مجتہدین اس امت کے اتفاق کو دین کے ایک یا کئی
کاموں پر اعتقادی ہو یا قولی یا فعلی یا جبکہ مطابق ہو جاویں بعضے اعتقاد پر اور بعضے

قول یا فعل پر ایسے قول یا فعل کہ دلالت کرتے ہون اعتقاد پر اور اگر مجتہدین مقلدین
تو اجماع مین شرط ہی مجتمع ہونا سب کا اور مخالف ہونا ایک کا مانند مخالف ہونے اکثر کے ہے
اور اہل اجماع وہ ہین کہ ہو ہر ایک اُنمین کا مجتہد صالح اور نہ ہو اُسمین خواہش نفس اور
فسق یعنی ترک امر حق اور کار بد کرنا الخ ملخصاً منار حصہ اول جلد اول قرۃ العیون
بیان ولادت صلعم اور فرض وہ ہی جسکا ثبوت اور ثبوت کی مراد قطعی یعنی بے شبہ ہو
منکر اُسکا کافر ہے اور قبول کرنے کے بعد اُسکا ترک کرنا مفسد عمل ہے اور جائز نہین اور
حرام ہے دنیا مین اور عذاب ہے عقبی مین قطعاً و یقیناً اگر اپنے کرم سے خدا تعالی
اگر چاہے تو بخشدے اور واجب وہ ہی جسکا ثبوت قطعی مگر مراد ظنی یعنی گمان سے ہو
یا جسکا ثبوت ظنی اور مراد قطعی ہو یا جس فعل پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
مواظبت کی ہو اور حصول وجوب کا منکر کافر ہے اگر ضروریات دین سے ہو اور خبر متواتر سے
ثابت ہو ورنہ فاسق اور گمراہ ہے اور اعتقاد اور قبول کرنیکے بعد اُسکا ترک کرنا مفسد
عمل نہین لیکن مکروہ تحریمی ہے دنیا مین اور ظن غالب ہے کہ عذاب ہو عقبی مین اگر
سہواً ترک ہوا ہو تو سجدہ سہو واجب ہے اور اگر قوی ہو دلیل ظنی حتی کہ قریب قطعی کے
ہو جائے تو اُسے فرض عملی کہتے ہین اُسپر عمل کرنا فرض ہے اعتقاد فرض نہین
اور بسبب ظنی ہونے دلیل کے واجب کہتے ہین پس واجب فرض عملی کو بھی شامل ہے
اور فرض عملی واجب کی دونون قسمون سے قوی تر اور فرض کی دونون قسم سے
ضعیف تر ہے اور اُسکے فوت ہو جانے سے عمل کی صحت فوت ہو جاتی ہے اور مثل واجب کے
اُسکا منکر بھی فاسق ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا آپ کے بعد خلفاء
راشدین نے جس فعل پر مواظبت کی اور گاہے بے عذر ترک بھی کیا وہ سنت ہے

اور وہ دو طرح پر ہے ایک سنت ہدیٰ جسکو قبول کرنیکے بعد عمداً ترک کرنے سے ثواب
میں نقصان اور اساءت یعنی برا کرنے کا موجب ہے اور اساءت میں ملامت مکروہ
تحریمی سے کم اور تنزیہی سے زیادہ ہے ایسا شخص تادیب کیا جائے اور ملامت اسپر عتاب
ہوگا آخرت میں اور بر سبیل اصرار کے بے عذر اسکے ترک کی عادت کرنی مکروہ تحریمی
اور ایسا ترک کرنے والا گنہگار ہے اسے قتل کرنا چاہیے اور قسم دوم سنت زائدہ
اسکا ترک موجب گنہگاری اور کراہت نہیں مثلاً سیرتین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
لباس اور نشست و برخاست میں اور نفل اور تطوع اور مستحب اور مندوب وہ
فعل ہے جسپر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مواظبت نہ کی ہو یا کسی فعل کی رغبت
دلائی ہو اور اسکے بعد اسے خود نہ کیا ہو یا جسکو سلف نے پسند کیا ہو اور اطلاق
مستحب کا کبھی سنت غیر موکدہ پر آتا ہے منکر اسکا نہ کافر ہے نہ فاسق نہ مبتدع ہے
نہ گنہگار اور ترک اسکا خلاف اولیٰ ہے اور نہ ترک کرنیوالا ثواب سے محروم اور کرنیوالا
ثواب عظیم سے فیروزمند اور مشہور اور صلاحیت میں مشہور ہو اور ردالمحتار
شامی میں لکھا ہے کہ خلاف اولیٰ عام ہے پس کل مکروہ تنزیہی خلاف اولیٰ ہے اور خلاف
اولیٰ مکروہ تنزیہی نہیں اور سنت زائدہ اور نفل از روئے حکم کے ایک ہیں یعنی ترک
دونوں کا مکروہ نہیں اور فرق یہ ہے کہ نفل عبادت ہے اس سبب سے کہ آپکا کوئی فعل
عبادت ہو خواہ عادت بہ نیت اخلاص سے خالی نہ تھا اور سنت زائدہ عادت ہے اسکے
یہ معنی کہ آپنے انہیں اسقدر کثرت کی کہ وہ بمنزلہ عادت کے ہو گئیں پس عادت بھی عبادت
ٹھہری اگرچہ اُسے عادت کہتے ہیں کتاب الطہارۃ قصد کیجئے طہارت
نماز کا پڑھنا آدمی کو کافر نہیں کر دیتا یہی قول صحیح ہے اور یہی ظاہر مذہب ہے کیونکہ

فقہا نے فرمایا کہ اگر ستر روایتین متفق پائی جاوین ایک مومن کے کفر پر اور ایک روایت
عدم تکفیر کی گو وہ ضعیف ہو تو مفتی اور قاضی اُسی ضعیف روایت پر عمل کرے طحطاوی
جیسے غیر قبلہ کی طرف یا نجس کپڑے کے ساتھ نماز کا پڑھنا کافر نہین کر دیتا اور
تینون صورتون مین کافر نہین ہوتا اس شرط سے کہ ان تینون فعلون کو حلال سمجھتا
نہ دین کو خفیف جانتا ہو اور شرع مین طہارت پاک صاف ہونا ہے نجاست حکمی یا حقیقی سے
اور طہارت کے واجب ہونیکا سبب حدث اور جنابت ہے یا واجب ہونیکا سبب وجوب
ہوتا ہے نماز کا یا ارادہ کرنا اُس فعل کا جو حلال نہین بغیر طہارت کے اور نماز نفل بھی
دوسرے قول مین داخل ہے لیکن جو شخص نماز نفل پڑھنے کا ارادہ کرتا ہے اسپر طہارت واجب
ہوتی ہے پھر جبکہ یہ ارادہ ترک کرتا ہے تب طہارت بھی ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے
اور شرطین واجب ہونیکی طہارت کی مسلمان ہونا اور مکلف ہونا اور قادر ہونا پاک
کرنیوالی خاک اور پانی کافی کے استعمال پر اور حدث کا ہونا اور نہ پایا جانا منع کرنیوالا
طہارت کا حیض اور نفاس اور حدث سے غیر معذور کے حق مین اور وقت
تنگ ہونا اور صحت طہارت کی شرط تمام ظاہر جلد پر پاک کرنیوالی چیز کا گذرنا اور
نہ پایا جانا منع کرنیوالا طہارت کا وجوب طہارت کی بھی شرط ہے اور صحت طہارت
کی بھی اور طہارت کا رکن دھونا اور مسح کرنا اور نجاست کا زائل ہو جانا لیکن دھوکے
نچوڑنا اور خشک کرنا طہارت کی شرطین ہین اور طہارت کا آلہ یعنی جس سے طہارت
حاصل ہو وہ پانی اور خاک پاک کرنیوالی ہے اور مانند اُنکے چنانچہ زمین کا خشک
ہونا اور موزہ رگڑنا جیسا کہ ذکر اسکا آگے آویگا ارکان وضو کے یہ ہین
پیشانی کے شروع سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور دونون کانون کی دونون لو تک

پورے چہرے اور کہنیون اور ٹخنون تک دونون پورے ہاتھ اور پاؤن پر ایکبار پانی
جاری ہونا ٹپکنے کے ساتھ اور اقل مرتبہ ٹپکنے کا دو قطرے ہین پس اگر تیل کے
مانند پانی چپڑ لیا تو جائز نہوگا اور کہنیان اور ٹخنے دھونے مین داخل ہین بنا بر
ظاہر مذہب کے اور سر کے چہارم مقدار کا ایکبار مسح ہونا اور مسح عضو کو تر ہونا پانی سے
خواہ بارش کا پانی لگجائے یا تازہ پانی سے تر کیا ہوا ہاتھ پھیرے اور اگر ڈاڑھی
اسقدر گھنی ہو کہ جلد نظر نہ آئے تو جسقدر ڈاڑھی کے بال رخسارہ سے اور ٹھڈی سے
ملے ہوئے ہون متفقی بہ یہ کہ انکو تمام دھونا فرض عملی اور اُسکے نیچے کا دھونا ساقط ہے
اور بال اور ناخن مونڈنے اور تراشنے اور کھال اُکھاڑنے سے نہ دوبارہ وضو کرنا
ضروری ہے نہ اُس محل کا تر کرنا اور اسی طرح اگر وضو کرنیوالے کے اعضاء وضو پر زخم ہو
مثلاً پھوڑا اور اُسپر کھال ہو اور اُسنے وضو کیا اور اُس کھال پر پانی بہایا
پھر کھال کو نوچ ڈالا تو اُس شخص پر کھال کے نیچے کا دھونا لازم نہین اگرچہ اُسکے
نوچنے سے درد نہو ـــــ سنتین وضو کی اللہ تعالیٰ کی جس طاعت کے لیے
وضو کرتا ہو اُسکے لیے وضو کا قصد کرنا اور زبان سے بسم اللہ والحمد للہ کہنے
اور دونون ہاتھ پہونچون تک دھونیکے ساتھ وضو شروع کرنا اور بلاغ المبین مین
شروع بسم اللہ کہنے کے بیان مین لکھا ہے کہ واجب ہے ہر مکلف پر یہ کہ بسم اللہ جسوقت
یاد آوے کہلے لیکن کہنیون تک ہاتھ دھونیکے ساتھ انکا دھونا دوسری بار بھی
سنت ہے پھر وضو کے لیے وقت مضمضہ کے مسواک تازہ پانی سے دھو دھو کے استعمال
کرنی یہان تک کہ بو اور دانتون کی زردی زائل ہونیکے ساتھ قلب مطمئن ہو اور
علیحدہ علیحدہ تین تین مرتبہ اور ہر مرتبہ تازہ پانی سے پہلے منھ پھر ناک کے اندر دھونا

اور امام مالک موطا مین فرماتے ہین کہ اگر ایک چلو سے منہ مین اور ناک مین پانی
ڈالے تو مضائقہ نہین اور ایسا ہی امام ابی حنیفہ رحمہ سے شمنی نے بواسطہ ظہیریہ کے
نقل کیا چنانچہ محلی شرح موطا مین ذکر کیا اور چہرہ تین مرتبہ دھونیکے بعد داڑھی کے
نیچے لٹکتی ہوئی ڈاڑھی کے بالون مین ایک چلو پانی ٹھوڑی کے نیچے سے دینے سے
خلال کرنا اور یہ خلال داہنے ہاتھ سے کرے اور یہ ظاہر ہے اور اُسکے ظاہر کا مسح کرنا
اور انگلیون کا خلال کرنا اور دونون پانؤن کی انگلیون کو مالش کرنا چھنگلی سے
تین تین مرتبہ اور انگلیون مین خلال کرنا اُسکے اندر پانی داخل ہونیکے بعد سنت ہے
اور سارے پورے سر کا ایک پانی سے مسح کرنا اور مسح سر کے بقیہ پانی سے دونون
کانون کا بھی ساتھ مسح کرنا اگر ہاتھ سر سے جدا نہ کیا ہو اور تری باقی ہو لیکن شیخ
عبد الوہاب شعرانی مسح سر کے پانی سے کانون کے مسح کرنیکی حدیث کو رخصت
اور جواز پر محمول کرتے ہین اور نیا پانی لینے کی حدیث کو عزیمت اور احتیاط پر محمول
فرماتے ہین پس اختیار کرنا عزیمت اور احتیاط کا بہتر اور علحدہ پانی لینا خوب ہے
حاشیہ بلوغ المرام مترجم اور کیفیت مسح سر کی مسنون یون ہے کہ کف دست و انگلیان
مقدم سر پر رکھکے گدی تک کھینچ لیجائے پھر پھیر لاوے اُس مکان تک جہان سے
مسح شروع کیا تھا اور دونون کانون کے باطن کا دونون مسبحہ سے اور ظاہر کا دونون
انگوٹھون سے مسح کرے اور ترتیب سے وضو کرنا اور اپنے اعضاے وضو پے در پے دھونے
یعنی افعال وضو کے درمیان مین اسقدر تاخیر نہ کرنی کہ دھویا ہوا ایک عضو خشک
ہوجاوے حقیقت مین یا بقدر اُسکے بدن اور ہوا اعتدال پر رہنے اور عذر نہونیکی
حالت مین اور وضو کے مانند تیمم کے افعال اور اگر عذر نہو تو غسل کے افعال مین بھی

پیالی کرنے مسنون ہین اور دھوئے جانے والے اعضا کو تر کرنا اور ہر ایک عضو
استیعاب کے ساتھ یعنی پورا دھونا پہلے فرض اور دوبارہ اور سہ بارہ سنت موکدہ ہے
اور چہرہ دھونے کی ابتدا اوپر سے کرنی اور سر کا مسح مقدم سر سے شروع کرنا اور ہاتھ پاؤن کا
دھونا انگلیون کے سرون سے شروع کرنا اور بے حاجت تین مرتبہ سے نہ کم نہ زیادہ
پانی خرچ کرنا اور سنن وضو کئی طور پر ہین ایک قبل اسکے اور اسی مین شمار کیا گیا ہے
کلوخ سے استنجا کرنا اور ایک اسکی ابتدا مین اور اسی مین شمار کیا گیا ہے پانی سے
استنجا کرنا اور ایک اثنا وضو مین اور بلاغ المبین مین ایک وضو سے کئی نماز مین
پڑھنے کے بیان مین لکھا ہے کہ ہر نماز کے لیے تازہ وضو کرنا پہلے حضرت صلعم پر
فرض تھا پھر منسوخ ہوا لیکن عزیمت جانکر ہر نماز کے لیے تازہ وضو کر لینے مستحبات
وضو کے داہنی طرف سے شروع کرنا ہاتھ پاؤن کے دھونے مین اور داہنے کا مقدم کرنا
مستحب ہے اگرچہ تیمم کرنے یا جراحت پر مسح کرنے مین ہو اور دونون کانون کے
مسح مین اور دونون رخسارون کے دھونے مین داہنے کو مقدم کرنا مستحب نہین لیکن
اگر ایک ہی ہاتھ ہے یا ایک ہاتھ مین زخم ہے کہ ساتھ ہی دونون کانون کا مسح نہین کر سکتا
تو البتہ داہنے کان کو تقدیم ہو اور انگلیون کی پشت سے گردن کا مسح کرنا اگر تری
باقی ہو ورنہ پھر تر کر لے آداب وضو کے وضو کرنیکے لیے عرصہ کعبہ کے مقابل بیٹھنا
اور جائے پاک مین وضو کرنا اور تقاطر سے کپڑون کو بچانا اور اگر عذر نہو تو وقت کے قبل
وضو کرنا اور نیت کو زبان سے بھی تلفظ کرنا اور ہر عضو دھونے اور مسح کرنے کے ساتھ بسم اللہ
کہنا اور وضو کرنیکے پانی کا ظرف مٹی کا ہونا اور آفتابہ وضو کو بائین طرف رکھنا
و اگر بڑا برتن طشت وغیرہ کے مانند ہو تو اسکو داہنی طرف رکھنا اور دھونے کی حالت مین

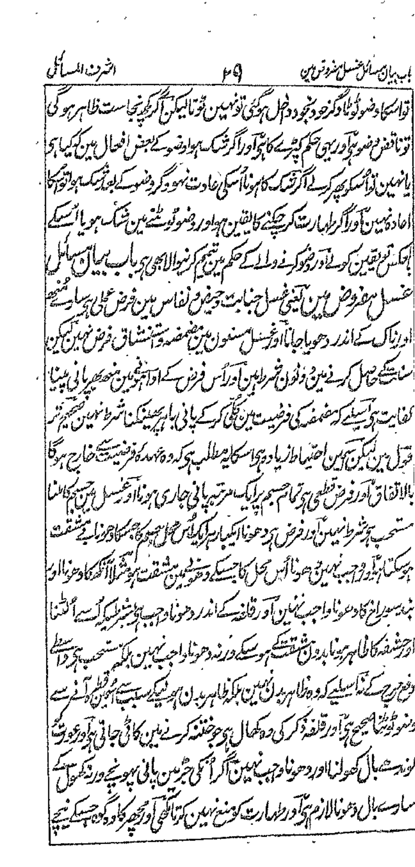
دستہ کوزہ پر ہاتھ رکھنا اور جمیع افعال وضو کے ساتھ نیت ہونی اور اعضائے وضو پر
پانی کا طمانچہ نہ مارنا اور حالت وضو مین انگوٹھی پھیر لینی اگر اُسکے نیچے پانی کا پہونچنا
معلوم ہوگیا ہو ورنہ معلوم ہو تو پھیر لینی فرض ہے اور یہی حال چھلے کا ہے اور یہی حال بالی کا ہے
غسل مین اور بلاغ المبین سے شرمگاہ پر پانی چھڑکنے کے بیان مین احادیث سے
ملخص کرکے مین نے لکھا کہ جب وضو سے فارغ ہو تب پانی اپنی ستر اور پائجامہ پر چھڑکے
اپنے نفس سے وسواس کو دفع کرنے کو اور جب تری معلوم ہو تو کہے اُسی پانی کی ہے
پھر غافل ہو جائے اور جس کپڑے سے موضع استنجا پونچھا ہو اُس سے اعضائے وضو نہ پونچھنا اور
دوسرے کپڑے سے پونچھنا مضائقہ نہیں اور ترک افضل ہے اور لائق یہ ہے کہ پونچھنے مین مبالغہ
نہ کرے تا کہ وضو کرنیوالے کے اعضا پر وضو کا اثر باقی رہے اور فعل مکروہ کو ترک کرنا
اور اپنی شرمگاہ کو نہ دیکھنا اور وضو کرنیکی حالت مین کلام دنیا نہ کرنا مگر جس حاجت سے
جو فوت ہوتی ہو اور کانون کا مسح کرنیکے وقت چھنگلیا پانی سے تر کانون کے سوراخ مین
داخل کرنی اور ابتدا مین مسواک ایک بالشت طویل تقریباً اور پرکار بقدر انگلی کے
تخمیناً نسائی اور ترمذی مین ابی سلمہ سے روایت ہے کہ زید بن خالد جہنی جب مسجد مین
حاضر ہوتے نماز کے لیے تو قلم رکھنے کی جگہ کانون پر اُنکے مسواک ہوتی اُسے
استعمال کرکے پھر وہین رکھ لیتے کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن صحیح ہے ملخصاً عند ہر نماز کی
ابتدا مین خواہ نماز فرض ہو خواہ سنت جب تک اُسے نہ کر لیتے نماز شروع نہ کرتے اور اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ مسواک اسقدر موٹی اور لمبی چاہیے کہ کان پر قلم کی طرح بخوبی آسکے
بلاغ المبین فصل مسواک کے بیان مین اور کیفیت اُسکے گرفت کی یون ہے کہ داہنے ہاتھ کی
چھنگلی مسواک کے نیچے اور انگوٹھا اُسکے سر کے نیچے اور باقی انگلیان اوپر رکھنی اور

داہنی طرف پھیرا کرے بالطرف اوپر اور اسی طرح نیچے دانتوں کے عرض میں تین تین دفعہ
اور ہر دفعہ دھو کے استعمال کرنی اور اسی طرح تین بار استعمال کرنی اور ہر بار دھونی
اور زبان کی طہارت میں بھی استعمال کرنی اور نماز پڑھنے کے لیے مسواک استعمال کرنی
مستحب ہے اور داہنے ہاتھ سے منہ اور ناک کے اندر پانی ڈالنا اور بائیں ہاتھ سے
ناک چھنکنی اور امورات وضو میں بنفس خود قیام کرنا اور سب عضو دھونے اور مسح کرنے کے
سوا کام میں دوسرے سے مدد لینی بھی جائز ہے اور چہرہ پر پانی جاری کرنے کی حالت میں چہرہ کا
اور ہاتھ پیر دھونے میں ابتدا کرنی پیشانی اور کہنی اور ٹخنوں کے اوپر اور اپنے داہنے ہاتھ سے
ابریق کا دستہ پکڑ کے پانی ڈالنا اور بائیں ہاتھ سے دونوں پاؤں دھونے اور کیفیت
پاؤں کی انگلیوں کے خلال کی یوں ہے کہ بائیں ہاتھ کی چھنگلی داہنے پاؤں کی چھنگلی کے
نیچے سے اوپر کی طرف فرجہ میں داخل کر کے ملنا شروع کرے اور بائیں پاؤں کی چھنگلی پر
ختم کرے اور حصن حصین میں لکھا ہے کہ اثنائے وضو میں پڑھے اللّٰهم اغفر لي ذنبي
ووسع لي في داري وبارك لي في رزقي نسائي وابن سني والیضا مسلم سے لکھا ہے کہ اور
بعد وضو تمام ہونے کے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے شہادتین یعنی اشهد ان لا اله
الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله پڑھے
اور وضو کے بعد اسکا بچا ہوا پانی جسقدر چاہیے پینا آب زمزم کے پینے کی طرح کھڑے ہو کر
فصل مکروہات وضو کے سب [illegible] اپنے ہاتھ سے [illegible] اور [illegible]
بائیں ہاتھ سے [illegible] پانی ڈالنا اور تین مرتبہ سے کم یا اس سے زیادہ پانی خرچ کرنا
مگر ایک مرتبہ مکروہ نہیں ہے بشرطیکہ تین مرتبہ سے کم یا زیادہ پانی خرچ کرنے کو سنت نہ
اعتقاد کرے اور اگر اصرار کے ساتھ اسپر عادت کرے تو مکروہ تحریمی ہے اگرچہ تین مرتبہ

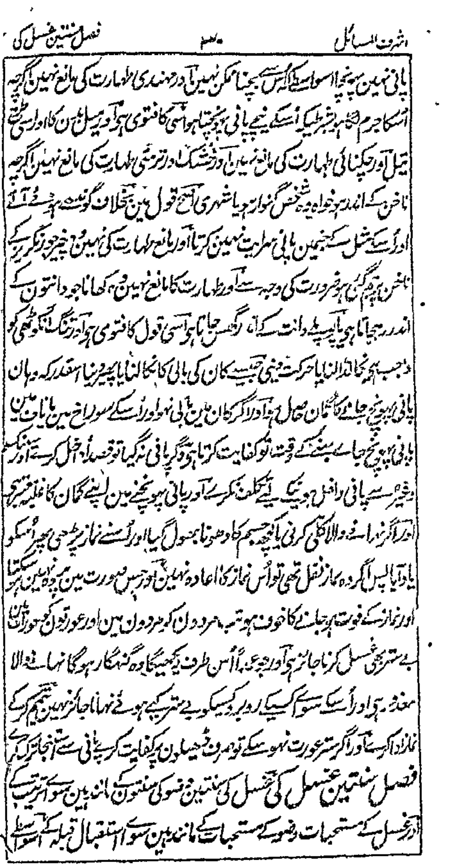
دھونے کو سنت اعتقاد کرتا ہو اور اگر حاجت ہو تو مکروہ نہیں اور آب جاری میں بے
حاجت اُس سے زیادہ پانی خرچ کرنا اور وضو کرنے کے منھ پر پانی کا طپانچہ مارنا اور فعل
مندوب کو ترک کرنا مکروہ تنزیہی ہے فصل منہیات وضو کے نجس جگہ اور مسجد میں
وضو کرنا اور تھوک اور رینٹ پانی میں ڈالنا فصل بدعات وضو کے حلقوم پر مسح کرنا
اور کہنی کی طرف سے ہاتھ دھونا پیر پر پانی جاری کرنا اور تین مرتبہ سارے سر کا مسح کرنا اور ہر مرتبہ نئے پانی
استعمال کرنا فصل نواقض وضو کے صاحب وضو زندہ کی دبر سے ہر چیز نکلنے والی ظاہر
ہوئی لیکن جس ہوا کو وہ جانتا ہے کہ اوپر سے نہیں اتری اُس سے وضو نہیں ٹوٹتا
کیونکہ یہ تو عضو کا پھڑکنا ہے اور ہر شے نکلنے والی اسکے قبل سے ظاہر ہوئی اور اُس راہ سے
ہوا کا نکلنا وضو کا توڑنے والا نہیں لیکن جس عورت کی دونوں راہوں میں کا پردہ پھٹ کے
ایک راہ ہو گئی ہو تو اُس ہوا کے نکلنے سے اُسکو وضو کرنا واجب ہے اگر اُسمیں بو ہو
ورنہ مستحب ہے اور سوا ان دونوں راہوں کے سر زخم سے صرف نجاست نکلکے بہجائے
اُس مقام تک جسکا دھونا یا مسح کرنا غسل یا وضو میں واجب یا مندوب ہے اگرچہ بالفعل
نہ بہے بلکہ بہنے کی لیاقت اور قابلیت رکھتی ہو اور جو خون وغیرہ زخم اور پھوڑے وغیرہ سے
نکالا گیا ہو اور نچوڑنے سے یا آپ سے نکلا دونوں برابر ہیں وضو ٹوٹنے کے حکم میں اور
ناقض وضو قے ہے منہ بھر کے اور قے مذکور صفرا سے ہو یا سودا سے یا کھانے کی یا پانی کی
جبکہ کھائی یا پی ہوئی چیز معدہ تک پہونچ گئی ہو اگرچہ اُسمیں نہ ٹھہری ہو فوراً گر پڑی ہو
اور قے مذکور نجس مغلظہ ہے اگرچہ شیر خوار بچہ نے دودھ پی کے فوراً قے کی ہو نجاست کے ساتھ
ملجانے سے اور کیچوے اور بہت سے کیڑوں کی قے ناقض نہیں بسبب پاک ہونے ہر واحد کی
ذات کے اور جسقدر کہ اسپر نجاست ہے وہ قلیل ہے منہ بھر نہیں جیسے سوتے آدمی کی رال

ناقض نہیں اسلیے کہ وہ پاک ہی ہر طرح لیکن میت کی رال نجس ہی اور پیٹ سے صعود کیے ہوئے
خون بستہ کی قی بالاتفاق ناقض نہیں جبتک منہ بھر نہ ہو اگر روان ہو تو ناقض ہی
اور سر سے اُترے ہوئے خون بستہ کی قی بالاتفاق ناقض نہیں مگر روان ہو تو بالاتفاق
ناقض ہی اور نہیں توڑتی وضو کو بلغم کی قی مطلقاً بلغم خواہ سر سے اوترا ہو بالاتفاق خواہ
پیٹ سے صعود کیا ہو بنابر قول معتمد کے منہ بھر ہو یا کم اُسکے ساتھ کھانا ملا ہو یا نہ ملا ہو
و اگر بلغم اور طعام دونون برابر ہون تو ہر ایک کا اعتبار جدا جدا ہی یعنی اگر طعام بقدر
منہ بھر ہی کے ہی تو ناقض ہی ورنہ ناقض نہیں اور وضو کو توڑتا ہی وہ پتلا خون یا پیپ کہ منہ کا
جو تھوک پر غالب ہو و گر برابر ہو تو بھی ناقض ہی احتیاطاً اور تھوک کا سرخ ہونا علامت ہی
خون کے غلبے کی یا برابر ہونے کی اور زرد ہونا علامت ہی مغلوب ہونے کی اور پیپ خون کے
مانند ہی وضو توڑنے کے حکم مین اور خون اور پیپ کا زیادت سے ملنا تھوک کے ملنے کے
برابر ہی وضو توٹنے کے حکم مین اور اگر ایک مجلس سے چند بار تھوڑی تھوڑی قی آئی اور
جمع کرنے سے بڑی دہن کو پہنچتی ہی تو وضو کی توڑنے والی ہی یہی قول صحیح تر ہی
اور نیند اور بیہوشی اور ریح کے سوا جو چیز وضو کی توڑنے والی ہی وہ نجس ہی مثلاً منہ بھر قی
اور جو چیز وضو کی توڑنے والی نہیں ہی کسی طرح مثلاً تھوڑی قی اور تھوڑا خون وہ
نجس نہیں کپڑے وغیرہ خشک چیزون کے لیے لیکن اگر مائعات مین یعنی پانی وغیرہ
بہنے والی چیزون مین ملجائے تو اُسے نجس جانیے بخلاف عین شراب کی تھوڑی قی کے
کہ وہ حدث نہیں لیکن نجس ہی بسبب اُسکی اصل نجس ہونے کے اور بیہوشی اور غشی اور جنون
اور نشا غالب ہونا اسکی حد یہ ہی کہ اکثر کلام بیہودہ نکلین اور کسی چیز کے سہارے سے
سونا اس طرح کہ اگر وہ ہٹالیجائے تو سونے والا گر پڑے اور حالت جاگنے مین یا نیم

یا عورت نمازی کا سہواً بھی قہقہہ یعنی وہ ہنسنا ناقض وضو ہے جسے پاس والے بھی سنیں اگر
لڑکے اور سوتے ہوئے آدمی کا قہقہہ وضو کو نہیں توڑتا بلکہ دونوں کی صرف رکوع والی
نماز کو توڑتا ہے اسی قول کا فتویٰ ہے اور نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت میں قہقہہ سے بالغ کا
وضو نہیں ٹوٹتا لیکن وہ نماز اور سجدہ ٹوٹ جاتا ہے مگر سلام کے وقت قہقہہ کرنے سے وضو
ٹوٹ جاتا ہے نماز نہیں ٹوٹتی ہے اور اگر امام نے قہقہہ کیا یا عمداً حدث کیا پھر مقتدی نے
قہقہہ کیا اگرچہ قعدہ اخیر میں ہو تو مقتدی کا وضو نہیں ٹوٹتا لیکن امام کے کلام کرنے کے
بعد مقتدی کے قہقہہ سے مقتدی کا وضو ٹوٹ جاتا ہے قول اصح میں اور کان اور
اسکے مانند سے پیپ وغیرہ درد کے ساتھ نکلنی ہو اسواسطے کہ درد وجود زخم کی دلیل ہے پس
آنکھ آنے اور دکھنے سے اور چیچک سے پن سے آنسو جاری ہونا وضو کو توڑتا ہے اور یہ آنسو
دائمی جاری ہونے سے معذور ہو جاتا ہے اور گوشت شتر کھانے سے اور بے حائل ذکر کو
ہتھیلی سے چھونے سے اور عورت کو بے حائل غیر محرم کے چھونے سے اگرچہ وضو نہیں ٹوٹتا
لیکن جب اختلافی مسئلہ پر عمل کرنے میں کراہت نہ ہو تو چاہیئے کہ اسکی رعایت کرنی
مستحب ہے پس ہاتھ دھو لینا اور سر نو سے وضو کر لینا مستحب ہے جیسا کہ امام کے حق میں
اور اگر مرد نے پیشاب کے سوراخ میں روئی بھری اور روئی باہر کے طرف کی تر ہوگئی تو وضو
ٹوٹ جاتا ہے بشرطیکہ روئی سوراخ کے سر سے برابر ہو اور اگر سوراخ کے سر سے
نیچی ہے اور باہر کی طرف تر ہو جائے تو ناقض وضو نہوگا اور مرد کو مستحب ہے پیشاب کے سوراخ میں
روئی وغیرہ رکھنا اگر اسکو سیلان کا شک ہوتا ہو قطرہ آنے کے سبب سے اور اگر قطرہ
قطرہ وغیرہ کا منقطع نہوتا ہو بدون روئی رکھنے کے تو نماز پڑھنے کے زمانہ تک روئی
رکھنی واجب ہے اور اگر صاحب بواسیر کی مقعد باہر نکلی پس اگر اسکو اپنے ہاتھ سے داخل کر دیا



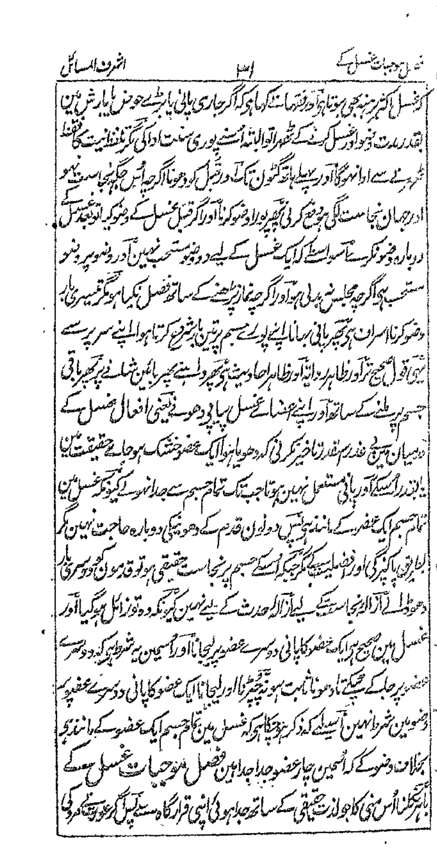
تو اسکا وضو ٹوٹا مگر خود بخود داخل ہوگئی تو نہیں ٹوٹا لیکن اگر کچھ نجاست ظاہر ہوگی
تو ناقض وضو ہے اور یہی حکم کپڑے کا ہے اور اگر شک ہو وضو کے بعض افعال میں کہ کیا ہے
یا نہیں تو اسکو پھر کرے اگر شک کا ہونا اسکی عادت نہو مگر وضو کے بعد شک ہو تو اسکا
اعادہ نہیں اور اگر طہارت کر چکنے کا یقین ہے اور وضو ٹوٹنے میں شک ہو یا اسکے
بالعکس تو یقین کو لے اور وضو کرنے والے کے حکم میں تیمم کرنیوالا بھی ہے باب بیان مسائل
غسل مفروض میں یعنی غسل جنابت و حیض و نفاس میں فرض عملی ہے سارے منھ
اور ناک کے اندر دھویا جانا اور غسل مسنون میں مضمضہ و استنشاق فرض نہیں لیکن
سنت کے حاصل کرنے میں دونوں شریک ہیں اور راس فرض کے ادا ہونے میں منھ بھر پانی پینا
کفایت ہے اسلئے کہ مضمضہ کی فرضیت میں کلی کر کے پانی باہر پھینکنا شرط نہیں صحیح تر
قول میں لیکن اسمیں احتیاط زیادہ ہے اسکا یہ مطلب ہے کہ وہ عہدہ فرضیت سے خارج ہوگا
بالاتفاق اور فرض قطعی ہے تمام جسم پر ایکبار تر پانی جاری ہونا اور غسل میں جسم کا ملنا
مستحب ہے شرط نہیں اور فرض ہے دھونا ایکبار ہر ایک اُس محل کا جسکا دھونا بے مشقت
ہو سکتا ہے اور واجب نہیں ہے دھونا اُس محل کا جسکے دھونے میں مشقت ہو مثلاً آنکھ کا دھونا اور
تنگ سوراخ کا دھونا واجب نہیں اور قلفہ کے اندر دھونا واجب ہے بشرطیکہ اُسکا الٹنا
اور حشفہ کا ظاہر ہونا بدون مشقت کے ہو سکے ورنہ دھونا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے واسطے
دفع حرج کے نہ اسلئے کہ وہ ظاہر بدن نہیں بلکہ ظاہر بدن ہے اسیکے سبب سے انہیں قول آخر سے
وضو ٹوٹنا صحیح ہے اور قلفہ ذکر کی وہ کھال ہے جو ختنہ کرنے میں کاٹی جاتی ہے اور عورت
کو اپنے بال کھولنا اور دھونا واجب نہیں اگر اُنکی جڑ میں پانی پہونچے ورنہ کھولکے
سارے بال دھونا لازم ہے اور طہارت کو منع نہیں کرتا مکھی اور مچھر کا گو جسکے نیچے



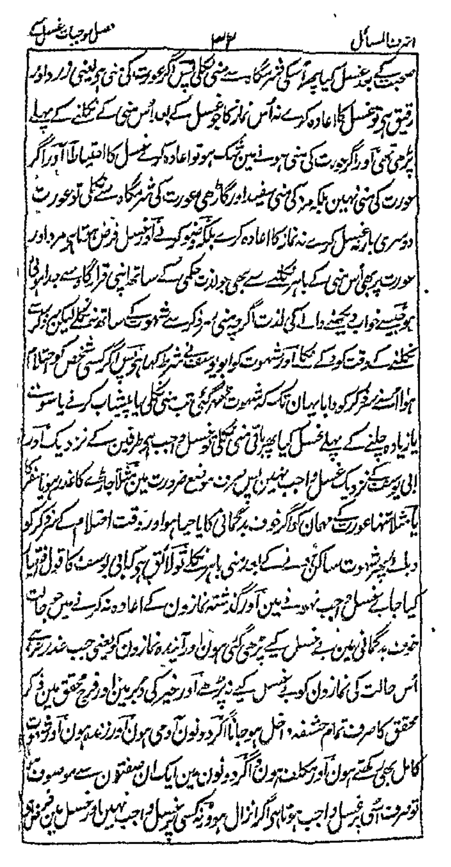
پانی نہین پہونچیا اسواسطے کہ اس سے بچنا ممکن نہین اور مہندی طہارت کی مانع نہین اگرچہ
اسکا جرم [illegible] ہو بشرطیکہ اسکے نیچے پانی پہونچتا ہو اسی کا فتوی ہے اور میل [illegible] کا اور اسی طرح
تیل اور چکنائی طہارت کی مانع نہین اور خشک اور تر مٹی طہارت کی مانع نہین اگرچہ
ناخن کے اندر ہو خواہ وہ شخص گنوار ہو یا شہری اصح قول مین بخلاف گوندہے ہوئے آٹے
اور اسکے مثل کے جسمین پانی سرایت نہین کرتا اور مانع طہارت کی نہین جو چیز ریزہ ریزہ کہ
ناخن پر جم گئی ہو ضرورت کی وجہ سے اور طہارت کا مانع نہین ہے کھانا جو دانتون کے
اندر رہ جاتا ہے یا پیٹ دانت کے اندر گھس جاتا ہے اسی قول کا فتوی ہے اور تنگ انگوٹھی کو
واجب ہے نکال ڈالنا یا حرکت دینی جیسے کان کی بالی کا نکالنا یا پھیرنا اسقدر کہ وہان
پانی پہونچ جانے کا گمان حاصل ہو اور اگر کان مین بالی نہو اور اسکے سوراخ مین بات مین
پانی پہونچ جاے بننے کے وقت تو کفایت کرتا ہے وگرنہ پانی نہ گیا تو قصداً داخل کرے اور تنکے
وغیرہ سے پانی داخل ہونے کے لیے تکلف نکرے اور پانی پہونچنے مین اپنے گمان کا غلبہ معتبر ہے
اور اگر نہانے والا کلی کرنی یا کچھ جسم کا دھونا بھول گیا اور اسنے نماز پڑھی پھر اسکو
یاد آیا پس اگر وہ نماز نفل تھی تو اس نماز کا اعادہ نہین ہے اور جس صورت مین پردہ نہین ہو سکتا
اور نماز کے فوت ہو جانے کا خوف ہے تب مردون کو مردون مین اور عورتون کو عورتون مین
بے ستر بھی غسل کرنا جائز ہے اور جو عمداً اس طرف دیکھیگا وہ گنہگار ہوگا نہانے والا
معذور ہے اور اسکے سوا کسیکے روبرو کسیکو بے ستر کیے ہوئے نہانا جائز نہین تیمم کرکے
نماز ادا کرے اور اگر ستر عورت نہو سکے تو صرف ڈھیلون پر کفایت کرے پانی سے استنجا ترک کرے

فصل سنتین غسل کی

غسل کی سنتین وضو کی سنتون کے مانند ہین سوا ترتیب کے
اور غسل کے مستحبات وضو کے مستحبات کے مانند ہین سوا استقبال قبلہ کے اسواسطے



کہ غسل اکثر برہنہ بھی ہوتا ہے اور فقہا نے کہا ہے کہ اگر جاری پانی یا بڑے حوض یا بارش میں
بقدر مدت وضو اور غسل کرنے کے ٹھہر جاوے تو البتہ اُس نے پوری سنت ادا کی مگر تثلیث کا فقط
ٹھہرنے سے ادا نہوگا اور پہلے ہاتھ گٹون تک اور قُبُل کو دھونا اگرچہ اُس جگہ نجاست نہو
اور جہان نجاست لگی ہو مع کرنی پھر پورا وضو کرنا اور اگر قبل غسل کے وضو کیا تو بعد غسل کے
دوبارہ وضو نکرے اسواسطے کہ ایک غسل کے لیے دو وضو مستحب نہیں اور وضو پر وضو
مستحب ہے اگرچہ مجلس بدلی ہو اور اگرچہ نماز پڑھنے کے ساتھ فصل نکیا ہو مگر تیسری بار
وضو کرنا اسراف ہے پھر پانی بہانا اپنے پورے جسم پر تین بار شروع کرتا ہوا اپنے سر پر سے
یہی قول صحیح تر اور ظاہر روایۃ اور ظاہر احادیث ہے پھر داہنے پھر بائین شانے پر پھر باقی
جسم پر ملنے کے ساتھ اور اپنے اعضائے غسل پیاپی دھوئے یعنی افعال غسل کے
درمیان میں بغیر عذر کسی قدر تاخیر نکرے کہ دھویا ہوا ایک عضو خشک ہوجائے حقیقت میں یا
بقدر اُسکے اور پانی مستعمل نہیں ہوتا جب تک تمام جسم سے جدا نہوے کیونکہ غسل میں
تمام جسم ایک عضو کے مانند ہے پس دونون قدم کے دھونیکی دوبارہ حاجت نہیں مگر
لیکن مزید پاکیزگی اور نظافت کیلیے مگر جبکہ اسکے جسم پر نجاست حقیقی ہو تو قدمون کو دوسری بار
دھوڈالے ازالۂ نجاست کیلیے ازالۂ حدث کے لیے نہیں کیونکہ وہ تو زائل ہوگیا اور
غسل میں صحیح ہے ایک عضو کا پانی دوسرے عضو پر لیجانا اور اسمیں یہ شرط ہے کہ دوسرے
عضو پر چلکے ٹپکے تا دھونا ثابت ہو نہ چُھپڑنا اور لیجانا ایک عضو کا پانی دوسرے عضو پر
وضو میں شرط نہیں اسلیے کہ ذکر ہوچکا ہے کہ غسل میں تمام جسم ایک عضو کے مانند ہے
بخلاف وضو کے کہ اسمیں چار عضو جدا جدا ہیں فصل موجبات غسل کے
باہر نکلنا اُس منی کا جو لذت حقیقی کے ساتھ جدا ہوئی اپنی قرارگاہ سے پس اگر عورت نے مرد کی



صحبت کے بعد غسل کیا پھر اسکی فرجگاہ سے منی نکلی پس اگر عورت کی منی ہے یعنی زرد اور
رقیق ہے تو غسل کا اعادہ کرے نہ اس نماز کا جو غسل کے بعد اس منی کے نکلنے کے پہلے
پڑھی تھی اور اگر عورت کی منی ہونے میں شک ہو تو اعادہ کرے غسل کا احتیاطاً اور اگر
عورت کی منی نہیں بلکہ مرد کی منی سفید اور گاڑھی عورت کی فرجگاہ سے نکلی تو عورت
دوسری بار غسل کرے نہ نماز کا اعادہ کرے بلکہ وضو کرے اور غسل فرض ہوتا ہے مرد اور
عورت پر بھی اس منی کے باہر نکلنے سے بھی جو لذت حکمی کے ساتھ اپنی قرارگاہ سے جدا ہوئی
ہو جیسے خواب دیکھنے والے کی لذت اگرچہ منی ذکر سے شہوت کے ساتھ نہ نکلے لیکن ذکر سے
نکلنے کے وقت کود کے نکلا اور شہوت کو ابو یوسف نے شرط کہا ہے پس اگر کسی شخص کو احتلام
ہوا اس نے ذکر کو دبا یہاں تک کہ شہوت ٹھہر گئی تب منی نکلی یا پیشاب کرنے یا سونے
یا زیادہ چلنے کے پہلے غسل کیا پھر باقی منی نکلی تو غسل واجب ہے طرفین کے نزدیک اور
ابی یوسف کے نزدیک غسل واجب نہیں اس پس موضع ضرورت میں مثلاً جاڑے کا عذر ہو یا سفر
یا مثلاً تنہا عورت کے مہمان ہو اگر خوف بدگمانی کا یا حیا ہو اور وقت احتلام کے ذکر کو
دبا لے پھر شہوت ساکن ہونے کے بعد منی باہر نکلے تو لائق ہے کہ ابی یوسف کا قول فتویٰ کیا
کیا جائے غسل واجب نہ ہونے میں اور گذشتہ نمازوں کے اعادہ نہ کرنے میں جو حالت
خوف بدگمانی میں بے غسل کیے پڑھی گئی ہوں اور آئندہ نمازوں کو یعنی جب عذر رفع ہو
اس حالت کی نمازوں کو بے غسل کیے نہ پڑھے اور خیر کی دبر میں اور فرج محقق میں ذکر
محقق کا صرف تمام حشفہ داخل ہو جانا اگر دونوں آدمی ہوں اور زندہ ہوں اور شہوت
کامل بھی رکھتے ہوں اور مکلف ہوں اگر دونوں میں ایک ان صفتوں سے موصوف
تو صرف اسی پر غسل واجب ہوتا ہے اگر انزال ہو ورنہ کسی پر غسل واجب نہیں اور غسل عین فرض ہے

عورت کو فرج خارج کا دھونا بس خارج فرج کی رطوبت بھی پاک ہے الخ بالاتفاق مختار و شامی
اور اگر جاگ کے ران یا کپڑے پر تری دیکھیں پس منی معلوم کریں یا مذی یا ودی تو غسل واجب ہوتا ہے
اگر خیال احتلام یعنی خواب میں کسی کے منی نکلنی اور لذت یاد ہو وے اگر نہ یاد ہو تو کسی صورت میں
غسل واجب نہیں لیکن اگر بطلاق منی معلوم کریں تو غسل واجب ہے اور اگر شک ہو اسمین
کہ آیا منی ہو یا مذی یا ودی اور احتلام یاد ہو تو بہر حال غسل واجب ہوتا ہے اگر تری کا اثر نہ معلوم ہو
تو غسل واجب نہیں اگرچہ احتلام یاد ہو اور اگر دو شخص ایک جگہ سوئے ہوئے جاگ کے
لیٹے بچھونے پر منی پائیں اور کسی کو احتلام نہ یاد ہو تو احتیاطاً دونوں غسل کریں اور حیض
یا نفاس کا خون بند ہو جانے کے بعد اگر خون نکلے تو بھی جنبی کے بعد غسل واجب ہوتا ہے
اور فرض کفایہ ہے زندہ مسلمانوں پر یہ کہ نہلا دیں مردہ مسلمان کو سوائے اس مردے کے
جو مثل خنثی مشکل یعنی جسمیں علامت مرد اور عورت دونوں کی ہو پس جسکی علامت کا
غلبہ ہو گا وہ اسکے حکم میں داخل ہو گا اور اگر کسی علامت کو غلبہ اور قوت نہ ہو تو وہ خنثی
مشکل ہے تو اسکو غسل نہ دیجئے بلکہ غسل کے عوض تیمم کرا دیجئے اور فرض ہے نہانا
اس شخص پر جو مسلمان ہو بحالت جنابت یا حیض یا نفاس میں اگرچہ بعد فوت ہونے حیض
اور نفاس کے اسلام قبول کیا ہو بنا بر صحیح تر قول کے یا جوان ہوا آدمی یا انزال یا حیض کے آنے سے
اور بلوغ کی عمر لڑکا ہو یا لڑکی پندرہ برس ہیں اور سنت ہے غسل سے پاکیزگی حاصل کرنی
قبل نماز جمعہ اور نماز عیدین کے ان دونوں نمازوں کے لیے یہی قول صحیح ہے اور کفایت
کرتا ہے ایک ہی غسل کرنا نماز عید اور جمعہ اور جنابت کے لیے جیسے حیض اور جنابت دونوں
دونوں کے لیے ایک غسل کفایت کرتا ہے اور سنت ہے غسل سے پاکیزگی حاصل کرنی احرام کے لیے
اور بروز عرفہ میں ٹھہرنے کے لیے عرفات پر اور اگر مجنون یا صاحب غشی یا مست ہوش میں آگیا

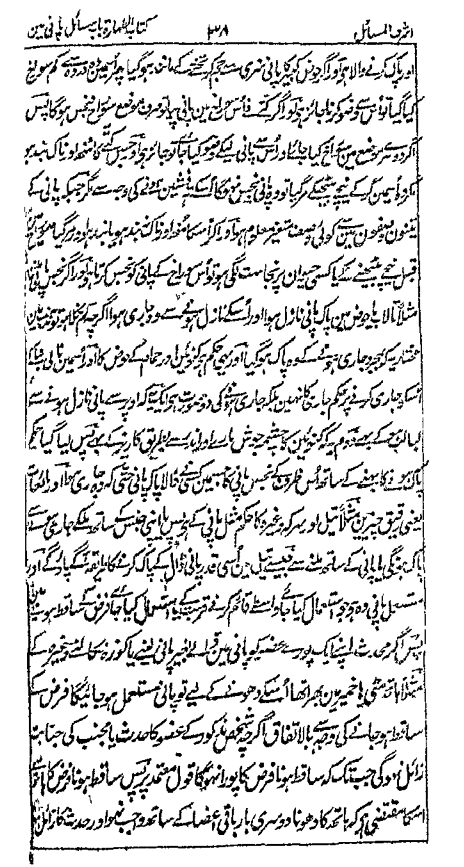
تو غسل واجب ہو اگر اپنے جسم یا کپڑے پر منی دیکھے ورنہ مستحب ہو اور اگر جنابت یا حیض یا نفاس سے پاک صاف ہو کے مسلمان ہوا یا عمر کے حساب سے جوان ہوا تو غسل کرنا مستحب ہو اور پچھنے لگانے کے بعد اور شعبان کی پندرھوین شب برات مین اُس رات کی تعظیم اور شب بیداری کے لیے اور ذیحجہ کی نوین شب مین اور جبکہ شب قدر کو یقیناً دیکھے یا اُن احادیث پر عمل کرے جو بیان اوقات شب قدر مین وارد ہین اور نزدیک ٹھہرنے مزدلفہ کے روز قربانی کی صبح مین وہان ٹھہرنے کے لیے اور یوم النحر کے بعد تین دن ہر روز جمرات ثلثہ کی سنگساری کے لیے غسل مستحب ہو اور نزدیک داخل ہونے مکہ معظمہ کے غسل مستحب ہو طواف الزیارت کے لیے جو دسوین تاریخ مین یا اُسکے بعد کرتے ہین اور اسی طرح ہر بار اُس مکان مقدس کے داخل ہونے مین بغیر افعال حج کے غسل مستحب ہو اور سورج گہن اور چاند گہن کی نماز کے لیے اور واسطے طلب بارش کے اور خوف اور تاریکی روز اور سخت آندھی مین غسل مستحب ہو اور اسی طرح غسل مستحب ہو مدینہ منورہ کے داخل ہونے مین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم اور تکریم کے لیے اور اُس شخص کو غسل مستحب ہو جو نیا کپڑا پہنے یا مردہ نہلائے اور اُس شخص کو غسل کرنا مستحب ہو جسکے قتل کا ارادہ کیا جاتا ہو اور گناہ سے توبہ کرنے والے کو اور سفر سے آنے والے کو غسل کرنا مستحب ہو اور اُس عورت مستحاضہ کو غسل کرنا مستحب ہو جسکا خون بند ہو گیا ہو **باب پانیون کے مسائل مین**

اگر دفن ہو جانے یا کوئی پاک چیز ملجانے کے سبب پانی کی ساری صفتین مغلوب ہو گئی ہون لیکن اُس پانی کے اجزا اسقدر اُسپر غالب ہون کہ اُسے پانی کہتے ہون تو اُس سے وضو اور غسل کرنا جائز ہی اور جو پانی جم کے نمک ہو جانے کی استعداد رکھتا ہو اُس سے حدث دور ہوتا ہو اور جو نمک پگھل کے پانی ہو جائے اُس سے حدث نہین دور ہوتا اور آب مقید پاک ہے

صرف نجاست حقیقی زائل کرنی جائز ہو اور آب نبیذ وہ ہے جو اپنی ذات کی تعریف مین محتاج ہو
ایک قید کا جو لفظ پانی پر زیادہ ہو مثلاً درخت یا پھلون کا پانی جو نچوڑا اور ٹپکایا گیا یا ٹپکا ہو اور
یہی قول مشابہ تحقیق ہے اور اگر کوئی بستہ چیز پانی کے ساتھ ملکے اُسکی ساری صفتون پر غالب
ہو گئی اور پانی مغلوب ہو گیا یعنی گاڑھا ہو کے اپنی طبیعت اور اصل خلقت سے خارج ہو گیا مثلاً
شوربا یا گاڑھا نہین ہے الیکن پانی کا نام جاتا رہا مثلاً نبیذ تمیر یعنی شہد خرما تو اُس سے وضو جائز نہین
اور اگر مطلق پانی کے ساتھ کوئی پاک چیز سائل ملجائے پس اگر وہ پانی کی سب صفتون یعنی رنگ اور
مزہ اور بو کے مخالف ہے تو غلبہ اُس چیز کا ثابت ہوتا ہے پانی کے اکثر صفتون کے بدل جانے سے اور اگر مخالف
ہو بعض صفتون مین تو غلبہ اُسکا ثابت ہوتا ہے ایک مخالف صفت کے متغیر ہو جانے سے اور اگر چیز
سائل پانی کے برابر اور مانند تینون صفات مین ہے جیسے مستعمل پانی پس اگر مطلق پانی وزن مین
نصف سے زیادہ ہے تو وہ مخلوط پانی وضو اور غسل کے بھی لائق ہے اور اگر وزن مین برابر ہے تو اُس سے
صرف نجاست حقیقی زائل کرنی جائز ہے اور یہ جو حکم ہوا آب مستعمل مین معلوم ہوا اُس پانی مستعمل کو
جو ڈالا گیا مطلق پاک کرنے والے پانی مین اور اُسکے ساتھ ملگیا اور اُس مطلق پاک کرنے والے پانی
قلیل کو جو مخصوص ہے ملے اسطرح کہ مثلاً کوئی بے وضو مین جمع ملا رہے تیس وضو کرنا چہرہ دھوئے فرض مین
جائز ہے جب تک کہ اُسکا گمان غالب ہو کہ پانی مستعمل پانی پاک کرنے والے کے ساتھ برابر ہے جائز ہے
وضو اور غسل کرنا اُس پانی سے جسمین مر گیا وہ جانور جو خشکی کا پیدا ہوا ور خون سائل اصلی رکھتا ہو
اور خون سائل عاریت لیا ہو یعنی رکھتا ہو مثلاً خون سے خالی ہو جیسے بکری مر گیا وہ جانور جو پانی کا
پیدا ہوا گر چہ خون سائل رکھتا ہو اور ریشم کا کیڑا اور اُسکا جوشیدہ پانی اور اُسکا انڈا اور
پیخال پاک ہے جیسے نجاست کا پیدا کیڑا بذات خود پاک ہے اور جو جانور ناپاک نہین مگر اُسکا کھانا
حرام ہے مثلاً مینڈک اگر پانی مین ریزہ ریزہ ہو جائے تو اُس سے طہارت جائز ہے مگر اُسکا پینا جائز نہین

اور جو جانور خشکی میں پیدا ہوتا ہو اور پانی میں رہتا ہو مثلاً بط کے مرنے سے قلیل پانی نجس ہو جاتا ہے
صحیح تر قول میں اور جب پانی کا ایک وصف بھی نجاست سے متغیر معلوم ہو تب اُس سے طہارت جائز نہیں
اگر چہ پانی کثیر ہو اور اگر نجاست سے متغیر نہ معلوم ہو تو قلیل نجس ہو جاتا ہے اور کثیر نجس نہیں ہوتا
اور اگر گندگی میں شک واقع ہو یعنی معلوم نہیں کہ زیادہ ٹھہرنے کے سبب سے ہے یا نجاست کے
سبب سے تو دل میں طہارت ہی کا اعتبار کرنا چاہیے اور بہتا پانی نجاست کے واقع ہونے سے
نجس نہیں ہوتا حتیٰ کہ بعد واقع ہونے نجاست کے وضو درست ہے جب تک نجاست کا اثر نہ معلوم ہو
اور نجاست نظر آنے اور نہ آنے میں کچھ فرق نہیں اور اسی قول پر فتویٰ ہے اور آب جاری وہ ہے جسکو
بہتا عرف میں شمار کرتے ہیں اور اُسکے معنے میں صحیح تر یہ ہے کہ وہ تنکا بہا لیجاتا ہو اور دوسرا
قول یہ ہے کہ اگر پانی جاری کا نصف یا زیادہ یا اکثر نجاست سے ملاقی ہو تو نشیب کا پانی نجس ہے اور اگر
اُس سے کم اس سے ملکے بہتا ہو تو نجس نہیں اور یہ قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا ہے اور صحیح
ترین یہی ہے اور یہ طرفین کا یعنی امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ اور دونوں کی تصحیح ہوئی
لیکن جو مضمرات میں فرمایا وہ راجح معلوم ہوتا ہے پس اگر بارش کا پانی جاری ہوا ناودان اور چھت پر
متفرق نجاست ہے تو نشیب کا پانی پاک ہے اور اگر ناودان پر نجاست ہو اور پانی اُس پانی کا
نصف یا زیادہ یا کل نجاست سے ملاقی ہو تو نشیب کا پانی نجس ہے اگر اس سے کم اس سے ملکے
بہتا ہو تو طاہر ہے اور یہ قول اول پر لائق ہے کہ چھت کے مسئلہ میں نہ معتبر ہو سوائے تغیر کے
اور فقہاء نے آب جاری کے حکم میں ملحق کیا ہے اُس حوض حمام کے پانی کو نجس ہونے میں
بدون معلوم ہونے اثر نجاست کے جسمیں آب جاری برابر نازل ہو اور حوض سے اسطرح
پانی نکالنا پڑے کہ دو مرتبہ کے درمیان میں سطح پانی کا ساکن نہ ہو گیا ہو پس اگر
ناپاک برتن یا نجس ہاتھ اُس حوض میں ڈالا جاویگا تو وہ نجس نہ ہوگا بدون معلوم ہونے اثر نجاست

اور اگر داخل ہوا پانی حوض مین اوپر سے اور نکلا اُسکے نیچے سے تو وہ جاری نہین اور بدائع الصنائع مین پہلے
دو حدیثین ذکر کر کے پھر یہ حدیث اُسی مضمون کی لکھی ہے اور حدیث نقل کی امام شافعی رحمہ نے اپنی مسند مین
فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جبکہ پانی ہو بقدر دو قلون کے ساتھ قلون موضع ہجر کے
تو وہ نجس نہین ہوتا اور ابن جریج راوی اس حدیث کے کہتے ہین کہ اُس قلہ یعنی مٹکے ہجر کے مین دو مشکین اور
کچھ زیادہ پانی آتا تھا تو کہا امام شافعی رحمہ نے کہ پس احتیاط یہ ہے کہ ڈھائی مشکین ایک قلہ ہجر مین
مقرر کیجاوین یہ بات بحر الرائق شرح کنز الدقائق مین ہے الخ یہ حدیث خوب صحیح اور موصول الاسناد
اور صحیح اور اُسکی اسناد حسن ہے اور کسی طرح کا اعتبار نہین ہے بحر الرائق و بدائع الصنائع مین اور حنفیہ کے نزدیک مطلق
نجاست پڑنے سے وہ نجس ہوگا اور اُسمین جنبی کا ہاتھ ڈالدیا اُسکے نہانے سے مستعمل ہوگا اور اگر کثیر ہے
تو حکم جاری کا رکھتا ہے نہ نجس نہ مستعمل ہوگا اور وضو جائز ہے اُس مین اور دلیل کثیر ہونیکی پانی جسمین ایسی نجاست
پڑی جسکا اثر نمودار نہین ہے اگرچہ نجاست نظر کے واقع ہونے کی جگہ مین وضو کیا ہو اسی قول کا فتوی ہے
اور بستہ کثیر پانی وہ ہے جسکو حقیقت مین حرکت دینے سے دوسرا جانب نہ ہلے یہ مروی ہے ہمارے تینون
ائمہ سے اور یہ قول متقدمین کا اور ظاہر مذہب ہے اور غسل اور وضو اور ہاتھ دھونے کی حرکت مین حرکت
وضو کی روایت معتبر اور صحیح تر ہے اور ایک روایت یہ ہے کہ اُسکی مقدار مین تجویز غالب معتبر ہے اُس شخص کی
جسکو طہارت کے واسطے پانی کی حاجت ہو پس ایک طرف کی نجاست کا اثر دوسری طرف پہونچنے پر
جسکا ظن غالب ہو وہ پانی اُسکے لیے قلیل ہے اور نہ پہونچنے پر جسکا ظن غالب ہو اُسکے لیے وہ پانی کثیر ہے
یہی ظاہر الروایۃ ہے امام اعظم سے اور اسی قول کی طرف امام محمد نے جنسے دہ در دہ کا قول منقول ہے رجوع کیا
اور یہی قول صحیح تر اور یہی قوی مذہب ہے اور اسی پر عمل کرنا چاہیے پس حرکت دیکھنے سے اور
جب تک نجاست کے ساتھ نہ پائی جاوے تب ظن غالب پر عمل کرنے سے دونون روایتین موافق ہو جاتی ہے
پھر اس بستہ کثیر پانی مین اثر نجاست سے جسقدر پانی متغیر معلوم ہو اُسقدر نجس اور سوا اُسکے سارا پانی پاک

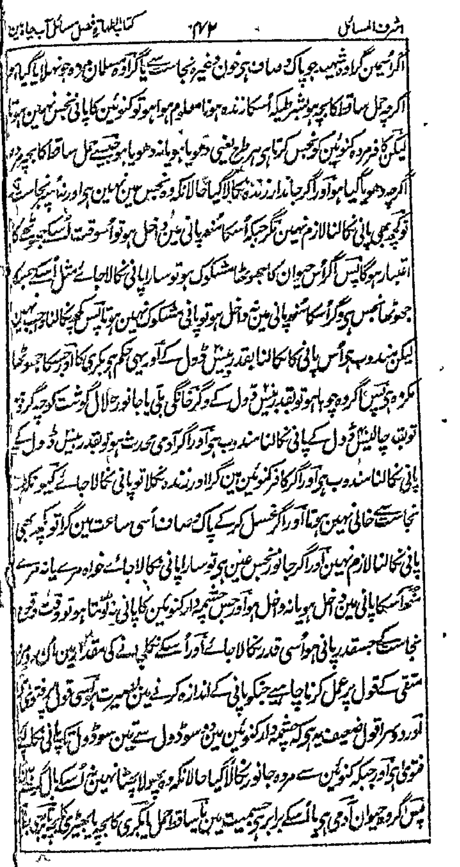


اور پاک کرنے والا ہے اور اگر حوض کبیر کا پانی سردی سے جم کر تختے کی مانند ہو گیا پھر اسمیں دہ در دہ سے کم سوراخ
کیا گیا تو اس سے وضو کرنا جائز ہے اور اگر کتے نے اس سوراخ میں پانی پیا تو صرف موضع سوراخ نجس ہو گا پس
اگر دوسرے موضع میں سوراخ کیا جائے اور اس سے پانی لیکے وضو کیا جائے تو جائز ہے اور جس کتے کی منھ اور ناک بند ہو
اور اسمیں گر کے نیچے پہنچکے مر گیا تو وہ پانی نجس ہو گا اسکے ناپاک نشین ہونے کی وجہ سے مگر جبکہ پانی کے
تینوں وصفون میں سے کوئی وصف متغیر معلوم ہوا اور اگر اسکا منھ اور ناک بند ہو اور وہ مر گیا ہو
قبل نیچے پہنچنے کے یا کسی حیوان پر نجاست لگی ہو تو اس سے لانے کے پانی کو نجس کرتا ہے اور اگر نجس پانی
مثلاً نالا یا حوض میں پاک پانی نازل ہوا اور اسکے نازل ہونے سے وہ جاری ہوا اگرچہ حکم کیا ہے تو بعض میں
مختار یہ ہے کہ بوجہ جاری ہونے کے وہ پاک ہو گیا اور یہی حکم ہے کنوئیں اور حمام کے حوض کا اور اسمیں نالی بنا کر
اسکا جاری کرنے پر حکم جاری ہونے کا نہیں بلکہ جاری ہونے کی دو صورت ہے ایک یہ کہ اوپر سے پانی نازل ہونے سے
لبالب ہوکے بہہ جائے دوسری یہ کہ کنوئیں کے چشمہ جوش مارے اور اوپر سے بطریق کاریز کے بہے پس لیا گیا حکم
پاک ہونے کا بہنے کے ساتھ اس طرح کے نجس پانی کا جسمیں کہ نہ تھی والا پاک پانی جیسے کہ وہ جاری ہوا اور مائعات
یعنی رقیق چیزیں مثلاً تیل اور سرکہ وغیرہ کا حکم مثل پانی کے ہے پس اپنی جنس کے ساتھ ملکے جاری ہونے سے
پاک ہونگی یا پانی کے ساتھ ملنے سے جیسے تیل میں اسی قدر پانی ڈال کے پاک کرنے کا طریقہ آگے بیان ہوگا اور
مستعمل پانی وہ ہے جو استعمال کیا جاوے واسطے قائم کرنے قربت کے یا استعمال کیا جاوے فرض کے ساقط ہونے میں
پس اگر محدث اپنا ایک پورا عضو کو پانی میں قبل لینے پانی لینے یا کوزہ نکالنے کے خم وغیرہ کے
مثلاً ہاتھ مثلاً یا خم میں بھر اتھا اسکے دھونے کے لیے تو پانی مستعمل ہو جائیگا فرض کے
ساقط ہو جانے کی وجہ سے بالاتفاق اگرچہ شخص مذکور کے عضو کا حدث یا جنب کی جنابت
زائل ہوگی جب تک کہ ساقط ہونا فرض کا پورا نہوگا قول معتمد پر پس ساقط ہونا فرض کا اثر
اسکا مقتضی ہے کہ ہاتھ کا دھونا دوسری بار باقی اعضا کے ساتھ واجب نہو اور حدث کا زائل

باقی تو خواہ ایک دھونے پر دو قوت ہو اور ان سب صورتوں میں پانی مستعمل ہو جاتا ہے اسوقت
جبکہ عضو یا بدن سے جدا ہو کے کسی مکان میں جمع ہو جاوے اور اسی قول کی ترجیح کی گئی ہے حرج کے
سبب سے اور آب مستعمل بذاتہٖ خود پاک ہے نہ پاک کرنے والا ہے پس اُس سے نجاست حقیقی زائل کرنی
جائز ہے بنابر روایت ظاہر کے لیکن پاک کرنے والا نہیں یعنی وضو اور غسل کرنے کے لائق نہیں
اور اُس سے آٹا گوندھنا اور پینا مکروہ ہے گھن آنے کی وجہ سے اور جو چیز دباغت کے لائق ہے وہ اُس سے
پاک ہوگی اگرچہ دھوپ میں ڈالی ہو اُسکی پوستین پہننے نماز پڑھنی اور اُس چمڑے کی ڈولچی وغیرہ
بنا کے اُس سے وضو کرنا جائز ہے اور اگر دباغت حقیقی یعنی پھٹکری یا ببول کی چھال وغیرہ سے
دباغت دینے کے بعد یا پانی سے دھو کے دباغت حکمی مثلاً دھوپ سے خشک ہونے کے بعد
اُنہیں پانی پہونچے تو بالاتفاق نجاست عود نہیں کرتی اور بے دھوئے ہوئے دباغت حکمی
دینے کے بعد پانی پہونچنے سے بھی صحیح تر یہ کہ نجاست عود نہیں کرتی اور جنمیں دباغت کی
لیاقت نہیں جو دباغت سے پاک نہوگی اسی قول پر فتوی ہے پس پاک نہوگی دباغت سے
کھال اُس سانپ کی جسمیں خون سائل ہو اور جسمیں خون نہو یا خون سائل نہو وہ اور
مطلق سانپ کی کینچلی پاک ہے اور پاک نہیں ہوتی چوہے کی کھال بسبب دباغت پذیر
نہونے کے اسی طرح سانپ کی اور چوہے کی کھال پاک نہیں ہوتی ذبح کرنے سے اسلیے کہ
دباغت سے پاک ہوتی ہے وہ کھال جو دباغت کی لیاقت رکھتی ہے اور ذبح کرنے سے اُس جانور کی کھال
پاک ہو جاتی ہے جو ذبح ہونے کے لائق ہے اور ہر چمڑا دباغت سے پاک ہوتا ہے سُور کی کھال کے
سوا اور اگر آدمی کی کھال کو دباغت کیجاے تو پاک ہوگی اگرچہ اُسکا استعمال بوجہ حرمت
بسبب تعظیم اور توقیر کے یہانتک کہ اگر آدمی کی ہڈی پیسی گئی آٹے میں تو اُس آٹے کو کھانا
صحیح تر قول میں اور جو چیز دباغت سے پاک ہوتی ہے وہ ذبح سے بھی پاک ہو جاتی ہے بنابر مذہب کے

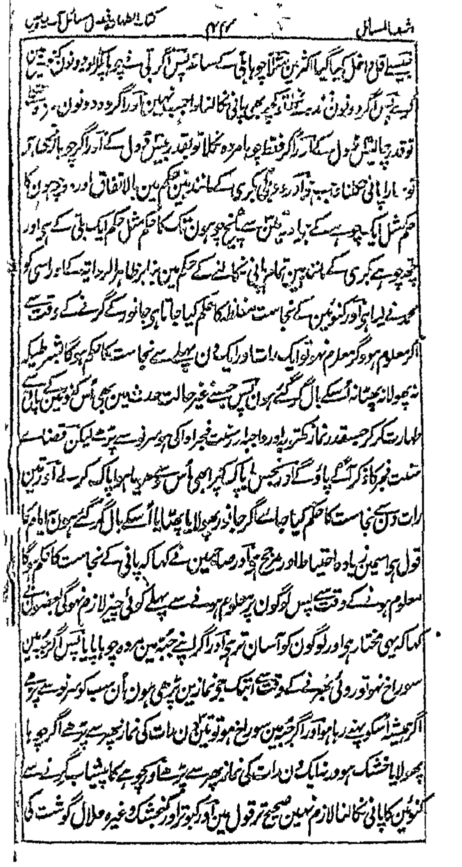
اور کیا شہزادی اسکی کھال کے پاک ہونے مین بطور حکم شرع کے ذبح کرنا صحیح تر ہے کہ نہین اور
قول مفتی بہ مین صحیح تر قول یہ ہے کہ جو جانور نہین کھایا جاتا اسکو ذبح کرنے سے اسکا گوشت
پاک نہین ہوتا اور جو چمڑا کفار کے ملک سے نکلکر دار الاسلام مین آتا ہے مثلاً سنجاب اگر اسکی
دباغت پاک چیز سے معلوم ہو جاے تو وہ پاک ہے اسکو پہنکے نماز درست ہے اور اگر اسکی دباغت
نجس چیز سے ہو مثلاً مردار کی چربی سے تو وہ پاک نہین اور اگر یہ بات تحقیق معلوم نہو کہ
پاک چیز سے دباغت ہوئی یا ناپاک سے تو اسکا دھونا واجب نہین بلکہ بہتر ہے اور نجس عین کے
سوا مردار حیوان کے ناخن اور دانت اور شاخ اور سم اور پٹھے اور کھر اور ہڈیان اگر چربی سے خالی
اور خشک ہون تو پاک ہین اور اسی طرح پاک ہے مردار کی ہر ایک چیز جو جاندار کے جسم مین جان نہین
چنانچہ بال اور پر اور پنیر مایہ یعنی انفحہ بکسر ہمزہ و فتح فا وہ ہے جو شیرخوار بچہ کے پیٹ مین
ہوتا ہے یعنی پنیر مایہ اسکے ڈالنے سے دودھ جمتا ہے یعنی پنیر ہوتا ہے مطلقاً پاک ہے بالاتفاق اور اگر
مردار سے نکلے تو سائل نجس ہے اور یہی ظاہر ہے اور اگر بستہ ہو تو دھونے سے پاک ہو جاتا ہے
بالاتفاق اور آدمی کے وہ بال جو جڑ سے نہ اکھیڑے گئے ہون اور اسکی ہڈی اور دانت پاک ہے
خواہ اپنا ہو یا غیر کا مذہب درست پر اور جو چیز جاندار زندہ شخص سے جدا ہو گیا ہو وہ مردار کے مانند ہے
لیکن اپنی مدتی ذات کے حق مین پاک ہے یہان تک کہ اگر اسکو وہ لیے رہیگا تو اسکی نماز فاسد
نہوگی اور آدمی کی کھال یا چھلکا اگر بقدر ناخن کے قلیل پانی مین گرنے سے پانی نجس ہو جاتا ہے
اور بمقدار ناخن کے گرنے سے پانی مین فساد نہین آتا اور حیوان نجس عین کی کوئی جزو
پانی مین پڑ جاے جیسے سور یا کتے کی چھینٹ سے کپڑا وغیرہ نجس نہوگا نہ اسکے کاٹنے سے
جب تک اسکی رال کا لگنا معلوم ہو اور مشک پاک اور حلال ہے کھایا جاے ہر حال مین غذا یا
خواہ دوا مین جیسے درست ہو یا نہو اور اسی طرح مشک غزال کا نافہ پاک ہے مطلقاً یعنی پانی کے لگنے

قاسمہ ہے پاک ہے بنا بر قول اصح کے اور زندہ غزال کا نافہ پاک ہے بالاتفاق اور اسی طرح زباد پاک ہے
بسبب خوشبو کے اور زباد خوشبودار چیز ہے یعنی ایک قسم کی بلی کا پسینہ اور میل ہے کہ اسکے
دم کے نیچے مخرج کے پاس جمع ہو جاتا ہے اُسکو کپڑے سے پونچھ لیتے ہیں اور عنبر بھی پاک اور حلال ہے
اور حرام چیز سے دوا کرنا ظاہر مذہب یہ ہے کہ درست نہیں اور بعضون نے کہا کہ اُس سے دوا کرنے کی
رخصت ہے جبکہ معلوم ہو کہ اسمین شفا ہے اور کوئی دوسری دوا معلوم نہو جیسے نہایت پیاس کی
حالت مین شراب کے پینے کی اور نہایت گرسنگی کی حالت مین مردار کے کھانے کی رخصت ہو جاتی ہے
اور ضرورت کیلیے اسی قول پر فتوی ہے فصل کنوئین کے مسائل مین جب کنوئین مین
نجاست گرے اگر خفیفہ ہو یا غلیظہ ایک ہی قطرہ پیشاب یا خون کا یا حیوان خون سائل رکھتا ہو
اور خشکی کا رہنے والا ہو وہ کنوئین مین مر گیا یا اُسکے باہر مر کے اسمین گرا اور پھول گیا یا اُسکے بال گر گئے
یا پارہ پارہ ہو گیا ہو اگرچہ کنوئین کے باہر پھٹ کے اسمین گرا ہو تو نکالا جائے کنوئین کا سب پانی
اگر کنواں چشمہ دار نہو اور اگر کنوئین مین چشمے جاری ہون اور سب پانی نکلنا دشوار ہو تو
اسقدر پانی نکالا جائے کہ تھوڑا سا باقی رہ جائے یہان تک کہ آدھا ڈول نہ بھر سکے کہ اسکا
حکم سارا پانی نکل جانے کا ہے اور پانی نکالا جائے نجاست نکل جانے کے بعد اور اگر اُسکا نکالنا نہو سکے
چنانچہ نجس لکڑی یا نجس کپڑا گر کے غائب ہو گیا تو سارا پانی نکالا جائے ڈول اور رسی اور
گھرنی اور کنوئین کے گرد پیش اور پانی نکالنے والے کا ہاتھ پاک ہو جاتا ہے اسواسطے کہ
ان چیزون کی نجاست کنوئین کے نجس ہو جانے کے سبب سے تھی جیسے شراب کا خم پاک ہو جاتا ہے
جبکہ شراب سرکہ بنجائے اور استنجا کرنیوالے کا ہاتھ طاہر ہو جاتا ہے محل کی طہارت سے اور اگر کنوئین سے
تھوڑا پانی آج نکلا پھر اگلے دن زیادہ ہو گیا تو زیادہ کا نکالنا لازم نہیں بلکہ اُسی قدر نکالا جائے
جسقدر پانی رہا تھا کیونکہ کنوئین سے پے در پے پانی کا نکلنا شرط نہیں قول صحیح مین اور



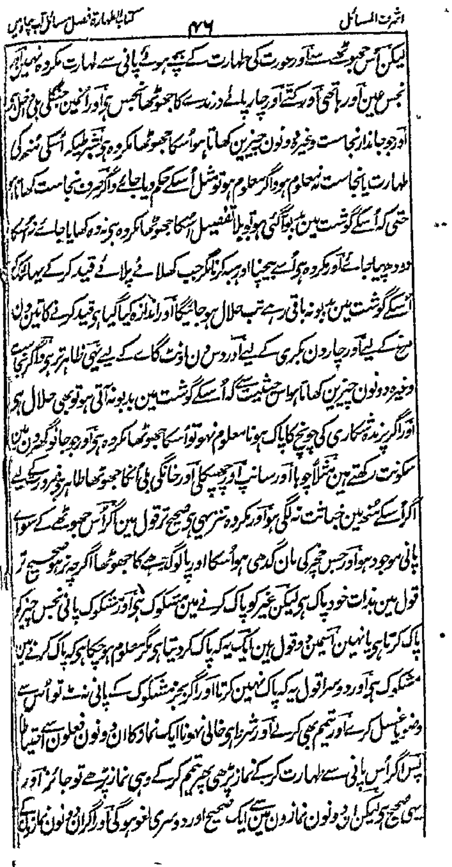
اگر اُسمین گرا وہ شہید جو پاک صاف ہے خون وغیرہ نجاست سے یا گرا وہ مسلمان مردہ جو نہلایا گیا ہے
اگرچہ حمل ساقط کا بچہ ہو بشرطیکہ اُسکا زندہ ہونا معلوم ہوا ہو تو کنوئیں کا پانی نجس نہیں ہوتا
لیکن کافر مردہ کنوئیں کو نجس کرتا ہے ہر طرح یعنی دھویا ہو یا نہ دھویا ہو جیسے حمل ساقط کا بچہ مردہ
اگرچہ دھو گیا ہو اور اگر جاندار زندہ نکالا گیا حالانکہ وہ نجس عین نہیں ہے اور نہ اُسپر نجاست ہے
تو کچھ بھی پانی نکالنا لازم نہیں مگر جبکہ اُسکا منہ پانی میں داخل ہو تو اُس وقت اُسکے جھوٹے کا
اعتبار ہوگا پس اگر اُس حیوان کا جھوٹا مشکوک ہو تو سارا پانی نکالا جائے مثل اُسکے جسکا
جھوٹا نجس ہے و اگر اُسکا منہ پانی میں داخل ہو تو پانی مشکوک نہیں ہوتا پس کچھ نکالنا واجب نہیں
لیکن مندوب ہے اُس پانی کا نکالنا بقدر بیس ڈول کے اور یہی حکم ہے بکری کا اور جسکا جھوٹا
مکروہ ہے پس اگر وہ چوہا ہو تو بقدر بیس ڈول کے و گر خانگی بلی یا جانور حلال گوشت کوچہ گرد ہو
تو بقدر چالیس ڈول کے پانی نکالنا مندوب ہے اور اگر آدمی محدث ہو تو بقدر بیس ڈول کے
پانی نکالنا مندوب ہے اور اگر کافر کنوئیں میں گرا اور زندہ نکلا تو پانی نکالا جائے کیونکہ وہ
نجاست سے خالی نہیں ہوتا اور اگر غسل کرکے پاک صاف اُسی ساعت میں گرا تو کچھ بھی
پانی نکالنا لازم نہیں اور اگر جانور نجس عین ہے تو سارا پانی نکالا جائے خواہ مرے یا نہ مرے
منہ اُسکا پانی میں داخل ہو یا نہ داخل ہو اور جس چشمہ دار کنوئیں کا پانی نہ ٹوٹتا ہو تو وقت وقوع
نجاست کے جسقدر پانی ہو اُسی قدر نکالا جائے اور اُسکے نکلنے کی مقدار میں اُن دو مرد
متقی کے قول پر عمل کرنا چاہیے جنکو پانی کے اندازہ کرنے میں بصیرت ہو یہی قول مفتیٰ بہا
اور دوسرا قول ضعیف یہ ہے کہ چشمہ دار کنوئیں میں دو سو ڈول سے تین سو ڈول تک پانی نکلے
فتویٰ ہے اور جبکہ کنوئیں سے مردہ جانور نکالا گیا حالانکہ وہ پھولا پھٹا نہیں ہے تو اُسکا بال
پس اگر وہ حیوان آدمی ہے یا اُسکے برابر ہے جسامت میں یا ساقط حمل یا بکری کا بچہ یا بھیڑ کا بچہ یا بڑی بلا

تو تمام پانی نکالا جائے اور اگر وہ حیوان کبوتر یا اُسکے مانند ہو تو بقدر چالیس ڈول کے پانی کا نکلنا
واجب اور ساٹھ ڈول تک نکالنا مستحب ہے اور اگر وہ حیوان گنجشک یا چوہا یا اُسکے مانند ہے تو بقدر
بیس ڈول کے پانی نکلنا واجب ہے اور تیس ڈول تک نکالنا مستحب ہے اور یہی تین مراتب ثابت ہیں
ساتھ نص کے اور یہی مشہور ہیں اور یہی ظاہر الروایۃ ہے اور ان تینوں کی یعنی آدمی اور کبوتر اور
گنجشک کے کبیر اور صغیر میں فرق نہیں ظاہر روایت میں اور یہ حکم شمار کی ڈول نکلنے کا شامل ہے
چشمہ دار کنوئیں اور غیر چشمہ دار کو بخلاف اُس گڑھے کے جسمیں بارش کا پانی جمع ہو اور
بخلاف بڑے مٹکے کے کہ اگر اسمیں جانور گر کے مرجائے تو اُسکا تمام پانی بہا دیا جائے
اور بیس یا چالیس ڈول پانی نکالا جائے تو متوسط ڈول معین ہے اور اگر اُس کنوئیں کا ڈول
مقرر ہو تو اُسی ڈول کا اعتبار ہے جسمیں ایک صاع پانی سماوے اور جو ڈول کہ صاع سے
کم یا زیادہ ہو اُسکا حساب کر لیا جائے صاع والے ڈول سے پس اگر نکالا جائے بقدر [illegible]
ایک بڑے ڈول سے تو ظاہر مذہب میں مقصد حاصل ہے اور کفایت کرتا ہے ڈول کے شمار کرنے میں
بھر آنا آدھے سے زیادہ ڈول کا اور کفایت کرتا ہے نکلنا اسقدر پانی کا جو کنوئیں میں موجود ہے
اگرچہ ڈولوں کے شمار سے کم ہو اور کفایت کرتا ہے کنوئیں کی طہارت کے لیے پانی کا بہنا
اگرچہ قلیل جاری ہو اسلیے کہ طہارت کا سبب یعنی جاری ہونا پایا گیا اور کفایت کرتا ہے طہارت میں
کنوئیں کے اسقدر پانی کا زمین کے اندر جذب ہو جانا جسقدر کا نکلنا واجب تھا پھر اگر اسفل
خشک ہو گیا تو پانی کے پھر آنے سے نجس نہ ہوگا اور اگر خشک نہیں ہوا تو صحیح تر یہ کہ پانی پھر آنے سے
نجس ہو جائیگا اور جو جانور کہ جثہ میں کبوتر اور چوہے کے درمیان کا ہو وہ چوہے کے
مانند ہے حکم میں اور جو جانور کہ مرغ اور بکری کے درمیان کا ہو وہ مرغ کے مانند ہے حکم میں
یعنی جو جانور کہ چھوٹے اور بڑے کے مابین کا ہو وہ چھوٹے جانور کے ساتھ ملا دیا گیا



جیسے قول اصل کیا گیا اکثر میں مثلاً چوہا پانی کے ساتھ پس اگر بلی نے چوہا پکڑا اور دونوں کو زخمی کیا
کیسے ہی اگر دونوں نہ مرے تو کچھ بھی پانی نکالنا واجب نہیں اور اگر وہ دونوں زخمی
تو قدر چالیس ڈول کے اور اگر فقط چوہا مردہ نکلا تو بقدر بیس ڈول کے اور اگر چوہا زخمی ہو
تو سارا پانی نکالنا واجب ہوا در بلی بکری کے مانند ہیں حکم میں بالاتفاق اور دو چوہوں کا
حکم مثل ایک چوہے کے ہے بعد ازاں پانچ چوہوں تک کا حکم مثل حکم ایک بلی کے ہے اور
چھ چوہے بکری کے مانند ہیں تمام پانی نکالنے کے حکم میں بنا بر ظاہر الروایۃ کے اور اسی کو
محمد نے لیا ہے اور کنوئیں کے نجاست منذ کا حکم کیا جاتا ہے جانور کے گرنے کے وقت سے
اگر معلوم ہو اگر معلوم نہ ہو تو ایک رات اور ایک دن پہلے سے نجاست کا حکم ہوگا بشرطیکہ
نہ پھولا نہ پھٹا نہ اسکے بال گرگئے ہوں پس جنہوں نے غیر حالت حدث میں بھی اُس کنوئیں پانی سے
طہارت کر کر جس قدر نماز کہ پڑھی اور واجبات سنت فجر ادا کی ہو سر نو سے پڑھے لیکن قضا
سنت فجر کا ذکر آگے پاؤ گے اور نجس پایا کپڑا بھی اُس سے دھویا ہوا پاک کرے لے آوے تین
رات دن سے نجاست کا حکم کیا جائے اگر جانور پھولا یا پھٹا یا اُسکے بال گر گئے ہوں امام کا
قول ہے اسمیں زیادہ احتیاط اور مرجح ہے اور صاحبین نے کہا کہ پانی کے نجاست کا حکم ہوگا
معلوم ہونے کے وقت سے پس لوگوں پر معلوم ہونے سے پہلے کوئی چیز لازم نہ ہوگی بعضوں نے
کہا کہ یہی مختار ہے اور لوگوں کو آسان تر ہے اور اگر اپنے جبہ میں مردہ چوہا پایا پس اگر جبہ میں
سوراخ نہ ہو اور روئی بھرنے کے وقت سے اتنیک جو نمازیں پڑھی ہوں اُن سب کو سر نو سے پڑھے
اگر ہمیشہ اُسکو پہنے رہا ہو اور اگر جبہ میں سوراخ ہو تو تین دن رات کی نماز پھر سے پڑھے اگر چوہا
پھولا یا خشک ہو ورنہ ایک دن رات کی نماز پھر سے پڑھے اور چوہے کا پیشاب گرنے سے
کنوئیں کا پانی نکالنا لازم نہیں صحیح تر قول میں اور کبوتر اور گنجشک وغیرہ حلال گوشت کی

بیٹ پڑنے سے بھی کنوئیں کا پانی نکالنا لازم نہین اور اسی طرح جبکہ پرندہ سرا گم گشتہ ہوا ہین
اور اگر ستے ہین اُنکی بیچال پڑنے سے بھی کنوئین کا پانی نکالنا لازم نہین صحیح تر قول مین
اور نجس شمار ہے ساعت ہے اور اونٹ اور بھیڑی کی مینگنی اگر کنوئین مین گرے پس اگر کم ہو تو معاف ہے
اور اگر زیادہ ہو تو معاف نہین اور کم اور زیادہ وہ ہے جسے دیکھنے والا کم یا زیادہ جانے اسی پر اعتماد
اور یہی قول مختار ہے اور وہ فضلہ تر ہو خواہ خشک سالم ہو خواہ ٹکڑے ہون اور گدھے وغیرہ کی لید
اور گوبر مین اختلاف ہے مگر اکثر علما کے نزدیک نجس نہین کرتا اگر ضرورت اور حرج ہو ورنہ نجس ہے اور
لید فضلہ ہے گھوڑے اور خچر اور گدھے وغیرہ کا اور گوبر فضلہ ہے ہاتھی اور گائے وغیرہ کا اور مینگنی فضلہ ہے
اونٹ اور بکری وغیرہ کا اور اسی طرح اگر دودھ کے ظرف مین مینگنیان پڑ جائین یا دوہتے
اور دودھ رنگین ہونے سے پہلے نکال کے پھینکی جائین تو معاف ہے بسبب ضرورت کے
اور دوہنے کے وقت مینگنی کرنے کی عادت ہوتی ہے اور اسوقت کے سوا معاف نہین اور پانی کے
کنوئین اور نجاست کے کنوئین اور گڑھے مین اسقدر دوری معتبر ہے کہ نجاست کا اثر کنوئین کے
پانی مین معلوم نہو پس جب تک کہ نجاست کے اثر سے کنوئین کے پانی کا رنگ یا ذائقہ یا بو
متغیر معلوم نہو پاک ہے اگرچہ دونون مین ایک گز کا فرق ہو اور اگر متغیر معلوم ہو تو نجس ہے
اگرچہ دونون مین دس گز کا فرق ہو فصل جس جانور کا گوشت کھایا جاتا ہے اسکا جھوٹا
حلال ہے اور اسی قسم سے گھوڑا ہے صحیح تر قول مین اور اُن حیوان کا جھوٹا حلال ہے جنمین
خون سائل نہو اور اگر آدمی زندہ کا منھ پاک ہے تو اسکا جھوٹا حلال ہے اگرچہ کافر ہو کیونکہ
اسکے اعتقاد مین نجاست ہے ذات مین نہین لیکن کافر کے جھوٹے مین شفا نہین اور
اگرچہ جنب یا حائض یا نفسا ہو لیکن زوجہ اور محارم کے سوا عورت کا جھوٹا پینا
مرد کے لیے اور مرد اجنبی کا جھوٹا پینا عورت کے لیے مکروہ تحریمی ہے بشرطیکہ لذت لینے کے لیے



لیکن اُس جھوٹھے سے اور عورت کی طہارت سے بچے ہوئے پانی سے طہارت مکروہ نہیں اور
نجس ہین اور ہاتھی اور کتے اور چارپائے درندے کا جھوٹھا نجس ہے اور انہین جنگلی بلی اور
اور جو جانور نجاست وغیرہ دونون چیزین کھاتا ہو اُسکا جھوٹھا مکروہ ہے بشرطیکہ اُسکی مُنھ کی
طہارت یا نجاست نہ معلوم ہو اگر معلوم ہو تو مثل اُسکے حکم دیا جائے اور اگر صرف نجاست کھاتا ہو
حتی کہ اُسکے گوشت مین بو آگئی ہو تو بلا تفصیل اُسکا جھوٹھا مکروہ ہے نہ وہ کھایا جائے نہ اُسکا
دودھ پیا جائے اور مکروہ ہے اُسے بیچنا اور ہبہ کرنا مگر جب کھلائے پلائے قید کرکے یہانتک کہ
اُسکے گوشت مین بو نہ باقی رہے تب حلال ہو جائیگا اور اندازہ کیا گیا ہے قید کرنے کا تین دن
مرغ کے لیے اور چار دن بکری کے لیے اور دس دن اونٹ گائے کے لیے یہی ظاہر تر ہے اگر نجاست
وغیرہ دونون چیزین کھاتا ہو اس حیثیت سے کہ اُسکے گوشت مین بدبو نہ آتی ہو تو بھی حلال ہے
اور اگر پرندہ شکاری کی چونچ کا پاک ہونا معلوم نہو تو اُسکا جھوٹھا مکروہ ہے اور جو جانور گھرون مین
سکونت رکھتے ہین مثلاً چوہا اور سانپ اور چھپکلی اور خانگی بلی انکا جھوٹھا طاہر ہے مگر واسطے
اگر اُسکے مُنھ مین نجاست نہ لگی ہو اور مکروہ تنزیہی ہے صحیح تر قول مین اگر اُس جھوٹھے کے سوا
پانی موجود ہو اور جس خچر کی ماں گدھی ہو اُسکا اور پالو گدھے کا جھوٹھا اگرچہ صحیح تر
قول مین بذات خود پاک ہے لیکن غیر کو پاک کرنے مین مشکوک ہے اور مشکوک پانی نجس چیز کو
پاک کرتا ہے یا نہین اسمین دو قول ہین ایک یہ کہ پاک کر دیتا ہے مگر معلوم ہو چکا ہے کہ پاک کرنے مین
مشکوک ہے اور دوسرا قول یہ کہ پاک نہین کرتا اور اگر بجز مشکوک کے پانی نہ ملے تو اُس سے
وضو یا غسل کرے اور تیمم بھی کرے اور شرط ہے خالی ہونا ایک نماز کا ان دونون فعلون سے احتیاطاً
پس اگر اُس پانی سے طہارت کرکے نماز پڑھی پھر تیمم کرکے وہی نماز پڑھے تو جائز اور
یہی صحیح ہے لیکن ان دونون نمازون مین سے ایک صحیح اور دوسری لغو ہو گی اور اگر ان دونون نماز کے

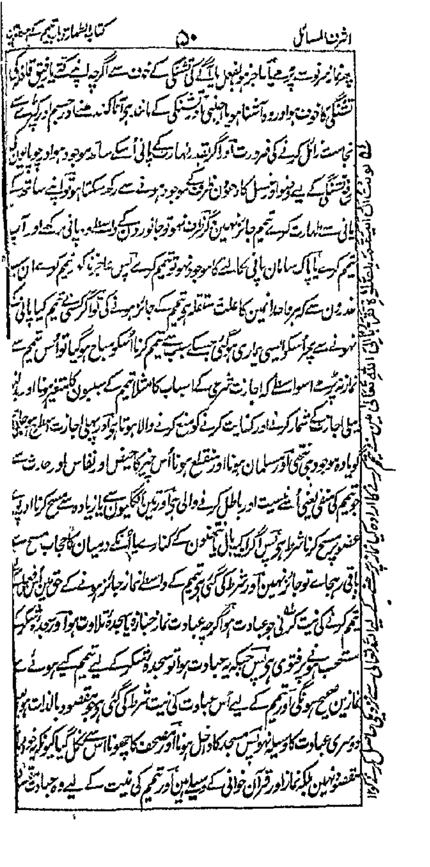
درمیان سکے وقفہ مین حدث نہین کیا تو مکروہ ہے صرف اُس پانی سے طہارت کرکے پہلی نماز پڑہنی اور دوسری نماز مین کراہت نہین بسبب جمع ہونے دونون فعلون کے ایک ادا مین اگر حدث کیا تو دونون مین کراہت ظاہر ہے پس ایک ادا مین دونون فعلون کا جمع ہونا اولی ہے اور دونون فعلون مین سے جسے چاہے مقدم کرے صحیح تر قول مین لیکن تیمم پر اُسے مقدم کرنا افضل ہے اور جس جانور کی ماں حلال اور باپ حرام ہو تو ماں کے اعتبار کرنے کی وجہ سے اُسکا کھانا حلال ہے اور غلبہ مشابہت کا کچھ اعتبار نہین یہ رد ہے اسکے خلاف قول الاسکین پر اور اُسکا حلال ہونا لازم کرتا ہے اُسکے جھوٹھے سے طہارت حاصل ہونے کو اور نبیذ تمر سے یعنی اگر خرمے پانی مین ڈالے جائین اور پانی میٹھا ہو جائے تو اُس سے وضو نکرے بلکہ تیمم کرے اگرچہ نشئی نہوا ہو اور گو سیلان باقی رہے اور پسینہ جھوٹھے کے مانند ہے لیکن گدھے کا پسینہ کپڑے اور بدن مین معاف ہے صحیح مذہب پر اور جو جانور نجاست وغیرہ دونون چیزین کھاتا ہو اور اُسکے گوشت مین بدبو نہ آگئی ہو اُسکا پسینہ پاک ہے اور اگر صرف نجاست کھاتا ہو یہانتک کہ اُسکے گوشت مین بدبو آگئی ہو تو اُسکا پسینہ نجس ہے

باب تیمم کے احکام مین

شرع کی اصطلاح مین تیمم نام ہے چہرہ اور دونون ہاتھون کے مسح کرنے کا پاک کرنے والی مٹی پر ہاتھ مارکے نیت کے ساتھ کہ شرط ہے اور اُسکا استعمال خواہ حقیقۃً یعنی حقیقت مین ہو خواہ حکماً جیسے گرد و غبار سے خالی صاف چکنے پتھر پر اگرچہ حقیقت مین استعمال نہین لیکن زمین کی جنس پر دونون ہاتھ رکھنے سے حکماً یعنی حکم کی راہ سے استعمال پایا گیا اور قصد کرنا پاک کرنے والی مٹی کا اور اُسکا استعمال ایک خاص طور پر ہے اور طور خاص سے تیمم کی کیفیت مراد ہے پس سوال کیا ابی یوسف نے ابا حنیفہ سے کیفیت تیمم کی پس اُنھون نے کہا کہ تیمم دو ضرب ہین ایک ضرب واسطے مُنھ کے اور ایک ضرب واسطے دونون ہاتھون کے کہنیون تک کہا کیونکر پس مارے دونون ہاتھ خاک پر پھر اگر لگ گئے کھینچ لیے

اور پیچھے کھینچ لائے پھر دونوں ہاتھوں کو جھاڑا اور مسح کیا منہ پر پھر مارے دونوں کف دست
خاک پر دوبارہ پھر آگے کھینچ لیگئے اور پیچھے کھینچ لائے پھر دونوں کو جھاڑا اور مسح کیا اُن سے
دونوں ہاتھوں کے ظاہر اور باطن پر کہنیوں تک اور ہمارے مشائخ نے کہا کہ لائق یہ ہے کہ بائین
ہاتھ کی چار انگلیوں کے باطن سے داہنے ہاتھ کی پشت پر انگلیوں کے سر سے کہنی تک مسح کرے
پھر انگلیاں جدا کرکے بائین ہاتھ کی ہتھیلی سے داہنے ہاتھ کے باطن پر کہنی سے گٹے تک
مسح کرے پھر بائین انگوٹھے کے باطن سے داہنے انگوٹھے کی پشت پر مسح کرے پھر اسی طرح
داہنے ہاتھ سے بائین ہاتھ پر مسح کرے اور یہ قریب تر ہے جانب احتیاط کے مستعمل مٹی کے
استعمال سے بقدر ممکن اور دوبار خاک پر ہاتھ مارنا رکن ہے اور یہی قول صحیح تر اور زیادہ چھیانا
والا ہے لہذا ابوشجاع نے کہا کہ اگر ضربہ کے بعد مسح کے قبل حدث کیا تو اعادہ کرے اور اُس
مٹی سے مسح کرنا جائز نہیں ہے یہی قول صحیح اور مختار ہے گو اسبیجابی کا قول اسکے مخالف ہے اگرچہ
تیمم کرنے والے کے غیر سے دونوں ضربہ صادر ہون یعنی اگر کوئی دوسرے کو تیمم کرادے
تو اُسکو بھی دو ضربہ کافی ہیں اسطرح کہ ایک بار سے اُسکے چہرہ پر مسح کرے اور دوسرے ضربہ مین
ایک ہاتھ سے ایک ہاتھ پر اور دوسرے ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر مسح کرے یا تیمم کرنا اُس فعل سے
جو قائم مقام ہے دونوں ضربوں کے پس اگر تیمم کرنے والے نے اعضائے تیمم کو غبار کے اندر رکھکر
ہلا لیا یا غبار کے مقام مین داخل کر دیا تیمم کی نیت سے تو جائز ہے اور چہرہ اور دونوں
ہاتھوں کو ملنا رکن ہے اور تیمم کرنا جائز ہے بشرطیکہ عاجز ہو اُس مطلق پانی کے استعمال سے
جو کافی ہو اسکی طہارت کو اُس نماز کے لیے جسکی قضا ہے اور اُسکا عاجز ہونا یا پانی کے
دور ہونے سے ہے بقدر ایک میل کے اگرچہ شہر کا مقیم ہو اور آب مطلق اور کافی کی قید اسواسطے
لگائی کہ آب مقید اور غیر کافی بمنزلہ پانی نہونے کے ہے پس اگر اسقدر پانی ہو کہ فقط وضو

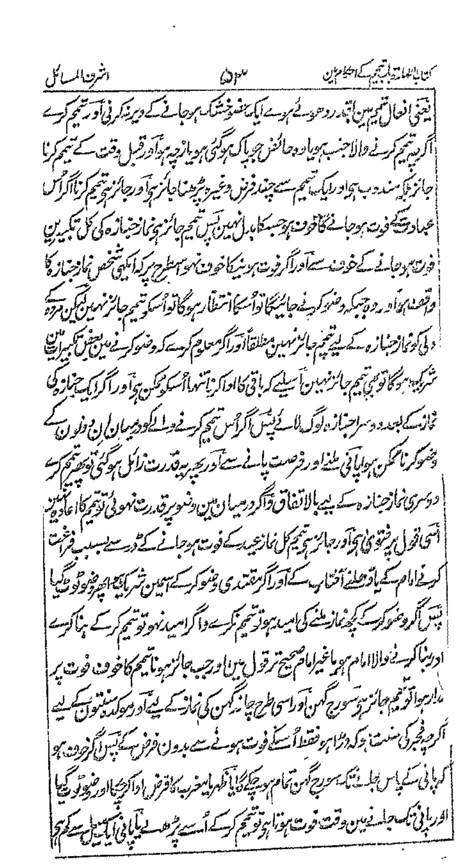
یا نفسِ نجاست زائل کرنے کو جو کپڑے میں نماز کی منع کرنے والی ہو کفایت کرتا ہو تو اُس سے
کپڑا دھو ڈالے اور وضو کے عوض تیمم کرے سب کے نزدیک اور اگر وضو کرکے نجس کپڑے سے
نماز پڑھیگا تو نماز ادا ہوگی مگر گنہگار ہوگا یا عاجز ہو پانی کے استعمال سے بسبب اُس بیماری کے
جسکے پیدا یا زیادہ یا دراز ہو جانے کا خوف ہو اپنے ظن غالب میں یا طبیب کامل مسلمان کے کہنے سے
اگرچہ شدت درد یا بیماری کا دراز ہونا حرکت سے ہو یعنی بیمار کو ظن غالب ہو کہ اگر میں وضو یا غسل کرونگا
تو بیماری تیز ہوگی یا طول کھینچے گی یا طبیب حاذق مسلم نے بتا دیا ہے تو تیمم کرنا جائز ہے اسی طرح
اگر بیمار کے پاس پانی نہیں ہے اور اُسکے پانوں میں سخت پھوڑا یا زخم ہے اور وہ ظن غالب
جانتا ہے کہ اگر میں اُٹھکے پانی لاؤنگا تو بیماری دراز ہوگی تو اب بھی اُسکو تیمم جائز ہے یا بیمار نے
نہ پایا اُسکو جو اُسے وضو کرا دے اور وہ خود وضو کرنے کی طاقت نہیں رکھتا پھر اگر بیمار
وضو کرانے والے کو پاوے اگرچہ دستور کے موافق مزدوری دینے سے ملتا ہو اور اُسے
مزدوری دینے کی طاقت ہو تو ایسا بیمار تیمم نکرے ظاہر مذہب میں اور زوج زوجہ میں ایک
دوسرے کو وضو کرانا دوسرے کا یا خبر گیری اُسکی واجب نہیں اور لونڈی اور غلام میں واجب ہے یعنی مالک انکی
اور وہ مالک کی خبر گیری کریں یا آخری عمر کر سکے یا جب عمر رکو یا تحقیق ہو جائے وضو میں یا نہانے میں
یا اپنی جان پر دشمن سے ڈرے اگرچہ عورت کو مرد فاسق کا خوف ہو یا مفلس کو قرض خواہ کی
طرف سے گرفتار کر لینے کا یا مال پر خوف ہے پھر اگر خوف ہوا ہے بندہ کے ڈرانے سے تو تیمم کرے والا
بعد زوال خوف کے نماز پھیر پڑھے اور اگر بندہ کی طرف سے نہیں ہے تو پھیر سے نہ پڑھے اسلیے
کہ وہ خوف خدا کی طرف سے ہے پس اگر مسلمان قیدی کو کافر نے وضو اور نماز سے منع کیا
تو تیمم کرے اور اشارہ سے نماز پڑھے پھر نماز مکرر پڑھے بعد رہائی کے کسی طرح اگر مالک نے
اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو وضو کریگا تو تجھے قید یا قتل کرونگا تو وہ تیمم سے نماز پڑھے



پیتا نماز ضرورت پینے یا آٹا گوندھنے یا آگے کی تشنگی کے خوف سے اگرچہ اپنے رفیق یا قافلہ کی
تشنگی کا خوف ہو اور وہ آشنا ہو یا اجنبی یا تشنگی کے مانند ہو آٹا گوندھنا اور جسم اور کپڑے سے
نجاست زائل کرنے کی ضرورت ہو اگر بقدر طہارت کے پانی اسکے ساتھ موجود ہو اور چوپایوں کی
تشنگی کے لیے وضو اور غسل کا دونوں ظرفکے موجود ہونے سے رکھ سکتا ہو تو اپنے ساتھ کے
پانی سے طہارت کرے تیمم جائز نہیں اگر ظرف نہ ہو تو جانوروں کے واسطے پانی رکھے اور آپ
تیمم کرے یا پاک سامان پانی نکالنے کا موجود نہ ہو تو تیمم کرے پس ان چیزوں کے تیمم کرے ان سب
عذروں سے کہ مذکور ہوئے انہیں کا علت مستقلہ ہے تیمم کے جائز ہونے کی تو اگر کسی نے تیمم کیا پانی کے
نہ ہونے سے پھر اسکو ایسی بیماری ہو گئی جسکے سبب سے تیمم کرنا اسکو مباح ہو گیا تو اس تیمم سے
نماز پڑھے اسواسطے کہ اجازت شرعی کے اسباب کا اختلاف تیمم کے سببوں کا متغیر ہونا اور
پہلی اجازت کے شمار کرنے اور کفایت کرنے کو منع کرنے والا ہوتا ہے اور پہلی اجازت باطل ہو جائے
گویا وہ موجود ہی تھی اور مسلمان ہونا اور منقطع ہونا اس چیز کا حیض و نفاس اور حدث سے
جو تیمم کی منفی یعنی اُسے نیست اور باطل کرنے والی ہے اور تین انگلیوں سے یا زیادہ سے مسح کرنا اور پورے
عضو پر مسح کرنا شرط ہے پس اگر ایک بال یا ناخنوں کے کنارے یا انکے درمیان کا حجاب مسح سے
باقی رہجائے تو جائز نہیں اور شرط کی گئی ہے تیمم کے واسطے نماز جائز ہونے کے حق میں اُن افعال کے
تیمم کرنے کی نیت کرنی جو عبادت ہو اگرچہ عبادت نماز جنازہ یا سجدہ تلاوت ہو اور سجدہ شکر
مستحب ہونے پر فتوی ہے پس جبکہ یہ عبادت ہو تو سجدہ شکر کے لیے تیمم کیے ہوئے سے
نمازیں صحیح ہونگی اور تیمم کے لیے اس عبادت کی نیت شرط کی گئی ہے جو مقصود بالذات ہو
دوسری عبادت کا وسیلہ نہو پس مسجد کا داخل ہونا اور مصحف کا چھونا اس سے نکل گیا کیونکہ یہ خود با
مقصود نہیں بلکہ نماز اور قرآن خوانی کے وسیلے ہیں اور تیمم کی نیت کے لیے وہ عبادت شرط

شرط کی گئی ہے جو بدون طہارت کے حلال نہین اس سے جنب کی قرآن خوانی بھی عبادت
مقصودہ کو شامل ہوگئی پس اگر جنب نے قرات کے قصد سے تیمم کیا تو اُس سے نماز پڑھنی
درست ہوگی اور اگر بے وضو نے اُس قصد سے تیمم کیا تو درست نہو گی اور شرط اخیر سے سلام کے
جواب دینے کا تیمم خارج ہوگیا یعنی اُسکا جواب اگرچہ عبادت مقصودہ ہے لیکن بدون طہارت کے بھی
صحیح ہے پس اُنکے لیے تیمم کیے ہوئے سے نماز پڑھنی جائز نہین پس جب تیمم مین نیت مخصوصہ
شرط ہوئی تو کافر کا تیمم کرنا صحیح نہین اسلیے کہ جو عمل اپنے صحیح ہونے مین نیت کی طرف
حاجت رکھتا ہے کافر اُسکی اہلیت نہین رکھتا لیکن کافر کا وضو صحیح ہے کیونکہ اُسمین نیت کی
حاجت نہین اور اگر کوئی شخص دو حدث رکھتا ہو مثلاً جنابت اور وہ حدث جو واجب کرتا ہو
وضو کو تو لائق ہے دونون کی نیت کرنی پس اگر دونون مین سے ایک کی نیت کر کے تیمم کیا
تو اگرچہ وہ نہ واقع ہوگا دوسرے سے لیکن یہ ایک تیمم کافی ہوگا اُن دونون سے اور سارِی زمین
نماز کے لیے مسجد ہے اگر بذات خود پاک ہو اگرچہ نجاست سے تر ہو کر خشک ہوجاے اور روے زمین
یا جنس زمین تیمم کے لیے نجاست سے خالی یعنی پاک کرنے والی ہونی شرط ہے اگرچہ اُس پر
غبار نہو پس اگر انگلیون مین غبار داخل نہو تو خلال کے لیے تیسری بار ہاتھ مارنے کی
حاجت نہین بلکہ بدون ہاتھ مارنے کے انگلیون کا خلال کرنا ضروری ہے واسطے تمام ہونے
استیعاب کے اور صحیح یہ ہے کہ مسح کف ضروری نہین بلکہ ضرب کف کافی ہے اور اگر دوسرے کو تیمم کرا دے
اور اپنے دونون ہاتھ سے اُسکے ایک ہاتھ پر مسح کرے تو اب تیسرے ضربہ کی بیشبہہ حاجت ہے
تاکہ اُس سے اُسکے دوسرے ہاتھ پر مسح کرے پس اگر ڈھیلی انگوٹھی کے نیچے لو ہتھ کے سوراخ مین یا
غبار پہونچا ہو تو اُسکو ہلانا لازم نہین بلکہ سنت ہے ورنہ اوتار لینا یا ہلانا لازم ہے مثل خلال
مذکور کے جیسے وضو اور غسل مین لیکن صرف خاک پر تیمم کرنا افضل ہے اجماعاً اور جنس زمین وہ ہے

جو گل پر نرم ہو نہ پگھلے نہ راکھ ہو جاوے درست ہے کنکر اور پتھر اور ریگ اور ہڑتال اور سرمہ اور مردہ سنگ
اور گیرو اور چونہ اور گچ اور سرخ اور زرنیخ اور جواہر جو معدنی ہوں پر تیمم درست ہے اگرچہ پسا ہوا ہو اور
گیلی مٹی اور جو اجزائے زمین سے بنے ہوں مثلاً ظروف جو روغنی نہ ہوں ان پر بھی تیمم درست ہے
کیونکہ اس پر کچھ کا روغن ہوتا ہے ہاں اگر کچھ وہ غیر جنس زمین کے ساتھ روغن نہ کیا ہو
تو جائز ہے اور گیلی مٹی جسکو گارا اور پنجشا کہتے ہیں اگر اس میں پانی غالب یا مٹی اسکے
برابر ہو تو اس سے تیمم جائز نہیں بلکہ اس سے طہارت کرے اگر اسقدر رقیق ہو
کہ عضو پر بہے کیونکہ غالب چیز کا اعتبار ہے اور اگر مٹی غالب یا پانی کے برابر ہو تو اس سے تیمم
جائز ہے لیکن گیلی مٹی سے تیمم کرنا فوت وقت کے خوف سے پہلے خلاف اولی ہے تاکہ شکل
نہ ہو جاوے مجبوت ملکے بدون ضرورت کے اور ردالمحتار میں ہے کہ اگر فوت وقت کا خوف ہو
اور خشک مٹی نہ پاوے تو اپنے کپڑے میں گیلی مٹی لگاوے پھر خشک ہونے کے بعد اس سے تیمم کرے
اور جو چیز زمین کی جنس سے نہیں ہے مثلاً کوئی پاک کپڑا یا بچھونا اس پر بھی تیمم جائز ہے اگر
اس پر اسقدر غبار ہو کہ ہاتھ مارنے سے اسکا اثر ظاہر ہو اور اگر مٹی اس چیز کے ساتھ ملجاوے
جس سے تیمم جائز نہیں ہے تو غالب چیز کا اعتبار ہے جیسے سونا یا چاندی گلائی ہو تو اس پر تیمم جائز نہیں
لیکن اگر اس پر اسقدر غبار ہو کہ ہاتھ مارنے کے کھینچنے سے مٹی کا اثر ظاہر ہو تو تیمم جائز ہے اور
مٹی اگرچہ جلی ہوئی راکھ کے ساتھ ملجاوے پس اگر مٹی غالب ہے تو تیمم جائز ورنہ جائز نہیں ہے اور تیمم
بطور وضو کے اور کف دست کا صحیح یہ کہ باطن اور ظاہر خاک پر مارنا اور خصوص مارنا اچھا
انگلیاں کھلی رکھنی اور آگے کھینچ لینا پھر پیچھے کھینچ لانا اور بقدر خاک پراگندہ ہو جانے کے
اپنے دونوں ہاتھ جھاڑنے اور انگوٹھی اور چھلے کو ہلانا اور انگلیوں میں اور داڑھی میں
خلال کرنا اور پہلے داہنے پھر بائیں عضو پر مسح کرنا اور ترتیب اور پے در پے تیمم کرنا سنت ہے



یعنی افعال تیمم میں اتنی دیر توقف نہ ہوئے ایک عضو خشک ہو جانے کے ویسا کرنی اور تیمم کرے
اگرچہ تیمم کرنے والا جنب ہو یا وہ حائض جب پاک ہو گئی ہو یا زچہ ہو اور قبل وقت کے تیمم کرنا
جائز بلکہ مندوب ہے اور ایک تیمم سے چند فرض وغیرہ پڑھنا جائز ہے اور جائز ہے تیمم کرنا اگر اس
عبادت کے فوت ہو جانے کا خوف ہو جسکا بدل نہیں پس تیمم جائز ہے نماز جنازہ کی کل تکبیرین
فوت ہو جانے کے خوف سے اور اگر فوت ہونیکا خوف نہو اسطرح پر کہ ایسا شخص نماز جنازہ کا
وارث ہو اور وہ جبکہ وضو کرنے جائیگا تو اُسکا انتظار ہو گا تو اُسکو تیمم جائز نہیں لیکن مردہ
ولی کو نماز جنازہ کے لیے تیمم جائز نہیں مطلقاً اور اگر معلوم کرے کہ وضو کرنے میں بعض تکبیرات میں
شریک ہو گا تو بھی تیمم جائز نہیں اسلیے کہ باقی کا ادا کرنا تنہا اُسکو ممکن ہے اور اگر ایک جنازہ کی
نماز کے بعد دوسرا جنازہ لوگ لائے پس اگر اُس تیمم کرنے والے کو درمیان ان دونوں کے
وضو کرنا ممکن ہوا پانی ملنے اور فرصت پانے سے اور پھر یہ قدرت زائل ہو گئی تو پھر تیمم کرے
دوسری نماز جنازہ کے لیے بالاتفاق و اگر درمیان میں وضو پر قدرت نہوئی تو تیمم کا اعادہ نہیں
اسی قول پر فتوی ہے اور جائز ہے تیمم کل نماز عید کے فوت ہو جانے کے ڈر سے بسبب فراغت
کرنے امام کے یا ڈھلنے آفتاب کے اور اگر مقتدی وضو کرکے اثنا میں شریک تھا پھر وضو ٹوٹ گیا
پس اگر وضو کرکے کچھ نماز ملنے کی امید ہو تو تیمم نکرے و اگر امید نہو تو تیمم کرکے بنا کرے
اور بنا کرنے والا امام ہو یا غیر امام صحیح تر قول میں اور جب جائز ہونا تیمم کا خوف فوت پر
مدار ہوا تو تیمم جائز ہے سورج گہن اور اسی طرح چاند گہن کی نماز کے لیے اور موکدہ سنتوں کے لیے
اگرچہ فجر کی سنت ہو کہ ڈر ہو نفلاً اُسکے فوت ہونے سے بدون فرض کے پس اگر خوف ہو
کہ پانی کے پاس جانے تک سورج گہن تمام ہو چکیگا یا ظہر یا مغرب کا فرض ادا کر چکا اور وضو ٹوٹ گیا
اور پانی تک جانے میں وقت فوت ہوتا ہے تو تیمم کرکے اُسے پڑھ لے یا پانی ایک میل سے کم ہو

خادم لینے گیا ہی لیکن اُسکے آنے تک فقط وضو کرنے اور فرض پڑھنے کا وقت باقی رہیگا تو
تیمم کرکے سنت فجر پڑھے پھر جب پانی آوے تو وضو کرکے فرض ادا کرے اور اگر فرض کے ساتھ
سنت کے بھی فوت ہونے کا خوف ہو تو تیمم نہ کرے کیونکہ سنت کو فرض کے ساتھ قضا کریگا
اور جن نمازوں کا بدل ہی اُنکے فوت ہونے کے خوف سے تیمم نہ کرے اور بعضے کہتے ہیں کہ
تیمم کرے پس احتیاط زیادہ اسمین ہی کہ تیمم کرے اور نماز پڑھے پھر وضو کرکے اسکا قضا پڑھے
اور اگر ایک میل سے کم مسافت پر پانی ہونے کا ظن غالب ہو کسی علامت سے یا ایسا
آدمی مکان متقی کے خبر دینے سے تو جس طرف پانی ہونے کا گمان ہو اُسطرف اُسقدر تلاش کرنا
استدر شرط ہی کہ اُسکے یا ساتھی کے نفس یا مال کے ضرر کا خوف نہو اور اگر پانی کے قریب ہونیکا
ظن غالب نہو یعنی شک ہو یا غیر قوی ظن ہو تو تلاش کرنا واجب نہین بلکہ مندوب ہی
اگر امید نہو تو تلاش کرنا مندوب بھی نہین اور اگر ظن غالب پانی ملنے کا ہو تو اسقدر تاخیر
کرنی مندوب ہی کہ اگر پانی نہ ملے تو وقت مکروہ کے قبل نماز ادا کر لینی ممکن ہو اگر اُس شخص
اور پانی کے درمیان مین بقدر ایک میل کے مسافت ہو اور اگر نماز پڑھی اُس شخص نے
جو آبادی مین نہین اور بھول گیا پانی کو رحل مین اور رحل اُس قسم سے ہی کہ اُسمین کبھی بھولی
چیز کے بھول جانے کی عادت ہی تو اُسپر نماز کا اعادہ نہین مگر پانی کے چھپ جانے کے گمان کے
تیمم سے نماز پڑھے تو پانی دیکھکر نماز کا اعادہ کرے اور اگر اُس پانی کو بھولا جو اُسکی گردن
یا پیٹھ پر تھا یا اُسکے سامنے تھا سواری کی حالت مین یا سواری کے پیچھے تھا جبکہ وہ
اُسکا ہانکنے والا تھا یا کوئی شخص اپنا کپڑا بھولا اور برہنہ نماز پڑھی یا ناپاک کپڑے سے
یا نجاست کے ساتھ نماز پڑھی حالانکہ اُسکے پاس وہ چیز ہی جس سے ازالہ نجاست ہو سکتا تھا
یا وضو کیا نجس پانی سے یا بے وضو نماز پڑھی پھر اُسکو پانی یا کپڑا یا نجاست یا بے وضو ہونا

یاد آیا تو نماز پھیر پڑھے اور جو شخص نماز کے وقت مین موجود ہو اور اُسکے پاس پانی ہو تو اُس سے
پانی مانگنا واجب ہی اگر دینے کا ظن غالب ہو والا واجب نہین ہی توفیق مختار اور موجہ تر ہی
پس اگر وہ نہ دے تو تیمم کرے وگر پانی کا مالک پانی نہ دے مگر بعوض اُس قیمت کے جو اُسقدر
پانی کا معمول ہی اور وہ لازمی حاجتون سے زیادہ اُسکے پاس موجود ہی تو تیمم نکرے بلکہ
پانی خرید کے اُس سے طہارت کرکے نماز پڑھے اور اگر وہ اسقدر مانگتا ہی جو اُس موضع مین
پانی کی قیمت کرنے والون کی قیمت کرنے مین داخل نہین یا اُسکے پاس اُسقدر قیمت
موجود نہین ہی تو تیمم کرے اور پانی مانگنے سے پہلے تیمم نکرے بنا بر ظاہر الروایۃ کے
اور بنا بر اُسکے ڈول اور رسی کا مانگنا واجب ہی اور ڈول اور رسی کے لیے انتظار کرنا
مستحب ہی جب تک فوت وقت کا نہ خوف ہو اگر اُسکے مالک نے کہا کہ ٹھہر جا یہان تک کہ
پانی بھر لون اور اگر کسی کے ملک مین پانی ہو اور طلب کرنے سے دینے کا ظن غالب ہو
تو اُسکے غلبہ کے ساتھ نماز باطل ہوجاتی ہی پس پانی یا اُسکے بہا لینے کا آلہ مانگے وگر نہ دینے کا
ظن غالب یا دینے مین شک ہو تو نماز تمام کرکے مانگے اگر اُسنے دیا تو تیمم اور نماز باطل وگر
نہ دیا یا انکار کے بعد دیا تو نماز تمام ہوگئی اور اگر کوئی شخص بند کیا گیا نجس مکان مین اور
اُسکو ممکن نہین پاک مٹی تحتانی زمین یا دیوار کھودکے اور اُسی کے مانند وہ شخص ہی جو پانی
اور مٹی پاک کرنے والی سے عاجز ہو بسبب بیماری کے تو واجب ہی کہ نمازیون کے مشابہ بنجائے
اگرچہ بے وضو ہو یا جنب پس رکوع اور سجدہ کرے وگر مکان خشک نہ پائے تو نماز کا
اشارہ کرے کھڑے ہوکے اور قرات نکرے اور بسبب حقیقت مین نماز نہونے کے نیت بھی نکرے
پھر جب پانی خواہ مٹی پائے تو سر نو سے نماز ادا کرے اور جسکے دونون ہاتھ اور دونون
پاؤن کہنی اور ٹخنے سے کٹے ہون وہ دوسرے شخص سے منھ اور موضع قطع کو دھلوا لے

اور بکہ مسح کرائے اور اگر دوسرے شخص کو نہ پائے تو متیمم اور سر اور موضع قطع کو پانی پہنچے
اور اگر دھونے پر قادر ہو تو متیمم اور موضع قطع کو مٹی میں مل لے اور اگر فرض کیے گئے دھونے کو
کچھ محل باقی نہ ہو تو تیمم بھی نہ کرے اور بدون طہارت کے نماز پڑھے اور نماز کا اعادہ نہ کرے
صحیح تر قول یہ ہے اور اگر قیدی نے تیمم کے ساتھ نماز پڑھی پس اگر وہ قیدی مقیم ہے تو خلاصی کے
بعد نماز سر نو سے پڑھے اور اگر مسافر ہو تو نماز سر نو سے پڑھنی ضروری نہیں اور سبیل کا پانی
تیمم کرنے کو منع کرنے والا نہیں جب تک کہ وضو کے لیے بھی نہ معروف ہو اور اگر مشتبہ ہو
تو کثرت کا اعتبار ہے یعنی اگر کثرت ہوگا تو قرینہ سے معلوم ہوگا کہ وضو کے واسطے بھی ہے اور
جب معلوم ہو کہ فقط پینے کے لیے ہے تو اس سے وضو درست نہیں اگرچہ بکثرت ہو اور جو پانی
پینے کے لیے وقف سبیل ہو اس سے پینا درست ہے اور جنابت والا مقدم اور لائق تر ہے
مباح پانی کے استعمال کرنے میں حائض اور بے وضو اور غسل میت سے اور اگر وہ پانی ان میں سے
کسی ایک شخص کا مملوک ہے تو وہی شخص مقدم ہے اور اگر وہ پانی تینوں میں مشترک ہے تو اس کا
صرف کرنا غسل میت کے واسطے لائق ہے اور تیمم کرنا جماعت کا ایک مکان سے جائز ہے اس لیے
مٹی مستعمل نہیں ہوتی حتیٰ کہ اگر تیمم کرنے والوں کے ہاتھوں کی مٹی ایک جگہ جمع ہو تو اس پر بھی
تیمم درست ہے مگر مستعمل ہے وہ مٹی جو بعد مسح کے عضو سے جدا ہوا اور ناقض غسل کا غسل اور
وضو کے تیمم کا ناقض ہے اور ناقض وضو کا صرف وضو کے تیمم کا ناقض ہے اور جبکہ ناقض وضو سے
وضو کا تیمم ٹوٹتا ہے نہ جنابت کا تو اب وضو کرے اگر پانی بقدر وضو کے پاوے اور جو موزے
کہ جنابت سے پہلے طہارت کاملہ پر پہنے ہیں انکو اتار کر پاؤں کو دھوئے پھر وضو کے بعد موزوں پر
مسح کرتا رہے اور جب اس قدر پانی پر گذرے جو غسل کیواسطے کفایت کرتا ہے تو جنابت کا
تیمم بھی ٹوٹ جاویگا پھر تجاوز کرنے کے بعد جنابت کیواسطے دوسرا تیمم کرے مگر اسکے بعد

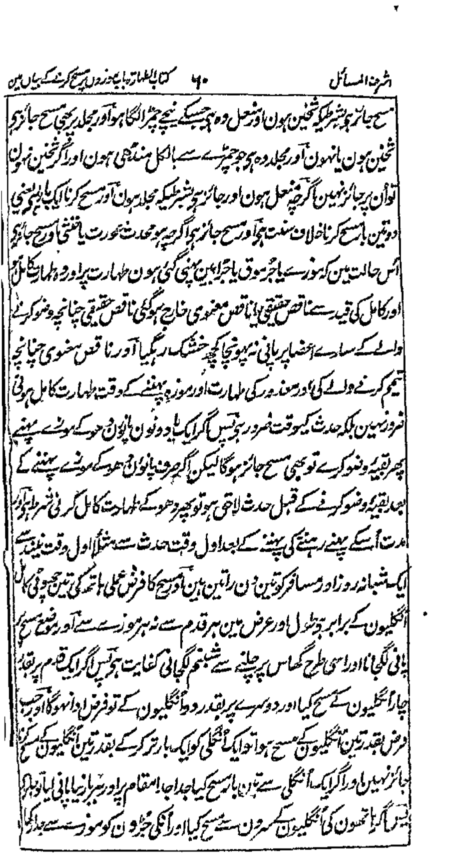
اگر وضو ٹوٹ جاوے اور پانی بقدر وضو کے پاوے تو وضو کرے اور موزون پر مسح نکرے
بلکہ انکو اوتارے اور پاؤن کو دھووے پھر موزے پہنے اور مسح کرتا رہے اور اگر جنبی کے پاس
اسقدر پانی ہو کہ اُسکے کچھ اعضا یا وضو کو کفایت کرتا ہو تو وہ تیمم کرے اعضا یا وضو کی طرف
اُسے صرف کرنا واجب نہین مگر جبکہ جنابت کا تیمم کیا پھر حدث واقع ہوا تو اب وضو کرنا
واجب ہے اور تیمم کو توڑتا ہے قادر ہونا پانی پر اگرچہ عین نماز مین کسی شخص نے اُسپر پانی
مباح کر دیا ہو اور قدرت اسقدر پانی کی ناقص ہے جو کافی ہو اُسکی طہارت کو اور اُسکی
حاجت سے زائد ہو مثلاً تشنگی سے اور آٹا گوندھنے اور نجاست مانع نماز کو دھونے سے
اور اُس عضو کے دھونے سے کہ غسل جنابت سے خشک رہا تھا اور مرتد ہو جانا ناقض
تیمم نہین یعنی اگر مسلمان نے تیمم کیا پھر وہ مرتد ہو گیا معاذ اللہ پھر توبہ کی تو تیمم باقی ہے اور
سبب جسکے تیمم مباح ہوا تھا اُسکا زوال سابق کے تیمم کو باطل کرتا ہے اور ابتدا ہے تیمم کو
منع کرتا ہے اور بنابر قاعدہ مذکورہ کے اگر تیمم کیا ایک میل پانی کے دور ہونے سے پھر تیمم
کرنے والا پانی کی طرف چلا اور ایک میل سے کم فاصلہ ہو گیا تو تیمم ٹوٹ گیا اور اونگھتے شخص کا
گذرنا پانی پر تیمم کو نہین توڑتا ہے روایت صحیح ٹھہرائی گئی ہے امام سے پسندیدہ ہے فتوی
دینے کے واسطے اور اگر وضو کرنے والے کے اعضاء وضو شمار کی راہ سے اور غسل مین
بدن پیمائش کی راہ سے آدھے سے زیادہ زخمی ہون تو تیمم کرے اگر اکثر صحیح اور اقل زخمی
یا دونون برابر ہون تو صحیح کو دھووے اور محل جراحت پر مسح کرے آئین احتیاط زیادہ ہے اگر
نکر سکتا ہو تو پٹی وغیرہ کے آدھے سے زیادہ پر مسح کرے ایکبار اور اگر دونون ہاتھ
زخمی ہون اور پاوے ایسے شخص کو جو اسکو وضو کرا دے تو تیمم نکرے ظاہر الروایۃ مین اور
اگر صحیح عضو کے دھونے سے زخمی عضو پر پانی پہونچتا ہو تو تیمم کرے اور جمع نکیا جاوے

تیمم اور دھونے مین آور جسکے سر مین ایسا سخت درد ہو کہ وضو کرنے مین مسح نہین کر سکتا
تو اُس شخص سے مسح سر کی فرضیت وضو مین ساقط ہو وگر سر پر کھپا جون کی پٹی ہو تو اُسپر مسح
واجب ہو آور اسی طرح اگر عذر ہو تو غسل مین سر کا دھونا ساقط ہو جاتا ہو پس سر پر اگر ضرر کرتا ہو
تو سر کی پٹی پر مسح کرے اگر یہ بھی ضرر کرتا ہو تو دھونا اور مسح کرنا دونون بالکل ساقط ہین

باب موزون پر مسح کرنے کے بیان مین

مسح موزہ رخصت ہو اور مسح کا واجب ہونا
چاہیے اُس شخص پر جسکے پاس پانی نہین ہو مگر اسقدر کہ مسح کو کفایت کرے یا پانون کے
دھونے مین ڈرے وقت نماز کے فوت ہونے سے یا ڈرے عرفات پر ٹھہرنے کے
فوت ہونے سے یعنی اگر دونون قدم دھوتا ہو تو نماز کو پاتا ہو لیکن خوف کرتا ہو عرفات پر
ٹھہرنے کے فوت ہونیکا وگر مسح کرتا ہو تو دونون کو پاتا ہو تو مسح کرنا واجب ہو اور موزے پر
مسح کرنے کی رخصت ہو وضو کرنے والے کے لیے نہانے والے کے لیے نہین آور مسح
موزہ کی تین شرطین ہین پہلی شرط ہونا موزے کا ڈھکنے والا اُس محل کا جسے وضو مین دھونا
فرض ہو آور کشادہ مُنھ والے موزے کے اوپر سے پانون نظر آنا مضائقہ نہین پس اگر
موزہ کسی جگہ پھٹا ہوا اور اُسکو کپڑے سے باندھے تو مسح کرنے کو کافی ہو اور دوسری
یعنی کفنا اور ایسی چیز کے موزے ہونے جسمین پانی سرایت نکرے مثلاً بانات وغیرہ
اور محل مسح کا پشت قدم کے ساتھ مشغول ہونا پس اگر موزہ کشادہ اور لمبا ہوا اور
مسح کرے اُس موضع کا جو خالی ہو قدم سے تو مسح جائز نہوگا آور اگر اُسنے قدم کو خالی
مقام مین کر دیا اور اُسپر مسح کیا تو جائز ہو پھر اگر وہان سے قدم کو ہٹا دے تو مسح کا
اعادہ کرنا ضرور نہین آور موزے اُس چیز کے ہونے کہ اُنھین پہن کے اپنی عادت کے موافق
ایک فرسخ پیادہ چلنا ممکن ہو اور صلاحیت اسقدر قطع مسافت کی بنفسہ موزہ مین ہو

اور مسح کرنے مین ہاتھ کی انگلیون کو کھولکے اُن سے خطوط نباوے پاؤن کی انگلیون کے
سرون سے پنڈلی کی جڑتک اور ظاہر کرنا ان خطوط کا شرط نہین بلکہ مسح مین شرط سنت ہے
اور کیفیت مسح کی اسطرح ہے کہ داہنے ہاتھ کی انگلیان رکھے داہنے موزے کے سرے پر اور
بائین ہاتھ کی انگلیان رکھے بائین موزے کے سرے پر انگلیون کی طرف پھر وہان سے
انکو کھینچ لیجاوے ٹخنون کے اوپر پنڈلی کی جڑتک ایک بار اور انگلیون کے ساتھ ہتھیلی بھی
رکھنی احسن ہے اور پہلے داہنے پھر بائین موزے پر مسح کرنا غیر مسنون ہے اور ہاتھ کے باطن سے
مسح کرنا مستحب ہے اور مسح فرض کا محل ظاہر دونون موزون کا ہے انگلیون کے سرون سے
وسط قدم تک اور پنڈلی کی جڑتک سنت ہے اور جائز ہے مسح دونون جرموقون کے ظاہر پر
اور جرموق وہ ہے جو موزہ پر پہنا جاتا ہے اسکی حفاظت کے لیے سو اگر جرموق چمڑے اور
اسکے مانند کا ہے تو اسپر مسح جائز ہے خواہ اسکو تنہا پہنا ہو یا موزے پر یا پاؤن کے لپیٹے ہوئے
کپڑے پر اور اگر جرموق کپڑے کا ہو اور تنہا اسکو پہنا ہو تو اسپر مسح جائز نہین اور اسی طرح
اگر اسکو موزے پر پہنا تو بھی جائز نہین مگر جبکہ تری اندر کے موزے پر پہنچے تو جائز ہے
اور جائز ہے مسح کرنا جرابون پر اگرچہ وہ سوت یا بال کی ہون بشرطیکہ ثخین ہون اور ثخین کی
تفسیر یہ ہے کہ انکو پہنکے تین کوس آدمی چلے اور وہ پنڈلی پر بے باندھے ہوئے آپ سے
ٹھہری رہین اور صلاحیت اسقدر مسافت کی نفس جرابون مین ہو اور اسکے اندر کی
چیز نظر نہ آوے اور اگر اُتارلے دونون جرموقون کو موزون پر سے تو مسح کرے دوسری بار
اپنے موزون پر اور اگر ایک جرموق اُتارے تو مسح کرے موزہ پر اور دوسرے پاؤن کی
جرموق پر بھی اسلیے کہ ایک کے نکالنے سے دونون کا مسح جاتا رہا اور اپنا ہاتھ دونون
جرموقون کے اندر داخل کرکے اندر کے موزون پر مسح کرنا جائز نہین اور منعقل جرابون پر



مسح جائز ہے بشرطیکہ ثخین ہوں اور منعل وہ ہے جسکے نیچے چمڑا لگا ہو اور مجلد پر بھی مسح جائز ہے
ثخین ہوں یا نہوں اور مجلد وہ ہے جو چمڑے سے بالکل منڈھی ہوں اور اگر ثخین نہوں
تو ان پر جائز نہیں اگرچہ منعل ہوں اور جائز ہے بشرطیکہ مجلد ہوں اور مسح کرنا ایک بار ہے یعنی
دو تین بار مسح کرنا خلاف سنت ہے اور مسح جائز ہے اگرچہ ہو محدث عورت یا خنثی اور مسح جائز ہے
اس حالت میں کہ موزے یا جرموق یا جرابیں پہنی گئی ہوں طہارت پر اور وہ طہارت کامل ہو
اور کامل کی قید سے ناقص حقیقی یا ناقص معنوی خارج ہوگئی ناقص حقیقی چنانچہ وضو کرنے
والے کے سارے اعضاء پر پانی نہ پہونچا کچھ خشک رہگیا اور ناقص معنوی چنانچہ
تیمم کرنے والے کی اور معذور کی طہارت اور موزہ پہننے کے وقت طہارت کامل ہونی
ضرور نہیں بلکہ حدث کیوقت ضرور ہے پس اگر ایک یا دونوں پاؤں دھوکے موزے پہنے
پھر بقیہ وضو کرے تو بھی مسح جائز ہوگا لیکن اگر صرف پاؤں دھوکے موزے پہننے کے
بعد بقیہ وضو کرنے کے قبل حدث لاحق ہو تو پھر دھوکے طہارت کامل کرنی ضرور ہے اور
مدت اسکے پہنے رہنے کی پہننے کے بعد اول وقت حدث سے مثلاً اول وقت نیند سے
ایک شبانہ روز اور مسافر کو تین دن رات ہیں اور مسح کا فرض علی ہاتھ کی تین چھوٹی
انگلیوں کے برابر ہے طول اور عرض میں ہر قدم سے نہ ہر موزے سے اور موضع مسح پر
پانی لگجانا اور اسی طرح گھاس پر چلنے سے شبنم لگجانی کفایت ہے پس اگر ایک قدم پر بقدر
چار انگلیوں کے مسح کیا اور دوسرے پر بقدر دو انگلیوں کے تو فرض ادا نہوگا اور جب
فرض بقدر تین انگلیوں کے مسح ہوا تو ایک انگلی کو ایک بار تر کر کے بقدر تین انگلیوں کے مسح کرنا
جائز نہیں اور اگر ایک انگلی سے تین بار مسح کیا جدا جدا مقام پر اور ہر بار نیا پانی لیا تو جائز ہے
پس اگر ہاتھوں کی انگلیوں کے سروں سے مسح کیا اور انکی جڑوں کو موزے سے جدا رکھا

تو مسح جائز نہوگا اگر یہ کہ انگلیون کے سرون سے اسقدر پانی ٹپکتا ہو کہ انکو رکھنے کیوقت بقدر فرض کے موزہ تر ہوگیا تو اب مسح جائز ہو اور اگر پانی ٹپکتا نہین ہو تو مسح جائز نہین ہو اور کسی شخص کا پانؤن کاٹا گیا پس اگر پشت قدم بقدر تین انگلیون کے باقی ہو تو موزون پر مسح کرے اور اگر اسقدر باقی نہین ہو تو دونون قدمون کو دھووے اگر دھونیکا محل باقی ہو اور اگر ہو الستی ایک ہی پانؤن ہو یا ایک پانؤن اسقدر کاٹا گیا کہ نہ مسح کرنے کا محل باقی رہا نہ دھونیکا تو ایک پانؤن کے موزے پر مسح کرے اور قدم کی چھوٹی پوری تین انگلیون کے برابر پھٹا ہوا مانع ہو مسح کرنیکا اگر یہ کہ پہتے پھٹے ہوئے موزے پر دوسرا درست موزہ ہو یا جرموق تو اسپر مسح کرے اسلیے کہ اعلی کا اعتبار ہو اسفل کا نہین اور اگر انگلیون پر پھٹا ہو تو مطلق تین انگلیون کا اعتبار ہوگا خواہ بڑی انگلیان ہون یا چھوٹی اور اگر نظر نہ پڑے قدم اسقدر تو مسح کا مانع ہو پیادہ چلنے مین زمین سے پانؤن اٹھانے کے وقت تو مسح کا مانع نہین اگرچہ بہت پھٹا ہو اور قربانی کے دونون کانون کے سوراخون کے جمع کرنے مین اختلاف ہو یعنی ایک قول یہ ہو کہ جمع کرین گے سوا اگر ایک کان کی تہائی سے زیادہ ہوسکیگے تو قربانی جائز نہوگی اور دوسرا قول یہ ہو کہ جمع نکرینگے مگر ایک کان کے سوراخون مین موزے کے مانند اور جمع کرنے کو ترجیح دینا لائق ہو احتیاط کی راہ سے باب عبادت مین اور مسح جائز ہو دونون موزون پر اس شرط سے کہ فرض مسح کا واقع ہو پشت موزے کے محل درست پر وگر اس جگہ تھوڑا سا بھی پھٹا ہوگا تو مسح جائز نہو گا اور اگر درست موزے پر مسح کیا پھر وہ اسقدر پھٹ گیا کہ اسپر مسح درست نہین تو مسح سابق ٹوٹ گیا اور ابتدا لے مسح کا منع کرنے والا ہو اور کمتر سوراخ جو منع کیو اسطے جمع لیا جاتا ہو وہ جسمین ٹاٹا کے سینے کا سوا داخل ہو اور وہ سوراخ جو اس سے کمتر ہو لائق

شمار کے نہین اور مسح کا توڑنے والا وہ ہی جو وضو کا توڑنے والا ہی اور مسح کا ناقض
موزہ اوتارنا اگرچہ ایک ہی موزہ اوتار اگیا ہو اور مسح کی مدت گذر جانے سے مسح
ٹوٹ جاتا ہی موزے اوتارے کے پانون دھونا ضروری ہی اور اگر ظن غالب مین سبب سردی
وغیرہ کے ضرر کا خوف ہو تو موزہ اوتارنا ضروری نہین اُن پر مسح کیا کرے مانند مسح
پٹی کے اور اس حالت مین اگر ایک بار اکثر موزہ پر مسح کریگا تو بھی صحیح ہوگا اسی پر
فتوی ہی لیکن سارے موزے پر مسح کرنا افضل ہی اور پٹی کے مسح کے مانند اس مسح کی کوئی
مدت نہین یعنی جب تک خوف باقی ہی مسح کرتا رہے اور اگر مسح کی مدت گذر گئی اور
مسح کرنے والا نماز مین ہی اور پانی موجود نہین ہی تو اُسکا نہونا مسح کے ٹوٹنے کا
مانع نہوگا یہی قول مناسب تر ہی روایت کی راہ سے اور راجح تر ہی فہم کی راہ سے
پس شخص مذکور تیمم کرے اور نماز پڑھے جس طرح وہ شخص کہ اُسکے اعضاء وضو مین
کچھ خشک باقی رہا اور پانی نہین ہی جو اُسکو دھووے تو اُسکو تیمم کرنا چاہیے اور موزہ
اوتارنے کے بعد اور مسح کی مدت گذر جانے کے بعد اگر وضو نہو تو اُسکے ساتھ پانون بھی
دھولے اور اگر وضو ہو تو کچھ واجب نہین قدم دھونے کے سوا اور نکلنا اور نکالنا آدھے
قدم سے زیادہ کا شرعی موزے سے سارا موزہ نکالڈالنے کے حکم مین ہی صحیح تر قول پر
اور قدم عبارت ہی ٹخنے سے انگلیون کے سرون تک اور شرعی موزہ بھی ٹخنے سے
انگلیون کے سرون تک ہوتا ہی اور ایڑی موزے کے باہر نکل آنے سے مسح ٹوٹ جاتا ہی
جبکہ اُسکا نکلنا موزہ اوتارنے کی نیت سے ہو لیکن جبکہ اُسکا نکلنا اپنے محل سے
قصداً نہو بلکہ کشادگی سے یا اور کسی وجہ سے ہو تو مسح نہین ٹوٹتا اور موزہ کے
اندر آدھے قدم سے زیادہ تر ہو جانے سے مسح ٹوٹ جاتا ہی بشرطیکہ قصداً اسمین پانی

داخل کرے اور بے قصد پانی داخل ہونے سے مسح نہیں ٹوٹتا اگرچہ پانی زانو تک
پہونچا ہو اور یہی قول ظاہر تر ہے اور وقت نماز کا نکلجانا معذور کے مسح کا ناقض ہے اور
اگر مسح کیا وضو ٹوٹنے کے بعد پھر اُسنے سفر کیا ایک رات اور دن کے تمام ہوجانے سے
پہلے تو وہ مسافر کے مسح کی مدت کو پوری کرے اسطرح پر کہ مجموع تین دن اور راتین
ہوجائیں اور یہ مراد نہیں کہ سر نو سے تین دن تک مسح کرتا ہے اور اگر مسافر مقیم ہوگیا
ایک رات دن کے بعد تو موزہ اوتارے اور پانون دھووے اور اگر ایک رات دن
نہین گذرا تو مقیم کی مدت کو پورا کرلے اور مسح جبیرہ یعنی تکمٹی کا اور زخم کے پھاہے کا
اور فصد اور محل داغ اور زخم کی پٹی وغیرہ کا حکم نفس عضو کے دھونے کے مانند ہے
یعنی بدل نہین پس مسح کرنا فرض ہوگا یعنی عملی اسی قول صاحبین کی طرف امام نے
آخر کو رجوع کیا اور اسی فرض ہونے پر فتوی ہے اور اس مسح کی مدت معین نہین اسواسطے
کہ وہ دھونے کے مانند ہے تا اینکہ مسح کرنے والا تندرستون کی امامت کرتا ہے کیونکہ
وہ صاحب عذر نہین اور اگر ایک جبیرہ کو بدل کے دوسرے جبیرہ کو باندھا یا جبیرہ گرگئی
تو دوسری بار مسح کرنا واجب نہین بلکہ مستحب ہے اور ایک پانون کی پٹی پر مسح کرنا
اور دوسرے پانون کو دھونا درست ہے اور ایک قدم کی جبیرہ پر دوسرے موزے پر مسح کرنا
اور دوسرے قدم کی صرف جبیرہ پر مسح کرنا درست نہین اور اگر ایک پانون کی جبیرہ پر
مسح کیا اور دوسرے پانون کو دھویا پھر دونون قدم پر موزے پہنے پھر وضو ٹوٹا
تو دونون پر مسح کرنا جائز ہے اور مسح جبیرہ یعنی تکمٹی کا صحیح ہے اگرچہ جبیرہ بدون وضو اور
دھونے کے باندھی گئی ہون اور محل شکستہ کا دھونا لازم ہے اور اگر سرد پانی سے
دھونا ضرر کرتا ہو تو گرم پانی سے دھونا چاہیے اور اگر گرم پانی سے بھی دھونا ضرر کرتا

تو مسح کرے اور اگر نفس عضو پر مسح کرنا بھی ضرر کرتا ہو تو اکثر عصابہ یعنی پٹی پر اور
گرہ کے پاس کی کشادگی پر مسح کافی ہے اور اگر مسح بھی ضرر کرتا ہے تو نہ دھونا لازم ہے نہ مسح کرنا
اور منجملہ ضرر کے یہ ہے کہ اُس شخص کو خود پٹی کا باندھنا ممکن نہین اور نہ اُس شخص کو پاتا ہو
جو پٹی کو باندھ دے اور صحت کے بعد پٹی کا گر جانا مسح کو باطل کرتا ہے پس اگر صحت کے بعد
حالت نماز مین پٹی گر گئی تو نماز کو سر نو سے پڑھے اور اگر بدون صحت کے پٹی گر گئی تو مسح
باطل نہین ہوتا برخلاف مسح موزہ کے اور اسی طرح اگر صحت کے بعد نماز مین دوا گر گئی
یا پٹی کا محل اچھا ہو گیا تو نماز کو پھر شروع کرے اور صحت کے بعد پٹی گر جانے سے
اُسوقت مسح باطل ہوتا ہے جبکہ اُسکا کھولنا ضرر نکرتا ہو اور اگر مضر ہو اس طرح کہ گوشت سے
پٹی بہت چپکی ہو اور اُسکے جدا کرنے مین زخم کے تازہ ہو جانیکا احتمال ہو تو اُس صورت مین
مسح باطل نہوگا اور مرد اور عورت اور محدث اور جنب جبیرہ اور اُسکے توابع پر
مسح کرنے مین برابر ہین بالاتفاق اور توابع جبیرہ پھایا ہے اور فصد کی پٹی اور محل داغ
اور وہ موضع صحیح ہے جو ضرورت کے سبب سے پٹی کے نیچے آگیا ہو اور اگر آنکھون کے
مرض مین مد کی دوا ہوتی ہو اور نہ دھونیکا حکم ہو تو وہ مثل جبیرہ کے ہے اور پوری پٹی پر
مسح کرنا اور مکرر مسح کرنا شرط نہین صحیح تر قول مین تو پٹی پر اکثر یعنی آدھے سے زیادہ پر
مسح کرنا کفایت اور اسی پر فتویٰ ہے اور اسی طرح پٹی کے مسح مین نیت شرط نہین اور
صحیح تر قول یہ ہے کہ موزہ کے مسح مین بھی نیت شرط نہین **باب حیض کے احکام
اور مسائل مین** بے ولادت اور بے بیماری کے عورت کے رحم سے جو خون نکلکے
فرج داخل سے کنارہ خارج پر ظاہر ہو جاے وہ حیض ہے اگرچہ جاری نہو اور یہ اُسکا
رکن ہے اور حیض کی شرطون مین ایک یہ ہے کہ ایام حیض کے بعد پہلے پندرہ دن پاک رہنا

اور دوسری شرط کم نہونا ہے حیض کا کمتر مدت حیض سے اور حیض کے ثابت ہونے کا زمانہ نو برس کی عمر ہے اور حیض کے ثابت ہونے کا وقت خون حیض کے خارج ہونے سے ہے لیکن اسکے خارج ہونے سے عورت نماز کو ترک کرے اگرچہ اُسنے نو برس کی عمر مین پہلی بار حیض آیا ہو صحیح تر قول مین اور کمتر مدت حیض کے تین دن ہین تین راتون کے ساتھ خواہ انھین دنون کی راتین ہون یا نہ اور اکثر مدت اسکی دس دن ہین دس راتون کے ساتھ خواہ انھین دنون کی راتین ہون یا نہ اور جو خون کہ تین رات اور تین دن سے کم ہو اور جو خون کہ اکثر مدت حیض سے یا اکثر مدت نفاس سے زائد ہو یا حیض اور نفاس کی عادت مقررہ سے زائد ہو وہ استحاضہ یعنی بیماری کا خون ہے اور جو خون کہ نو برس سے کم عمر کی لڑکی دیکھے بنابر قول معتمد کے اور جو خون کہ آئسہ یعنی اتنی عمر والی عورت دیکھے کہ ویسی عورت اس عمر مین حائض نہوتی ہو بنابر ظاہر مذہب کے اور جو خون کہ حاملہ دیکھے یہ سب بھی استحاضہ ہے اور دو حیض کے درمیان مین یا پوری مدت نفاس اور حیض کے درمیان طہر یعنی پاکی کی کمتر مدت پندرہ دن اور انکی راتین ہین اور اسکے اکثر کی حد نہین مگر جبکہ اسکا خون برابر بلا انقطاع جاری ہوجاے تو البتہ اکثر طہر کی حد مقرر کرنیکی حاجت ہوگی اور مبتداہ یعنی جسے پہلی دفعہ حیض آیا اگر وہ دس دن کے اندر پاکی دیکھے یا معتادہ یعنی جسکی پاکی اور حیض مقرر ہو اگر وہ عادت کے اندر پاکی دیکھے تو غسل و نماز مین تاخیر فرض ہے جب نماز کا وقت مستحب کے فوت ہوجانے کا خوف ہو تب غسل کرکے نماز ادا کرے وگر عادت کے موافق خون بند ہو تو نماز کے وقت مستحب تک تاخیر مستحب ہے وگر دس روز کے بعد خون بند ہو تو تاخیر نکرے وگر دونون کو استحاضہ کا خون ہمیشہ جاری ہوجائے تو مبتداہ دس روز کے بعد اور معتادہ عادت کے بعد غسل کرکے

پاکی کے دنون مین استنجا اور وضو کرکے نماز پڑھا کرے اور حیض کے ایام مین ترک کیا کرے
اور اگر ایام حیض کے عدد معتادہ بھول جائے یا مہینے مین دس روز معین تاریخ بھول جائے
تو وہ ضالہ ہے پھر جن دنون مین اُسے حیض کا ظن غالب ہو نماز نہ پڑھے اور جن دنون مین
ظن غالب ہو کہ مین پاک ہون یا تردد ہو کہ پاک ہون یا حائض ہون تو ہر وقت وضو
کرکے نماز پڑھا کرے اور جس ایام مین تردد ہو کہ مین حائض ہون یا پاک ہوئی تو ہر وقت
نماز مین غسل کرے اور نماز پڑھے پھر دوسرے وقت مین غسل کرے اور اُسی نماز کو
اعادہ کرے قبل وقتیہ کے اور اسی طرح کیا کرے وقت مین ہر نماز کے اور واجبات
اور سنن موکدہ ادا کیا کرے اور اُسمین بقدر فرض اور واجب کے قرآن پڑھا کرے اور
فرض کی آخر دو رکعتون مین صرف سورۂ فاتحہ پڑھا کرے اور مسجد مین بے ضرورت نجائے
اور قرآن کا مس نکرے اور روزہ نفل نرکھے اور سارے رمضان مین روزے رکھے
پھر بیس روزے قضا کرے اگر جانتی ہو شروع ہونا حیض کا اس بیماری سے پہلی رات کو
اور اگر ابتداے حیض دن سے جانتی ہو تو بائیس روزے قضا کرے اور طواف زیارت کر
پھر دس دن کے بعد اُسکا اعادہ کرے اور طواف الصدر یعنی رخصتی کے طواف کا اعادہ نہین
اور حیض کی مدت معتادہ مین جس رنگ کا خون دیکھے چنانچہ تیرہ یا خاکستری وہ حیض ہے
پس سرخ اور سیاہ اور زرد اور سبز بطریق اولی حیض ہوگا حیض کے منقطع ہونے تک
اور طہر متخلل یعنی دو خون کے درمیان کی پاکی بھی حیض ہے اس شرط سے کہ طہر شامل دونون
خون کے ہو یا کم ہو کم مدت حیض سے اگرچہ زیادہ ہو دونون خون سے پس اگر تین دن سے
زیادہ ہو تو حیض نہین لیکن دیکھینگے اگر اُسکے ہر ایک دونون جانب سے حیض کیا جانا ممکن ہے
تو سابق حیض ہے اور اگر ایک جانب مین ممکن ہے تو وہی حیض اور دوسرا استحاضہ اگر کسی جانب مین

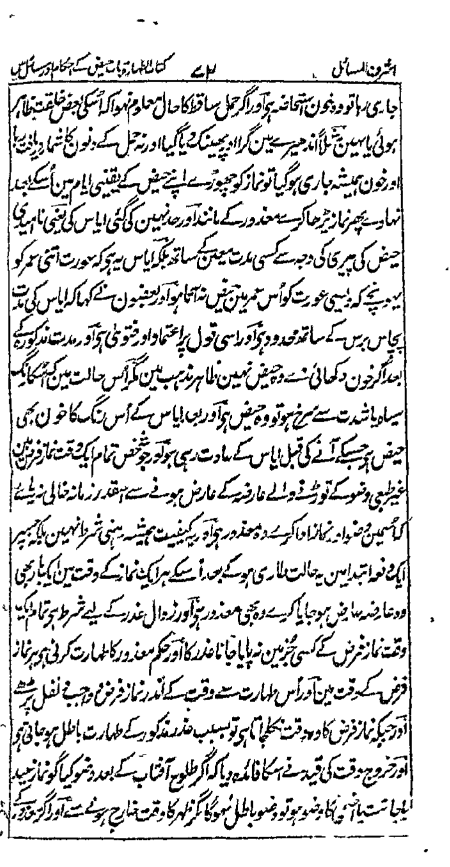
حکم نہیں تو کل استحاضہ ہے اور جائز نہیں شروع اور ختم ہونا حیض کا طہر کے ساتھ اور
یہ قول امام محمد کا صحیح اور اسکی تصحیح صریح ہے اور اسی پہ فتویٰ بھی ہے اور چالیس دن نفاس کے
درمیان میں طہر متخلل فاصل نہیں نفاس ہے نزدیک امام ابی حنیفہ کے خواہ طہر پندرہ دن
یا کم یا زیادہ اور طہر متخلل کے دونوں طرف سے خون کا احاطہ کرنا مثل خون پے در پے کے ہے
اور اسی پر فتویٰ ہے اور حیض منع کرتا ہے نماز پڑھنے کو مطلقاً یعنی خواہ رکوع و سجود والی
نماز ہو خواہ غیر رکوع والی اور منع کرتا ہے سجدہ شکر کرنے کو بھی اور منع کرتا ہے جماع کو اور
اگر نماز یا روزہ نفل شروع کیا پھر وہ حائض ہو گئی تو نماز اور روزے کو قضا کرے اور اگر
فرض ہو تو روزے کو قضا کرے اور نماز معاف ہے اور اگر عورت سوئی پاک اور جاگی
حالت حیض میں تو ثبوت حیض کا حکم ہوگا جبسے کہ وہ اٹھی اور اگر سوئی حائض اور جاگی طاہر
تو اسکی طہارت کا حکم ہوگا سونے کے وقت سے اور حالت جنابت اور حیض میں
مسجد میں جانا حلال نہیں اور مسجد کی قید سے عیدگاہ اور اسی طرح مقبرہ اور صوفیوں کی
خانقاہ اور مدرسہ خارج ہے لیکن جب اہل مدرسہ لوگوں کو اسکے اندر نماز پڑھنے سے منع
نکرتے ہوں تب وہ مدرسہ مسجد ہے پس تمام مسجد کے احکام رعایت کیے جائیں گے اور فنائے مسجد حکم میں
مسجد کے ہے اتفاقاً جائز ہونے میں اگرچہ صفیں نہ ملی ہوئی ہوں اور داخل ہونے کے حرام
ہونے میں مسجد کے حکم میں نہیں اور حائض اور جنب کو داخل ہونا مسجد کا حرام ہے اگرچہ
ایک طرف سے دوسری طرف گذرنے کے لیے ہو مگر جائز ہے ضرورت سے اسطرح پر کہ اسکے
گھر کا دروازہ مسجد میں ہو اور سوائے مسجد کے نکلنا اسکو ممکن نہ ہو اور دوسری طرف دروازہ
نہیں کر سکتا اور اپنے گھر کے سوائے اور مکان کے رہنے پر قادر نہیں ہے اور اگر کسی شخص کو
مسجد میں احتلام ہوا تو اگر مسجد سے جلد نکلے تو اسکو تیمم کرنا مستحب ہے اور اگر مسجد میں ٹھہر رہا

خون کے سبب سے بدن کا خوف ہو یا مال کا تیمم کر لینا واجب ہی اور اس تیمم سے نہ نماز پڑھے
نہ قرآن اور حائض اور جنب طواف نہ کرے اور حائض کی ناف کے نیچے سے آخر زانو تک
بدون شہوت کے بھی منع ہی قربت اور ران اور ہاتھ لگانا اگر کوئی چیز حائل نہ ہو پس اگر
کپڑا حائل ہو تو جائز ہی اگرچہ شہوت کے ساتھ ہو اور اسکو دیکھنا اور بقیہ جسم کے ساتھ
ہر فعل حلال ہی اگرچہ بے حائل اور شہوت کے ساتھ ہو اور حائض کا پکایا ہوا کھانا اور
اسکا چھوا ہوا پانی پینا مکروہ نہین اور اسکے بچھونے سے علیحدہ رہنا لائق نہین اور
جنب اور حائض کچھ بھی قرآن مجید نہ پڑھین بنا بر قول مختار کے قرآن کا ارادہ کر کے
اگر مرکبات چھوٹی ایک آیۃ تام سے کم دعا کے قصد سے یا کوئی کام شروع کرنے کے قصد سے
ممنوع نہین اور ایک ایک کلمہ جدا جدا تعلیم کرنا حلال ہی صحیح تر قول مین اور بسم اللہ پڑھنا
بالاتفاق ممنوع نہین اور اذکار کا پڑھنا مباح ہی مطلقاً لیکن مطلق ذکر کے لیے اور قبرون کی
زیارت اور عیدگاہ مین داخل ہونے کے لیے وضو کرنا مستحب ہی ترک اسکا خلاف اولی ہی
اور جنب اور حائض اور بے وضو کو مصحف کا چھونا جائز نہین گو فارسی مین لکھا ہو
صحیح تر قول مین اور غیر مصحف مین قرآن کے مکتوب کو چھونا جائز نہین اور کتب آسمانی مین
جہان تحریف اور تبدیل واقع نہین ہوئی اسکا مس بے طہارت مکروہ ہی اور کتب آسمانی کی
قرات کا حرام ہونا خاص کیا گیا ہی اسکے ساتھ جسمین تبدیل اور تحریف نہین ہوئی اور علیحدہ
غلاف کے ساتھ کہ مصحف پر چپکا نہین مس مصحف حرام نہین یا درم کی تھیلی کے ساتھ
اس درم کا چھونا جسپر آیۃ لکھی ہی حرام نہین اسی کا فتوی ہی اور لکڑی سے مصحف کے اوراق کا
لکڑی سے حلال ہی اور قرآن کا دیکھنا جنب اور حائض اور نفسا کو مکروہ نہین اور جو کپڑا
جسم کا تابع ہو مثلاً آستین سے مصحف کا چھونا مکروہ تحریمی ہی یہی صحیح ہی اور آستین یا دو تر

احتیاط ہے اور کتب تفسیر و فقہ میں موضع قرآن کا چھونا جائز نہیں اور اُسکے سوا کے کا چھونا م... بلکہ وہ نہیں چھونا لڑکے بے وضو کا مصحف اور اُس تختی کو جسپر قرآن لکھا ہے اور ... جسپر قرآن لکھنا چاہتا ہے اگر اُسپر کاغذ وغیرہ کوئی چیز رکھے اور اُس حائل چیز پر اپنا ہاتھ رکھ کے قرآن لکھے تو ابو یوسف کے نزدیک مکروہ تحریمی نہیں اور امام محمد کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے اور اگر جنبی کھانے پینے کا یا دوبارہ جماع کا قصد کرے تو مستحب ہے کہ ہاتھ اور ستر دھولے اور خباثت دفع کرلے اور کلی کرلے اور گاہے وضو کامل بھی کرلے اور بے ہاتھ دھونے اور کلی کرنے کے قبل کھانا پینا جنب کو مکروہ ہے اور حالت حیض میں کراہت نہیں لیکن بعد منقطع ہونے حیض کے اور جنب کو دوبارہ جماع کے لیے غسل کرنا ضروری نہیں بلکہ مستحب ہے اگرچہ احتلام سے جنابت ہوئی ہو اور اگر اکثر مدت کے بعد حیض کا خون بند ہو تو بے غسل بھی جماع درست ہے لیکن غسل کا انتظار مندوب ہے اور اگر تین رات دن سے کم مدت میں خون بند ہو تو وضو کرے اور نماز پڑھے نماز کے آخر وقت میں اور اگر حیض منقطع ہوا اپنی اقل مدت کے بعد پس اگر عادت سے کم مدت میں بند ہوا تو جماع حلال نہیں اگرچہ غسل کر چکی ہو اور عورت کو وہ غسل کرے اور نماز پڑھے اور روزہ رکھے احتیاطاً اور آخر وقت تک غسل میں تاخیر کرنی واجب ہے اور اگر کمتر مدت کے بعد عورت کی عادت پر حیض منقطع ہوا تو اُس سے جماع حلال نہیں یہان تک کہ غسل کرے آخر وقت نماز تک تاخیر کرکے وجوباً یا تیمم کرے بدلے غسل کے تیمم کی شرط کے موافق اور شرط یہ ہے کہ آب مطلق کا پانی کے استعمال سے عاجز ہو اور وہ تیمم کامل ہے یعنی نماز کا مباح کرنے والا ہو لیکن تیمم کے بعد بدون نماز پڑھے جماع اُسکا حلال نہیں یا خون بند ہو جانے کے بعد ایک نماز اُسکے ذمہ میں دین ہو جائے اور اگر اسقدر زمانہ رات کا باقی ہے جسمیں حیض منقطع ہو جسمیں نہانا اور کپڑا پہننا ممکن ہو تو اُسپر

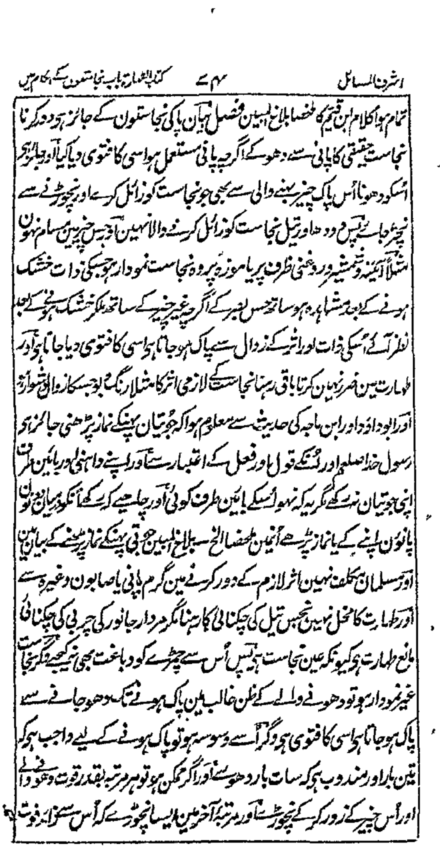
روزہ واجب ہو اور اگر وقت نماز تمام ہونے مین زمانہ بقدر غسل اور کپڑا پہننے اور تحریمہ کرنے کے
باقی رہے حیض منقطع ہو تو اُسوقت کی نماز اُسپر واجب ہو اور حائض سے جماع کرنے کا
اور ملی دبر کا حلال جاننے والا کافر نہین ہی قول صحیح اور اسی پر اعتماد ہی لیکن گناہ کبیرہ کا
مرتکب ہو بشرطیکہ اپنے اختیار سے ہو حرمت کو جان بوجھ کر پس اُسکے فاعل کو توبہ
و استغفار لازم ہی اور اگر مرد نے حائض سے جماع کیا اول خون مین حالانکہ خون سرخ ہی
تو ایک دینار و گر انقطاع خون مین جماع کیا حالانکہ خون زرد ہو تو نصف دینار خیرات کرنا
اُسپر مندوب ہو اگر اُسکی حرمت کو نہ جانتا ہو یا بے اختیار ہو کسی کے جبر کرنے سے یا بیھ
بھول کر جماع کیا ہو تو گناہ کبیرہ نہین اور کیا عورت پر بھی خیرات کرنا مستحب ہی نسیا مین کہا
کہ ظاہر عورت پر یہ حکم نہین اور خون استحاضہ کا حکم نکسیر دائمی کے مانند ہو صوم و صلوٰۃ کا
مانع نہین اگرچہ نماز نفل ہو اور جماع کا مانع نہین اور حمل کی مدت اقل چھ مہینا اکثر دو برس
اور خواہ ثابت یا ٹکڑے ٹکڑے ہو کے آدھے بچے سے زیادہ نکلنے کے بعد جو خون رحم سے نکلے
وہ نفاس ہی پس اگر عورت ولادت کے بعد خون نہ دیکھے تو بھی وہ زچہ ہی قول معتمد میں اُسپر
غسل واجب ہی احتیاطاً اور اگر عورت لڑکا جنے اپنی ناف سے اسطرح کہ ناف مین زخم تھا
وہ پھٹ گیا اور بچہ نکل پڑا پس اگر خون رحم سے جاری ہوا تو وہ زچہ ہو وگر خون وہان سے
جاری نہوا تو وہ عورت زچہ نہ ٹھہریگی اگرچہ اُس مولود پر احکام ولد کے ثابت ہون گے
اور نفاس کا حکم حیض کے مانند ہی ہر چیز مین سات چیزون کے سوائے منجملہ اُنکے ایک یہ ہی
کہ اقل نفاس کی کچھ حد مقرر نہین مگر جبکہ عدت کے لیے اُسکی طرف حاجت پڑے اور اکثر
چالیس روز ہین اور جو خون کہ زائد ہو اکثر نفاس یعنی چالیس دن سے وہ استحاضہ ہی اگر
وہ عورت مبتداۃ ہی یعنی پہلے پہل جنی ہی اور معتادہ یعنی عادت والی زچہ اپنی عادت کی طرف پھیری جائیگی

مثلاً ایک مہینا نفاس کا مقرر تھا اب پچاس دن خون نفاس جاری رہا تو زائد استحاضہ ہے اور
اسی طرح حائض کا حکم ہے یعنی اگر مبتداہ کو دس دن سے زیادہ خون جاری رہا تو زائد استحاضہ ہے
اور عادت والی اپنی عادت کی طرف پھیری جاوے گی پس اگر خون بند ہو گیا نفاس اور
حیض کی اکثر مدت پر یا پہلے اسکے تو سارا خون نفاس میں نفاس ہے اور حیض میں تمام
حیض ہے اگر ہر ایک نفاس اور حیض کے بعد پندرہ دن پاک رہی ہو ورنہ عادت کے
موافق نفاس اور حیض اور عادت سے زیادہ استحاضہ ہے اور عادت ثابت ہوتی ہے اور بدل
جاتی ہے ایک بار دیکھنے سے اسی قول پر فتویٰ ہے اور دو جڑواں بچوں کی ان کا نفاس پہلے بچے کے
پیدا ہونے سے ثابت ہوتا ہے اور توام وہ دو بچے ہیں جنکے درمیان میں آدھے برس سے
کم زمانہ ہے اور اسی طرح کا حکم تین بچوں کا ہے اور اگر پہلے اور دوسرے ولد میں اور دوسرے
اور تیسرے ولد میں نصف سال سے کم زمانہ ہو تو پہلے اور تیسرے ولد کے درمیان میں
نصف سال سے زیادہ زمانہ ہو جانے کا کچھ اعتبار نہیں صحیح تر قول میں اور جو خون
دوسرے ولد کے بعد آیا ہے پس اگر پہلا ولد پیدا ہونے کے بعد چالیس دن گذرنے کے
قبل دوسرا ولد پیدا ہوا اور خون آیا ہے تو وہ پہلے ولد کا نفاس ہے ولد اول کے پیدا ہونے سے
چالیس دن تک اور اسکے بعد استحاضہ ہے اور اگر پیٹ سے ایسا بچہ ناتمام خواہ آپ سے گر پڑا
یا گرایا گیا جسکی بعض خلقت ظاہر ہو گئی مثلاً ہاتھ یا پاؤں یا انگلی یا بال تو وہ بچہ ہے
حکم شرع میں پس عورت اسکے سبب سے نفاس والی ہو جائیگی اور اگر حمل ساقط میں
کچھ اعضا سے ظاہر نہو تو نفاس وغیرہ کا حکم اس سے متعلق نہیں اور اسکے بعد پورا طہر
یعنی پندرہ دن گذر کے جو خون دیکھا جاوے وہ حیض ہے اگر تین دن جاری رہے اور اگر
پورا طہر گذرا اور یہ خون تین دن جاری نہ رہا یا پورا طہر نہیں گذرا اور یہ خون تین دن



جاری رہا تو وہ خون استحاضہ ہے اور اگر حمل ساقط کا حال معلوم نہوا کہ اُسکی بعض خلقت ظاہر ہوئی یا نہیں مثلاً اندھیرے مین گرا یا پھینک دیا گیا اور نہ حمل کے دنون کا شمار یاد ہے یا اور خون ہمیشہ جاری ہو گیا تو نماز کو چھوڑ دے اپنے حیض کے یقینی ایام مین اُسکے بعد نہاوے پھر نماز پڑھا کرے معذور کے مانند اور حد نہیں کی گئی ایاس کی یعنی ناامیدی حیض کی پیری کی وجہ سے کسی مدت معین کے ساتھ بلکہ ایاس یہ ہے کہ عورت اتنی عمر کو پہنچے کہ ویسی عورت کو اُس عمر مین حیض نہ آتا ہو اور بعضون نے کہا کہ ایاس کی مدت پچاس برس کے ساتھ محدود ہے اور اسی قول پر اعتماد اور فتویٰ ہے اور مدت مذکور کے بعد اگر خون دکھائی دے وہ حیض نہیں ظاہر مذہب مین مگر اُس حالت مین کہ اُسکا رنگ سیاہ یا شدت سے سرخ ہو تو وہ حیض ہے اور بعد ایاس کے اُس رنگ کا خون بھی حیض ہے جسکے آنے کی قبل ایاس کے عادت رہی ہو اور جو شخص تمام ایک وقت نماز فرض مین غیر طبعی وضو کے توڑنے والے عارضہ کے عارض ہونے سے اسقدر زمانہ خالی نہ لیوے کہ اُسمین وضو اور نماز ادا کرے وہ معذور ہے اور یہ کیفیت ہمیشہ رہنی شرط نہیں بلکہ جسپر ایک دفعہ ابتدا مین یہ حالت طاری ہو گئی بعد اُسکے ہر ایک نماز کے وقت مین ایکبار بھی وہ عارضہ عارض ہو جایا کرے وہ بھی معذور ہے اور زوال عذر کے لیے شرط ہے تمام ایک وقت نماز فرض کے کسی جز مین نہ پایا جانا عذر کا اور حکم معذور کا طہارت کرنی ہے ہر نماز فرض کے وقت مین اور اُس طہارت سے وقت کے اندر نماز فرض و واجب و نفل پڑھے اور جبکہ نماز فرض کا وہ وقت نکلجاتا ہے تو بسبب عذر مذکور کے طہارت باطل ہو جاتی ہے اور خروج وقت کی قید نے اسکا فائدہ دیا کہ اگر طلوع آفتاب کے بعد وضو کیا کہ نماز عید ادا کیجاتی ہے یا چاشت کا وضو ہو تو وضو باطل نہوگا مگر ظہر کا وقت خارج ہونے سے اور اگر معذور کے

کپڑے یا جسم یا جاے نماز پر درہم سے زیادہ نجاست لگ گئی تو اُسکو نہ دھونا جائز ہی اگر
نماز کے فراغت ہونے سے پہلے پھر کپڑا نجس ہوجاوے وگر فراغت ہونے کے پہلے
نہ نجس ہو تو دھونے کا ترک کرنا جائز نہین یہی قول پسندیدہ ہی فتوی دینے کے واسطے
اور اگر زمین پر پاک مکان نہین پاوے اگر اپنا کپڑا بچھاتا ہی تو اُسکے زخمون کی نجاست لگنے سے
قبل تمام کرنے نماز کے نجس ہوجاتا ہی تو اُسکو کپڑا بچھانے کا ترک جائز ہی اور اگر کسی
مریض کا بچھونا بدلنے سے اگرچہ دوسرا نجس نہین ہوتا اگر اُسکا مرض بڑھتا ہی تو وہ اُسی پر نماز پڑھے
اور معذور کی طہارت باقی نہین رہتی وقت مین اگر دو شرطون سے ایک یہ کہ وضو کیا ہو
اپنے عذر کے سبب سے دوسرا یہ کہ اُسپر دوسرا حدث طاری نہوا ہو اور فرض ہی روکنا اپنے
عذر کا یا اُسکا کم کردینا جسقدر ہو سکے اگرچہ اشارہ کرکے نماز پڑھنے سے عذر ہو تو تھمے
اور عذر کے روک دینے سے وہ شخص تندرست کا حکم پیدا کرے گا بخلاف حائض کے
کہ اگر وہ حیض کا سیلان روک دے تو وہ حائض ہی باقی رہیگی اور جس شخص کی ریح
جاری ہو وہ نماز نہ پڑھے پیچھے اُس شخص کے جسکا پیشاب نہین رکتا کیونکہ اُسمین ایک
حدث کا عذر ہی اور امام مین ایک حدث اور دوسرا نجاست کا عذر ہی باب نجاستون کے
احکام مین اور امام احمد نے ذکر کیا ہی اُسکا ملخص یہ ہی کہ حضرت عمر پر پرنالے سے
کوئی چیز گری اُنکے رفیق نے پوچھا کہ تیرا پانی پاک ہی یا نجس آپ نے فرمایا کہ اے
پرنالے والے ہمکو کچھ نہ کہنا اور چلے گئے اور یہی حال ہی جب آدمی کے پانون یا
دامن مین رات کو کوئی چیز لگ جاوے اور اُسکو معلوم نہو کہ کیا ہی تو اُسکو سونگھنا
اور پہچاننا واجب نہین اسواسطے کہ مکلف پر اسبابات کے جاننے کے بعد حکم مرتب ہوتے ہین
اور پہلے معاف رہتے ہین پس جو چیز اللہ تعالے نے معاف فرمائی اُسکی جستجو کرنی نہ چاہیے



تمام ہوا کلام ابن قیم کا مختصا بلاغ المبین میں فصل بیان پاکی نجاستوں کے جائز ہے دور کرنا
نجاست حقیقی کا پانی سے دھو کے اگرچہ پانی مستعمل ہوا اسی کا فتوی دیا گیا اور جائز ہے
اسکو دھونا اس پاک چیز بہنے والی سے بھی جو نجاست کو زائل کرے اور نچوڑنے سے
نچڑ جاوے پس دودھ اور تیل نجاست کو زائل کرنے والا نہیں اور جس چیز میں مسام نہوں
مثلاً آئینہ و شمشیر و روغنی ظرف پر یا موزہ پر وہ نجاست نمودار ہو جسکی ذات خشک
ہونے کے بعد مشاہدہ ہو ساتھ حس بصر کے اگرچہ غیر چیز کے ساتھ ملکر خشک ہونے کے بعد
نظر آوے اسکی ذات اور اثر کے زوال سے پاک ہو جاتا ہے اسی کا فتوی دیا جاتا ہے اور
طہارت میں ضرر نہیں کرتا باقی رہنا نجاست کے لازمی اثر کا مثلاً رنگ و بو جسکا زوال دشوار ہے
اور ابوداود اور ابن ماجہ کی حدیث سے معلوم ہوا کہ جوتیاں پہنکے نماز پڑھنی جائز ہے
رسول خدا صلعم اور انکے قول اور فعل کے اعتبار سے اور اپنے داہنی اور بائیں طرف
اپنی جوتیاں نہ رکھے مگر یہ کہ نہو اسکے بائیں طرف کوئی اور چاہیے کہ رکھے انکو درمیان دونوں
پانوؤں اپنے کے یا نماز پڑھے انہیں مختصا الخ بلاغ المبین جوتی پہنکے نماز پڑھنے کے بیان میں
اور مسلمان مکلف نہیں اثر لازم کے دور کرنے میں گرم پانی یا صابون وغیرہ سے
اور طہارت کا مخل نہیں مثل تیل کی چکنائی کا رہنا مگر مردار جانور کی چربی کی چکنائی
مانع طہارت ہے کیونکہ عین نجاست ہے پس اس سے چمڑے کو دباغت بھی نہ چاہیے مگر نجاست
غیر نمودار ہو تو دھونے والے کے ظن غالب میں پاک ہونے تک دھو جانے سے
پاک ہو جاتا ہے اسی کا فتوی ہے وگر اسے وسوسہ ہو تو پاک ہونے کے لیے واجب ہے کہ
تین بار اور مندوب ہے کہ سات بار دھوئے اور اگر ممکن ہو تو ہر مرتبہ بقدر قوت دھونے والے
اور اس چیز کے زور کرکے نچوڑے اور مرتبہ آخر میں ایسا نچوڑے کہ اس سے زائد قوت

ممکن ہو اور جو نچوڑ نہ سکے مثلاً بوریا پس اگر جانے کہ نجاست کے اجزا کو جذب نہیں کیا تو وہ فقط
نجاست کے زوال سے پاک ہوجاتا ہے اور جسمیں جذب ہوا ہے پہلے دھونے کا اسقدر
توقف کرے کہ قطرے کا ٹپکنا موقوف ہو جائے پھر دھوئے اسی قدر توقف کرے پس
سہ بار دھو جانے اور اسی قدر توقف کرنے کے بعد پاک ہوجاتا ہے اور یہ سب یعنی تین بار
دھونا اور نچوڑنا نچوڑنے والی چیزیں اور دھونا تین بار خشک کرنے کے ساتھ اسکے غیر میں
اسوقت ہے کہ دھویا جاوے طاش یا تغاری میں لیکن اگر حوض یا تالاب میں دھویا جاوے
یا اسپر بہت پانی ڈالا جائے یا اسپر پانی جاری ہو تو وہ پاک ہوجاتا ہے مطلقاً بلا شرط نچوڑنے
اور سکھلانے اور چند بار غوطہ دینے کے اور گننے کے تحقیق ہے یا سن کو سات بار دھونا ہے
فتوی اسی پر ہے مسک الختام اور اگر استنجا کا پانی بہ گیا موزے کے نیچے اور اسکے اندر
داخل نہیں ہوا تو کچھ مضائقہ نہیں اور پاک ہوجاتا ہے موزہ اسکی تبعیت سے جیسے کوزہ
وغیرہ کا دستہ نجس ہاتھ سے پکڑا اور تین بار دھویا تو پاک ہوجاتا ہے اسکی تبعیت سے
وہ بھی اور تم میں سے جو کوئی جاگے تو چاہیے کہ ناک چھنکے تین بار کہ بے شک رات میں
شیطان رہتا ہے انکی ناک کے نتھنے میں اور نہ ڈالے اپنا ہاتھ ظرف میں جب تک نہ دھولے
اسے تین بار کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کہاں رہا ہاتھ اسکا رات میں مشکوٰۃ اور اگر گر گئی شراب
اس دیگ میں جسمیں گوشت ہے تو گوشت تین مرتبہ دھونے سے پاک ہوجاتا ہے لیکن بعد جوش کے
امام ابی یوسف کا قول جو نہیں لیا جاتا یہ ہے کہ پاک ہوجاتا ہے آب طاہر میں تین بار جوش دینے اور ہر مرتبہ
خشک کرنے سے اور خشک کرنا اسکا مقرر کرتا ہے اور امام ابی حنیفہ کے نزدیک پاک نہیں ہوتا کبھی اور
اسی کے ساتھ فتوی ہے اسی طرح گیہوں تین بار جوش دینے اور خشک کرنے سے پاک
ہوجاتا ہے امام ابی یوسف کے نزدیک لیکن مفتی بہ قول آگے مذکور ہے اور اسی طرح اختلاف ہے

پاک ہونے اور نہ ہونے مین تین بار دھونے اور خشک کرنے سے اس مُرغ کے جو پانی مین
ڈالا گیا پر اُکہانے کے لیے پیٹ پھاڑنے سے پہلے پس بہتر یہ ہے کہ گرم پانی مین ڈالنے سے
پہلے اُسکے پیٹ سے حشا کو نکالڈالے اور محل ذبح مین جو خون کہ جما ہو دھو ڈالے اور
اسی طرح وہ گیہون جو شراب مین پکایا گیا مفتی بہ یہ کہ وہ کبھی پاک نہین ہوتا کبھی اسی طرح گوشت
مگر جب اُسمین سرکہ ڈال کے ٹھہر جائے کہ اُسمین کی کل شراب بھی سرکہ ہو جائے تب عندالفقیہ
لیکن پیشاب مین جوش ہوا گیہون پاک نہین ہوتا کبھی اگرچہ وہ سرکہ مین پڑا رہے کیونکہ پیشاب کی
ذات بدل کے سرکہ نہین بنتا اور جو گیہون پیشاب مین بھیگا ہو وہ پانی مین تین بار دھویا جائے
اور سکھایا جائے اور سکھانے سے مراد اُسکی نمی کے ہونے کا زائل ہونا ہر مرتبہ اور جو
آٹا شراب مین گوندھا گیا اور روٹی پکی وہ دھونے سے پاک نہین ہوتی لیکن اگر ٹکڑے ٹکڑے
کرکے سرکہ مین ڈالی جائے یہان تک کہ شراب کا اثر جاتا رہے تو پاک ہو جاتی ہے اور زمین
یا جو چیز اُسکے حکم مین ہو مثلاً اینٹین وغیرہ زمین مین جمی ہوئین یا گھاس زمین پر لگی ہوئی
خشک ہونے کے بعد اگر اُسپر کی نجاست کا اثر معلوم نہو تو وہ پاک ہو جاتی ہے اور اُسپر
طاعت درست ہے لیکن تیمم درست نہین اسواسطے کہ نماز کے لیے زمین کا فقط پاک ہونا
شرط ہے اور تیمم کے لیے پاک کرنے والی ہونی شرط ہے اسی طرح خشک ہونے سے پاک
ہو جاتی ہے وہ چیز جو زمین پر ثابت اور قائم ہے پس وہ بظاہر زمین کے ساتھ متصل ہونے سے
حکم زمین کا پیدا کیا اور پھر زمین سے جدا ہونے یا تر ہونے سے نجاست عود نہین کرتی اور
اسی طرح جس چیز کی طہارت کا حکم کیا گیا بدون سائل چیز کے وہ تر ہونے سے
پھر نجس نہین ہوتی اور جو چیز زمین سے جدا ہے مثلاً کچی ہوئی اینٹ یا زینہ چوبی
وہ دھونے سے پاک ہوتا ہے اور اگر ارادہ ہو جلد زمین کے پاک کرنے کا تو اُسپر پانی بہاوے

تین مرتبہ اور ہر مرتبہ پاک کپڑے سے خشک کرے اور اسی طرح اسپر کثرت پانی بہانے سے
حتی کہ نجاست کا اثر نہ معلوم ہو زمین پاک ہو جاتی ہے اور اس دوسری صورت مین آیا غسالہ
یعنی دھوون اسکا نجس ہے یا پاک مختار یہ کہ اگر بعد پاک ہونے جگہ کے اسکا غسالہ وہان سے
جدا ہوا اور اسمین نجاست کا اثر نہ معلوم ہو تو پاک ہے اور اگر قبل پاک ہونے جگہ کے وہان سے
جدا ہو تو پلید ہے اور اگر زمین کو خشک ہونے کے قبل پاک کیا چاہین تو جہان تک نجاست کا
اثر معلوم ہو کھیچ ڈالین اور جس شراب مین کوئی نجس چیز نہ ملی ہو وہ سرکہ ہو جانے سے اور
سور نمکسار مین پڑ کے نمک بن جانے سے حلال ہو جاتا ہے اور بلا تامل اسمین ہین شراب سے
سرکہ بنانے کے حکم مین لکھا ہے کہ شراب سے سرکہ بنانا درست نہین اور جو چیز حلال ہے
اُس سے طاہر ہونا لازم ہے اور گدھا گر کے کنوئین مین گر کے کالی مٹی ہو کے کیچڑ بن جانے سے
پاک ہو جاتی ہے اسی کا فتوی دیا جاتا ہے اور نجس تیل کا صابون بنانے سے پاک ہو جاتا ہے
اسی قول پر فتوی ہے بوجہ عموم بلوی یعنی اس سے بچاؤ دشوار ہے جیسے وہ تنور جو نجس پانی سے
چھڑکا گیا اسمین روٹی پکانے کا ڈر نہین چنانچہ نجس مٹی کا ظرف آگ مین پکنے کے بعد
پاک ہو جاتا ہے اگر اسمین نجاست کا اثر نہ معلوم ہو اور اسمین داخل کی جائین وہ چیزین
جنکی حقیقت کا استحالہ ہو گیا ہو اور جو حرام ہے اور جو صرف وصف کا استحالہ ہو جانے سے مثلاً
نجس دودھ کا پنیر بنانے سے حلال نہین ہوتا اور گوہ وغیرہ جلانے سے پاک ہو جاتا ہے
اور اس خاکستر پر نماز درست ہے [illegible] اور اسی مین ہے کہ پانی مین پڑنے سے نجس
[illegible] صحیح نہین لیکن جو چیز طاہر ہے اُسے حلال ہونا ضرور نہین مثلاً گو یا مٹی زمین کی
طاہر ہے مگر اُسے کھانا درست نہین لیکن مختار یہ کہ اگر ضرر کرے تو کھانا روا نہین اور جسقدر
ضرر نہ کرے چونکہ کھانا مضائقہ نہین اور اگر کپڑے یا جسم مین محل نجاست مشتبہ ہو تو تحری

یعنی بے فکر کیے بھی ایک طرف کے دھونے سے پاک ہوجاتا ہی لیکن تحری کرنے مین اور
سارا دھونے مین احتیاط اور یہی قول مختار ہی پھر اگر دھونے کے بعد اگرچہ نماز پڑھ لی ہو معلوم ہوا
کہ نجاست دوسری طرف ہی جدھر نہین دھویا تو دھوکے پھر اعادہ نماز کرے مگر صرف اُسی
نماز کو سرنو سے پڑھے جسمین وہ مشغول تھا چنانچہ اگر گدھون نے پیشاب کیا مثلاً اُس
گیہون پر جسکو اُس سے روندوا کے بھوسے سے جدا کرتے ہین پھر بقدر نجس ہونے کے
یا زیادہ صرف کیے گئے یا دھوئے گئے تو باقی گیہون جو رہ گئے ہین دونون حلال ہوجاتے ہین
بسبب احتمال باقی ہونے نجاست کے دوسرے مین لیکن جسکو اپنے حصے مین نجاست کا یقین ہو
تو یقین پر عمل واجب ہی اور اگر نصف سے کمتر روئی نجس ہوجائے تو دھننے سے ساری پاک
ہوجاتی ہی اور جمی ہوئی چیز پر جہان تک نجاست کا اثر معلوم ہو چمچل کے دفع کر دینے سے حلال
ہوجاتی ہی اور نہ کھانے کی چیز پاک ہوجاتی ہی لیکن اگر روغن بالکل نجس ہو تو اُسی قدر پانی
ڈال کے جوش دے حتی کہ روغن اوپر تر آئے پس کسی چیز سے اُٹھا لے تو حلال ہوجاتا ہی
و اگر روغن سائل ہو تو اُسی قدر پانی اُسمین ڈالنے اور حرکت دینے سے حلال ہوجاتا ہی اور اگر
دودھ اور شیرۂ خرما اور شہد نجس ہین اُسی قدر پانی ڈال کے جوش دے حتی کہ وہ عود کرے
اپنی جگہ تک تو حلال ہوجاتا ہی اور معاف کی گئی نجاست غلیظہ متدار بقدر درہم کے وزن مین
کہ ساڑھے چار ماشہ ہی اور متدار وہ ہی جو دیکھی جائے خشک ہونے کے بعد مثلاً گاڑھا خون
یا وہ پیشاب جسکا رنگ نظر آئے خشک ہونے کے بعد اور معاف کی گئی نجاست غلیظہ غیر متدار
ہتھیلی کے گڑھے برابر پیمائش مین اور غیر متدار وہ ہی جو نہ دیکھی جائے خشک ہونے کے بعد
مثلاً وہ خون یا وہ پیشاب جسکا رنگ نظر نہ آئے خشک ہونے کے بعد لیکن اسقدر نجاست
غلیظہ کا زوال مستحب ہی اور ترک اُسکا اشد مکروہ ہی مگر اسقدر وزن اور پیمائش سے کم ہو

تو اسکا دھونا یعنی زائل کرنا مستحب ہے اور ترک اسکا خلاف اولی ہے اگر معلوم ہو اور زائل کرنے پر
قدرت رکھتا ہو پس اگر نماز شروع کر چکا اور قدر درہم کے یا اس سے کم نجاست اسکے ساتھ
معلوم ہوئی تو اگر وقت مین وسعت ہو تو دھونا افضل ہے پھر نماز پڑھتی اگر جماعت فوت ہوتی ہو
یا اگر پانی مل سکتا ہو اور دوسری جماعت پا سکتا ہو تو بھی دھونا افضل ہے ورنہ نماز نہ توڑے
اور اگر وزن اور پیمائش مذکورہ سے نجاستین مذکورہ زیادہ ہون تو مانع نماز ہین اور انکا زائل کرنا
واجب ہے اور نجاست خفیفہ[۵] معاف ہے اگر کسی ایک عضو کے یا پارچہ جامہ مثلاً آستین یا کلی
یا پردہ کے چہارم حصہ سے کم پیمائش مین لگی ہو اسی پر فتویٰ ہے اور نجاست کی مقدار مین
اعتبار نجاست لگنے کے وقت کا ہے یہی مختار اور اسی قول کے ساتھ فتویٰ دیا گیا پس اگر
نجاست لگنے کے وقت درہم سے زیادہ تھی پھر خشک ہو کے کم ہو گئی تو نماز کی منع کرنے
والی ہے اور معاف ہے پیشاب کی چھینٹین بشکل بار یک ہو اگرچہ چھینٹ سوئی کی نوک کے برابر یا ناکے کی
طرف کے سر کے برابر ہو اگرچہ پانی کے لگ جانے سے پیشاب کی چھینٹین پھیل کے بڑھ جائین
یعنی عرض و طول مین حد سے زیادہ ہو جائین اور اسکا اعتبار نہ ہونے کے سبب جسپر پڑی ہون
وہ موضع تھوڑے پانی کو بھی نجس نہین کرتا اگرچہ زیادہ اور بعض بعض سے مل گئی ہون لیکن
اگر پیشاب کی چھینٹ تھوڑے پانی مین پڑے گی تو اسکو نجس کرے گی بشرطیکہ چھینٹ کا
اثر پانی پر ظاہر ہو اس طرح کہ گرنے کے وقت پانی مین فرجہ ہو جائے یا پانی ہلجائے ورنہ
اسکا کچھ اعتبار نہین اور اگر پیشاب کی چھینٹین نمودار باہم مل گئین اور درہم کے مقدار سے
زائد ہو گئین تو چاہیے کہ مانع نماز ہون اور اگر چھینٹین سوئی کے ناکے کی جانب کے سر سے
پڑی ہین تو متفرق جمع کیجائین گی پس اگر قدر درہم سے زیادہ کو پہنچین گی تو مانع
نماز کی ہونگی اور خمر اور باقی شرابین نشہ لانے والی اور رگون کا لہو بہا ہوا اور پیپ کے سوا

[۵] نجاست خفیفہ وہ ہے جسمین دو دلیلین متعارض ہون ۱۲ منہ

جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے غسل واجب ہو اگرچہ اُس لڑکے کا پیشاب ہو جو نہین کھاتا اور
حرام گوشت جانور یا پرندہ کا گوہ اور پیشاب نجاست غلیظہ ہے اور حکم منی کی نجاست کے بیان میں
لکھا ہے کہ انسان کی منی کو شافعیہ وغیرہ پاک اور امام مالک اور ابو حنیفہ وغیرہ نجس کہتے ہیں
بلاغ المبین اور مذی کے بیان مین لکھا ہے کہ مذی نکلنے سے وضو کرنے کا حکم فرمایا
اور اگر کپڑے پر لگ جاے تو ایک چلو پانی اُس جگہ پر چھڑک دے بلاغ المبین ملخصا اور جو پرند
ہوا مین اُڑتا نہین مثلا خانگی بط اور مرغ اُسکی بیخال نجاست غلیظہ ہے اور نجاست خفیفہ
پانی کے لیے نجاست غلیظہ ہے اور جو پرندہ ہوا مین اُڑا کرتا ہے اگر اسکا گوشت کھایا نہین جاتا
مثلا باز اور چیل تو اسکی بیخال نجاست خفیفہ ہے لیکن کنوئین کو نجس نہین کرتی اور جو پرند
ہوا مین اُڑا کرتا ہے اور اُسکا گوشت کھایا جاتا ہے مثلا کبوتر اور گنجشک اسکی بیخال پاک ہے
اور گوبر اور لید نجاست خفیفہ ہے لیکن محل ضرورت مین پاک ہے اور حلال گوشت چارپایہ کا
پیشاب نجاست خفیفہ ہے اور امام مالک اور احمد اور محمد اور بعض شافعیہ کے نزدیک پاک ہے
اور اسی قسم سے ہے گھوڑے کا پیشاب اور خون مچھلی کا پاک ہے صحیح مذہب مین کیونکہ وہ خون ہے
صورت مین نہ حقیقت مین اور چمگیدڑ کا پیشاب اور اُسکی بیٹ پاک ہے اور ظاہر روایت مین
چوہے کی مینگنی اور پیشاب اور بلی کا پیشاب نجس ہے لیکن ضرورت متحقق ہے بلی کے پیشاب مین
غیر مالعات مین جیسے کپڑے پس اُسکے لیے معاف ہونے پر فتوی ہے اور اسی طرح ضرورت
متحقق ہے چوہے کی مینگنی مین اگر وہ گیہون اور اُسکے مثل کے ساتھ پس جاے بشرطیکہ
اُسکا اثر معلوم نہو اور چوہے کا پیشاب پس اُسمین ضرورت متحقق نہین لیکن اُسکے
معاف ہونے پر فتوی ہے اور یہی صحیح تر ہے اور اگر مختلط ہو نجاست غلیظہ اور خفیفہ پس اگر
برابر یا زیادہ ہو غلیظہ تو سب غلیظہ ورنہ سب خفیفہ ہے اور اگر حمام مین نجاست جلائی گئی سے

دیوار وغیرہ تر ہو جاوے تو اُسکے قطرے نجس نہین بسبب نہ بچ سکنے کی ضرورت کے جبتک نجاست کا اثر معلوم نہو اور نجاست کے دھوین سے جمع ہوا تو شاذر طاہر ہی اور اگر نجس کپڑا تغاری مین ہو اور اُسپر پانی دالا ہو یا پانی تغاری مین ہو اور اُسمین نجس کپڑا پڑے تو پانی اپنے محل مین طاہر ہی ہان جبتک ہان سے جدا ہو تب اُسکے نجس ہونے کا حکم ہوگا اور محل نجاست پاک ہونے کے لیے اگر تغارہ وغیرہ اُسکے مانند مین دھوئے تو بہتر یہ ہی کہ پہلے صرف نجس کپڑا تغارے مین رکھے پھر اُسپر پانی ڈال کے دھوئے

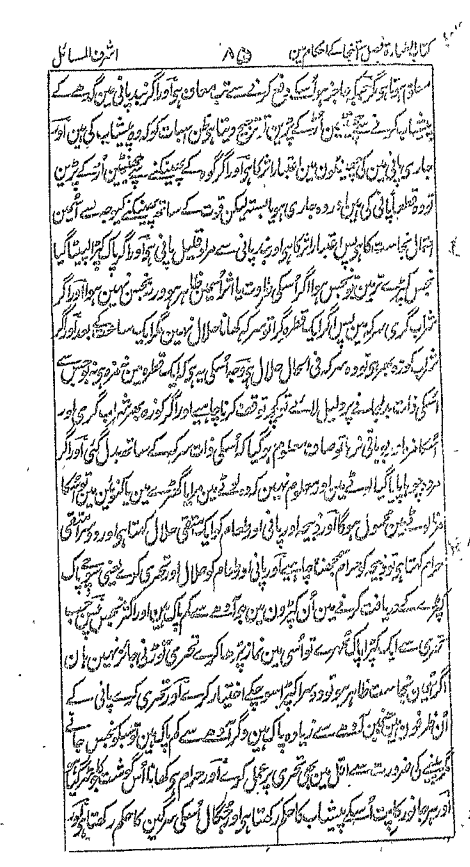
فصل ہی استنجا کے احکام مین استنجا کے معنی قُبل اور دُبر سے زائل کرنا نجاست کا ہی اور استنجا سنت موکدہ ہی پتھر سے اور اگر نہ ملے تو اُس قسم کی پاک چیز سے جو کچھ قیمت نرکھتی ہو اور نجاست کی زائل کرنے والی ہو مثلاً ڈھیلا وا گریہ بھی نہ ملے تو خاک[۱] سے کرے اور اُسکے مانند دوسری چیز سے بھی جائز ہی لیکن بے عذر ضرورت فقیر کے نزدیک مناسب ہی کہ بعد استنجا کے اُٹھنے سے پہلے موضع استنجا کو کپڑے سے پونچھ لے اور کپڑوں کو آب مستعمل سے بچاوے اور استنجا سے مقصود زائل کرنا نجاست کا ہی اور یہ مسنون نہین کہ مروجا ڑے مین پہلا ڈھیلا پیچھے سے آگے لاوے اور دوسرا آگے سے پیچھے لیجاوے اور تیسرا اول کے مانند اور گرمی مین اسکے بالعکس اور عورت ہر موسم مین اول پیچھے کی طرف سے آگے لاوے اور پیچھے کی طرف سے آگے لانا وغیرہ قول قاضی خان کا ہی اور زیلعی وشمنی نے اسکو اختیار کیا ہی اور ڈھیلوں سے استنجا کرنے کے بعد اگر محل حجاب ملے تو پانی سے استنجا کرنا سنت ہی ہر زمانہ مین اسی کا فتویٰ ہی حتی کہ اگر نماز مین ہو اور محل حجاب ملے تو دھووے اور صرف اسی نماز کو سر نو سے پڑھے جسمین تھا اور اگر محل حجاب نہ ملے تو ڈھیلوں پر کفایت کرے اور واجب ہی محل استنجا کا دھونا اگر مخرج پر نجاست قدر درہم سے زیادہ ہو اور اگر درہم کے

[۱] وعن عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ قال رأیت عمر بن خطاب بال ثم مسح ذکرہ بالتراب ثم التفت الینا فقال ہکذا علمنا رواہ الطبرانی فی الاوسط وابو نعیم فی الحلیۃ فتح المنان فی اداب التخلی والاستنجا ۱۲ منہ

برابر ہو تو دھونا مستحب اور ترک اُسکا اشد مکروہ ہو و گر اُس سے کم ہو تو بھی دھونا مستحب اور ترک اُسکا
خلاف اولی ہو اور اُس حیوان کی ہڈی سے جو ذبح کیا گیا اور گوبر اور کوئلہ سے اور کھانے کی
اور محترم چیز سے اور جس سے منتفع ہون اور حق غیر سے اور کلوخ کے جس طرف سے استنجا کیا ہو
اور داہنے ہاتھ سے استنجا مکروہ ہو بشرطیکہ بائین ہاتھ مین عذر نہو پھر اگر بایان ہاتھ ٹنجا ہو
اور پانی جاری نہ پاوے اور نہ اُس شخص کو پاوے جس سے جماع حلال ہو کہ وہ اُسپر پانی ڈالے
تو پانی سے استنجا ترک کرے اور اگر دونون ہاتھ ٹنجے ہون تو استنجا بالکل ساقط ہو گیا یعنی
ڈھیلے سے بھی اور پانی سے بھی اُس بیمار کے مانند جسنے نہ پایا اُس شخص کو استنجا کرا دینے کے
جس سے جماع حلال ہو شامی مین تاتارخانیہ سے منقول ہو کہ اگر مرد مریض کی زوجہ اور لونڈی نہو
اور بیٹا یا بھائی ہو اور وہ نہ قادر ہو وضو کرنے پر تو وہ اُسے وضو کرا دے لیکن استنجا نکراوے
کیونکہ اسکی فرج کا مس درست نہین اور استنجا اُس سے ساقط ہو گیا اور اگر عورت مریضہ کا
زوج نہو اور وہ نہ قادر ہو وضو کرنے پر اور بیٹا اور بھائی ہو تو اُسے وضو کرا دے لیکن اُس سے
استنجا ساقط ہو گیا اور پکی اینٹ اور ٹھیکری اور کانچ سے استنجا مکروہ ہو اگر مقعد کو ضرر
پہونچنے کا یقین ہو ورنہ مکروہ تحریمی نہین اور پیشاب کرنا کھڑے ہو کے یا لیٹ کے
یا ننگے ہو کے مکروہ تنزیہی ہو بدون عذر کے اور بے عذر قبلہ کے سامنے بیٹھنا اور اُسکی
طرف پشت کرنی بول و غائط کے لیے اگرچہ عمارت کے اندر ہو مکروہ تحریمی اور استنجا
کرنے کے لیے مکروہ تنزیہی ہو و اگر غافل ہو اور یاد آجاوے تو منحرف ہونا مستحب ہو اگر
ممکن ہو پس اگر اُس جہت کی طرف سینہ پھیرا اور ذکر کو اُدھر سے پھیر کے پیشاب کیا تو مکروہ نہین
و اگر اُس جہت کی طرف سے سینہ پھیرا اور ذکر کو اُسی طرف پھیر کے پیشاب کیا تو مکروہ ہو
اور دو آدمی کو پاخانہ مین برہنہ بیٹھنے اور باتین کرنے والے پر خدائے تعالی غضب مین آتا ہو

اور یہی حکم عورتون کو بھی ہے بلاغ المبین آور آیا لازم ہے تحری یعنی جہت عرصہ کعبہ کو معلوم کرنے مین قصد اور فکر کرنی اگر مشتبہ ہو اُس شخص پر جیسے نماز مین پس ظاہر یہ کہ یہان اور مکروہ تحریمی ہے شخص بالغ کو پیشاب کرانا بچہ کا جہت قبلہ کی طرف کو اسلیے کہ بالغ کو بچہ کے ساتھ ایسا فعل کرنا حرام ہے جو بچہ پر وقت بالغ ہونے کے حرام ہو مثلاً حریر یا زیور پہنانا بچہ کو حرام ہے اور عین آفتاب اور ماہتاب کا سامنا اور اُسکی طرف پشت کرنی بول و غائط کیلیے مکروہ تنزیہی ہے اور بول و براز کرنا بند پانی مین مکروہ تحریمی اور آب جاری مین مکروہ تنزیہی ہے لیکن اگر کشتی اور جہاز سے اوترنا ممکن نہو تو مکروہ نہین اور بول و براز کرنا مکروہ تحریمی ہے نہر یا کنوئین یا حوض یا چشمہ کے کنارے پر یا بار دار درخت کے نیچے یا کھیت مین یا جس سایہ مین لوگ بیٹھتے ہون اور قبرستان مین اور مکروہ ہے بول و براز کرنا مسجد اور عیدگاہ کے گرد مین اور چوپایون کے درمیان اور لوگون کی راہ مین اور ہوا کے مقابل اور سوراخ مین جو پیشاب کیلیے مقرر نہو اور اُس جگہ مین جہان کوئی گزرتا ہو یا وہان بیٹھتا ہو اور راہ یا قافلہ یا خیمہ کے برابر اور پست مین بیٹھکے بلند زمین کی طرف پیشاب کرنا اور مکروہ ہے بول و براز کرنا وضو یا غسل کرنے کی جگہ مین اور مکروہ ہے بول و براز کرنے کی حالت مین کلام کرنا اور بیت الخلا اور حمام مین اور حالت مجامعت مین اللہ تعالی کا ذکر زبان سے نکرے اور دینیات مین فکر نکرے لیکن اُسکی قدرتون مین فکر کسی حالت مین ترک نکرے اور خلا یعنی پاخانہ مین کا طریقہ یہ ہے کہ جسمین تعظیم کی چیز لکھی ہو اگر وہ کیسہ مین نہو تو اپنے ساتھ نلیجاے اور عمامہ اوتار کے صرف ٹوپی سر پر رکھ کے بِسۡمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُ بِکَ مِنَ الۡخُبُثِ وَالۡخَبَائِثِ پڑھ کے پہلے بایان پاؤن اُسکے اندر رکھے اور بیٹھ جانے کے قریب ستر کھولے اور دونون پاؤن پھیلا کے

بائین پاؤن پر زور دیکے بیٹھے اور اذان کی اجابت نکرے اور سلام کا اور چھینکنے والے کی
تحمید کا جواب نہ دے اگر خود چھینکے تب بے زبان ہلائے قلب مین تحمید کرے اور اس چیز کی طرف
نہ دیکھے جو آگے یا پیچھے سے نکلا اور بے حاجت ستر اور آسمان کی طرف نہ دیکھے اور دیر تک نہ بیٹھے
اور کسی طرف زیادہ التفات اور بدن سے فعل عبث نکرے نہ بے عذر کھانسے اور نجاست مین
نہ تھوکے نہ ناک چھنکے بلکہ سر جھکائے ہوئے بیٹھا رہے اور فراغت ہونے کے بعد پہلے
آلہ کو نیچے سے حشفہ کی طرف نچوڑے تب مرد ایام سرما مین پہلا ڈھیلا پیچھے سے آگے لاوے
اور دوسرا آگے سے پیچھے لیجاوے اور تیسرا اول کے مانند اور گرمی مین اسکے بالعکس کرے
اور عورت ہر موسم مین اول پیچھے کی طرف سے آگے لاوے اور تین کلوخ کا شمار استنجا مین مستحب ہے
تب کھڑے ہو جانے کے قبل ستر کرے اور پہلے داہنا پاؤن باہر کرکے نکلے اور غفرانک
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّیْ مَا یُؤْذِیْنِیْ وَاَمْسَكَ عَلَیَّ مَا یَنْفَعُنِیْ کہے اور
حصن حصین مین ہے کہ جب بیت الخلا سے نکلے تب کہے غُفْرَانَكَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ
عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ اور بائین ہاتھ مین کلوخ لے کے استبرا کرے حتی کہ پیشاب کا اثر
منقطع ہو جانے کا یقین ہو جاے لیکن عورت فراغت ہونے کے بعد ایک ساعت لطیف
صبر کرکے استنجا کرے پس مرد ہو یا عورت پہلے دوسری جا مین بار ہاتھ دھوے اور اسکے بعد
ستر کھول کے پانی سے پاکیزگی حاصل کرے اسطرح کہ داہنے ہاتھ سے پانی کا ظرف اٹھا
پانی ڈال ڈال کے بائین ہاتھ سے پیشاب نکلنے کی جگہ دھوے پھر بائین ہاتھ سے مل مل کے
براز نکلنے کی جگہ دھوے اور استنجا کے بعد علیحدہ دونون ہاتھ کا مٹی سے مل مل کے
دھونا سنت ہے اور یہی صحیح ہے اور طہارت مین شرط ہے دور کرنا عین نجاست اور بدبو کا
پس مخرج سے اسکا زائل ہونا معلوم ہوتا ہے ظن غالب سے اور ہاتھ سے بدبو کا دفع ہونا سونگھنے سے



مستاد آتا ہو مگر جبکہ حاجت ہو اُسکے دفع کرنے سے تب معاف ہے اور اگر نہر یا پانی میں گدھے کے
پیشاب کرنے سے چھینٹیں اُسکے کپڑوں پر آ پڑیں تو چھینٹیں معاف ہیں کیونکہ وہ پیشاب کی ہیں اور
جاری پانی میں کی چھینٹوں میں اعتبار اثر کا ہے اور اگر گدھے کے پھینکنے سے چھینٹیں اُسکے کپڑوں پر
تو وہ قطعاً پانی کی ہیں یا وہ جاری ہے یا بستہ لیکن قوت کے ساتھ پھینکنے کی وجہ سے اُنمیں
احتمال نجاست کا ہے پس اعتبار اثر کا ہے اور نہر پانی سے مراد قلیل پانی ہے اور اگر پاک کپڑا لپیٹا گیا
نجس کپڑے تر میں تو نجس ہوا اگر اُسکی تراوت یا اثر اُسمیں ظاہر ہو ورنہ نجس نہیں ہوا اور اگر
شراب گری سرکہ میں پس اگر ایک قطرہ گرا تو سرکہ کھانا حلال نہیں مگر ایک ساعت کے بعد اور اگر
شراب کا قطرہ پھیرا تو وہ سرکہ فی الحال حلال ہے وجہ اُسکی یہ ہے کہ ایک قطرہ میں خمر نہیں ہوتی جیسے
اُسکی ذات بدلجانے پر دلیل لائے تو کچھ توقف کرنا چاہیے اور اگر کوزہ بھر شراب گری اور
اُسکا اثر باقی نہ رہا تو صاف معلوم ہو گیا کہ اُسکی ذات سرکہ کے ساتھ بدل گئی اور اگر
مردہ چوہا پایا گیا ایسے ٹپے یا اور معلوم نہیں کہ وہ کتنے دنوں سے مرا گھی میں یا کنوئیں میں تو جھگڑا
ثالوں میں حاصل ہوگا اور ذبیحہ اور پانی اور طعام کو ایک متقی حلال کہتا ہے اور دوسرا متقی
حرام کہتا ہے تو ذبیحہ کو حرام سمجھنا چاہیے اور پانی اور طعام کو حلال اور تحری کرے یعنی سوچے پاک
کپڑے کے دریافت کرنے میں اُن کپڑوں میں جو آدھے سے کم پاک ہیں اور اکثر نجس ہیں جیسا
تحری سے ایک کپڑا پاک ٹھہرے تو اُسی میں نماز پڑھا کرے تحری توڑنی جائز نہیں ہاں
اگر بعد میں نجاست ظاہر ہو تو دوسرا کپڑا اسو جسکے اختیار کرے اور تحری کرے پانی کے
اُن ظروف میں جنمیں آدھے سے زیادہ پاک ہیں و گر آدھے سے کم پاک ہیں تو سبکو نجس جانے
اگر پینے کی ضرورت ہے اُس وقت بھی تحری پر عمل کرے اور حرام ہے کھانا اُس گوشت کا جو تغیر کر گیا
اور ہر جانور کا پیٹ اُسکے پیشاب کا حکم رکھتا ہے اور جگالی اُسکی سرگین کا حکم رکھتا ہے۔

گارے کے پانی و مٹی مین ایک بھی نجس ہوگا تو گارا نجس ہے گا یہی قول صحیح اور مختار ہے
کیونکہ ملنے سے دونون مین سے ایک کی بھی نجاست زائل نہین ہوتی اور ترکیب سے دوسری
نجاست ظاہر الفتوی نہین اس سے لازم آتا ہے سب مرکبات کا پاک ہونا جبکہ اُنکے بعض مفردات
نجس ہون حالانکہ یہ ظاہر الفساد ہے بخلاف مرین کے جبکہ جلایا جاتا ہے اینٹین پکنے کا
تہیہ کرنے کے واسطے کہ اسمین ضرورت ہے اسکی نجاست کے ساقط ہونے کی طرف اور فاسق
اور ذمی کے کپڑون مین نماز درست ہے تا وقتیکہ اُنمین نجاست کا یقین نہو اور ذمی کے پائجامہ مین
نماز مکروہ ہے شاید اسوجہ سے کہ وہ استبرا اور استنجا نہین کرتے کتاب الصلوۃ پنجگانہ نماز
فرض عین ہے ہر مسلمان عاقل بالغ پر باجماع اہل اسلام اگرچہ وہ جب ہو دس برس کے لڑکے کو
ترک نماز پر مارنا ہاتھ سے تین بار ضرب متوسط سے لیکن اور روزہ نماز کے مانند ہے حکم کرنے اور مارنے مین
بنابر صحیح قول کے اور نماز روزہ پر خصوصیت نہین بلکہ کرنیکا حکم کیا جاے لڑکون کو ہر ایک کام کا اور
جسکی ممانعت ہو اُس سے اُسے روکنا چاہیے اور نماز سے انکار کرنے والا فرضیت کا کفر کرتا ہے اور
نماز کا قصداً ترک کرنے والا سستی اور کاہلی کی راہ سے گنہگار ہے قید کیا جاے یہان تک کہ نماز پڑھے
اسی طرح شہر رمضان کا روزہ ترک کرنے والا واجب الحبس ہے اور اگر کافر نے نماز پڑھی جماعت سے
وقت مین امام کے پیچھے اپنی نماز کو پورا کرکے نہ فاسد کرکے یا وقت نماز مین اذان دی یا اسکا
یا چرنے والے جانورون کی زکوۃ ادا کرے مانند سجدہ تلاوت کرنے کے پاک ہوکے یا بہ نیت
کاملہ حج کیا یا قرآن پڑھا تو وہ ان افعال سے مسلمان ٹھہریگا نہ تنہا نماز پڑھنے سے اور نہ
اور اموال کی زکوۃ دینے سے اور نہ روزہ رکھنے سے اور نہ حج غیر کامل کرنے سے اور نماز خاص
بدن کی عبادت ہے پس اُسمین نیابت نہین کسی طرح یعنی نہ جان کی نیابت جیسے حج نفل مین
دوسرے کو نائب کرنا ہر طرح درست ہے اور حج فرض مین بھی صحیح ہے بشرطیکہ عاجز ہو موت تک اور

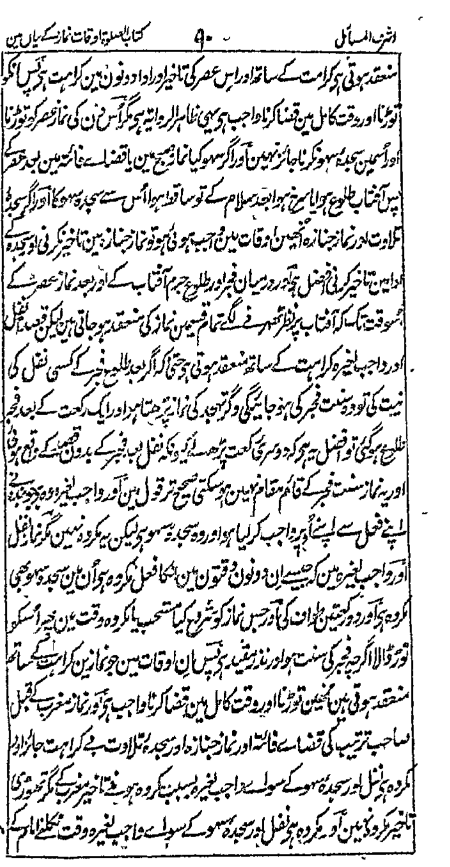
نمازین مال کی بھی نیابت نہین جیسے روزہ دل مین درست ہو کہ شیخ فانی یعنی جسکی قوت
فنا ہو گئی ہو وہ فدیہ دے اور سبب واجب ہونا بھی وقت کا شرط ہے اور نماز ادا کرنے کا سبب وقت کا
وہ جز ہے جو نماز سے متصل ہو اور وقت نکل جانے کے بعد سارا وقت اسکا سبب ہوتا ہے اگر
آخر وقت مین نماز ادا کیا اور یہی وقت سبب ہے اگرچہ ناقص ہو جیسا کہ عصر مین آفتاب پر
زردی آ جانے کا وقت لیکن اس وقت مین صرف اسی دن کی نماز عصر ادا کرنی صحیح ہے کراہت ہو اگر
نماز ہو تو کراہت کے ساتھ پس وقت کے پچھلے جز مین واجب ہوگی نماز اسوقت کی پیش مین
آنے سے اس جنون اور غشی والے کے جسکا جنون و غشی پانچ نمازون سے زیادہ رہی ہو
اور واجب ہوگی نماز حائض اور نفسا پر کہ دونون اپنی اکثر مدت پر پاک ہو گئی ہون اور لڑکے پر
کہ وہ بالغ ہو گیا اور منکر پر کہ مسلمان ہو گیا اگرچہ لڑکا اور منکر نے اول وقت مین نماز پڑھی ہو
اور آخر جزء سے وہ جز مراد ہے جو اسلام وغیرہ اور آخر وقت کے درمیان مین تحریمہ کی گنجائش
رکھتا ہو اور لفظ اللہ کے تحریمہ ہونے پر فتوی ہے اور اگر پانچ نمازون سے کم جنون و غشی رہی
تو اسوقت کی بلکہ اسکے قبل کی بھی جو نمازین فوت ہوئی ہون اسپر واجب ہونگی گو نہ باقی ہو
افاقہ اور آخر وقت مین بمقدار گنجائش تحریمہ کے اور اگر حائض اور نفسا اکثر مدت سے کم مین
پاک ہو گئی اور بعد طہارت کے وقت نماز تمام ہونے مین زمانہ زیادہ یا بقدر غسل اور کپڑا پہننے
اور تحریمہ کرنے کے باقی ہو تو اسوقت کی نماز واجب ہوگی اور نہیں تو نہیں اور جب تک طہر نقص
اور سے نماز کا نہ معلوم ہوگا واجب ہونا ادا سے نماز کا موقوف رہیگا کنارہ آسمان مین
عرض سفیدی صبح صادق زیادہ پھیلنے والی کی ابتدا سے آفتاب کا کنارہ نکلنے تک نماز فجر کا
وقت ہے اور وسط آسمان سے آفتاب کے ڈھلنے سے ہر شی کا سایہ سوا سایہ اصلی کے دو مثل
کامل ہونے تک نماز ظہر کا وقت ہے بعد اسکے نماز عصر کا وقت ہے اسوقت تک کہ دائرہ آفتاب کے



نظر ٹھہرنے لگے اور بعد غروب ہو جانے جرم آفتاب کے نماز مغرب کا وقت ہے اور کنارہ آسمان
سیاہ ہو جانے سے نماز عشا اور وتر کا وقت ہے صبح تک لیکن نماز عشا پر وتر کا مقدم کرنا
صحیح نہیں اور کسی نماز کا وقت نہ پانے والے پر بھی اُس وقت کی نماز کا پڑھنا فرض ہوتا ہے
مثلاً بلغار میں جاڑے کی راتیں کہ شفق سرخ کے غائب ہونے سے پہلے صبح طلوع ہو جاتی ہے
پس یہاں عشا اور وتر کے لیے اندازہ کر لے یعنی غروب آفتاب سے وقت عشا تک
جتنی مدت گذرتی تھی اُس کے بعد پڑھے یا بلاد قریبہ پر قیاس کر لے اور ان دونوں کی
قضا کی نیت نہ کرے اسی کا فتوی ہے اور اسی طرح حدیث صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
تعالی علیہ وآلہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا صحابہ نے کہا کہ وہ زمین پر کس قدر ٹھہریگا فرمایا
چالیس دن ایک دن سال کے برابر اور ایک دن مہینے کے برابر اور ایک دن ہفتے کے برابر
اور باقی دن تمہارے دنوں کے مانند صحابہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سو جو دن کہ سال کے برابر ہوگا اُس میں ہم کو ایک دن کی نماز کفایت کرے گی فرمایا نہیں
اُس کے واسطے اندازہ کر لینا اور مستحب ہے نماز فجر کو روشنی میں شروع اور ختم کرنا یہی مختار ہے
اس طرح کہ چالیس آیہ کو ترتیل کے ساتھ دونوں رکعتوں میں پڑھے اور بعد اس کے دوبارہ
ممکن ہو سر نو سے طہارت کرنی اور نماز پڑھنی پہلی حالت پر قبل طلوع آفتاب کے لیکن
حاجی کو مزدلفہ پر تاریکی میں نماز ادا کرنی افضل ہے اور مثل اول کے سایہ کو دو حصہ کر کے
ایام شتا اور ربیع اور خریف میں نصف اول کامل ہونے کے قبل نماز ظہر اور جمعہ ادا کرنی
اور ایام صیف میں نصف آخر کامل ہونے کے قبل ادا کرنی مستحب ہے اور وقت عصر کو
دو حصہ کر کے نصف آخر میں اُس وقت تک نماز عصر پڑھ لینی مستحب ہے کہ قرص آفتاب پر
یعنی اُس پر نظر ٹھہرے صحیح تر قول میں اور نماز عصر کی تاخیر کرنی آفتاب کے متغیر ہونے تک



مکروہ ہو لیکن نماز عصر شروع کر کے پڑھنا آفتاب کے متغیر ہونے تک مکروہ نہین اور ہمیشہ آفتاب کا
جرم غروب ہونے کے بعد ہی دو رکعت پڑھی جانے کے عرصہ مین نماز مغرب شروع کرنی
مستحب ہے اور اسقدر عرصہ کے بعد نماز پڑھنی مکروہ تنزیہی ہے اور جب کثرت سے ستارے
نکلین تب مکروہ تحریمی ہے اور رات کا پہلا تیسرا حصہ تمام ہونے کے قبل نماز عشا ابتدا کرنی
اور اُسی کے آخر مین تمام کرنی مستحب ہے اور نصف شب تک مباح اور اُسکے بعد صبح تک مکروہ
تنزیہی ہے اگر جماعت کا انتظار نہو اور تاخیر کرنا وتر کا آخر شب تک مستحب ہے اُسکو جو اُس وقت
جاگنے پر اعتماد رکھتا ہے ورنہ سونے سے پہلے پڑھنا افضل ہے اور رات کی ساری نمازون کے
بعد وتر کو ادا کرنا مستحب ہے اور ابر مین عصر اور عشا مستحب وقت کے کچھ قبل ادا کرنی اور باقی
نمازین یقینی وقت ہونے تک دیر کر کے ادا کرنی مستحب ہین اور شرط کی گئی ہے واسطے صحت
نماز کے داخل ہونا اُسکے وقت کا اور اعتماد اُسکے داخل ہونیکا اور شرط کیا گیا ہے علم داخل ہونے
وقت نماز کے اور کافی ہے اسمین اذان ایک شخص کی یا خبر دینا اُسکا اگر عدل ہو یعنی بالغ
عاقل مسلم اوقات نماز کا عالم ایسا کہ اُسکے قول پر اعتماد کیا جائے ورنہ تحری کرے
اور ظن غالب پر عمل کرے اور اذان کا حکم نماز کے مانند ہے تعجیل اور تاخیر مین تفصیل سابق کے
موافق اور جرم آفتاب کا کنارہ نکلنے سے ایک نیزہ بلند ہونے تک اور نصف روز سے
آفتاب کے زوال تک اور آفتاب متغیر ہونے سے یعنی جب سے قرص آفتاب مین نظر ٹھہرنے لگے
غروب ہونے تک ہر زمانہ اور ہر مکان مین کوئی قسم نماز کی منعقد نہین ہوتی مگر نفل اور
نذر مقید یعنی جسکو اُسنے انھین اوقات مین ادا کرنے کی نذر کی ہو اور قضا اُس نفل کی
جسکو انھین اوقات مین توڑا ہو اور سجدہ اُس آیہ کا جو وقت کامل مین پڑھی گئی اور سجدہ
شکر کا اور سہو کا اور نماز اُس جنازہ کی جو حاضر ہوا ان وقتون سے پہلے اور عصر اُس دن کی



منعقد ہوتی ہے کراہت کے ساتھ اور اس عصر کی تاخیر اور ادا دونوں میں کراہت ہے پس اس کو
توڑنا اور وقت کامل میں قضا کرنا واجب ہے یہی ظاہر الروایۃ ہے مگر اس دن کی نماز عصر کو توڑنا
اور اسمیں سجدہ سہو کرنا جائز نہیں اور اگر سہو کیا نماز صحیح ہیں یا قضائے فائتہ میں بعد عصر
میں آفتاب طلوع ہوا یا سرخ ہوا بعد سلام کے تو ساقط ہوا اس سے سجدہ سہو کا اور اگر سجدۂ
تلاوت اور نماز جنازہ انہیں اوقات میں واجب ہوئی ہو تو نماز جنازہ میں تاخیر کرنی اور سجدہ کے
ادا میں تاخیر کرنی افضل ہے اور درمیان فجر اور طلوع جرم آفتاب کے اور بعد نماز عصر کے
اس وقت تک کہ آفتاب پر نظر ٹھہرنے لگے تمام قسمیں نماز کی منعقد ہو جاتی ہیں لیکن قصداً نفل
اور واجب لغیرہ کراہت کے ساتھ منعقد ہوتی ہے حتیٰ کہ اگر بعد طلوع فجر کے کسی نفل کی
نیت کی تو وہ سنت فجر کی ہو جائیگی وگر تہجد کی نماز پڑھتا ہو اور ایک رکعت کے بعد فجر
طلوع ہو گئی تو افضل یہ ہے کہ دوسری رکعت پڑھ لے اور یہ نفل بعد فجر کے بدون قصد کے واقع ہوئی
اور یہ نماز سنت فجر کے قائم مقام نہیں ہو سکتی صحیح تر قول میں اور واجب لغیرہ وہ ہے جو بندے
اپنے فعل سے اپنے اوپر واجب کر لیا ہو اور وہ سجدہ سہو ہے لیکن یہ مکروہ نہیں مگر نماز نفل
اور واجب لغیرہ میں کہ جیسے ان دونوں وقتوں میں انکا فعل مکروہ ہے ان میں سجدہ سہو بھی
مکروہ ہے اور دو رکعتیں طواف کی اور جس نماز کو شروع کیا مستحب یا مکروہ وقت میں پھر اسکو
توڑ ڈالا اگرچہ فجر کی سنت ہو اور نذر مقید ہے پس ان اوقات میں جو نمازیں کراہت کے ساتھ
منعقد ہوتی ہیں انہیں توڑنا اور وقت کامل میں قضا کرنا واجب ہے اور نماز مغرب کے قبل
صاحب ترتیب کی قضا سے فائتہ اور نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت بے کراہت جائز اور
مکروہ ہے نفل اور سجدہ سہو کے سوائے واجب لغیرہ بسبب مکروہ ہونے تاخیر مغرب کے مگر تھوڑی
تاخیر مکروہ نہیں اور مکروہ ہے نفل اور سجدہ سہو کے سوائے واجب لغیرہ وقت نکلنے امام کے

حجرہ سے خطبہ پڑھنے کے واسطے یا امام کے کھڑے ہونے کے وقت سے منبر پر چڑھنے کے لیے
اگر امام کا حجرہ نہو آخر نماز تک اور اسوقت نماز فائتہ بھی مکروہ ہے لیکن اگر اسوقت صاحب
ترتیب نماز فائتہ کو قضا کرے تو مکروہ نہیں اور نماز فرض کی اقامت کے وقت نفل مکروہ ہے
مگر سنت فجر کی مکروہ نہیں اگر فوت جماعت کا نہ خوف ہو دیگر حصول جماعت اسکی التحیات کے
پا جانے سے بھی نہو تا ہو تو سنتون کو ترک کرے اصل سے یعنی انکو قضا بھی نکرے
اور وقت مستحب تنگ ہونے کے وقت غیر وقتیہ مکروہ ہے اور مکروہ ہے نفل نماز عیدین سے پہلے
ہر طرح یعنی مسجد میں بھی اور گھر میں بھی اور بعد نماز عیدین کے مسجد میں نفل مکروہ ہے گھر میں
مکروہ نہیں صحیح تر قول میں اور مکروہ ہے نفل مابین ان دو نمازون کے جو ملائی جاتی ہیں
عرفات پر اور مزدلفہ پر اور اسی طرح نفل مکروہ ہے عرفات کی دو نمازون کے بعد اور مکروہ ہے
نماز بول و براز یا قضا بول یا قضا براز یا ریح کے ضبط کرنے کے وقت اور نماز مکروہ ہے
اُس کھانے کے حاضر ہونے کے وقت جسکی طرف نمازی کا دل مشتاق ہو مگر اسکی طرف
طبیعت حریص نہو تو مکروہ نہیں اور طعام کے مانند ہر ایک وہ چیز ہے جو حضور دل کی
مانع ہے اور اوقات مذکورہ کے مانند نماز مکروہ ہے چند مکانون میں چنانچہ کعبہ معظمہ پر اور راہ میں
بدرون ستر ہ کے اور جہان جانور ذبح ہوتے ہیں اور قبرستان میں اور مضائقہ نہیں نماز کا
اگر اسمیں کوئی موضع نماز کے لیے قرار دیا گیا ہو اور اسمین نجاست ہو نہ قبلہ اسکا
قبر کی طرف ہو اور غسل خانہ میں اور حمام میں اور کفار کی عبادتگاہ میں اور نالے کے اندر
اور جہان چوپائے بیٹھتے ہیں وگر وہ جگہ پاک ہو تو انکی حالت غیبت میں مکروہ نہیں اور پاخانے میں
اور اُسکی چھت پر اور چھینی ہوئی زمین میں اور بے اذن بیگانی زمین میں اگرچہ چھینی ہوئی نہو
بشرطیکہ بوئی ہوئی ہو اور مکروہ ہے سونا نماز عشا سے پہلے اگر اسکو نماز کے لیے جاگنے کا

اعتماد نہو اور نماز عشا کے بعد بے حاجت کلام دنیا مکروہ ہے اور مکروہ ہے کلام دنیا کرنا بعد
طلوع فجر کے نماز فجر کی ادا کرنے تک اور بقول بعض طلوع آفتاب تک اور ایک سایہ دنیزہ
آفتاب بلند ہونے تک اور جمع فعلی یعنی پہلی نماز مثلاً ظہر مین تاخیر کرنی اور دوسری نماز مثلاً
عصر مین تعجیل کرنی جائز ہے اور جمع وقتی جائز نہین اگرچہ سفر اور بارش کا عذر ہو پس اگر
دو فرضون کو جمع کیا ایک وقت مین تو وہ فرض فاسد ہے جسکو اُسکے وقت پر مقدم کیا
مثلاً اگر ظہر کے وقت مین نماز عصر پڑھی تو نماز عصر فاسد ہے اور فرض کی تاخیر وقت سے
مثلاً مغرب کو عشا کے ساتھ ملا کے پڑھنا حرام ہے اگرچہ تاخیر سے نماز فرض صحیح ہوتی ہے
بطریق قضا کے مگر حاجی کو جمع کرنا ظہر اور عصر کا عرفات پر وقت ظہر مین اور مغرب اور عشا کا
جمع کرنا مزدلفہ پر وقت عشا مین ثابت ہے اور کچھ مضائقہ نہین دوسرے امام کی تقلید کرنی
ضرورت کے وقت مثلاً سفر کی ضرورت سے جمع بین الصلوتین مین شافعی کی تقلید کرنی
جائز ہے خصوصاً سفر حجاز مین کہ وہان اہل قافلہ ٹھہرتے نہین اور تنہا رہنے مین جان و مال کا
خوف ہے اور طحطاوی اور شامی نے کہا کہ اس سے معلوم ہوا کہ بے ضرورت کے تقلید
جائز نہین اور یہ ایک قول ہے مذہب مین اور دوسرا قول یہ ہے کہ جائز ہے مطلقاً اگرچہ
بے ضرورت ہو گو کہ بعد وقوع اور نزول کے ہو لیکن تقلید مین شرط یہ ہے کہ لازم پکڑے
سب اُن احکام کو جنکو اس عمل کیواسطے اُس امام نے واجب ٹھہرایا ہے کیونکہ خلط مین کر لینے
کہ حکم تلفیق یعنی جو حکم چند مذہب سے مخلوط ہے باطل ہے بالاجماع پس جمع بین الصلوتین مین
امام شافعی کے احکام یہ ہین کہ اگر جمع تقدیم ہے تو اُسمین شرط ہے پہلی نماز کی تقدیم اور جمع کی
نیت کرنی یعنی پہلی نماز کے فارغ ہونے سے پہلے اور دونون نمازون مین اسقدر جدائی کہ
جسکو عرف مین جدائی جانتے ہون اور جمع تاخیر مین صرف یہی شرط ہے کہ نیت کرے

جمع کرنے کی دو نمازون مین پہلی نماز کے وقت کے خارج ہونے سے پہلے اور جمع تقدیم قبل اُس کے
مسافر کو منزل پر اور جمع تاخیر بہتر ہو چلنے کی حالت مین اور پڑھے سورہ فاتحہ نماز مین گو
مقتدی ہو اور اعادہ کرے وضو کا مس فرج سے وغیرہ ذٰلک شروط اور ارکان سے
جو متعلق اس فصل سے ہو باب اذان کے بیان مین اذان شریعت مین
نماز کے لیے خبردار کرنا ہو اور بطریقہ خاص کے ساتھ چند الفاظ معین ترتیب دیے گئے کے
اور اذان کی یہ تعریف قضا کی اذان کو اور خطیب کے سامنے کی اذان کو بھی شامل ہو اور الفاظ
معین کی قید سے یہ اشارہ ہوا کہ دوسری زبان مین اذان درست نہین گو لوگ جانین
کہ اذان ہوتی ہو اور جس سبب کے حادث ہونے سے اذان سرنو سے کہنی پڑے
وہ داخل ہونا وقت نماز کا ہو اور مردون کے لیے محلہ کے موذن کو اونچے مکان پر
اذان کہنی سنت موکدہ کفایہ ہو فرائض پنجگانہ کے لیے اُنکے اوقات مین اور جو شخص
اذان کہے اپنے نفس کے لیے یا جماعت حاضرین کے لیے تو اُسکے لیے مکان عالی ہونا
سنت نہین اور اگر کل یا بعض اذان قبل وقت کے واقع ہو تو سرنو سے کہی اقامت کے
مانند اور اگر امام حاضر ہوا اقامت کے بعد ایک ساعت کے اور اُسنے سنت فجر پڑھی
تو اقامت کو دوسری بار کہنا واجب نہین لیکن اگر اقامت اور نماز مین مدت زیادہ ہو جاوے
یا پایا جائے وہ عمل جو قطع اور جدا کرنے والا ہو درمیان اقامت اور نماز کے مثلاً کھانا تو اقامت
سرنو سے کہنی مستحب ہو اور اذان سنت ہو چار بار اللہ اکبر کہنے کے ساتھ شروع اذان مین
اسطرح کہ ایک آواز مین دو بار اور دوسری آواز مین بھی دو بار یعنی چار آواز و ن سے چارون
تکبیر کو جدا جدا نہ کہے اور اذان مین ترجیع مکروہ تنزیہی ہو اور ترجیع یہ ہو کہ شہادتین کو پہلے آہستہ
پھر بلند آواز سے کہے اور اذان مین لحن نہین اور لحن یہ ہو کہ حروف کے ادا مین اور حرکات

اور سکنات میں کمی اور بیشی واقع ہو اور بغیر متغیر کرنے کلمات اور حرکات اور سکنات کے
تحسین صوت مطلوب اور خوب ہے اذان اور قرآن میں اور اذان میں دو دو کلمہ کے
درمیان میں بقدر اجابت کے سکوت سنت ہے اور سکتہ نکرنے سے اذان کا اعادہ مستحب ہے
اور اگر سوار نہو تو ترک استقبال قبلہ مکروہ تنزیہی ہے اور اذان میں صرف منہ پھیرے داہنے اور بائیں
حی علی الصلاح اور حی علی الفلاح کہنے کے ساتھ اور اسی طرح اقامت میں التفات کرے
ہر حال میں اور التفات مذکور ترک نکرے اگرچہ موذن تنہا ہو یا بچہ ہونے کے وقت
اذان کہتا ہو اسواسطے کہ التفات اذان کی سنت ہے ہر طرح اور موذن گردش کرے
اذان کے منارہ میں اگر وہ کشادہ ہو اور اپنا سر اسکے طاقچے سے نکالے لوگوں کے
خبردار کرنے کو اور اذان کہنے میں دو انگلیاں دونوں کانوں میں رکھنی احسن ہے اور اذان
جتنے جملہ میں سبکے آخر حرف پر وقف کرے حرکت نہدے لیکن اول اور تیسری اور پانچویں
لفظ اکبر کے رے کو چاہے ساکن اوا کرے چاہے فتحہ کے ساتھ آگے کے لفظ میں
ملادے مگر پیش سے ملا دیگا تو خلاف سنت ہوگا اور اگر اذان سننے والے کو کوئی امر
مانع نہو تو اذان کی اجابت فعلی یعنی مسجد میں پہلی جماعت قائم کرنے کے لیے جانا واجب
اور اُس طرف مخاطب ہو کے پست آواز سے اجابت قولی مستحب ہے اور سننے والا اذان کا
جواب دے اگرچہ وہ جنب ہو اور نہ جواب دے حائض اور نفسا اور سننے والا کسی خطبہ کا اور
نہ جواب دے نماز میں گو نماز جنازہ ہو اور حالت مجامعت میں اور بیت الخلا میں اور فقہ
پڑھنے اور پڑھانے میں اور کھانے میں برخلاف قرآن کے یعنی اگر سننے والا قرآن پڑھتا
پڑھاتا ہو تو موقوف کرکے اذان کا جواب دے یعنی پہلے ہر چار اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور ہر ایک
دونوں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور ہر ایک دونوں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ
جانتا اور بیان کرتا ہوں میں یہ کہ نہیں کوئی معبود سوا اللہ کے ، گواہ ہوں میں اسکا کہ محمد رسول خدا کے ہیں

اور ہر چار حیعلہ یعنی ہر ایک دونون حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور ہر ایک دونون
حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ سننے کے بعد یہی کلمات کہے لیکن ہر ایک حیعلہ سننے کے بعد
اجابت مین حیعلہ کی جگہ حوقلہ یعنی لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ بھی کہے اور ہر ایک دونون
اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور ایک لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سننے کے بعد یہی کلمات کہے پھر اجابت کے
متصل درود پڑھے پھر دعائے وسیلہ کرے اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ
وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ
مَقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ اور وقت فجر مین فلاح کے بعد ہر ایک دونون
اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ سننے کے بعد صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ کہکے اجابت کرنی
مندوب ہے اور اقامت کا جواب دینا زبان سے مستحب ہے اذان کے مانند اور قد قامت الصلوٰۃ
سننے کے بعد اَقَامَھَا اللّٰہُ وَاَدَامَھَا کہے اور اگر سننے والے نے موذن کا جواب نہ دیا
یہانتک کہ وہ اذان سے فارغ ہوا تو مناسب یہ ہے کہ اجابت کر لے اگر بہت عرصہ
نگذر گیا ہو اور جواب دینے والا موذن سے پیشتر کلمات جواب نہ کہے بلکہ ہر ایک کلمہ
تمام ہونے پر اسکا جواب کہے اور اگر اذان اور اقامت مین موخر لفظ کو مقدم کیا تو فقط
مقدم لفظ کو اُسی کے محل مین پھر کہے تمام اذان کا اعادہ ضرور نہین اور اذان اور اقامت مین
اصلا کلام نکرے اگرچہ وہ کلام جواب سلام کا ہو نہ اپنے دل مین اور نہ اذان اور اقامت کے
بعد یہی قول صحیح ہے اور کھکارنا کلام مین داخل ہے مگر تحسین صوت کے لیے جائز ہے پس اگر اذان
اور اقامت مین بولا تو سر نو سے شروع کرے اور اقامت اذان کے مانند ہے حکم مین لیکن
اقامت کہنے والا انگلیان کانون مین نرکھے اور گردش نکرے اور جو اذان کہے
وہی اقامت بھی کہے اور اقامت کہنے مین جلدی کرے پس اگر اقامت ٹھہر ٹھہر کے کہے

اذان کے مانند تو اُسکا اعادہ نکرے صحیح تر قول ہین لیکن اگر اذان کو جلد جلد قامت کی طرح
کہیگا تو اُسکا دوبارہ کہنا مستحب ہے اور الصلوۃ خیر من النوم نہ کہے بلکہ فلاح کے بعد دوبار
قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کہے اور مسنون ہے اذان دینی اور اقامت کہنی نماز قضا کیلیے
آواز بلند کرکے اگر جماعت سے قضا کرتا ہو یا صحرا مین ہو اگر اپنے گھر مین اکیلا قضا کرتا ہو
تو بھی اذان کہے اتنی آواز سے کہ اذان کی معمولی آواز بلند سے کم ہو اور پست آواز کے
ادنی درجے سے بلند ہو اور اگر چند مجالس مین چند نمازین فائتہ قضا کرے تو ہر مجلس مین
اذان و اقامت کہنی مسنون ہے لیکن مسنون نہین ناقص نماز کے لیے اور ناقص نماز وہ ہے
جسے اُسکے وقت مین پڑھکے اُسی وقت مین مکرر پڑھے و گر مجلس ایک ہو تو پہلی
نماز کے لیے دونون کہے اور باقی کے لیے مختار ہے چاہے دونون کہے اور یہی اولی ہے
لیکن اقامت ترک کرنی مکروہ ہے اور مسنون نہین اذان و اقامت اُس نماز کے لیے جسکو
عورتین پڑھتی ہون ادا اور قضا اگرچہ تنہا پڑھتی ہون اور لڑکے اور غلامون کی جماعت کیلیے
اذان و اقامت مشروع نہین اور اذان و اقامت سنت نہین جمعہ کے دن نماز ظہر کے لیے
شہر مین اور مسنون نہین اذان و اقامت اُس نماز فائتہ مین جسکو قضا کرتے ہون
مسجد مین اور بہتر اذان و اقامت کے درمیان مین بیٹھے کے اسقدر فصل کرے کہ ہمیشہ
آنے والے آجائین اور وقت مستحب باقی رہے مگر وقت مغرب مین اسقدر فصل کرے
جسقدر دو خطبون کے درمیان مین جلسہ مسنون ہے اور اُس فصل مین کھڑا رہنا افضل
اور بیٹھنا بھی مکروہ نہین اور موذن اذان و اقامت مین بُلا دے سب نمازیون کو
بدون تخصیص امیر وغیرہ کے سب نمازون مین جسطرح کہ اُنکے بُلانے کی عادت ہو
اور بُلانے کا طریقہ یہ ہے کہ بعد اذان بقدر پچاس آیہ پڑھنے کے ٹھہر جائے پھر بُلائے

اصطلاح کہ الصلوۃ الصلوۃ یا کہے کہ چلو نماز تیار ہے یا جس اصطلاح کا رواج ہو پھر اُسکے بعد بقدر بیس آیت کے توقف کرے پھر اقامت کہے مگر مغرب میں تثویب یعنی بُلانا نہیں اور صحیح ہے اذان اُس شخص کی جو مسلمان بالغ عاقل ہو اور وقت نماز داخل ہونے کی خبر دینے پر اُسکے اعتماد کیا جائے لیکن علما سے اوقات نماز کے حاضر ہونے کی حالت میں فاسق یا لڑکا عاقل اذان کہے تو مکروہ نہیں سرنو سے نہ کہی جائے اور کافر اور مجنون اور بے عقل لڑکے کی اذان صحیح نہیں سرنو سے کہی جائے اور جنبی کی اذان و اقامت مکروہ ہے اُنمیں سے اذان میں زیادہ تر اُسکو سرنو سے کہنا مندوب ہے لیکن اقامت سرنو سے نہ کہی جائے اور عورت اور خنثی مشکل اور فاسق کی اور اُس شخص کی جسپر نشہ غالب ہو اگرچہ مباح چیز سے مست ہو گیا ہو اور مدہوش اور عاقل لڑکے کی اذان اور مذہب درست پر محدث کی اقامت مکروہ ہے اور اُنمیں سے ہر ایک کی کہی ہوئی اذان سرنو سے کہنا مندوب ہے لیکن اقامت سرنو سے نہ کہی جائے اور محدث کی کہی ہوئی نہ اذان سرنو سے کہی جائے نہ اقامت اور جہاں مسجد قریب نہو یا ہو لیکن اُسمیں اذان و اقامت نہ ہوتی ہو تو وہاں دونوں ساتھ ہی ترک کرنی مکروہ ہے اور صرف اذان ترک کرنی مکروہ نہیں لیکن اقامت ترک کرنی مکروہ ہے مگر وہاں سے مسجد اسقدر قریب ہو کہ وہاں اذان سنتا ہو گو فی الحال نہ سنے تو دونوں ترک کرنی مکروہ نہیں اور جس مسجد میں امام اور مؤذن مقرر ہوں اُسمیں اذان اور اقامت کی تکرار جماعت کے لیے مکروہ ہے اور اگر مؤذن کے غیبت میں اُسکا غیر اقامت کہے تو مکروہ نہیں ہے مطلقاً لیکن اُسکی حضوری میں کہنی مکروہ ہے اور اقامت کہنے کی حالت میں چلنا مکروہ ہے اور مؤذن کو مکروہ ہے اذان کہنی دو مسجدوں میں جبکہ وہ پہلی مسجد میں نماز پڑھ چکا ہو اور اذان اور اقامت کا اختیار مسجد بنانے والے کے لیے

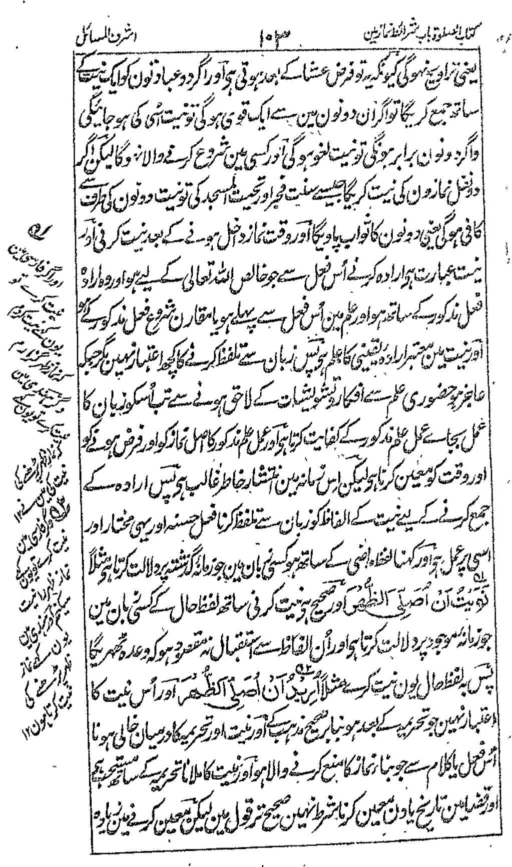
ہر طرح یعنی خواہ عادل ہو یا غیر عادل اگرچہ لوگوں کو پسند نہو اور اسی طرح مسجد بنانے والے کو
امامت کا اختیار ہے اگر عادل ہو یعنی فاسق نہو اور امام ہی کا مؤذن ہونا بہتر ہے
باب شرائط نماز کے اگر نمازی محدث ہو تو وضو کر لینا اگر جنب ہو تو غسل کر لینا
اور جسقدر نجاست غلیظہ اور خفیفہ کے ساتھ نماز صحیح نہو اسقدر سے نمازی کا کپڑا اور
وہ چیز پاک ہونی جو اسکے جسم سے متصل ہو اور ساتھ نمازی کے ہلنے سے یا نمازی
اُس چیز کا اٹھانے والا شمار کیا جاوے جیسے وہ لڑکا جسپر نجاست ہو بشرطیکہ وہ آپ
نہ تھم سکے بدون تھامنے نمازی کے تو نماز کا منع کرنے والا ہے اگر نمازی کے تھامنے کا
محتاج نہو خود اسکو لپٹا ہو تو نمازی اسکا اٹھانے والا نہ ٹھہریگا پس نماز کا بھی منع کرنے والا
نہوگا اور یہی حکم نجس حیت اور چپڑ اور خیمہ نجس کا ہے جبکہ نمازی کا سر کھڑے ہونے سے
ان چیزوں میں مس کرتا ہو جسطرح نماز کا منع کرنے والا نہیں اگر نمازی پر جنب آدمی اور کتا
چڑھ بیٹھے بشرطیکہ اُس سے لعاب وغیرہ نماز کا منع کرنے والا نہ بہے صحیح تر قول میں اور
اگر نمازی کے پاس وہ انڈا ہے جو اندر سے خون ہو گیا تو نماز جائز ہے کیونکہ وہ اپنے
معدن میں ہے برخلاف اُس شیشہ کے جسمیں پیشاب ہے یعنی وہ نماز کا منع کرنے والا ہے
اور صرف موضع قدم سے موضع سجود تک دونوں قسم کی اسی قدر نجاست مذکورہ سے
مصلی پاک ہونا اور اپنی ذات کے غیر سے شرمگاہ کو جانب اسفل کے سوا
چار طرف سے علی الدوام چھپانا بنابر قول صحیح کے اگرچہ خلوت میں ہو مگر ضرورت کے لیے
کھولنا جائز ہے اور ضرور نہیں چھپانا برہنگی کا اپنی ذات سے اسی کا فتوی دیا ہے پس
اپنے ستر کو دیکھنا مفسد نماز نہیں گو مکروہ تحریمی ہے اور ضرور نہیں چھپانے والی چیز کا
چپٹنا اور عضو کی شکل کا پڑنا اگر عورت نظر نہ آئے اگرچہ حالت ضرورت میں ریشمی کپڑا

یا کتان تک جھوڑدیا یا پہچھ پوری نماز تک باقی رہے اور شرط ہی ستر عورت مصلی کا نہ ستر ذات
مصلی کا پس اگر چھپایا اپنے تئین خلوت یا تاریکی مین یا خیمہ مین اور وہ برہنہ ہی تو اسکی ذات
چھپی اور عورت کا ملا ہو لیکن کمبل یا لحاف وغیرہ کے باہر سر نکال کے مستلقی یعنی چت نماز ہو
صحیح ہوتی ہے جیسے پانی کے اندر کوئی نماز درست نہین لیکن گندے پانی کے باہر سر نکال کے
صرف نماز جنازہ درست ہو اور ناف کے نیچے سے آخر زانو تک مرد کا ہر ایک عضو عورت
کامل ہی اور جسقدر مرد کا عورت ہی اتنا لونڈی کا بھی عورت ہی اسکی پیٹھ اور پیٹ کے ساتھ
اور اسکا پہلو اسکی پیٹھ اور پیٹ کا تابع ہی اور آزاد عورت اور خنثیٰ مشکل کا قول معتمد یہ کہ
چہرہ اور پہنچون تک دونون کف دست اور دونون قدم کے سوا ہر ایک عضو عورت
کامل ہی یہان تک کہ جو بال سر پر ہین وہ بالاتفاق اور لٹکے ہوئے بال بھی عورت ہین یہی
قول صحیح تر اور اسی مین زیادہ احتیاط اور اسی پر فتویٰ ہی اور آزاد عورت کی آواز عورت نہین
مگر آواز کا بلند کرنا بخوف فتنہ حرام ہی اور توڑتا ہی نماز کو اور اسکی ابتدا کو منع کرتا ہی کھلا رہنا
چوتھائی عضو کا بقدر ادا کرنے ادنیٰ رکن کے تو اگر کھلنا عورت کا نمازی کے فعل سے ہے
تو فی الحال نماز ٹوٹ جائیگی اور جبکہ کئی جگہ سے کھلی ہوئی برہنگی جمع کیجائیگی اجزا سے اگر
ایک عضو مین ہو مثلاً آدھا پانچوان اور چھٹا اور آٹھوان حصہ اسکا پس اگر مثلاً ران ایک جگہ سے
آٹھوان حصہ اور دوسری جگہ بھی اسی قدر کھلی ہی تو دونون کو جمع کرین گے پس اگر اسکا
چہارم حصہ ٹھہریگا تو نماز کا مفسد اور مانع یعنی نماز موجودہ کا توڑنے والا اور ابتدای نماز کا
منع کرنے والا ہوگا اور اگر کھلی ہوئی برہنگی متفرق چند اعضا مین ہی تو پیمائش سے
جمع کیجائیگی پس اگر کھلے ہوے اعضا مین سے کمتر عضو کے چہارم کو پیمائش پہونچجاوے
تو نماز کی مفسد اور مانع ہوگی اور یہی قول حق ہی اور نہ پانے والا اس چھپانے والی چیز کا

جسمین جسم نظر نہ آئے نماز پڑھے بیٹھکے جیسے جلسہ تشہد مین بیٹھتے ہین رکوع و سجود کا
اشارہ کرکے اور یہ فضل ہے بیٹھکر رکوع اور سجود کرنے سے اور کھڑے ہو کر رکوع اور سجود کے
اشارہ سے یا رکوع و سجود سے اور اگر ننگے کو مباح کیا جاے کپڑا اگرچہ بطور عاریت کے ہو
تو اُسکا قادر ہونا چھپانے والی چیز پر ثابت ہوگیا یہی قول صحیح ہے اور اگر کوئی شخص چھپانے والی
چیز کے دینے کا وعدہ کرے تو اُسکا انتظار کرنا مستحب ہے جب تک فوت وقت کا نہ خوف ہو
یہی ظاہر تر ہے جیسے انتظار کرے پانی اور کپڑے کا اور طہارت مکان کا امیدوار اور
ظاہر یہ تا خیر بھی مستحب ہے اور اگر لازمی حاجتون سے زیادہ نہ مانگتا ہو تو پانی اور کپڑا
خریدنا واجب ہے اور اگر پائی برہنہ نے وہ چھپانے والی چیز جو بالکل نجس ہو نجاست کے
لگنے سے اصلی نجس نہین ہو جیسے حرام گوشت جانور کی کھال جسکی دباغت نہین ہوئی
تو یہ شخص اُس سے ستر نکرے نماز مین بلکہ خارج نماز مین اُس سے ستر کرے اور اگر وہ
چوتھائی سے کم پاک ہو تو اُس سے ستر کرکے نماز پڑھنی مستحب ہے اور اگر چوتھائی حصہ
پاک ہو تو اُسی مین بالضرور نماز پڑھے اور یہ حکم اُسوقت ہے جبکہ نہ پاوے اُس چیز کو جو نجاست
زائل کرے یا کم کرڈالے اور لازم ہے نمازی مین پہننا اپنے دو نجس کپڑون مین سے
اُس کپڑے کا جسکی نجاست کم ہے دوسرے سے اور کلیہ اس مسئلہ کا یہ ہے کہ جو شخص مبتلا ہو
دو بلاؤن مین مثلاً دو نجس کپڑون مین پس اگر دونون برابر ہون منع نماز مین تو اُسکو
اختیار ہے چاہے اُسکو لے اور چاہے اِسکو اور اگر دونون مختلف ہین یعنی ایک بلا کم ہے
اور دوسری زیادہ تو کم کو اختیار کرے مثلاً زخمی اگر سجدہ کرتا ہے تو زخم سیلان کرتا ہے
اور نہین تو نہین تو وہ بیٹھکے اشارہ سے نماز پڑھے کیونکہ ترک سجدہ سہل ہے بے وضو
ہونے کے ساتھ نماز پڑھنے سے اور اگر آزاد جوان عورت نے پایا ایسی ستر کرنے والی چیز

جو ایک شرمگاہ کو چھپاوے تو دبر کو چھپاوے اگر رکوع و سجود کے ساتھ پڑھتا ہو وگر اشارہ سے
پڑھتا ہو تو قبل کو چھپاوے وگر کپڑا زیادہ ہو تو قبل کے بعد ران پھر زانو کو چھپاوے
اور ران کے بعد عورت لینے پیٹ اور پیٹھ کو پھر اُنکو چھپاوے اور اگر عاقل بالغ نہ پاوے
اُس چیز کو جس سے نجاست کو دور کرے یا کم کرڈالے بسبب دور ہونے زائل کرنے
والی چیز کے ایک میل یا بسبب پیاس کے تو نماز پڑھے نجاست کے ساتھ یا برہنہ ہو کے
اور اُسپر نماز کا اعادہ نہین اور قمیص اور ازار اور عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنی مرد کو اور قمیص
اور ازار اور مقنعہ کے ساتھ نماز پڑھنی عورت کو مستحب ہے اور مقصود سجدہ کا اللہ تعالی کو
قرار دیکے عرصۂ کعبہ کی یعنی کشادگی اور میدان کعبہ کی جہت کا مقابل ہونا شرط ہے اور یہ
حقیقت مین ہو یا حکما مثلاً بسبب مرض یا خوف دشمن کے اُس جہت کے مقابل
ہونے سے معذور ہو تو جس طرف قدرت ہو اور علامت قبلہ مساجد ہین یا جنگل اور
سمندر مین قطب وغیرہ ستارے ہین وگر مساجد نہون یا بسبب ابر کے ستارے معلوم
نہون یا اُنکو پہچانتا نہو تو اُس جگہ کے باشندہ سے پوچھے اگر وہ جانتا ہو اور اُسکی
پکار سنے اور مقبول الشہادت ہو پس کافر اور فاسق اور لڑکا اور جاہل کا کہنا اس
باب مین مفید نہین وگر بے پوچھے نماز پڑھی اور وہ اُس جہت پر واقع ہوئی تو صحیح ہو ورنہ
صحیح نہین مگر جاننے والا حاضر نہو تو تحری کرے یعنی فکر کرے وگر بے تحری کے
ایک طرف نماز پڑھی اور وہ قبلہ کی طرف واقع ہوئی تو صحیح ورنہ صحیح نہین اور جب کسی جہت پر
تحری نہ واقع ہو تب ایک جہت کو اختیار کرکے اُسی طرف نماز پڑھے اور یہ نماز اُسکی
صحیح ہوگی اگرچہ اُسکی خطا اُسمین ظاہر ہو اور اگر عین نماز مین کسی جہت پر تحری واقع ہو
تو پھر جاوے وگر تیسری یا چوتھی رکعت ہو تو نہ پھرے اور نماز تمام کرے اور اگر ایک

جماعت نے تاریکی مین نماز پڑھی قبلہ کے مشتبہ ہونے کے وقت تحری سے ایک امام کے
ساتھ اور ظاہر ہوا کہ انھون نے مختلف سمتون کی طرف نماز پڑھی تو جس شخص کو
انمین سے حالت ادا مین امام کے مخالف جانب نماز پڑھنے کا یا امام سے آگے بڑھ جانے کا
ظن غالب ہوا اُسکی نماز درست نہوگی اور ہم حنفیون کے نزدیک ایسا کوئی نہین جو نیت
کچھ کرے اور ادا کچھ کرے اور قول معتمد یہ ہے کہ بہت سے فعلون والی عبادت کی نیت
اُن سب افعال پر پہنچ جاتی ہو یعنی اُسکے ہر فعل و رکن کے لیے جدا جدا نیت ضرور نہین
ایک نیت شروع مین کافی ہو جیسے اُس عبادت مین کہ ایک ہی فعل ہو چنانچہ روزہ کہ
بلا خلاف اُسکے اول مین نیت کر لینی کافی ہے اور اگر شروع کیا عمل کو اخلاص کے ساتھ
پھر اُس عمل مین ریا کا یعنی نمود کا خلط ہو گیا تو اعتبار سابق کا ہوگا یعنی عمل اخلاص
ہی کے ساتھ رہیگا اور ریا کامل یہ ہے کہ اگر مثلاً نمازی لوگون سے علحدہ ہوتا
تو نماز نہ پڑھتا پس اگر لوگون کے ساتھ ہو کے مثلاً نماز کو اچھی طرح پڑھے اور
تنہا اچھی طرح نہ ادا کرے تو اُسکے ذمہ سے واجب ساقط ہو جائیگا بسبب پائے جانے
شرائط اور ارکان نماز کے اور اُسکو اصل نماز کا ثواب ملیگا اچھی طرح پڑھنے کا ثواب
نہ ملیگا اور ظاہر یہ حکم فرض اور نفل دونون کو شامل ہے اور اگر ایک شخص سے کہا گیا
کہ نماز ظہر پڑھ تجھکو ایک دینار ملیگا پس اُسنے اسی ارادہ سے نماز پڑھی تو چاہیے
کہ یہ نماز اُسکو کافی ہو اور وہ شخص مستحق دینار کا نہو کیونکہ فرض مین ریا کا دخل نہین
اور واجب چیز پر اجرت کا استحقاق نہین اور اگر نمازی نے لوگون کو نماز مین پایا
اور یہ نہ جانا کہ نماز فرض پڑھتے ہین یا تراویح تو یہ شخص فرض کی نیت سے شریک ہو جائے
پھر اگر وہ فرض ہی مین ہونگے تو اُسکا فرض درست ہوگا ورنہ نماز نفل ہو جائیگی



یعنی تراویح نہوگی کیونکہ یہ تو فرض عشا کے بعد ہوتی ہے اور اگر دو عبادتون کو ایک نیت کے ساتھ جمع کریگا تو اگر ان دونون مین سے ایک قوی ہوگی تو نیت اسی کی ہوجائیگی واگر دونون برابر ہونگی تو نیت لغو ہوگی اور کسی مین شروع کرنے والا نہوگا لیکن اگر دو نفل نمازون کی نیت کریگا جیسے سنت فجر اور تحیۃ المسجد کی تو نیت دونون کی طرف سے کافی ہوگی یعنی دونون کا ثواب پاویگا اور وقت نماز داخل ہونے کے بعد نیت کرنی اور نیت عبارت ہے ارادہ کرنے اُس فعل سے جو خالص اللہ تعالی کے لیے ہو اور وہ ارادہ فعل مذکور کے ساتھ ہو اور علم مین اُس فعل سے پہلے ہو یا مقارن شروع فعل مذکور کے ہو اور نیت مین معتبر ارادہ یقینی کا علم ہے پس زبان سے تلفظ کرنے کا کچھ اعتبار نہین مگر جبکہ عاجز ہو حضوری علم سے افکار و تشویشات کے لاحق ہونے سے تب اُسکو زبان کا عمل بجائے عمل علم مذکور کے کفایت کرتا ہے اور عمل علم مذکور کا اصل نماز کو اور فرض ہونے کو اور وقت کو معین کرتا ہے لیکن اس زمانہ مین انتشار خاطر غالب ہے پس ارادہ کے جمع کرنے کے لیے نیت کے الفاظ کو زبان سے تلفظ کرنا فعل حسنہ اور یہی مختار اور اسی پر عمل ہے اور کہنا لفظ ماضی کے ساتھ ہو کسی زبان مین جو زمانہ گذشتہ پر دلالت کرتا ہو مثلاً نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ الظُّہْرَ اور صحیح ہے نیت کرنی ساتھ لفظ حال کے کسی زبان مین جو زمانہ موجود پر دلالت کرتا ہے اور اُن الفاظ سے استقبال نہ مقصود ہو کہ وعدہ ٹھہریگا پس بہ لفظ حال یون نیت کرے مثلاً اُرِیْدُ اَنْ اُصَلِّیَ الظُّہْرَ اور اُس نیت کا اعتبار نہین جو تحریمہ کے بعد ہو بنا بر صحیح مذہب کے اور نیت اور تحریمہ کا درمیان خالی ہونا اُس فعل یا کلام سے جو منافی نماز کا منع کرنے والا ہو اور نیت کا ملانا تحریمہ کے ساتھ مستحب ہے اور قضا مین تاریخ یا دن معین کرنا شرط نہین صحیح تر قول مین لیکن معین کرنے مین زیادہ

اور اگر فارسی مین نیت کرے تو یون کہے ... نیت میکنم ... نماز ظہر را ... اور ہندی مین یون کہے ... نیت کرتا ہون

نیت کی مین نے کہ ادا کرون نماز ظہر فرض کی ۱۲ اور اگر فارسی مین نیت کرے تو یون کہے نماز ظہر را نیت میکنم اور ہندی مین یون کہے کہ نماز ظہر پڑھنے کی نیت کرتا ہون ۱۲



احتیاطاً بخیال فوائت کی کثرت سے ترتیب ساقط ہوگئی ہو یا نہ ہوئی ہو تب یون کہے مثلاً
نَوَیتُ اَنْ اُصَلِّیَ ظُهْرَ الْخَمِیْسِ وغیرہ تاریخ اور دن قضا کے یاد نہ ہون تو آسان
طریقہ یہ ہو کہ کہے اَوَّلَ ظُهْرٍ یا اٰخِرَ ظُهْرٍ مثلاً ایک ہفتہ کی نمازین قضا پڑھنی ہین
تو نیت ہر سبب اول ظہر کی کرے تو سب سے پہلے دن کی نماز ذمہ سے ساقط ہوگی
بعد اسکے دوسرے روز کی ظہر اول ہو جائیگی اسی طرح سب ادا ہو جائینگی اور
آخر ظہر کی نیت سے بھی یہی فائدہ ہے اور ضرور نہین معین کرنا شمار رکعات کا فرض اور
واجب مین لیکن معین کرنا افضل ہے اور امام کے تحریمہ کے بعد مقتدی اسکے پیچھے نماز پڑھنے کی
نیت کرے مُتَّبِعًا لِلْاِمَامِ لیکن جمعہ اور عید اور جنازہ کی نماز مین اقتدا کی نیت ضرور نہین
اگر غیر ولی نماز جنازہ مین امامت کرے پھر ولی حاضر ہو تو اُسے اقتدا کی نیت ضرور ہے
اور نماز جمعہ فرض وقت کی نیت سے جائز نہین ہوتی اسلیے کہ یہ بدل ہے اُس روز کے
فرض وقت ظہر کی پس فرض ظہر ساقط ہونے کے لیے نماز جمعہ پڑھنے کی نیت کرنی
شرط ہے نَوَیتُ اَنْ اُسْقِطَ فَرْضَ الظُّهْرِ عَنْ ذِمَّتِیْ بِاَدَاءِ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ
اور ضرور ہے نیت کا معین کرنا نماز واجب کے لیے لیکن وتر کی یون نیت کرے
نَوَیتُ اَنْ اُصَلِّیَ الْوِتْرَ کیونکہ بسبب اختلاف کے اُسکو واجب یا سنت کہنا
لازم نہین اور نذر کی نیت مین نذر کے سبب کو بھی ذکر کرنا چاہیے احتیاطاً پس یون کہے
کہ نیت کی مین نے اُس نماز کے پڑھنے کی جو فلان حاجت کے واسطے یا اللہ تعالیٰ کے
واسطے مین نے نذر مانی تھی اور اسی طرح ضرور ہے معین کرنا سجدہ سہو کا یعنی شکر کا
اور نماز جنازہ کا پڑھنے والا نیت کرے صرف نماز جنازہ کے پڑھنے کی اُصَلِّیْ لِلّٰهِ
تعالیٰ اور شامی مین منقول ہے کہ امام اور قوم یون نیت کرین نَوَیتُ اَدَاءَ

هٰذَا الفَرض عِبَادَۃً لِلّٰہِ تعالیٰ اور نفل و سنت ہو کہ اور تراویح کے لیے
مطلق نیت نماز کی کفایت ہے معتمد قول پر اگرچہ اسنے نہ کہا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے لیے نفل کرتا ہون
لیکن نفل اور سنت کے معین کرنے مین زیادہ احتیاط ہے پس کہے نیت کی مین نے
واسطے اللہ تعالیٰ کے چار رکعت نماز سنت ظہر یا مقدار رکعت نماز تراویح وغیرہ کی
اور نماز واجب و فرض کی اسطرح نیت کرے نیت کی مین نے واسطے اللہ تعالیٰ کے تین رکعت
نماز وتر یا دو رکعت نماز عید یا چار رکعت نماز ظہر پڑھنے کی اور مقتدی کہے پیروی کر کے
امام کی اور امام صرف اپنی نماز کی نیت کرے اور اقتدا صحیح ہونے کے لیے شرط نہین ہے
کہ امام نیت امامت کی کرے اگر مردون کا امام ہے بلکہ جماعت کا ثواب حاصل کرنے کو
نیت امامت چاہیے اور نیت اسوقت ہے جب کوئی امام کا اقتدا کرے پہلے سے یہ بھی
ضرور نہین اگرچہ پہلے سے نیت کر لینی جائز ہے اور اگر نمازی عورتون کا امام ہے تو اگر کوئی
عورت اسکی اقتدا کسی مرد کے برابر کھڑی ہو کے جنازہ کی نماز کے سوا سے مین کریگی تو اس
عورت کی اقتدا درست ہونے کے لیے اسکی امامت کی نیت ضرور ہوگی اور اگر عورت نے
نمازی مرد کے ہو کر اقتدا کیا تو بعضے کہتے ہین کہ صحت اقتدا کے لیے نیت امامت کی شرط ہے
اور بعضے کہتے ہین کہ شرط نہین جیسے نماز جنازہ مین بالاتفاق شرط نہین اور جمعہ و عیدین مین
اصح قول پر شرط نہین اور نیت قبلہ کی طرف منہ کرنے کی شرط نہین ہر حال مین یعنی خواہ نمازی
کعبہ کے قریب ہو یا دور جنگل مین ہو یا مسجد مین بنابر قول قوی کے اور اقتدا کی صحت مین امام
معین کرنے کی نیت شرط نہین اور مظاہر حق کے آخر خطبہ بیان نیت مین اشباہ و النظائر سے
نقل کیا ہے کہ جو چیز واقع ہوتی ہے دل مین گناہ کے قصد سے پانچ مرتبہ پر ہے اول ہاجس کہ
واقع ہو دل مین دوم خاطر کہ وہ جاری ہو اُس کے دل مین سوم حدیث نفس یعنی تردد ہے

کہ اس کام کو کیجیے یا نہ کیجیے پھر عزم ہے یعنی ترجیح دینا ایک کام کرنے کو پھر عزم مصمم وہ ہے قوت اور تاکید دینا دل میں اُس قصد کو پورا کرنے کے پس ہاجس پر مواخذہ نہیں کیا جاتا اجماعاً اور خاطر اور حدیث نفس یہ بھی مرفوع ہے اس اُمت سے اور ہم اگر نیکی کا ہے لکھی جاتی ہے اُس کی نیکی اور اگر برائی کا ہم ہے تو نہیں لکھا جاتا پس یہ بھی مرفوع ہوا اور عزم میں محققین کی تحقیق یہ ہے کہ اس پر مواخذہ ہو

فصل ارکان نماز کے بیان میں اُس نماز کے وقت میں نیت نماز کے بعد بے فاصلہ اُس فعل یا کلام کے جو بنا ء نماز کا منع کرنے والا ہو جسم اور کپڑے اور جائے نماز کی نجاست سے اور حدث سے طہارت کرکے ستر عورت کے ساتھ جہت عرصۂ کعبہ کا مستقبل کھڑے ہو کے نماز شروع کرنے کے قصد سے زبان سے تمام تحریمہ ذکر کرکے اُس ایک جملے کے ساتھ مثلاً کہ نا شروع ہو جو اللہ تعالیٰ کی خالص تعظیم کے لیے ہو اور دعا اور حاجت کو شامل نہ ہو اور تکبیر تحریمہ کی ان کے سوائے اور شرطوں کو صفت نماز میں پاؤ گے اور بسبب متصل ہونے تحریمہ کے قیام کے ساتھ ارکان نماز کی شرطیں اسمیں بھی رعایت کی گئیں اور صحیح تر یہ کہ فرض اور جو اُس سے متعلق ہے چنانچہ واجب اور سنت تحریمہ کے بعد کھڑا رہنا بقدر قرأت فرض کے فرض اور بقدر واجب اور سنت اور مستحب کے واجب اور سنت اور مستحب ہے لیکن قیام کو طول دینے کے بعد کل قیام فرض واقع ہوتا ہے جیسے قرأت اور رکوع اور سجود کو طول دینے کے بعد یہ تینوں بھی کل فرض واقع ہوتے ہیں اور ایک قدم پر کھڑا ہونا کروہ تحریمہ ہے مگر عذر ہو تو مکروہ نہیں اور دونوں قدموں کے درمیان میں بقدر چار انگلیوں کے فرجہ ہونا چاہیے اور دونوں پاؤں کی انگلیوں پر یا دونوں ایڑیوں پر کھڑا ہونا بے عذر بھی جائز ہے اور جس شخص پر قرأت فرض نہیں جیسے اُمی یا مقتدی کے حق میں اُس قدر قیام کافی ہے جس قدر اُسنے رکوع میں پہنچنے تک کیا اور

قیام فرض ہے اُس شخص پر جو قادر ہو قیام اور سجدہ پر پس اگر صرف قیام پر قادر ہو اور رکوع و سجدہ پر
قادر نہ ہو تو مستحب ہے اشارہ سے پڑھنا بیٹھ کے اور ایسے شخص کو کھڑے ہو کے اشارہ سے
پڑھنا بھی جائز ہے اور اسی طرح بیٹھ کے اشارے سے پڑھنا مستحب ہے اُس شخص کو کہ اگر سجدہ کرے
تو منہ سے خون بہنے لگے یا اور کوئی لازم ہوتا ہے جیسے کہ پڑھنا مثلاً کھڑے ہونے سے کسی شخص کا
زخم بہنے لگے یا پیشاب جاری ہو جاوے یا چوتھائی ستر کھل جاوے یا قرأت سے بالکل عاجز
ہو جاوے یا قیام کی طاقت نہ رہے رمضان کے روزہ سے عاجز ہو اور اگر مسجد میں جانے سے
اسقدر طاقت نہیں رہتی کہ پھر کھڑا ہو سکے جماعت کا شریک ہو تو نہ جاوے بلکہ اپنے گھر میں
تنہا کھڑا ہو کے نماز پڑھے شامی کا فتویٰ ہے اور ایک آیہ قرآن مجید کی پڑھنی رکن اصلی ہے
اس حالت میں کہ قرأت کے ہونے سے نماز صحیح ہوتی ہے اور نہ ہونے سے صحیح نہیں ہوتی ہے اور
رکن زائد ہے اس حالت میں کہ قرأت کے نہ ہونے سے صحیح ہوتی ہے اور رکوع کرنا یعنی پشت
خم کرنے کے ساتھ سر جھکانا اور سجدہ کرنا یعنی پیشانی کو قلیل ہے اور قدم کو قلیل ہے زمین پر
رکھنا اور مکرر کرنا سجدہ کا متعلق عبادت ہے حدیث و اجماع سے ثابت ہے مثل عدد رکعتوں کے
اور شرط سجدہ پیشانی کا ٹھہر جانا ہے اسطرح کہ اگر نمازی مبالغہ کرے تو اُسکا سر نیچے نہ ہو جاوے
اور ایک سجدہ کے بعد سر اٹھانا اور قعدہ کے قریب ہو جانا حد جدا کرنے والی دونوں
سجدوں کی صحیح ہوتی ہے ورنہ نماز نہ ہو گی اور دوسرے سجدہ میں تاخیر صحیح ہے اور سجدہ گاہ
پاک ہونی اگرچہ سجدہ اپنی ہتھیلی کی پشت پر یا اپنے کپڑے کی زیادتی پر واقع ہو اور
بے عذر آدھ گز سے زیادہ اونچی جگہ پر سجدہ نہ کرنا اور قعدہ اخیرہ یعنی آخر نماز میں
بیٹھنا فرض اور رکن ہے اور قعدہ اخیرہ اتنی دیر کا صحیح ہوگا جسمیں جلد جلد صحت الفاظ کے
ساتھ التحیات عبدہ ورسولہ تک پڑھ سکے اور اسقدر جلسہ بھی کرنا اور اسمیں فاصلہ نہ کرنا

شرط نہیں اور تقدیم قیام کی رکوع پر اور رکوع کی سجدہ پر اور سجدہ کی قعدۂ اخیرہ پر اور مقتدی کا
امام سے آگے نہ بڑھنا پس اگر امام کا قدم چھوٹا ہو تو صحیح تر یہ کہ جب تک اکثر قدم مقتدی کا
آگے نہ بڑھیگا نماز فاسد نہوگی یعنی ٹخنوں کا بڑھنا مضر ہوتا ہے اور اپنے نزدیک [illegible]
نماز کو صحیح جاننا اور جہت مکہ معظمہ میں امام کے مخالف نہ ہونا اور قضا نماز کا نہ یاد ہونا اگر نماز کا
داخل ترتیب ہو اور وقت میں گنجائش ہو اور نہ برابر ہونا کسی عورت کا جیسا شرط کے
جو امامت میں ذکر ہوگی اور شرط کیگئی ہے ادا ے ارکان کے لیے اختیار یعنی ہوش میں ہونا
اور جاگتا ہونا پس اگر ادا کیا سب فرائض کو یا انمیں سے ایک سونے کی حالت میں مثلاً کہ
سونے میں قیام کیا یا قرأت کی یا سجدہ یا قعدۂ اخیرہ کیا تو یہ رکن جو سونے میں ادا کیا
وہ معتبر نہوگا بلکہ اسکو دوبارہ ادا کرے گو قرأت یا قعدہ ہو صحیح تر قول کے موجب نہیں تو نماز
ٹوٹ جاویگی اور اگر سونے کی حالت میں ایک رکعت پوری ادا کی تو اسکی نماز درست نہیں
ہو سکتی جیسے بجاے چار رکعتوں کے کوئی پانچ رکعتیں پڑھ دے تو نماز درست نہیں ہو سکتی
اور رکوع یا سجدہ میں سو جانا مضر نہیں

فصل واجبات نماز کے بیان میں

جنکے ترک سے نماز فاسد یعنی باطل نہیں ہوتی پس اگر نماز کے واجب اصلی کو سہواً
ترک کیا اور سجدۂ سہو نکیا یا بے عذر عمداً ترک کیا تو نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے اسی طرح
جو نماز کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی گئی ہو اعادہ اسکا واجب ہے وقت میں اور اسکے بعد
اور دوبارہ پڑھنا اس نماز کا پہلی نماز کے نقصان کا پورا کرنے والا ہے اسلیے کہ فرض
مکرر نہیں ہوتا پس مکرر پڑھنے والے کے پیچھے فرض پڑھنے والے کا اقتدا صحیح نہوگا
اور واجبات نماز کے یہ ہیں بالکل سورۂ فاتحہ پڑھنی پس اس میں سے کچھ بھی کم کرنے والا
ترک کرنے والا واجب کا ہوگا اور اسکے ساتھ ملانا سب سے چھوٹی سورہ کا یا جو اسکے

قائم مقام ہو اور وہ تین چھوٹی آیتیں ہیں مثلاً ثُمَّ نَظَرَ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ثُمَّ اَدْبَرَ
وَاسْتَكْبَرَ یا ایک یا دو آیتیں برابر تین چھوٹی آیتوں کے ہیں اور ملانا سورہ یا آیہ کا
واجب ہے فرض کی پہلی دو رکعتوں میں لیکن پچھلی رکعتوں میں خلاف سنت ہونے کی
وجہ سے مکروہ تنزیہی ہے اور ملانا سورہ کا واجب ہے نفل کی سب رکعتوں میں اور وتر کی
ہر رکعت میں اور واجب ہے معین کرنا قرات کا چار یا تین رکعتوں والی نماز فرض کی
پہلی دو رکعتوں میں اور واجب ہے مقدم کرنا سورہ فاتحہ کا تمام سورہ پر پس اگر دوسری
سورہ سورۂ الحمد سے پہلے پڑھے اتنی دیر جسمیں ایک رکن ادا ہو تو سجدہ سہو کرے
اور ترک نکرنا ہر واجب اصلی کا واجب ہونے کے مانند اُسکے اور فرض کو مکرر نکرنا ہے
اسی طرح مکرر نہ پڑھنا سورہ فاتحہ کا پہلی دو رکعتوں میں سورہ سے پیشتر پس اگر اسمین سورہ کے
قبل ایک بار پڑھکے سورہ کے بعد پھر ایکبار پڑھیگا یا پچھلی رکعتوں میں سورہ سے پیشتر
اُسے مکرر پڑھیگا تو سجدہ سہو واجب ہوگا اور جو ارکان نماز مکرر ہوں تمام نمازوں میں یا ہر رکعت میں
اُنمیں ترتیب شرط ہے اور واجب بھی ہے شرط اس معنی کر کہ اگر پہلے رکن پر دوسرے کو
مقدم کیا تو وہ لغو ہو جائیگا اور اُسکا اعادہ کرنا فرض ہوگا اور واجب ہے اس معنی کر کہ
نماز میں زیادتی نکرنی واجب ہے پس جس رکن کو مقدم کیا ہے اُسے اعادہ کرنے سے نماز تو ہو جاتی
نہیں سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اور ترتیب کی رعایت کرنی قرات اور رکوع میں واجب ہے
قبل وجود قرات کے اور فرض ہے بعد قرات کے اور ترتیب کی رعایت کرنی واجب ہے
اُن ارکان میں جو مکرر ہوں ہر ایک رکعت میں مثلاً سجدے یا تمام نماز میں مثلاً عدد رکعات
حتیٰ کہ اگر ایک سجدہ مثلاً پہلی رکعت کا سہواً ترک ہوا تو اس سجدہ پہلے کو قضا کرے گو بعد سلام کے
بشرطیکہ اُسوقت تک کوئی مفسد نماز نکیا ہو لیکن اُس سجدہ کی قضا کے بعد قعدۂ اخیرہ کرے

پھر سجدہ سہو کرے لیکن بسبب ضرورت اقتدا کے مسبوق یعنی پہلے رکعت کے بعد ملنے
والی کی رکعات فائتہ میں ترتیب ساقط ہو جاتی ہے اور سجدہ میں اکثر پیشانی اور ناک کا اور
دونوں ہاتھوں اور زانوؤں کو اور دونوں قدموں کو زمین پر رکھنا اور قعدہ اول کرنے
یعنی غیر اخیر کو نماز نفل میں ہو صحیح تر قول میں اور ہر قعدہ میں تشہد پڑھنا اور درمیان
قعدہ اول میں تشہد پر زیادتی نکرنی اور دو بار سلام کہنا یعنی دوسرا واجب ہے صحیح تر قول میں
اور لفظ علیکم واجب نہیں پس بعد تلفظ کرنے لفظ سلام کے قبل کہنے لفظ علیکم کے اقتدا
جائز ہوگی مذہب مشہور پر ہمارے نزدیک اور نماز کا تحریمہ سلام اول سے منقطع ہو جاتا ہے
اور تکبیرات عیدین کہنی اور اسی طرح ان میں سے ہر تکبیر واجب ہے جداگانہ ہے اور نماز عیدین کی
آخر رکعت کے رکوع کی تکبیر کہنی اور نماز میں داخل ہونے کے لیے اثنائے تکبیر افتتاح کی
رعایت کرنی خصوص لفظ اللہ اکبر کہنا اور وتر کی آخر رکعت میں مطلق قنوت یعنی جو دعا
چاہیے پڑھنی اور تکبیر قنوت کہنی لیکن اسکے ترک سے سجدہ سہو واجب ہونا صحیح ہے اور
قومہ اور جلسہ اور ان دونوں میں اور رکوع اور سجود میں اعضا کا ساکن کرنا بقدر تسبیح
کہنے کے اور نزدیک امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے فرض ہے اور نزدیک امام ابی حنیفہ کے
واجب سو یہ بھی فرض عملی ہے اور یہی قول امام ابی یوسف کا ہے پس خلاف نہ رہا اور بلند
آواز سے پڑھنا امام کو ان نمازوں میں جنمیں قرآن پکار کے پڑھا جاتا ہے اور آہستہ آواز سے
پڑھنا سبکو ان نمازوں میں جنمیں قرآن آہستہ پڑھا جاتا ہے اور نماز سری اور جہری میں
امام کے پیچھے سکوت کرنا اور بدعت اور منسوخ اور اس چیز کے سوائے جو نماز سے
تعلق نہ رکھے ہر ایک افعال میں اور ان چیزوں میں بھی امام کی متابعت کرنی فرض ہے
جنمیں اختلاف مجتہدین ہے اور متابعت میں تاخیر کرنی واجب اور امام کے ساتھ

مثلاً جہر کرنی سنت تھا اور سہواً جہر واجب یا فرض کو اسکے محل میں ادا کرنا اور ترک کرنا کوع کے
تاخیر کرنے کو اور تجیہ شک کے سہواً یاد کرنے کو اور ترک کرنا قعدہ کا دوسری یا چوتھی
رکعت سے سہواً اور ترک کرنا ہر زیادتی کا دو فرض سے یا فرض و واجب کے بیچ میں

فصل نماز کی سنتوں کے بیان میں وقت تحریمہ کے ہاتھ اٹھانے اور
ہاتھ اٹھانے کی حالت میں انگلیوں کو اپنی حالت پر کھلی رکھنا اور تمام قیام میں اپنے سر کو
نہ جھکانا اور داہنے ہاتھ کو بائیں پر رکھنا اور دونوں کو ناف کے نیچے ہاتھ رکھنے اور ثنا
اور اعوذ اور بسم اللہ الخ اور آمین کہنا اور ان چاروں کو آہستہ کہنا اور امام نووی رحمہ نے
لکھا ہے کہ سنتوں میں امام اور مقتدی کیلئے کہ نماز جہریہ میں جہر کہنا آمین کا اور ایسا ہی منفرد کو
بموجب صحیح مذہب کے اور فتح القدیر میں شیخ ابن ہمام رحمہ نے طرفین کے اقوال بیان کر کے
اسطرح مطابقت دی ہے کہ روایت آہستہ کہنے کی مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
آواز میں کڑک سخت نہ ہوتی اور روایت جہر یعنی ظاہر کرنے کی مراد یہ ہے کہ حضرت صلعم کی
آواز معتدل یعنی درمیانی ہوتی کہ سنتے وہ لوگ جو حضرت صلعم کے قریب ہوتے صف
اول سے پس ارتجاج کرتی اُس سے مسجد اور ایسے ہی مقتدی کہتے اور ارتجاج آواز کا
جب کہا جاوے دریائیں تو وہ ہر کہ حاصل ہوتی ہے اُس سے دوی یعنی جھنک کہ آواز نرم
اور غلیظ ہوتی ہے جیسا کہ دیکھا جاتا ہے مسجدوں میں بخلاف کڑک کے پس شیخ محدث رحمہ نے
اسی بات کو ترجیح دی ہے کہ آمین آواز معتدل کے ساتھ ہونا چاہیے حتیٰ کہ قریب کے لوگ
سنیں یعنی نہ وہ ستری ہو کہ آمین کڑک ہو اور ارتجاج اور دوی کے سننے کو نیچ صحیح نہیں
تحفۃ المتقین حنفی میں بہت تحقیق سے لکھا ہے اور منفرد اور امام کو تسمیع اور تحمید جمع کرنا
اور مقتدی کو تحمید کہنا اور امام کو تکبیر اور تسمیع اور سلام اسقدر بلند آواز سے کہنا

اور [illegible] سینے پر [illegible] وائل بن حجر [illegible]

صحیح کہ روایت کیا ہے ابن خزیمہ نے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے [illegible] باندھے ہاتھ سینہ پر [illegible]

کہ مقتدیون کو نماز مین داخل ہونے کی اور ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف جانے کی
خبر ہو جائے اور جب امام شروع مین تکبیر کہے تو خبردار کرنے کے ساتھ نیت اپنی نماز کے
تحریمہ کی بھی کرے ورنہ امام کی نماز ہوگی نہ کسی مقتدی کی اسی طرح جو امام کی آواز
دوسرون کو پہونچاتا ہو وہ بھی پکارکے کہنے کے ساتھ اگر تکبیر تحریمہ کا قصد کریگا تو نماز
ہوگی ورنہ اسکی نماز ہوگی نہ اس شخص کی جو اسکی آواز پر اقتدا کریگا اور بدون
حاجت کے مکبر کا تکبیر پکارکے کہنا مکروہ ہے اور مقتدی اور منفرد کو تکبیرین آہستہ سے
کہنی اور حالت رکوع مین ہاتھون سے زانو پکڑنے اور مردون کو زانو پکڑنے کی
حالت مین انگلیان پھیلانی اور ایک رکن سے دوسرے رکن مین جانے کی تکبیر کہنی
اور رکوع اور سجود کی تسبیح تین تین بار کہنی اور حالت تشہد مین مردون کو بایان پاؤن
بچھانا اور جلسہ مین اپنے دونون ہاتھون کو اپنی دونون رانون پر رکھنا جیسے جلسہ
تشہد مین مسکار رکھنا مسنون ہے اور درود پڑھنا اور دعا کرنی اور داہنے اور بائین
طرف اور پہلے داہنی طرف سلام کے لیئے منہ پھیرنا **فصل مستحبات نماز کے**
اگر جاڑے وغیرہ کا عذر نہو تو پہلی تکبیر کے وقت آستین سے مردون کو ہاتھ نکالنے
اور امام و مقتدی کھڑے ہون وقت کہے جانے حی علی الصلوٰۃ کے اگر امام محراب کے
پاس ہو اگر صفون کے پیچھے سے اپنی جگہ پر جاتا ہے تو جس صف مین امام پہونچے
وہی صف کھڑی ہو جائے و اگر امام آگے سے داخل ہو تو لوگ اسوقت کھڑے ہون
جب انکی نظر امام پر پڑے مگر جب امام خود اقامت کہے تب مقتدی نہ کھڑے ہون
یہان تک کہ امام اقامت پوری کرے اور اقامت تمام ہونے کے بعد نماز شروع کرنی
اور حالت قیام مین سجدہ کرنے کی جگہ اور رکوع مین قدمون کی پشت اور سجدہ مین نتھنے

اور جلسہ و قعدہ مین جلسے نبد نشر ازار کی طرف دیکھنا اور حتی الامکان منہ کو اس نا اگر جمائی آئے تو دانتون سے نیچے کا لب تھام سکے منہ بند کرنا یا اپنے ہاتھ کی پشت سے و اگر قیام مین نہو تو بائین ہاتھ کی پشت سے منہ بند کرنا فصل روایت ہے عبد اللہ ابن ابی اوفیٰ سے کہا آیا ایک مرد نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس سو وا مین طاقت نہین رکھتا سیکھنے کی قرآن سے کچھ جو کام آئے میرے فرمایا کہہ سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم آخر حدیث تک روایت کیا اس حدیث کو احمد ابو داؤد اور نسائی نے اور صحیح کہا اسکو ابن حبان اور دار قطنی اور حاکم نے بلوغ المبین فصل صفت نماز کے بیان مین جب نماز شروع کرنے کا ارادہ ہو تب تکبیر کے قبل ہاتھ اٹھائے اور لے گئے شانون کے برابر لائے ہتھیلیان قبلے کے مقابل کرکے انگوٹھون سے کانون کی لو چھوتے ہوئے عید اور قنوت اور افتتاح کی تکبیر یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور صرف لفظ اللہ یا اکبر سے نماز شروع نہین ہوتی پس اگر امام کے ساتھ لفظ اللہ کہے اور اسکے فارغ ہونے کے قبل اکبر کہے یا حالت قیام مین لفظ اللہ کہا اور حالت رکوع مین اکبر کہے تو نماز شروع ہوگی صحیح تر قول مین جیسے اگر امام نے تکبیر تحریمہ ابھی شروع نہین کی کہ مقتدی نے لفظ اللہ کہہ چکا تو بھی اقتدا صحیح ہوگا اور اگر کھڑے ہونے کی قدرت ہو تو حالت قیام مین تمام تحریمہ تلفظ کرے پس اگر مقتدی نے امام کو رکوع مین پایا اور جھکتے ہوئے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا تو اگر یہ جھکنا قیام سے قریب ہوگا یعنی رکوع کامل ہو گیا ہوگا تو شروع صحیح ہوگا اور مقتدی نے جو اللہ اکبر کہا ہے اس سے اگر رکوع کی نیت کی ہوگی شروع نماز کی نیت نہ کی ہوگی تو یہ تکبیر تحریمہ ہو جائیگی اور رکوع کی نیت لغو ہو جائیگی اور اگر مقتدی نے تکبیر تحریمہ کہا اور

یہ نہین جانتا کہ امام تکبیر تحریمہ کہہ چکا ہی یا نہین پس اگر گمان غالب یہ ہو کہ مین نے
امام سے پہلے تکبیر کہی ہو تب تو اقتدا درست نہوگا اور اگر گمان غالب یہ ہوگا کہ امام کے
ساتھ یا اسکے بعد تکبیر کہی ہو یا کچھ گمان ہی نہو کہ پہلے کہا یا پیچھے تو اقتدا درست ہوگا اور
اگر نمازی نے تکبیر تحریمہ کہنے سے قصد تعجب کا کیا یا مؤذن کے جواب دینے کا ارادہ کیا
تو نماز کا شروع کرنے والا نہوگا اور مطلق اللہ اکبر کی راء پر فضل جزم ہی اور لفظ اللہ کا
دوسرا الف اور ہاء نہ ترک کرے اور دونون ہمزے اور باء پر مد نہ کرے کہ لفظ اللہ کے
ہمزہ پر مد کرنا خطا ہی اور شک کا قصد کر کے مد کرنا کفر ہی اور لفظ اللہ کے ہمزہ پر
اور لفظ اکبر کے ہمزہ اور باء پر مد کرنے سے نماز شروع نہین ہوتی اور اگر اثنائے نماز مین ہو
تو نماز ٹوٹ جائیگی صحیح تر قول مین اور نماز شروع کرنے والا نیت سے ہوتا ہی اللہ اکبر
کہنے کے وقت نہ صرف اللہ اکبر کہنے اور نہ صرف نیت سے بلکہ دونون چیزون سے
اور تحریمہ سے پیشتر بھی نیت جائز ہی اگر کوئی فعل یا کلام مخالف درمیان مین نہ واقع ہو
اور جو شخص پڑھنے سے عاجز ہو جیسے گونگا اور اُمّی اُسکو تحریمہ اور قرأت اور
تلبیہ کے لیے زبان ہلانی ضرور نہین اور صحیح ہی شروع کرنا نماز کو کراہت تحریمی کے ساتھ
سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ یا الحمد للہ کہنے سے اور سب اللہ تعالی کی خالص تعظیم کے
کلمات سے جو دعا اور حاجت کو شامل نہون اگرچہ مشترک ہون مثل رحیم اور کریم کے
صحیح تر قول مین اور قرأت کے سوائے تحریمہ اور سب اذکار نماز دوسری زبان مین جائز ہین
اگرچہ زبان عرب پر قدرت ہو اور جو امور کہ نماز کے ذکر مین داخل نہین مثلاً ایمان لانا
یا لبیک کہنا یا خطبہ پڑھنا یا ذبح کے وقت خدائے تعالی کا نام لینا یا سلام کرنا یا
سلام کا جواب دینا بھی غیر زبان عرب مین جائز ہی اگرچہ زبان عرب سے عاجز نہو

اور اگر زبان عرب سے عاجز ہو تو قرأت بھی دوسری زبان مین جائز ہو لیکن عربی کے سوا صحیح تر قول کے موجب دوسری زبان مین دی ہوئی اذان کو اگرچہ لوگ اذان جانین مگر جائز نہ ہوگی اور اگر قرأت پڑھی فارسی مین یا بجائے قرآن کے توریت یا انجیل پڑھی پس اگر فارسی مین قصون یا امر و نہی کی جگہ سے پڑھیگا تو نماز فاسد ہوجائیگی اور اگر ذکر اور تنزیہ کے مقام کو پڑھیگا اور اُسی پر اکتفا کریگا تب بھی فاسد ہوجائیگی کہ نماز قرأت سے خالی رہیگی اور اگر کسی قدر قرآن اُسکے ساتھ ملالیگا تو فاسد نہوگی اور موجہ تر یہ ہو کہ روایت شاذ نماز کو فاسد نہین کرتی اور نہ قرأت واجب کے کافی ہوتی ہے چنانچہ ہجے کرکے قرآن پڑھنا اور اگر نماز شروع کی اُن الفاظ کو تلفظ کرکے جو دعا اور حاجت کو شامل ہون مثلاً تعوذ یا بسم اللہ یا حوقلہ تو درست نہین یا ذکر کیا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ کو ذبح کے وقت تو ذبح درست نہوگا بخلاف صرف لفظ اللھم کے کہ اسکو تلفظ کرنے سے دونون جائز ہین صحیح تر قول مین مثل یا اللہ کے اور ہاتھ باندھنے مین داہنی تھیلی بائین کی پشت پر رکھے اور بیچ کی تین انگلیان پہونچے پر رکھے اور چھنگلی اور انگوٹھے کو گٹے کا حلقہ کرے اور عورت اور خنثیٰ مشکل اسقدر ہاتھ اٹھائے کہ انگلیون کے کنارے شانون کے برابر ہوجائین اور عورت داہنی تھیلی بائین تھیلی کی پشت پر رکھکے سینہ پر رکھے تحریمہ سے فارغ ہونے کے ساتھ بے دونون ہاتھ لٹکائے رکھنے کے ثنا پڑھنے کی حالت مین ہی صحیح تر اور ظاہر الروایہ ہو اور ہاتھون کا باندھنا سنت ہو اُس قیام کی جسمین ذکر مشروع طویل ہو اور قیام حقیقی ہو خواہ حکمی مثلاً بیٹھے ہوے کا پس ہاتھ باندھے ثنا اور قنوت پڑھنے کی حالت مین اور اسی طرح خطبہ پڑھنے کی حالت مین ہاتھ باندھنے چاہییں کہ وہ بھی ذکر مشروع طویل سے

خالی نہین پس عیدین کی تکبیرون مین ہاتھون کا باندھنا مسنون نہین بسبب نہونے
ذکر کے اور مسنون نہین ہاتھ باندھنا قومہ مین بسبب نہ زیادہ ہونے قیام کے
پس اگر قیام کو طول دے تو ہاتھ باندھے پس ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہو کہ صلوٰۃ التسبیح کے
قومہ مین ہاتھ باندھنا مسنون ہو کیونکہ اسمین طول اور ذکر دونون مین آور ہر نماز کی
پہلی رکعت مین بعد تکبیر کہنے کے ثنا یعنی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ
وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ پڑھے آہستہ اور
مشاہیر مین منقول نہین ہے ثنا مین قول وجل ثناؤك نماز فرائض مین
نہ نماز جنازہ مین آور جو مروی ہے وہ نماز تہجد مین ہے اور ثنا کے ساتھ
وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ
لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ضم کرے بلکہ قبل نیت کے
کہے لیکن نوافل میں ثنا کے بعد ملالے اور ذکر کیا شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر مین یہ دعا
اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ
وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ
اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ صحیح ہو کل روایتون سے اسلیے
کہ اتفاق کیا اسپر بخاری اور مسلم وغیرہ نے اور اگر امام نے قرأت بلند آواز سے
شروع کر دی ہو یا امام کو رکوع یا دوسرا سجدہ کرتے ہوے یا قعدہ مین پایا تو تحریمہ کہکے
ثنا کو ترک کرے پھر ثنا کا پڑھنے والا ثنا پڑھنے کے بعد بے تاخیر اور رہے کو نی چیز
پڑھے ہوے تعوذ ساتھ لفظ اعوذ کے پڑھے بنا بر مذہب قوی کے آہستہ لیکن اگر

تحریمہ کے بعد سہواً قرأت شروع کردی تو ثنا اور اعوذ کو نہ پڑھے اور اعوذ کا پڑھنا
قرأت قرآن کے لیے مسنون ہے اور غیر قرآن کے لیے مسنون نہیں پس اعوذ پڑھے
مسبوق جس وقت کھڑا ہو اپنی باقی نماز پوری کرنے کے لیے اور مقتدی نہ پڑھے
بسبب نہ پڑھنے قرأت کے اور امام اعوذ کو عید کی تکبیروں کے بعد پڑھے اور بعد
اعوذ پڑھنے کے غیر مقتدی اللہ کا نام لے ساتھ لفظ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ کے
آہستہ اگرچہ رکعت جہری ہو اور سورہ سے پیشتر بسملہ کہنا احسن ہے اور بسم اللہ ایک آیہ
اور کل قرآن کا جز ہے نازل ہوئی ہے جدائی کے لیے درمیان سورتوں کے اور نہ سورۂ
فاتحہ کا جز ہے صحیح تر قول میں اور نہ ہر سورہ کا اور نہیں جائز ہے نماز صرف بسم اللہ سے
احتیاطاً اور باقی ہر رکعت میں امام اور اکیلا سورۂ فاتحہ کے قبل صرف بسم اللہ کو
پڑھے اور جب بسملہ کل قرآن کا جز ہے تو اسے پڑھنا لازم ہے تراویح میں ایک بار
بلند آواز سے کہ بغیر اس کے ختم کامل نہیں شرح مسلم بحر العلوم اور حفاظ اس وقت شروع
سورۂ اخلاص میں اسے پڑھتے ہیں عادۃً اور آمین سے الف کے مد کے ساتھ
بروزن یسین اور یہی مشہور تر اور صحیح تر ہے اور جائز ہے قصر کے ساتھ امین بروزن
قرین اور یہ مشہور ہے اور امالہ کے ساتھ امین بروزن سے لیکن اور نماز فاسد نہیں ہوتی
مد الف سے تشدید میم کے ساتھ یا حذف ی کے ساتھ بلکہ فاسد ہوتی ہے قصر سے
تشدید یا حذف کے ساتھ اور مد اور قصر سے دونوں کے ساتھ حاصل یہ کہ آمین کی
نو صورتیں ہیں پانچ سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور چار سے فاسد ہو جاتی ہے
جن سے فاسد نہیں ہوتی ان میں سے تین تو اوپر بیان کردیں وزن کے ساتھ
چوتھی صورت الف کو مد اور میم کو تشدید کے ساتھ یعنی آمّین بروزن

ثنا آئیں پانچویں صورت الف کو مد کے ساتھ پڑھنا اور ی کو دور کر دینا یعنی آمن بروزن
ضامن اور چار صورتیں نماز کی مفسد ہیں اول الف کو قصر کے ساتھ پڑھنا مع تشدید میم
یعنی اَمّین دوم اول مقصورہ پڑھنا مع دور کر دینے ی کے یعنی اَمن سوم الف کو مد
پڑھنا تشدید اور حذف دونوں کے ساتھ یعنی آمّن چہارم الف مقصورہ پڑھنا
تشدید اور حذف دونوں کے ساتھ یعنی اَمّن اور جب خاص سورہ فاتحہ تمام کر لے
تب آمین کہے امام آہستہ مثل مقتدی اور تنہا نماز پڑھنے والے کے گو مقتدی
نماز سری میں ہو بشرطیکہ مقتدی امام کی آمین سنے یا بواسطہ مثل اپنے مقتدی کے
سنے اور بعد سورہ فاتحہ کے جب تک کوئی سورہ قرآن کی یا دو یا ایک آیہ برابر
چھوٹی تین آیتوں کے نہ پڑھی جاویگی کراہت تحریمی زائل نہوگی اور جب تک مسنون
قرات نہو گی کراہت تنزیہی زائل نہوگی اور اگر قرات کا آخر ثنا ہو مثلاً وکبرہ تکبیرا
تو تکبیر کے ساتھ وصل یعنی ملانا اولی ور گر ثنا نہو مثلاً ان شانئک ہو الابتر تو اولی
یہ کہ توقف اور فصل کرے جھکنے کے ساتھ ہی تکبیر کہتا ہوا رکوع کرے اور انتہا
تکبیر کی وقت پیٹھ برابر کرنے کے ہو اور مسنون ہے اپنے دونوں ہاتھوں کو زانوؤں
سہارا دے کے رکھنا اور ہاتھوں کی انگلیوں کو پھیلانا تاکہ زانو کو اچھی طرح
پکڑ سکے اور دونوں پنڈلیوں کو سیدھا رکھنا اور سر اور پیٹھ اور سرین برابر رکھنے
اور عورات ان سب کے خلاف کریں اور کچھ جھکیں اور انگلیاں بے پھیلائے ہوئے
ہاتھ زانوؤں پر رکھ لیں اور اپنے بازوؤں کو علیحدہ نہ کریں اور جو شخص بیٹھا ہوا
نماز پڑھتا ہو وہ رکوع کامل حاصل ہونے کے لیے اپنی پیشانی آگے اپنے دونوں
زانوؤں کے برابر کرے اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہے اور رکوع سجود میں

اقل عدد تسبیح کہنے کی تین بار ہے اور اسقدر باعتبار روایت کے سنت اور قاعدۂ مذہبی
واجب ہے پس اسکے ترک کی کراہت کراہت تنزیہی سے زیادہ اور تحریمی سے کم ہے اور
اگر نماز میں اہل دنیا کے ملجانے کے لیے قرأت یا رکوع کو طویل کیا اسقدر کہ لوگوں پر
شاق ہو تو مکروہ تحریمی ہے لیکن اہل خیر کی طاعت پر اعانت کے لیے تاخیر قلیل کا
مضائقہ نہیں پس تاخیر بقدر فی افضل ہے اور اگر امام نے اپنا سر اٹھایا رکوع یا سجود سے قبل
اسکے کہ تمام کرے مقتدی تسبیحون کو تین بار تو متابعت کرے اور اسی طرح اگر مقتدی نے
اپنا سر اٹھایا قبل اسکے کہ تمام کرے امام تسبیحون کو تین بار تو واسطے کامل ہونے
رکوع کے عود کرے سو اگر عود نہ کیا تو مرتکب کراہت تحریمی کا ہوا لیکن اگر مقتدی کا
تشہد تمام ہونے کے قبل امام نے سلام کیا یا تیسری رکعت کے لیے اٹھا تو مقتدی
تشہد تمام کر کے متابعت کرے اور بے تشہد تمام کیے ہوئے بھی متابعت کرنی
کراہت تحریمی کے ساتھ درست ہے اور اگر امام سلام کرے اور مقتدی دعا پڑھتا ہو
تو متابعت کرے اور دعا مین درود بھی داخل ہے پھر تسمیع یعنی سمع اللہ لمن حمدہ کہتا ہوا
رکوع سے اٹھے اور اس مین جزم کے ساتھ توقف کرے اور جب کھڑا ہو جاوے تب تحمید
ربنا لک الحمد آہستہ کہے اور مقتدی آہستہ تحمید پر کفایت کرے پھر جھکنے کے
ساتھ ہی تکبیر کہتا ہوا سجدہ کرے زمین پر یا اس چیز پر جو مثل زمین کے سختی پائی جاوے
یعنی مبالغہ کے ساتھ دبانے سے سر بہت نیچا نہ ہو جاوے اس جسپر رکھنے کی
حالت مین نماز ہر سجدہ مین پیشانی کا رکھنا فرض ہے اگرچہ قلیل ہو اور اکثر پیشانی کا
رکھنا واجب ہے اور مکروہ تحریمی ہے اکتفا کرنا سجدہ مین پیشانی اور ناک میں سے
ایک پر سو اگر عذر ہو تو جائز ہے اور بے عذر صرف ناک پر سجدہ نہ ادا ہوگا اور

اسی قول صاحبین کی طرف صحیح ہوا ہے رجوع کرنا امام کا اور اسی قول پر فتویٰ ہے اور
اگر سجدہ مین دونون قدم زمین سے اٹھ جاینگے تو سجدہ درست نہوگا اور اگر
ایک اٹھ جاویگا تو درست ہو جاویگا اور بخلاف عورات کے مردون کے سجدہ مین
پانون کی انگلیان کھڑی کیجائین اور قبلہ کی طرف مقابل رکھنا پانون کی انگلیون کے
سرون کا سنت ہے اور انتہا تکبیر کی وقت سر رکھنے کے ہو اور بے عذر عمامہ کے
پیچ پر سجدہ کرنا مکروہ ہے بشرطیکہ زمین پاک ہو اور سجدہ گاہ کی سختی محسوس ہوتی ہو
ورنہ سجدہ درست نہین اور صرف سجدہ کے لیے زمین پر ایسی چیز بچھا کے اوسپر جھکنے مین
کراہت نہین بالاجماع جو نمازی کے ہلنے سے تہ ہلے اگر زمین پاک ہو اور فضل ہے اکے
نزدیک سجدہ کرنا زمین پر یا اُس چیز پر جو زمین سے اُگے اور بسبب عذر کے
مثلاً بسبب ازدحام کے سجدہ کے لیے اگر کشادگی نہو تو دونون زانو زمین پر
رکھکے آدمی کے اور پیر ما کرل کی پشت پر یا کہ پشت کے سوا اور چیز پر اگرچہ
وہ چیز نمازی کا جزو ہو مثلاً اُسکی ہتھیلی یا دونون ران یا زانو پر سجدہ کرنا جائز ہے
لیکن بے عذر درست نہین اور بہ نسبت موضع قدم کے آدھ گز سے زیادہ بلند جگہ
بے عذر سجدہ درست نہین اور سجدہ کی طرف جانے کے وقت پہلے دونون زانو
زمین پر برابر رکھے پھر دونون ہاتھون کو رکھے بلانے المصلین کی فصل سجدہ مین سجدہ کی
کیفیت کے بیان مین لیکن اگر کسی عذر سے قبل زانو رکھنے کے ہاتھ رکھے
تو مضائقہ نہین پھر کف دست کے درمیان مین پیشانی پھر ناک رکھے اسطور پر
کہ انگوٹھے کانون کی لو کے برابر ہو جائین اور ہاتھون کی انگلیان ملی ہوئی رکھے
تاکہ سب قبلہ کی طرف متوجہ رہین اور نہین مستحب ہے کشادہ رکھنا انگلیون کا

اگر رکوع کے اندر اور نہ باہم ملی رکھنی مگر سجدہ کے اندر اور اُسکے برعکس اُٹھے اور کم سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی کہے اور کشادہ کرے اپنے دونوں بازوؤں کو اگر دوسرے کو ایذا نہو اور دور رکھے اپنے پیٹ کو رانوں سے اور عورت سجدہ میں پست ہو اور سارے اعضا باہم ملے رکھے پھر سجدہ سے اپنا سر اٹھاوے تکبیر کہتا ہوا اور اُٹھنے کے وقت پہلے چہرہ پھر ہاتھ اٹھاوے اور سجدہ سے سر اٹھانے میں اگر نمازی بیٹھنے کے قریب ہو جائیگا تو سر اٹھانا صحیح ہوگا ورنہ درست نہوگا اور ہدایہ میں اسی قول کی تصحیح کی ہے اور نہر الفائق اور نہر الایہ میں اسی قول کو ترجیح دی ہے اور نماز کا سجدہ پورا ہوتا ہے سر اٹھانے سے اسی قول پہ فتوی ہے جیسے سجدہ تلاوت سر اٹھانے سے پورا ہوتا ہے بالاتفاق اور بیٹھے دونوں سجدوں کے درمیان میں اطمینان سے یعنی بقدر ایک بار سبحان اللہ کہنے کے اور رکھے اپنے دونوں ہاتھ رانوں پر جیسے تشہد میں رکھتے ہیں اور دونوں سجدوں کے درمیان میں کوئی ذکر اور قومہ میں کوئی دعا مسنون نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اٹھاتے سر اپنا رکوع سے کہتے سمع اللہ لمن حمدہ پس کہا ایک شخص نے آپ کے پیچھے سے ربنا لک الحمد حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ پھر نماز کے حضرت نے فرمایا کون تھا کہنے والا ان کلموں کا کہا ایک شخص نے میں تھا فرمایا کہ دیکھا میں نے کتنے اور تیس فرشتے ہیں کہ جلدی کرتے ہیں کون سا اُنمیں سے لکھے ثواب انکا پہلے الخ ملخصاً بخاری بلاغ المبین قومہ میں عادہ کے بیان میں ہے اور اسی طرح جلسے رکوع اور سجدہ میں تسبیح کے سوا اور کچھ نہ کہے اور جو ذکر یا دعائیں کہ ان مواضع میں وارد ہیں وہ نماز نفل پر محمول ہیں لیکن جس اختلاف

مسئلہ پر عمل کرنے میں کراہت نہ ہو تو احتیاطاً اُسکی رعایت کرنی مستحب ہے مثلاً یہ جلسہ اگر نفل کا ہو تو اُسمین طلب مغفرت اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَاھْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ کہنا سنت ہے اور نسائی اور ابن ماجہ مین یہ استغفار روی ہے رَبِّ اغْفِرْلِیْ رَبِّ اغْفِرْلِیْ۔ اگر فرض کا جلسہ ہو تو طلب مغفرت مستحب ہے اور امام احمد کے نزدیک مطلقاً فرض ہے عمداً اُسکے ترک سے نماز باطل ہوجاتی ہے پھر تکبیر کہتا ہوا دوسرا سجدہ اطمینان سے کرے اور اُسمین تسبیحات کہے اور اُسکے بعد تکبیر کہے اُٹھنے کے لیے اپنے دونون قدم کے بل بدون زمین پر سہارا دیے اور آرام کے لیے بیٹھنے کے اور اگر سہارا دیگا تو کچھ مضائقہ نہین اسکی حدیث بہت صحیح ہے اور مکروہ ہے اُٹھنے کے وقت اپنا ایک پانون آگے بڑھانا اور دوسری رکعت مثل اول کے ہے یعنی ارکان اور واجبات اور سنن مین دونون یکسان ہین بجز اسکے کہ دوسری رکعت مین ثنا اور اعوذ نہ پڑھے اسلیے کہ ثنا اور اعوذ صرف ایکبار مشروع ہوئی ہین اور سنت موکدہ مین ہاتھ اُٹھانا اگرچہ چند جگہ ہین تو نماز مین یعنی تکبیر تحریمہ کے لیے اور قنوت کے لیے اور عید کی تکبیرون کے لیے اور دعا مین اور مثل طلب مین ہاتھون کا اُٹھانا مستحب ہے پس اپنے دونون ہاتھ اپنے سینہ کے برابر اُٹھا کے پھیلاوے آسمان کی طرف کہ وہ دعا کا قبلہ ہے مگر کوئی یہ وہم نکرے کہ کریم متعال جس سے دعا مانگتے ہین وہ اوپر کی جانب ہے اور دونون ہاتھون مین دعا کے وقت فرجہ ہے اگرچہ تھوڑا ہی ہو اور دعا کے بعد ہاتھون کا اپنے مُنھ پر پھیر لینا سنت ہے صحیح قول پر اور رکعت ثانی کے دونون سجدون سے فراغت ہونے کے بعد مرد اپنا بایان پانوم بچھاوے اور اپنے دونون سُرین اُسپر رکھ کے بیٹھ جاوے اور داہنے قدم کو

کھڑا کرے اور اُسکی اُنگلیون کو کھڑی کرکے اُنکے سر قبلہ کی طرف کرے یہی سنت ہے
فرض اور نفل مین اور بچھے ہوے پاؤن کی اُنگلیون کے سر بھی قبلہ رخ رکھے جسقدر
ہو سکیں اور داہنا ہاتھ داہنی ران پر اور بایان ہاتھ بائین ران پر رکھے اور اُنکی اُنگلیون کو
پھیلا دے تھوڑے فرجہ کے ساتھ اور اُنگلیون کے سر دونون زانون کے پاس رکھے اور افضل
یہ کہ زانو کو نہ پکڑے یہی صحیح تر ہے اور صرف تشہد پڑھے اور خاص ابن مسعود کا تشہد
پڑھنا احسن ہے اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ
الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
اور تشہد کے الفاظ کو اسوقت تصور کرے اسطرح کہ گویا نمازی اللہ تعالیٰ کو تحیت پہونچاتا ہے
اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اپنے نفس اور احباب پر سلام بھیجتا ہے اور
اشارہ کرنا سنت غیر موکدہ ہے یہی قول صحیح اور مفتی بہ اور قول جمہور ہے اپنے صرف
داہنے ہاتھ کی اُنگلیون سے ترپن کا عقد کرے یا خنصر اور بنصر کا عقد اور وسطیٰ اور
ابہام کے سر ملا حلقہ کرکے مسبحہ سے اشارہ کرے یعنی شہادت ذکر کرنے کے وقت
حلقہ کرکے لا الٰہ کہنے کے وقت مسبحہ کچھ اُٹھا دے کہ یہ اشارہ نفی کا ہے اور الا اللہ
کہنے کے وقت رکھدے کہ یہ اشارہ اثبات کا ہے اور اگر مقتدی اپنے امام سے پیشتر
تشہد پڑھ چکے تو ساکت بیٹھا رہے بالاتفاق اور مسبوق قعدۂ آخر میں اتنا ٹھہر کے
تشہد پڑھے کہ امام کے سلام پھیرنے کے وقت پڑھنے سے فراغت پاوے اگر
قعدۂ آخر ہو تو اُسمین مسبوق اور مقتدی برابر ہین اور فرض پڑھنے والے کو پہلی
دو رکعتون کے بعد کی رکعتون مین سورۂ فاتحہ کے پڑھنے پر اکتفا کرنا سنت ہے

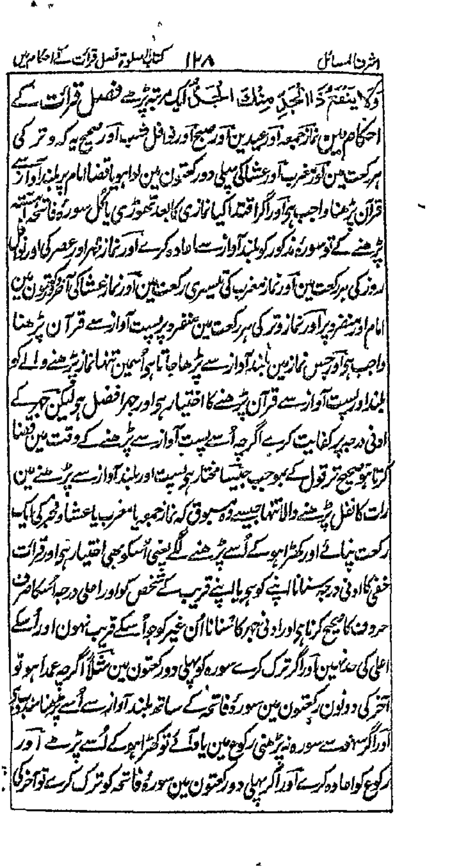
ظاہر الروایہ مین اور اگر سورہ فاتحہ سے زیادہ پڑھیگا تو مضائقہ نہین ہے اور قعدہ آخر
مثل قعدہ اول کے ہے لیکن قعدہ آخر مین تشہد کے بعد درود پڑھے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ
حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی
اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اور عمر بھر مین ایک بار
درود پڑھنا فرض ہے اسلیے کہ امر قطعی پر عمل ہو جبر اگر نماز مین بالغ ہوا اور قعدہ اخیر مین
درود پڑھا تو یہ درود قائم مقام فرض کا ہوگا اور جس مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا اسم شریف ذکر کیا جائے ذکر کرنے والے اور سننے والے پر درود واجب ہوگا
مکرر واجب ہوگا لیکن ایک مجلس مین ایک بار واجب اور کفایت اور مکرر مستحب ہوگا
اور یہی صحیح اور معتمد اور مفتی بہ ہے اور درود کے ترک سے قضا ہوگی جیسے چھینکنے
والے کے جواب کی قضا ہوگی اور چھینکنے والے کی تحمید کا جواب ایک مجلس مین
واجب ہے ایک بار اور بعضون نے کہا کہ تین بار تک اور صحیح تر یہ کہ اگر زیادہ ہو
تین بار سے تو اسکا جواب نہ دے اور اسی طرح خداوند جل وعلا کے نام پر بھی ثنا
کرنا واجب ہوگا لیکن ایک مجلس مین مکرر ذکر کرنے اور سننے سے ایک بار ثنا ادا
وکافی اور مکرر مستحب ہوگا اور اگر اسکو ترک کیا تو اسپر قضا نہین اور درود پڑھنا
مکروہ تحریمی ہے نماز مین بجز قعدہ اخیرہ اور آخر قنوت اور نماز جنازہ کے اور مستثنیٰ
کیا ہے اُس نام کو جو ضمن مین درود شریف کے پڑھتا ہو لیکن اس صورت مین
بغیر ذاکر پر درود واجب ہونے کو خاص کیا ہے اور اسی طرح مستثنیٰ کرنا چاہیے
اُس صورت کا بھی کہ اسم شریف قراءت مین یا وقت خطبہ کے سُنے اسلیے کہ قرآن کا

سننا فرض کفایہ اور خطبہ کا سننا واجب ہو لیکن اپنے نفس مین درود پڑھنے اور زبان سے سکوت اختیار کرنے مین دونون امر پر عمل ہوجاتا ہو وگر اُسے خود پڑھتا ہو اور اسم شریف آجاوے تو افضل یہ ہو کہ پڑھنا قطع نکرے اور بعد پڑھنے کے درود پڑھ لینا افضل ہو وگرنہ پڑھا تو اُسپر کچھ نہین اور درود کے بعد وہ دعا کرے جو قرآن یا سنت مین ہو یا اُنکی نفس دعا سے مشابہ ہو یا وہ دعا کرے جو مخلوق سے طلب کرنا محال ہو اور جو دعا قرآن و حدیث مین سے کسی مین نہو پس اگر اُسکا مانگنا خلق سے محال ہو تو مفسد نماز نہین اور اگر اُسکا مانگنا اُنسے محال نہو گا تو مفسد ہوگی بشرطیکہ دعا مذکور بمقدار التحیات سے بیشتر ہو اور اگر قعدۂ اخیرہ مین اس مقدار کے بعد پڑھے تو نماز اُس سے کراہت تحریمی کے ساتھ تمام ہوجاتی ہو تاکہ بھولا ہوا سجدۂ نماز یا سجدۂ تلاوت یاد نہ پڑے اسلیے کہ اُنکے یاد آنے سے قعدۂ اخیرہ باطل ہوجاتا ہو تو دعا نماز کے بیچ مین واقع ہوگی اسلیے مفسد ہوگی اور فاسد نہوگی نماز دعاء مغفرت سے مطلقاً یعنی خواہ وہ دعا قرآن مین ہو یا نہو اور اسی طرح فاسد نہوگی نماز طلب رزق سے اگر اسکو مقید مال وغیرہ سے نکرے واسطے استعمال ہونے رزق کے بندون مین بطور مجاز کے اور بعید نہین کہ زبان عربی کے سوائے دوسری زبان مین دعا کرنی مکروہ تحریمی وگر نماز مین نہو تو مکروہ تنزیہی ہو اور آیہ رَبَّنَا اغْفِرْ لِی وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ پڑھنی مستحب ہو اور قرآن کی دعا اگر پڑھے تو نیت قرآن ہونے کی اُس سے نکرے اسلیے کہ قرأت قرآن سوائے قیام کے دوسرے رکن مین مکروہ ہو اور جب یاد ہوجائے تب دعاے ماثورہ پڑھنی مستحب ہو

ع مسئلہ اس مسئلے کو شامی نے درمختار کے فصل قرأت مین فتح سے شرح منیہ سے بدائع سے نقل کیا ۱۲ منہ

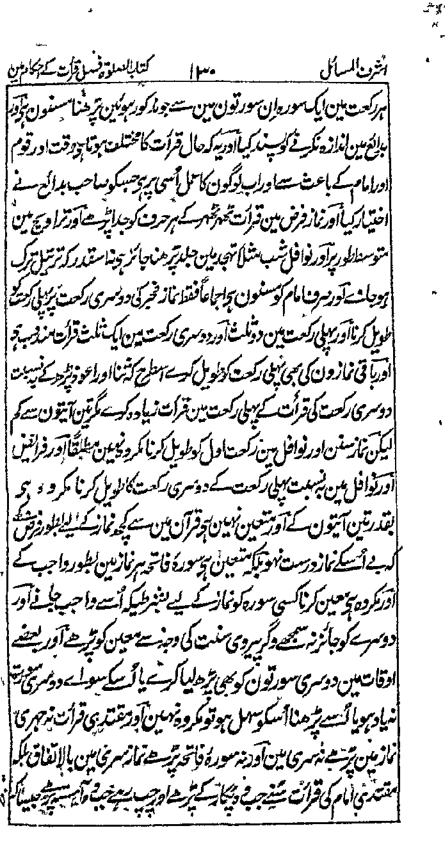
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ
الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ
اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَمِنَ الْمَغْرَمِ اور حق یہ ہے کہ دعا مانگنی کافر کی مغفرت کے لیے حرام ہے
اور سب مومنین کے لیے اُنکے سب گناہ بخشے جانے کی دعا حرام نہین اور اُسکے
بعد دونون طرف سلام کے لیے منھ پھیرنے مین مبالغہ کرے اس قدر کہ
داہنی طرف داہنے اور بائین طرف بائین رخسارہ کی سفیدی دیکھی جائے اور اگر
پہلے بائین طرف سلام پھیرا پھر داہنی طرف تو سلام پھیرے صرف داہنی طرف
اور اگر سلام پھیرے اپنے سامنے کی طرف تو دوسرا سلام بائین طرف کو پھیرے اور
اگر بائین سلام کو پھیرنا بھول گیا تو اُسکو ادا کرے جب تک کہ قبلہ کی طرف سے پشت
نہ کری ہو صحیح تر قول مین اور نہ کلام کیا ہو اور مقتدی سلام پھیرے امام کے ساتھ
اگر التحیات الخ پڑھ چکا ہو ورنہ پوری کر کے سلام پھیرے اور سلام مین اور تحریمہ مین
افضل یہ ہے کہ بعد امام کے ہو اس طرح کہ مقتدی ملا دے حرف ہمزہ لفظ اللہ کو
ساتھ حرف را اکبر کے اور مقتدی نماز سے نہین نکلتا امام کے سلام سے بلکہ اُسکو
سلام پھیرنا واجب ہے اور سلام پھیرے یہ کہتا ہوا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ
کہ ان الفاظ کو کہنا سنت اور افضل ہے اور مسنون ہے دوسرے سلام کو بہ نسبت اول کے
پست کہنا اور منیہ مین اس بات کو امام کے لیے خاص کیا ہے اور نیت کرے اپنے
خطاب السلام علیکم سے سلام اُن لوگون پر جو اُسکے داہنی اور بائین طرف اُسکی
نماز مین شریک ہون گو جن ہون سوائے عورات کے اور نیت کرے فرشتون محافظون کی
دونون سلامون مین بدون نیت شمار کے اور اسی طرح کاتب اعمال کی اور مقتدی قوم

اور فرشتون کی نیت پر زیادہ کرے سلام اپنا امام پر داہنی طرف اگر امام اُس طرف ہو
ورنہ بائین طرف اور اگر امام اُسکے سامنے ہو تو دونون سلامون مین امام کی نیت
کرے اور منفرد صرف محافظ فرشتون کی نیت کرے اور کاتبِ اعمال کی اور نماز پڑھکے
داہنی یا بائین طرف سے پھر کے مقتدیون کے سامنے بیٹھے بلاغ المبین مین بخاری
اور مسلم سے لکہا اور جتنے عرصہ مین اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ
تَبَارَكْتَ يَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ پڑھی جائے اُس سے زیادہ فرض کے بعد
اداے سنت مین تاخیر کرنی مکروہ تنزیہی ہے اور نفل پڑھنے کے لیے صفون کو توڑ دینا
سنت ہے اور سلام کے بعد گھر جاکے سنت پڑھنی اولیٰ ہے اور احادیث مین جو
وظائف بعد نمازون کے آئے ہین اُنمین یہ ذکر نہین ہے کہ سنتون سے پہلے اُنکو
پڑھنا چاہیے بلکہ وہ اسی پر محمول ہین کہ بعد سنتون کے پڑھی جائین کیونکہ سنتین
فرضون کی تابع ہین اُنسے اجنبی نہین تو جو ذکر سنتون کے بعد ہوگا وہ فرضون کے
بعد کہلائیگا اور نماز کے بعد مستحب ہے استغفار کرنا تین مرتبہ اور استغفار کو سارے
اذکار پر مقدم رکھے اور بخاری مین شداد بن اوس سے روایت ہے کہ افضل استغفار یہ ہے کہ کہے تو
اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی
عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ
لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ
اِلَّا اَنْتَ اُسکے بعد اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ الخ ایک مرتبہ اُسکے بعد تہلیل
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ
شَیْءٍ قَدِیْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ



وَلَا یَنفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ ایک مرتبہ پڑھے فصل قرأت کے
احکام مین نماز جمعہ اور عیدین اور صبح اور نوافل شب اور صحیح یہ کہ وتر کی
ہر رکعت مین اور مغرب اور عشا کی پہلی دو رکعتون مین ادا ہو یا قضا امام پر بلند آواز سے
قرآن پڑھنا واجب ہے اور اگر اقتدا کیا نمازی کا بعد تھوڑی یا کل سورۂ فاتحہ آہستہ
پڑھنے کے تو سورۂ مذکور کو بلند آواز سے اعادہ کرے اور نماز ظہر اور عصر کی اور نوافل
روز کی ہر رکعت مین اور نماز مغرب کی تیسری رکعت مین اور نماز عشا کی آخر دو رکعتون مین
امام اور منفرد پر اور نماز وتر کی ہر رکعت مین منفرد پر پست آواز سے قرآن پڑھنا
واجب ہے اور جس نماز مین بلند آواز سے پڑھا جاتا ہے اُسمین تنہا نماز پڑھنے والے کو
بلند اور پست آواز سے قرآن پڑھنے کا اختیار ہے اور جہر افضل ہے لیکن جہر کے
ادنی درجہ پر کفایت کرے اگرچہ اُسے پست آواز سے پڑھنے کے وقت مین قضا
کرتا ہو صحیح تر قول کے بموجب جیسا مختار ہے پست اور بلند آواز سے پڑھنے مین
رات کا نفل پڑھنے والا تنہا جیسے وہ مسبوق کہ نماز جمعہ یا مغرب یا عشا و فجر کی ایک
رکعت نپائے اور کھڑا ہو کے اُسے پڑھنے لگے یعنی اُسکو بھی اختیار ہے اور قرأت
خفی کا ادنی درجہ سنانا اپنے کو ہے یا اپنے قریب کے شخص کو اور اعلی درجہ اُسکا صرف
حروف کا صحیح کرنا ہے اور ادنی جہر کا سنانا اُن غیر کو جو اُسکے قریب نہون اور اُسکے
اعلی کی حد نہین اور اگر ترک کرے سورہ کو پہلی دو رکعتون مین مثلاً اگرچہ عمداً ہو تو
آخر کی دونون رکعتون مین سورۂ فاتحہ کے ساتھ بلند آواز سے اُسے پڑھنا سنت ہے
اور اگر سہو سے سورہ نہ پڑھی رکوع مین یاد آئے تو کھڑا ہو کے اُسے پڑھے اور
رکوع کو اعادہ کرے اور اگر پہلی دو رکعتون مین سورۂ فاتحہ کو ترک کرے تو آخر کی

دونون رکعتون مین نہ قضا کرے لیکن اگر رکوع مین یاد آسکے تو کھڑا ہو کے اُسے پڑھے اور سورہ اور رکوع کو اعادہ کرے اور زبان سے قرآن مجید کی ایک آیہ پڑھنی فرض ہے ظاہر مذہب یہ یعنی وہ ایک جملہ نماز مین پڑھنا فرض ہے جسکی ابتدا اور انتہا کا اعتبار کیا گیا ہو اور اُس جملہ مین کم سے کم چھ حرف ہون اگرچہ تقدیرا ہون مثلاً لم یلد کہ فی الحال پانچ حرف ہین مگر چونکہ اصل مین لم یُولِدْ تھا پس تقدیرا چھ حرف ہوے اور ایک آیہ کا حفظ کرنا ہر شخص عاقل بالغ مسلمان پر فرض عین ہے اور سب قرآن کا حفظ کرنا فرض کفایہ ہے اور سنت عینی ہے ہر شخص مکلف کے لیے اور سیکھنا مسائل دینی کا فرض عین ہے اور جو مسائل اُس شخص کی حاجت سے زائد ہون اُنکا سیکھنا افضل ہے نفل پڑھنے اور باقی قرآن کے حفظ کرنے سے بشرطیکہ کچھ لوگ سب قرآن کو حفظ کرتے ہون اور قرآن مجید کا بھول جانا حرام نہین مگر جب بھول جاے مصحف سے بھی طحطاوی مین شرح منیہ سے منقول ہے اور سورہ فاتحہ اور ایک چھوٹی سورہ کا حفظ کرنا واجب ہے ہر مسلمان پر اور مکروہ تحریمی ہے کم کرنا کسی چیز کا واجبات مین سے جیسے مکروہ تنزیہی ہے سنتون مین سے کسی چیز کا کم کرنا اور مسنون ہے کہ اگر مسافر کو جلد چلنا ہو تو بعد سورہ فاتحہ کے جس سورہ کو چاہے پڑھے وگر اطمینان ہو تو فجر مین طوال مفصل پڑھے اور ظہر مثل فجر کے ہے اور عصر اور عشا مین اُس سے چھوٹی اور مغرب مین بہت چھوٹی سورتین پڑھے اور مسنون ہے پڑھنا ضرورت مین بقدر حال کے اور مسنون ہے حضر مین امام اور منفرد کو پڑھنا طوال مفصل کا جو سورہ حجرات سے سورہ بروج تک ہین فجر اور ظہر کی نمازون مین اور سورہ بروج سے آخر لم یکن تک اوساط مفصل نماز عصر اور عشا مین پڑھنا اور باقی قصار مفصل نماز مغرب مین پڑھنا یعنی



ہر رکعت مین ایک سورہ اِن سورتون مین سے جو مذکور ہوئین پڑھنا مسنون ہے اور
بدائع مین اندازہ نکرنے کو پسند کیا اور یہ کہ حال قرأت کا مختلف ہوتا ہے وقت اور قوم
اور امام کے باعث سے اور اب لوگون کا عمل اُسی پر ہے جسکو صاحب بدائع نے
اختیار کیا اور نماز فرض مین قرأت ٹھہر ٹھہر کے ہر حرف کو جدا پڑھے اور تراویح مین
متوسط طور پر اور نوافل شب مثل تہجد مین جلد پڑھنا جائز ہے نہ اسقدر کہ ترتیل ترک
ہو جائے اور صرف امام کو مسنون ہے اجماعاً فقط نماز فجر کی دوسری رکعت پر پہلی رکعت کو
طویل کرنا اور پہلی رکعت مین دو ثلث اور دوسری رکعت مین ایک ثلث قرأت مندوب ہے
اور باقی نمازون کی بھی پہلی رکعت کو طویل کرے اسطرح کہ ثنا اور اعوذ پڑھ کے بہ نسبت
دوسری رکعت کی قرأت کے پہلی رکعت مین قرأت زیادہ کرے مگر تین آیتون سے کم
لیکن نماز سنن اور نوافل مین رکعت اول کو طویل کرنا مکروہ نہین مطلقاً اور فرائض
اور نوافل مین بہ نسبت پہلی رکعت کے دوسری رکعت کا طویل کرنا مکروہ ہے
بقدر تین آیتون کے اور متعین نہین ہے قرآن مین سے کچھ نماز کے لیے بطور فرض
کہ بے اُسکے نماز درست نہو بلکہ متعین ہے سورہ فاتحہ ہر نماز مین بطور واجب کے
اور مکروہ ہے معین کرنا کسی سورہ کو نماز کے لیے بشرطیکہ اُسے واجب جانے اور
دوسرے کو جائز نہ سمجھے وگر پیروی سنت کی وجہ سے معین کو پڑھے اور بعضے
اوقات مین دوسری سورتون کو بھی پڑھ لیا کرے یا اُسکے سوا دوسری سورت
نہ یاد ہو یا اُسے پڑھنا اُسکو سہل ہو تو مکروہ نہین اور مقتدی قرأت نہ جہری
نماز مین پڑھے نہ سری مین اور نہ سورہ فاتحہ پڑھے نماز سری مین بالاتفاق بلکہ
مقتدی امام کی قرأت سنے جب وہ پکار کے پڑھے اور چپ رہے جب وہ آہستہ پڑھے جیسا کہ

حضرت ابوہریرہ کا قول ہے کہ ہم امام کے پیچھے پڑھا کرتے تھے پس حکم نازل ہوا کہ جب
قرآن پڑھا جاوے تو اسکو سنو اور چپ رہو پس سننا تو جہری نماز کے لیے خاص ہے
مگر سکوت خاص نہین اسلیے وہ جہری اور سری دونون نمازون مین مطلقاً واجب رہیگا
اور اکثر کہتے ہین کہ اکثر احادیث اسکے پڑھنے کی موید ہین چنانچہ ابوداود کی حدیث کا
ملخص یہ ہے کہ کہا مکحول نے کہ پڑھ سورہ فاتحہ سکتہ امام مین یا امام سے پہلے یا ساتھ
یا پیچھے اسکے اپنی رکوع مین جانے سے پہلے جہان موقع پاوے آہستہ پڑھے لیکن
مسبوق سے اسکا پڑھنا ساقط ہوجاتا ہے جب امام کو رکوع مین پاوے لیکن
جسقدر احادیث امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے مین وارد ہین انکی کئی حالتین ہین
بعض ضعیف اور بعض صحیح مرفوع معارض صحیح مرفوع کی اور بعض ماول اور ایسے ہی
آثار صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کا ہے مولف عفا اللہ تعالی عنہ وعن والدیہ کہ نہ پڑھنے کے
واجب ہونے سے اگر مقتدی ہمارا پڑھیگا تو نماز صحیح ہوگی صحیح تر قول مین درمختار
وغیرہ کراہت کے ساتھ بقول امام ابی حنیفہ مظہری وتنویر الابصار اور یہی قول
ہمارے مخالف فروع کے بھی ہین اسکے نہ پڑھنے مین لیکن مولانا المولوی عبدالحی صاحب
لکھنوی نے اپنے رسالہ مین لکھا ہے اسکا ملخص یہ ہے کہ نماز جہریہ مین امام کی قرأت
مقتدی کو سننا اور چپ رہنا واجب اور نماز سریہ مین اسے سورہ فاتحہ پڑھنی
مستحب ہے اور اسی طرح امام کے خطبہ پڑھنے کے وقت آدمی وہ بات نکرے جس سے
سننا جاتا رہے اگرچہ لکھنا یا سلام کا جواب دینا ہی ہو مگر جب خطیب آیہ صلوا علیہ
پڑھے تو سننے والا خطبہ کا اپنے نفس مین درود پڑھے اور زبان سے سکوت کرے
خطبہ جمعہ کا ہو یا نکاح کا یا عید کا اور خطیب سے دور کے اشخاص اور نزدیک کے

برابر میں سکوت اختیار کرنے کے واجب ہونے میں اور ترک سکوت مکروہ تحریمی ہے
اور فرض کفایہ ہے سننا قرآن کا لیکن واجب ہے قاری پر احترام اُسکا یہ کہ نہ پڑھے اُسے
راستہ اور موضع اشتغال میں اگر پڑھا تو قاری گنہگار ہوگا نہ اہل اشتغال واسطے
دفع حرج کے اور اگر پڑھے ایک سورہ ایک رکعت میں اور دوبارہ پڑھے اُسی کو دوسری میں
تنہا تو مکروہ تنزیہی ہے لیکن اسلاف کی صورت میں بے کراہت جائز ہے اور کچھ مضائقہ نہیں
اگر پہلی رکعت میں ایک جگہ سے پڑھے اور دوسری رکعت میں دوسرے مقام سے
اگرچہ دونوں مقام ایک ہی سورہ میں سے ہوں بشرطیکہ دونوں مقاموں میں
دو آیتوں کا یا زیادہ کا فاصلہ ہو پس لفظ مضایقہ نہیں سے فائدہ دیا اسبات کا کہ
یہ مکروہ تنزیہی ہے تو اولی یہ کہ بے ضرورت ایسا نہ کرے پس اگر ایک آیہ کا فاصلہ ہوگا
تو مکروہ ہوگا اور لائق ہے یہ کہ پڑھے دو رکعتوں میں ایک سورہ کے آخر سے اور دوسری کے
آخر سے پڑھنا مکروہ تحریمی نہیں مگر مکروہ تنزیہی ہے اور اسی طرح پہلی رکعت میں
اگر پڑھا کسی سورہ کے درمیان سے یا اول سے پھر دوسری رکعت میں پڑھا دوسری
سورہ کے درمیان سے یا اول سے یا پڑھی چھوٹی سورہ تو صحیح تر یہ کہ مکروہ نہیں لیکن
اولی یہ کہ بے ضرورت ایسا نہ کرے اور مکروہ ہے قرآن کو اُلٹا پڑھنا عمداً مثلاً پہلی
رکعت میں سورۂ اخلاص اور دوسری میں تبت یا ایک آیہ سے طرف دوسری آیہ کے
انتقال کرنا ایک رکعت میں یا خارج نماز میں گو دونوں کے درمیان میں چند آیتوں کا
فاصلہ ہو کیونکہ ترتیب آیتوں کی واجبات قراءت سے ہے پس اگر سہو کیا پھر یاد کیا
تو اعادہ کرے اور لڑکوں کے لیے جو ترتیب بدل کے پڑھاتے ہیں وہ تعلیم کی ضرورت کے
سبب سے ہے مگر جبکہ نماز میں قرآن کو ختم کرے تب آخر رکعت میں بعد سورہ فاتحہ کے

پڑھی سورہ بقرہ ہم الطلون تک اور اگر اول رکعت مین سورۂ کافرون پڑھی اور دوسری مین سورۂ فیل یعنی خلاف ترتیب کے پہلی مین سورۂ کافرون اور دوسری مین سورۂ تبت یعنی چھوٹی سورہ کا فاصلہ چھوڑ کے تو مکروہ ہے جب قصد اہو اگر سہو کیا پھر یاد کیا تو اسی سورہ کو تمام کرے جسے فی الحال پڑھتا ہو اور اگر نماز نفل ہو تو مکروہ نہین

باب امامت کے بیان مین امامت کی دو قسم ہے امامت صغری اور کبری امامت صغری متعلق ہونا مقتدی کی نماز کا ہے امام کی نماز سے سولہ شرطون کے ساتھ دس شرطین اقتدا کی اور چھ امامت کی مسلمان ہونا بالغ ہونا عاقل ہونا مرد ہونا عذرون سے سلامت ہونا جیسے نکسیر جاری رہنی اور توتلا ہونے وغیرہ سے اور موجود ہونا شروط نماز کا مثل طہارت اور ستر عورت وغیرہ کے اور دس شرطین اقتدا کی یہ ہین مقتدی کو اقتدا کی نیت کرنی اور امام اور مقتدی کی نماز کا مکان متحد ہونا اور سوائے فرض امام کے مقتدی اور کوئی فرض نہ پڑھتا ہو اور مقتدی کے گمان مین امام کی نماز کا صحیح ہونا اور مرد کے برابر عورت کھڑا نہ ہونا اور آگے نہ بڑھنا مقتدی کا اپنے امام سے بلحاظ ایڑی کے اور جاننا مقتدی کا امام کے ایک رکن سے دوسرے مین جانے کو اور فی الجملہ جاننا مقتدی کا امام کے حال کو یعنی اسکے مسافر یا مقیم ہونے کو ابتدائے نماز مین معلوم ہو خواہ انتہا مین اور ضروری نہین شروع ہی مین معلوم ہونا اور شریک ہونا مقتدی کا امام کے ساتھ ارکان نماز مین اور ہونا مقتدی کا امام کے مانند یا اس سے کم ارکان و شرائط نماز مین اور جماعت واجب ہے اسی قول پر ہین عامہ علما اور یہی قول یقینی اور ٹھیک اور قوی تر ہے مگر جمعہ اور عیدین مین جماعت شرط ہے

ان دونوں کے صحیح ہونے کی اور تراویح میں جماعت سنت کفایہ ہے کہ محلہ میں کچھ لوگوں کے
ادا کرنے سے سب کے ذمہ سے ادا ہو جاتی ہے اور شہر رمضان کے وترون میں
جماعت مستحب ہے اور مکروہ ہے تکرار جماعت کا اذان و اقامت کے ساتھ محلہ کی مسجد میں اور
مسجد محلہ سے یہ مراد ہے کہ جسکا امام اور جماعت مقرر ہو اور اگر اہل محلہ بدون اذان
و اقامت کے جماعت کریں یا مسجد شارع عام پر ہو تو دوسری جماعت جائز ہوگی
بالاتفاق جیسے اُس مسجد میں جسکا امام اور موذن نہیں اور آدمی گروہ گروہ آ کے
نماز پڑھتے ہوں تو افضل یہ کہ ہر گروہ اذان و اقامت جداگانہ سے نماز پڑھے اور
مسجد محلہ میں تکرار جماعت کی بدون اذان کے بھی مکروہ ہے اور یہ ظاہر الروایۃ ہے
لیکن جب دوسری جماعت پہلی جماعت کی صورت پر نہو تو مکروہ نہو گی یہی صحیح
اور اسی قول کو ہم لیتے ہیں اور محراب سے ہٹ کے کھڑے ہونے میں پہلی جماعت کی
صورت بدلجاتی ہے اور کمتر جماعت دو شخص ہیں یعنی ایک مقتدی امام کے ساتھ
اگرچہ مقتدی لڑکا تمیزدار ہو یا فرشتہ یا جن نماز مسجد میں ہو یا غیر مسجد میں اور صحیح یہ کہ امام ہو نا جن کا
اسلیے کہ وہ بھی مکلف ہیں اور جماعت واجب ہے مرد عاقل بالغ آزاد جماعت کی نماز پر
قادر ہو سکنے والوں پر بدون حرج کے پس واجب نہیں بیمار اور اپاہج اور بدت کے
بیمار پر اور اسپر جسکا ایک ہاتھ اور ایک پاؤں مخالف جانب سے کٹا ہو یا اسپر
جسکا فقط ایک پاؤں کٹا ہو اور واجب نہیں فالج زدہ اور اُس بڈھے پر جو چلنے سے
عاجز ہو اور اندھے اور عاجز پر اگرچہ لیجانے والا موجود ہو اور واجب نہیں اس شخص پر
جسمیں اور جماعت میں مینہ اور کیچڑ اور شدت کا جاڑا اور سخت اندھیرا حائل ہو
جس سے رستہ نظر نہ آوے اور آندھی صرف رات میں ضروری ہے یا خوف ہو مال کے

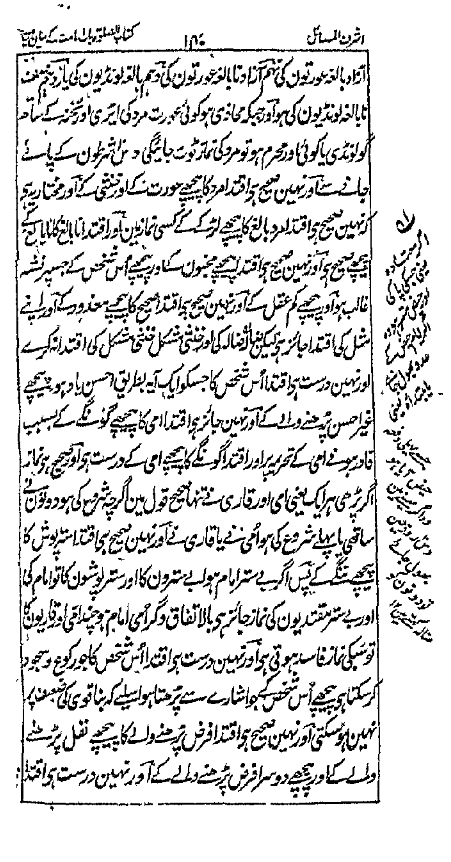
چوری جانے کا یا خوف ہو قرض خواہ یا کسی ظالم سے یا بول یا براز یا ریح کو ضبط کیے ہو
یا خوف ہو قافلہ کے چلے جانے کا بشرطیکہ یہ شخص اُس قافلہ کا شریک ہو یا مریض کی
خبر لینے والے کے چلے جانے سے خوف ہو مریض کو ایذا ہونے کا یا حاضر ہونا
کھانے کا اگر بھوکھا ہو یا ایسا کھانا ہو جو رکھے سے بگڑ جائے یا مشغول ہو حصول
فقہ مین اور یہ عذر بعضے اوقات مین مقبول ہی اور جماعت مین زیادہ مستحق امامت کا
وہ شخص ہی جو احکام فقط نماز کی صحت اور فساد کے زیادہ جانتا ہو بشرطیکہ ظاہری
گناہون سے بچتا ہو اور دین مین مطعون نہو اور بقدر فرائض اور واجبات اور
سنت نماز کے یاد رکھتا ہو اُسکے بعد جو شخص قرأت کی تجوید یعنی حروف اور مخارج
اور مد اور شد وغیرہ کو خوب جانتا ہو اُسکے بعد اورع یعنی زیادہ تر بچنے والا
اُن چیزون سے جنمین حلال و حرام ہونے کا شبہہ ہو اُسکے بعد جو پہلے مسلمان
ہوا ہو اگر دو شخص ساتھی مسلمان ہوے ہون تو جسکا سن زیادہ ہو اور جس شخص کا
ورع بہت دن کا ہو وہ مقدم کیا جائے اُسپر جسکا ورع کم مدت کا ہو اور اسی پر
سب خصلتون کا قیاس ہوگا اور والی مقدم ہی پھر امیر پھر قاضی اور اگر کوئی شخص
ایک قوم کا امام ہو اور وہ لوگ اُس سے نفرت کرتے ہین پس اگر اُنکی نفرت
امام مین کسی خرابی کے لیے تھی یا اسوجہ سے کہ لوگ بہ نسبت امام مذکور کے
زیادہ مستحق امامت ہین تو اُس شخص کو امام ہونا مکروہ تحریمی ہی وگر امام مذکور
زیادہ حقدار امام ہونے کا ہو تو اُسکو امام ہونا مکروہ نہین اور مقتدیون کو اُس سے
نفرت کرنی مکروہ ہی اور بندہ اور گنوار اور ولد الزنا اور اندھے کو امام ہونا
مکروہ تنزیہی یعنی ترک اولی ہی اگر اُنکے سوا ے دوسرا امام اُنسے بہتر موجود ہو

ورنہ کراہت بھی نہیں بلکہ اگر ہر ایک اُنمین کا زیادہ عالم ہو قوم مین تو اُسی کو ا[illegible]
اولیٰ ہے اور فاسق یعنی گناہ کبیرہ کے مرتکب کو امام ہونا مکروہ تحریمی ہے اور مبتدع کو
امامت کرنی مکروہ تحریمی ہے اور مبتدع وہ شخص ہے جو کسی قسم کے شبہ سے کوئی چیز
پیدا کرے مخالف اُس حق کے جسکی تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب
رضی اللہ عنہم سے کی ہو خواہ وہ حق بات علم ہو یا عمل یا حال اور اُس چیز کو دین متین
اور صراط مستقیم ٹھہرالیا ہو اگر عناد کی راہ سے نہو اور سرحد کفر کو نہ پہونچے وگر فاسق
یا بدعتی کے پیچھے نماز پڑھی تو جماعت کا ثواب پاویگا اور مکروہ تنزیہی ہے
نماز پیچھے بے ریش خوبصورت کے کہ محل فتنہ ہے اور پیچھے کم عقل کے وگروہ
خوبصورت سب مین زیادہ عالم ہو اور خوف شہوت یا لوگون کی نفرت کا نہو
تو بے کراہت صحیح ہے اور اسی تنفر کی وجہ سے مکروہ ہے نماز پیچھے فالج زدہ کے اور پیچھے
اُس مبروص کے جسکا عارضہ برص پھیل گیا ہو اور مکروہ ہے نماز اُس شخص کے
پیچھے جو امامت کرے مزدوری لے کے کیونکہ معصیت اور طاعتون پر اجرت لینی
باطل ہے لیکن مفتی بہ متاخرین کے نزدیک یہ ہے کہ تعلیم قرآن اور اذان اور امامت پر
اجرت لینی درست ہے ضرورت کی وجہ سے اور اگر مذہب مقتدی کے فرق کا
مخالف کوئی شخص امام ہو پس اگر مقتدی یقین کرے کہ اُس امام نے فرائض مین
جو شرطین اور رکن اُس مقتدی کے اعتقاد مین ہین اُنکی رعایت کی ہے تو اقتدا
جائز ہے اور فتاوی غیاثیہ مین ہے کہ مختار یہ ہے کہ جب ان اشیاؤن سے کچھ
معلوم نہو تو بھی اقتدا اُسکا جائز ہے اسلیے کہ اصل بات اسکا نہونا ہے اور یہ
اطلاق اسبات کا فائدہ دیتا ہے کہ جب اسکے حال سے معلوم ہو کہ وہ موضع خلاف مین

حفاظت نہین کرتا تب بھی اقتدا اُسکا جائز ہے اور یہ قول سب اقوال سے زیادہ عدل و
انصاف ہے اور حقیقت حال کو خداے تعالی خوب جانتا ہے اور مکروہ تحریمی ہے طول دینا نماز کا
قوم پر قرأت اور اذکار مین مقدار سنت سے زیادتی کرکے قوم راضی ہون یا نہ اور مقدار
مسنون سے کم نہ کرے مگر ضرورت کی وجہ سے اور مکروہ تحریمی ہے جماعت صرف عورتون کی
اگرچہ نماز تراویح کی جماعت ہو لیکن نماز جنازہ مین صرف اُنکی جماعت مکروہ نہین
اور اگر نماز جنازہ مین مردون کی امام عورت ہوئی تو مردون کی نماز نہوئی تنہا
اُسی امام کی نماز ہوئی اُس سے فرض ساقط ہوگیا دوبارہ نماز نہ پڑھی جاے
مگر جبکہ مرد امام کے پیچھے مرد اور عورتین ہون اور مرد امام عورت کو خلیفہ کرے
تو اعادہ نماز کا کیا جاے اور اگر باوجود کراہت کے عورتین جماعت کرین تو امام
عورت اُنکے بیچ مین کھڑی ہو اور اگر آگے بڑھکے کھڑی ہوگی تو گناہگار ہوگی
بجز خنثی کے کہ وہ عورتون کے بیچ مین نہ کھڑا ہو بلکہ آگے بڑھکے کھڑا ہو جیسے
بے ستر آدمیون کی جماعت مین بے ستر امام اُنکے بیچ مین رہے اور اُنکی جماعت
مکروہ تحریمی ہے اور مکروہ ہے حاضر ہونا عورتون کا جماعت مین اگرچہ حاضر ہونا جمعہ مین
یا عیدین یا وعظ مین ہو مطلقاً یعنی اگرچہ بوڑھی عورت ہو یا جوان وقت رات کے
جمع مین حاضر ہو یا دن مین مذہب مفتی بہ پر اور اگر عورتون کا امام مرد ہو تو خلوت کے
مکان مین امامت نہ کرے حتی کہ اگر مسجد مین ہو تو دروازہ مسجد کھلا ہو اور جماعت
گوشہ مسجد مین نہو اور اگر خلوت مین جماعت ہو تو دوسرے مرد کا ہونا یا امام کی
محرم عورت کا ہونا ضرور ہے اور کہا امام شوکانی نے کہ حضرت بی بی عائشہ رضی نے امامت
عورتون کی اُنکے درمیان مین کھڑے ہوکے کی روایت کیا اس حدیث کو عبد الرزاق

اور دارقطنی اور بیہقی اور ابن ابی شیبہ اور حاکم نے اور مثل اسی کے بی بی ام سلمہ سے
روایت کیا اسکو شافعی اور ابن ابی شیبہ اور عبدالرزاق اور دارقطنی نے بلوغ المرام مین
اور مسک الختام مین لکھا ہی کہ حدیث ابو داؤد کی ابن خزیمہ کی صحیح کی ہوئی دلیل ہی
اثبات پر کہ امامت عورت کی اپنے گھر والون کے لیے جائز ہے اگرچہ گھر مین مرد بھی ہون
کیونکہ موذن ام ورقہ کا ایک مرد بوڑھا تھا اور ظاہر یہ ہی کہ وہ اُس بوڑھے کی اور
اپنے غلام اور لونڈی کی امامت کرتی تھی اس سے معلوم ہوا کہ بوڑھے مرد اور
غلام کو عورت کے پیچھے نماز پڑھ لینی منع نہین بلوغ المرام مین جماعت کے ساتھ
عورتون کے نماز پڑھنے کے بیان مین اور اگر ایک مقتدی ہو لڑکا ہو یا مرد ہو تو
امام کی داہنی طرف قدم سے قدم برابر کرکے کھڑا ہو اگر مقتدی کا قدم امام کے
قدم سے چھوٹا یا بڑا ہو تو ٹخنے سے ٹخنا برابر کرکے کھڑا ہو مذہب قوی پر یعنی بخلاف
اس قول کے جو امام محمد رح سے منقول ہی کہ مقتدی اسقدر پیچھے ہٹکے کھڑا ہو
کہ اسکی انگلیاں امام کی ایڑی کے برابر ہون اور بائین طرف اور پیچھے کھڑے ہونا
جائز اور اسارت ہی یعنی برا کرنے کا موجب ہی اور اسارت مین ملامت مکروہ
تحریمی سے کم اور تنزیہی سے زیادہ ہی اور امام حکم کرے مقتدی کو داہنی طرف
کھڑا ہونے کے لیے اور اگر نماز شروع کرچکا تو اشارہ کرے اُسکی طرف
اپنے ہاتھ سے اور اگر ایک سے زائد مقتدی ہون تو امام کے پیچھے کھڑے ہون
پس امام کو دو کے بیچ مین کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی اور دو سے زیادہ کے
بیچ مین کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہی اور اگر امام کے پیچھے جماعت ہی تو امام کے برابر
ایک شخص کا کھڑا ہونا مکروہ ہی پس اگر اقتدا کی ایک کی دوسرے نے پھر آئے

تو بعضے کہتے ہین کہ امام کو آگے بڑھ جانا جائز ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ امام جانے نحو ثابت ہے
اور لائق ہے کہ پہلا مقتدی پیچھے ہٹ آوے اگر دیر کرے تو دوسرا مقتدی تکبیر تحریمہ کہکے
پہلے مقتدی کو پیچھے کی طرف اپنے برابر کھینچ لے اور قبل تکبیر کے بھی کھینچ لینا مضائقہ نہین
وگر دوسرا مقتدی امام کی بائین جانب کھڑا ہو جاوے تو امام اُن دونون کو پیچھے
ہٹنے کا اشارہ کرے اور یہی امر بہتر ہے اور سزاوار ہے کہ امام مقتدیون کو حکم کرے
ایک دوسرے کے شانے سے شانہ برابر کرکے صف باندھنے کا اسطرح کہ دو شخصون کے
درمیان مین جگہ خالی نرہے اور امام کو صف سے آگے بڑھ کے کھڑا ہونا واجب اور
محراب مین کھڑا ہونا سنت ہے تاکہ جماعت کی دونون طرفین برابر ہوجائین اور ایک طرف
امام کو کھڑا ہونا مکروہ ہے اور جب امام کی دونون طرفین برابر ہون تو اب جو
مقتدی آوے وہ داہنی طرف ملے اور اگر صف مین جگہ چھوٹی ہو تو آنے والا اپنے
داخل ہونے سے اُسے بھر لے اور اگر صف اول مین جگہ خالی دیکھے تو پچھلی صف والون کو
چیر کے اُس جگہ مین داخل ہوجائے اور اگر بدون حکم آنے والے کے صف مین
نمازی نے اُسے جگہ دی یا اُسکا حکم پاکے ہٹ گیا یا آنے والے نے اُسے صف مین سے
پیچھے کھینچ لیا تو اگر ہٹنے والا یہ سمجھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی
اطاعت کرتا ہون تو کسی صورت مین اُسکی نماز نہ ٹوٹیگی واگر شریک ہونے والے کی
خاطر سے نمازی ہٹیگا تو نماز ٹوٹ جائیگی اھ اول صف آزاد بالغ کی ہو دوم آزاد
لڑکون کی سوم بالغ غلامون کی چہارم صف غلام لڑکون کی ہو پنجم صف آزاد و
غلام بالغ خنثی کی ہو اسطرح کہ دو شخصون کے بیچ مین کوئی چیز آڑ ہو یا فاصلہ ایک
شخص کا چھوڑا رہے ششم صف آزاد لڑکے خنثی کی ہفتم غلام لڑکے خنثی کی ہشتم

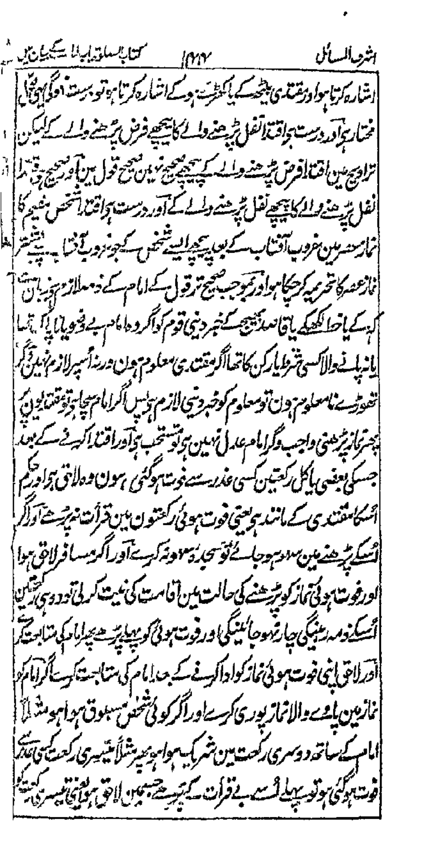


آزاد بالغہ عورتوں کی سوم آزاد نابالغہ عورتوں کی دوم بالغہ لونڈیوں کی یاز دہم مخنث
نابالغہ لونڈیوں کی ہو اور جبکہ محاذی ہو کوئی عورت مرد کی ایڑی اور ٹخنہ کے ساتھ
گو لونڈی یا کوئی اور محرم ہو تو مرد کی نماز ٹوٹ جائیگی دس شرطوں کے پائے
جانے سے اور نہین صحیح ہے اقتدا مرد کا پیچھے عورت کے اور خنثی کے اور مختار یہ ہے
کہ نہین صحیح ہے اقتدا مرد بالغ کا پیچھے لڑکے کے کسی نماز مین اور اقتدا نابالغ کا نابالغ کے
پیچھے صحیح ہے اور نہین صحیح ہے اقتدا پیچھے مجنون کے اور پیچھے اس شخص کے جسپر نشہ
غالب ہو اور پیچھے کم عقل کے اور نہین صحیح ہے اقتدا صحیح کا پیچھے معذور کے اور اپنے
مثل کی اقتدا جائز ہے لیکن بنا اُس ضالہ کی اور خنثی مشکل خنثی مشکل کی اقتدا نہ کرے
اور نہین درست ہے اقتدا اُس شخص کا جسکو ایک آیہ بطریق احسن یاد ہو پیچھے
غیر احسن پڑھنے والے کے اور نہین جائز ہے اقتدا امی کا پیچھے گونگے کے بسبب
قادر ہونے امی کے تحریمہ پر اور اقتدا گونگے کا پیچھے امی کے درست ہے اور صحیح ہے نماز
اگر پڑھی ہر ایک یعنی امی اور قاری نے تنہا صحیح قول مین اگرچہ شروع کی ہو دونون نے
ساتھ یا پہلے شروع کی ہو امی نے یا قاری نے اور نہین صحیح ہے اقتدا ستر پوش کا
پیچھے ننگے کے پس اگر بے ستر امام ہو بے ستروں کا اور ستر پوشون کا تو امام کی
اور بے ستر مقتدیون کی نماز جائز ہے بالاتفاق وگر امی امام ہو چند امی اور قاریون کا
تو سبکی نماز فاسد ہوتی ہے اور نہین درست ہے اقتدا اُس شخص کا جو رکوع و سجود
کر سکتا ہے پیچھے اُس شخص کے جو اشارے سے پڑھتا ہو اسلیے کہ بنا قوی کی ضعیف پر
نہین ہو سکتی اور نہین صحیح ہے اقتدا فرض پڑھنے والے کا پیچھے نفل پڑھنے
والے کے اور پیچھے دوسرا فرض پڑھنے والے کے اور نہین درست ہے اقتدا:

نذر کرنے والے کا پیچھے فرض پڑھنے والے اور دوسرے نذر کرنے والے کے اسلیے
کہ ایک ہونا نماز کا جو شرط اقتدا ہے ان دونون مسئلون مین نہین پایا جاتا اگر اس صورت مین
جائز ہے کہ اُسنے بھی وہی نذر کیا ہو جو دوسرے نے کی اور نہین درست ہے اقتدا نماز
نذر پڑھنے والے کا پیچھے قسم کی نماز پڑھنے والے کے اور قسم کی نماز والے کا اقتدا
پیچھے نذر کی نماز والے کے اور قسم کی نماز والے کے اور نفل پڑھنے والے کے درست ہے
اور نہین صحیح ہے اقتدا دوگانہ طواف پڑھنے والے کا پیچھے دوگانہ طواف پڑھنے
والے کے اور نہین درست ہے اقتدا لاحق اور مسبوق کا پیچھے اپنے مثل کے اور یہی
حال ہے اگر اقتدا کرے لاحق پیچھے مسبوق کے اور مسبوق پیچھے لاحق کے اور
نہین صحیح ہے اقتدا پیادہ کا پیچھے سوار کے اور نہ اقتدا سوار کا پیچھے دوسرے جانور پر
سوار کے بسبب اختلاف مکان کے اور نہین صحیح ہے اقتدا فصیح کا پیچھے
توتلے کے بموجب اصح قول کے اور توتلا وہ شخص ہے جسکی زبان سے ایک حرف کی
جگہ دوسرا نکلے اور ہکلا اور تتلا اسی مین داخل ہے اور ہکلا وہ شخص ہے جو کوئی حرف
حروف تہجی سے نہ بول سکے یا حرف بدون تکرار کرنے کے نہ نکال سکے اور توتلے کو
ہمیشہ واجب ہے کہ صحیح کرنے مین الفاظ کے کوشش کرے اگر بعد کوشش کے الفاظ
صحیح نہ نکال سکیگا تو اُسکی نماز جائز ہوگی ورنہ بدون کوشش پڑھیگا تو نماز
فاسد ہوگی بشرطیکہ بقدر فرض کے اس طرح قرآن نہ پڑھ سکے جسمین تتلاوے
ورنہ پڑھ سکتا ہے تو اسپر کوشش کرنی ضرور نہین نہ دوسرے صحیح پڑھنے والے کا
اقتدا الازم ہے اور جس صورت مین اقتدا مین فساد آنے کے بسبب نہ پائے جانے کسی
شرط کے مثلاً اقتدا اصح کا پیچھے معذور کے تو نماز اصل سے منعقد نہ ہوگی اور

اگر دو نمازون کے مختلف ہونے کی جہت سے اقتدا مین فساد ہو تو اُس مقتدی کی
وہ نماز نفل غیر مضمون منعقد ہو کے اقتدا باقی رہیگی یعنی اُسکو توڑنے سے اُسکے ذمہ
قضا لازم نہو گی اور منع کرتی ہی اقتدا سے عورتون کی صف بدون ایسے حائل یعنی
آڑ کے جو مقدار ایک ہاتھ کے ہو یا بدون اُنکے مرتفع ہونے کے قد آدم کے برابر
اور عورتون کی صف اگر پوری ہو تو جتنی صفین مردون کی اُنکے پیچھے ہونگی
سبکی نماز فاسد ہوگی اور اگر تین عورتین ہونگی تو مردون کی پچھلی صفون مین سے
تین تین محاذیون کی نماز آخر صف تک فاسد ہوگی اور اگر دو عورتین ہونگی تو صرف
اول صف کے اُن دو مردون کی نماز فاسد ہوگی جو اُن دو نون عورتون کے
پیچھے محاذی ہین ہونگے اسی طرح ایک عورت سے بھی اُسکے پیچھے کے ایک ہی
مرد کی نماز فاسد ہوتی ہی نہ آخر صفوف تک اور منع کرتا ہی اقتدا سے رستہ عام ایسا
جسمین وہ گاڑی گذر سکے جسے بیل کھینچتے ہین اور منع کرتی ہی اقتدا سے نہر
جسمین کشتیان چل سکین اگرچہ چھوٹی کشتی ہو اور اگرچہ نہر مسجد مین ہو
اور منع کرتا ہی اقتدا سے خلا یعنی اتنا میدان جنگل مین یا بہت بڑی مسجد مین
کہ اُسمین گنجائش دو صفون یا زیادہ کی ہو مگر جبکہ صفین متصل یعنی ملی ہوئی
ہون تو صحیح ہی اقتدا مطلقاً یعنی اگرچہ بیچ مین نہر یا راہ نافذ ہو مثلاً راہ مین
تین شخص کھڑے ہو جائین تو صفین متصل ہو جائینگی لیکن ایک شخص کے
کھڑے ہونے سے متصل ہونا ثابت نہو گا بالاتفاق جیسا دو کا کھڑا ہونا طرفین
یعنی امام اور محمد کے نزدیک اور یہی قول صحیح تر ہی اور گھر صحیح تر قول مین مثل
مسجد کے ہی یعنی اُسمین بھی بدون متصل ہونے صفون کے اقتدا صحیح ہی

اور یہ مکان مثل جنگل کے ہے اور حد بڑے کی یہ کہ جسکا صحن چالیس ہاتھ یا زیادہ کا ہو
اور یہی قول مختار ہے اور حائل کا ہونا درمیان امام اور مقتدی کے اقتدا کو منع نہین کرتا
بشرطیکہ مقتدی پر حال اُسکے امام کا اُسکے یا اُسکے مکبر کی آواز سننے کے سبب سے
یا اُسکو یا دوسرے مقتدی کو دیکھنے کے سبب سے مشتبہ ہو اگرچہ بچھنا جھجری دار
دروازہ سے ہو جو امام تک پہونچنے کا مانع ہو صحیح تر قول مین اور اقتدا کے منع
نہونے کی دوسری شرط یہ ہو کہ مکان مختلف نہو حقیقت مین جیسے مسجد اور گھر ہے
صحیح تر قول مین اور نہ حکماً مکان جدا ہو صفون کے ملنے کے وقت یعنی اگر
درمیان مین رستہ یا نہر ہو تو ہر چند دونون کنارے ان دونون کے مکان
مختلف ہین مگر صفون کے متصل ہونے کی صورت مین حکماً ایک ہی مکان ہین
اسلیے مانع اقتدا نہین اور اقتدا درست ہے لیٹے اُس مکان کی چھت سے جو مسجد کا
ہمسایہ ہو بشرطیکہ اُسکے اور مسجد کے درمیان شارع عام نہو یا ہو مگر صفون سے
بھر گیا ہو اور صحیح ہے اقتدا کرنا اُس وضو والے کا جسکے ساتھ پانی نہین پیچھے ہین
تیمم والے کے جسنے پانی نہونے کی جہت سے تیمم کیا اور اگر پانی ہوگا تو اقتدا درست نہوگا
اور اگر اور عذر سے تیمم کیا ہوگا تو اقتدا صحیح ہوگا اور درست ہے اقتدا دھونے
والے کا پیچھے اُس شخص کے جو موزہ پر یا عضو شکستہ کی بندش پر مسح کرتا ہے اور
درست ہے اقتدا کھڑے ہوے شخص کا پیچھے بیٹھے ہوے کے جو رکوع و سجود کرتا ہے
یعنی اشارہ سے نہین پڑھتا اور درست ہے اقتدا کھڑے ہونے والے کا
پیچھے پشت خمیدہ کے اگرچہ اُسکا کُب رکوع کو پہونچ گیا ہو قول معتمد پر اور صحیح ہے
اقتدا اشارہ سے پڑھنے والے کا پیچھے اپنے مثل کے لیکن اگر امام لیٹ کے



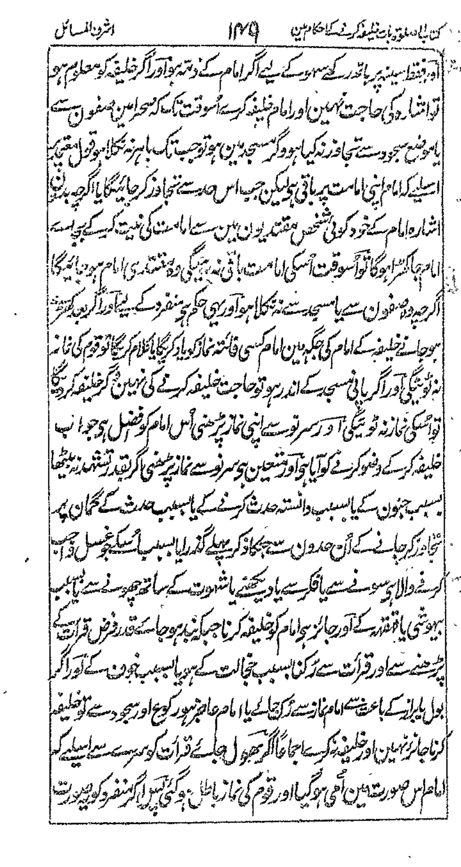
اشارہ کرتا ہو اور مقتدی بیٹھ کے یا کھڑے ہو کے اشارہ کرتا ہو تو درست ہوگی یہی
مختار ہے اور درست ہے اقتدا نفل پڑھنے والے کا پیچھے فرض پڑھنے والے کے لیکن
تراویح میں اقتدا فرض پڑھنے والے کے پیچھے صحیح نہیں صحیح قول میں اور صحیح ہے اقتدا
نفل پڑھنے والے کا پیچھے نفل پڑھنے والے کے اور درست ہے اقتدا اُس شخص مقیم کا
نماز عصر میں غروب آفتاب کے بعد پیچھے ایسے شخص کے جو غروب سے پہلے نماز
عصر کا تحریمہ کر چکا ہو اور بموجب صحیح تر قول کے امام کے ذمہ لازم ہے خواہ زبان
کہ کے یا خط لکھکے یا قاصد بھیج کے خبر دینی قوم کو اگر وہ امام بے وضو یا پایا جاتا
یا نماز باطل کرنے والا کسی شرط یا رکن کا تھا اگر مقتدی معلوم ہوں ورنہ اُسپر لازم نہیں مگر
تھوڑے نامعلوم ہوں تو معلوم کو خبر دینی لازم ہے پس اگر امام سچا ہے تو مقتدیوں کو
پھر نماز پڑھنی واجب مگر امام عادل نہیں ہے تو مستحب ہے اور اقتدا کرنے کے بعد
جسکی بعضی یا کل رکعتیں کسی عذر سے فوت ہو گئی ہوں وہ لاحق ہے اور حکم
اُسکا مقتدی کے مانند ہے یعنی فوت ہوئی رکعتوں میں قرأت نہ پڑھے اور اگر
اُسکے پڑھنے میں سہو ہو جائے تو سجدہ سہو نہ کرے اور اگر مسافر لاحق ہوا
اور فوت ہوئی نماز کو پڑھنے کی حالت میں اقامت کی نیت کر لی تو دو ہی رکعتیں
اُسکے ذمہ رہینگی چار نہو جائینگی اور فوت ہوئی کو پہلے پڑھے پھر امام کی متابعت کرے
اور لاحق اپنی فوت ہوئی نماز کو ادا کرنے کے بعد امام کی متابعت کرے اگر امام کو
نماز میں پاوے ورنہ نماز پوری کرے اور اگر کوئی شخص مسبوق ہوا ہو مثلاً
امام کے ساتھ دوسری رکعت میں شریک ہوا ہو پھر مثلاً تیسری رکعت کسی عذر سے
فوت ہو گئی ہو تو پہلے اُسے بے قرأت کے پڑھے جسمیں لاحق ہوا یعنی تیسری رکعت کو

پھر امام کا شریک ہوا اگر امام کو نماز مین پاوے اور اُسکے بعد اُسے پڑھے جسمین مسبوق ہوا
یعنی پہلی رکعت کو اور اگر پہلے دو رکعت پڑھی جسمین مسبوق ہوا یعنی پہلی رکعت کو
پھر وہ پڑھی جسمین لاحق ہوا یعنی تیسری رکعت کو تو بھی نماز صحیح ہوگی اور گنہگار ہوگا
بسبب ترک ہونے ترتیب رکعتون کے جو واجب ہے اور اول رکعت کے رکوع کے
بعد امام کے ساتھ جو ملے وہ مسبوق ہے اور چار باتون مین مسبوق لاحق کے برعکس ہے
یعنی مسبوق اپنی نماز مین قرآن پڑھیگا اور اگر اسمین سہو کریگا تو سجدہ سہو کرنا پڑیگا
اور نیت اقامت سے اُسکا فرض بدل جائیگا اور اول امام کی متابعت کریگا اُسکے
فارغ ہونے کے بعد باقی نماز پڑھیگا اور اپنے امام کی متابعت کرنے کے اور امام
فارغ ہونے کے بعد مسبوق اکیلے کا حکم رکھتا ہے اُسقدر نماز کے پڑھنے مین جو
امام کے ساتھ نہین پائی ہیں اگر اثنائے متابعت مین پڑھیگا تو نماز ٹوٹ جائیگی
اور جب بعد سلام امام کے اُسے قضا کرے تب چاہیے کہ ثنا اور اعوذ پڑھکے
اگر ایک رکعت دو رکعت والی نماز سے یا دو رکعتین تین رکعتون والی نماز سے
یا تین رکعتین چار رکعتون والی نماز سے امام کے ساتھ پائی ہین تو ایک رکعت
فاتحہ و سورہ کے ساتھ پڑھکے سلام پھیرے اور اگر ایک رکعت تین رکعتون
والی نماز سے پائی ہے تو ایک رکعت فاتحہ و سورہ کے ساتھ پڑھکے اور تشہد
پڑھکے پھر اور ایک رکعت فاتحہ و سورہ کے ساتھ پڑھکے سلام پھیرے اور
اگر ایک رکعت چار رکعتون والی نماز سے پائی ہے تو ایک رکعت فاتحہ و سورہ کے ساتھ
پڑھکے قعدہ کرے پھر ایک رکعت فاتحہ و سورہ کے ساتھ اور ایک رکعت صرف
فاتحہ کے ساتھ پڑھکے قعدۂ اخیرہ کرکے سلام پھیرے اور اگر چار رکعتون والی نماز سے

دو رکعتین امام کے ساتھ پائی ہین تو دو رکعتین فاتحہ و سورہ کے ساتھ پڑھ کے قعدہ اخیرہ
کر کے سلام پھیرے اور اقتدا مسبوق کے پیچھے جائز نہین اور اگر مسبوق کھڑا ہوا
قضاء فائتہ کے لیے اور امام نے سجدہ سہو کیا تو واجب ہی کہ امام کے ساتھ شریک
ہو جائے اور مسبوق کو لائق ہی کہ امام کے پہلے سلام کے بعد قضاء فائتہ کے لیے
اٹھنے مین جلدی نہ کرے یہان تک کہ سمجھے کہ امام کے ذمہ سہو نہین ہی جب امام
دوسری طرف سلام پھیرے اسوقت اٹھے اور اگر قبل سلام کے بقدر تشہد امام کے
ساتھ بیٹھنے سے پیشتر کھڑا ہو کے پڑھنے لگا تو اسکا ادا کرنا معتبر نہوگا مگر بقدر تشہد امام
بیٹھنے کے بعد سلام کے قبل کھڑا ہوا ہو تو کراہت تحریمی کے ساتھ معتبر ہوگا لیکن
اگر عذر ہو توقف کرنے مین مثلاً بے وضو ہو جانے کا یا وقت نماز جاتے رہنے کا
خوف ہو تو مکروہ نہین ہیں اگر مسبوق اپنی بقیہ نماز سے فارغ ہوا سلام امام سے پیشتر
پھر سلام مین اُسکی متابعت کی تو صحیح ہی اور اگر مسبوق امام کے ساتھ سجدہ سہو مین
شریک ہو تو چاہیے کہ اپنی نماز کے آخر مین سجدہ سہو کرے اور مسبوق کا عود کرنا
اور سجدہ صلبی ہین یعنی نماز کے بھولے ہوئے سجدہ کے ادا کرنے مین اور سجدہ تلاوت
اور سجدہ سہو مین امام کی متابعت کرنی اسوقت تک ہی کہ اپنی رکعت فائتہ کا سجدہ
نہ کیا ہو وگر کیا تو امام کے سجدہ صلبی کو ادا کرنے مین شریک ہونے کے سبب سے
نماز ٹوٹ جائیگی مطلقاً یعنی خواہ متابعت کرے یا نہ کرے اور اپنی رکعت فائتہ کا
سجدہ کرنے کے بعد امام کے سجدہ تلاوت اور سجدہ سہو مین متابعت کرنے سے
نماز ٹوٹ جائیگی وگر اسمین متابعت نہ کریگا تو نہ ٹوٹیگی اور اگر مسبوق نے بھول کے
سلام پھیرا بعد سلام امام کے تو اُسپر سجدہ سہو واجب ہوگا مگر سلام امام سے پیشتر

یا اُسکے ساتھ ہی پھیرا تو سجدۂ سہو واجب نہین اور اگر مسبوق کا امام پانچوین رکعت کے لیے
کھڑا ہوگیا اور مسبوق نے اُسکی متابعت کی پس اگر امام بعد قعدۂ اخیرہ کے کھڑا ہوا ہے
تو نماز مسبوق ٹوٹ جائیگی وگر امام نے قعدۂ اخیرہ نہین کیا اور کھڑا ہوگیا تو نہ ٹوٹیگی
جب تک اُس رکعت کو سجدہ سے مقید کرے کیونکہ اُس رکعت کا سجدہ کرنے سے
امام کی نماز نفل ہوجائیگی اسلیے نماز مسبوق ٹوٹ جائیگی اور اگر امام نے اپنے ذمہ سہو کا
گمان کر کے سجدہ سہو کے لیے کیا اور مسبوق نے اُسکی متابعت کی پھر ظاہر ہوا کہ
امام پر سہو نہ تھا تو نماز مسبوق نہین ٹوٹی بخاری اور مسلم مین ابی ہریرہؓ سے روایت ہے
کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہین ڈرتا وہ شخص کہ اُٹھاوے
سر اپنا پہلے امام سے یہ کہ بدل ڈالے اللہ تعالی سر اُسکا سر گدھے کا سا مشکوۃ
کہا خطابی نے کہ جائز ہے حمل کرنا اسکا حقیقت پر کیونکہ اس امت مین مسخ خاص
جائز ہے اور ممتنع مسخ عام ہے مظاہر حق باب ما علی الماموم الخ مؤید اسکی یہ
نقل لکھی ہے کہ دمشق مین ایک بڑے محدث نے بعد ختم کرلینے علم حدیث کے حرص
شاگرد کی حدیث پر دیکھ کے کہا کہ بیچ اس سے کہ سبقت کرے تو امام سے اور جبکہ
بعید جانتا تھا مین نے وقوع اسکا اور سبقت کی تھی مین نے امام سے پس اپنے اور
اُسکے درمیان کا پردہ اُٹھا کے کہا کہ ہوگیا سر میرا ایسا کہ دیکھتا ہے تو
مظاہر حق وغیرہ باب خلیفہ کرنے کے احکام مین بنا جائز ہونے کے لیے
تیرہ شرطین مین پہلی شرط ہونا حدث کا ایسا حدث کہ اُسمین اور اُسکے سبب مین
بندہ کو اختیار نہ ہو وگر حدث اختیاری ہے تو بنا درست نہ ہوگی سر نو سے نماز پڑھنی پڑیگی
دوسری یہ کہ ہونا حدث کا نمازی کے جسم سے یعنی خارج سے وہ نجاست جو مانع نماز ہے

نہ لگ جاوے تیسری یہ کہ وہ حدث موجب غسل نہو مثلاً سوچنے سے انزال نہو گیا ہو
اور چوتھی یہ کہ حدث کا نادر الوجود نہونا پانچوین یہ کہ نمازی نے کوئی رکن حدث کے
ساتھ ادا نہ کیا ہو مثلاً سجدہ مین حدث ہوا اور اپنا سر بہ قصد ادا اُٹھایا تو نماز سر نو سے
پڑھے چھٹی یہ کہ وضو کے لیجانے یا واپس آنے کی حالت مین کوئی رکن نہ ادا کیا ہو
ساتوین یہ کہ کوئی فعل مخالف نماز نکیا ہو آٹھوین یہ کہ کوئی کام ایسا بھی نہ کیا ہو
جس سے نمازی کو چارہ ہو مثلاً پانی پاس تھا اور بلا ضرورت دور چلا گیا نوین یہ کہ
بدون عذر کے دیر نہ کی ہو اور عذر مثلاً انبوہ کا ہونا پس اگر بدون انبوہ کے بمقدار
ادا کرنے رکن کے توقف کریگا تو نماز ٹوٹ جائیگی اور بنا جائز نہو گی دسوین یہ کہ
اُس حدث سے پیشتر کا کوئی حدث ظاہر نہوا ہو جیسے گذر جانا مدت مسح موزہ کی
کہ اس صورت مین بھی نماز ٹوٹ جائیگی گیارھوین یہ کہ اُسے کوئی نماز قضا یاد نہ آئی ہو
اس صورت مین کہ وہ ترتیب والا ہو بارھوین یہ کہ مقتدی نے اپنی جگہ کے سوا مین
نماز کو پورا نہ کیا ہو اور مقتدی اُس امام کو بھی شامل ہے جو اپنے خلیفہ کا مقتدی ہو
تیرھوین یہ کہ امام نے ایسے شخص کو خلیفہ نہ کیا ہو جو لائق امامت نہ ہو مثلاً عورت کو
یا لڑکے کو اگر کیا تو سبکی نماز فاسد ہو گی پس اگر امام کو وہ حدث ہو جو بنا کا
مانع نہو اگرچہ بعد تشہد کے ہو اور گو نماز جنازہ ہو تو کسی مقتدی کو اپنا خلیفہ کرے
اشارہ سے یا محراب کی طرف کھینچنے سے اور امام اشارہ کرے خلیفہ کی طرف اُسقدر
انگلیوں سے جو رکعت باقی ہون اور رکھے اپنا ہاتھ زانو پر رکوع کے چھوٹ جانے کے لیے
اور پیشانی پر سجدہ کے رہ جانے کے لیے اور منھ پر قرات کے رہ جانے کے لیے
اور پیشانی اور زبان دونون پر ہاتھ رکھے سجدہ تلاوت کے چھوٹ جانے کے لیے



اور فقط سینہ پر ہاتھ رکھے سہو کے لیے اگر امام کے ذمہ ہو اور اگر خلیفہ کو معلوم ہو
تو اشارہ کی حاجت نہین اور امام خلیفہ کرے اُسوقت تک کہ صحرا مین صفون سے
یا موضع سجود سے تجاوز نہ کیا ہو اور مسجد مین ہو تو جب تک باہر نہ نکلا ہو قول معتبر یہ
اسلیے کہ امام اپنی امامت پر باقی ہے لیکن جب اس حد سے تجاوز کر جائیگا اگرچہ بدون
اشارہ امام کے خود کوئی شخص مقتدیون مین سے امامت کی نیت کرکے پیچھے
امام جا کھڑا ہوگا تو اسوقت اسکی امامت باقی نہ رہیگی وہ مقتدی امام ہو جائیگا
اگرچہ وہ صفون سے یا مسجد سے نہ نکلا ہو اور یہی حکم ہے منفرد کے لیے اور اگر بعد کھڑے
ہو جانے خلیفہ کے امام کی جگہ مین امام کسی فائتہ نماز کو یاد کریگا یا کلام کریگا تو قوم کی نماز
نہ ٹوٹیگی اور اگر پانی مسجد کے اندر ہو تو حاجت خلیفہ کرنے کی نہین مگر خلیفہ کر دیگا
تو اسکی نماز نہ ٹوٹیگی اور سر نو سے اپنی نماز پڑھنی اس امام کو افضل ہے جو اب
خلیفہ کر کے وضو کرنے کو آیا ہے اور متعین ہے سر نو سے نماز پڑھنی اگر بقدر تشہد نہ بیٹھا
بسبب جنون کے یا بسبب دانستہ حدث کرنے کے یا بسبب حدث کے گمان پر
تجاوز کر جانے کے اُن حدون سے جنکا ذکر پہلے گذرا یا بسبب ایسے حدث کے جو غسل واجب
کرنے والا ہے سونے سے یا فکر سے یا دیکھنے یا شہوت کے ساتھ چھونے سے یا بسبب
بیہوشی یا قہقہہ کے اور جائز ہے امام کو خلیفہ کرنا جبکہ بند ہو جاوے قدر فرض قرأت کے
پڑھنے سے اور قرأت سے رکنا بسبب خجالت کے ہو یا بسبب خوف کے اور اگر
بول یا براز کے باعث سے امام نماز سے رک جاوے یا امام عاجز ہو رکوع اور سجود سے تو خلیفہ
کرنا جائز نہین اور خلیفہ نہ کرے اسیطرح اگر بھول جائے قرأت کو بالکل اسلیے کہ
امام اس صورت مین امی ہو گیا اور قوم کی نماز باطل ہو گئی پس اگر منفرد کو یہ صورت

پیش ہوگی تو وہ بھی بنا نکر سکیگا اور اگر کھولے اپنا ستر استنجا کرنے مین یا دیر تک
اپنا ہاتھ وضو کے لیے تو نماز ٹوٹ جائیگی ورنہ بنا درست نہوگی بشرطیکہ ستر کھولنے کے لیے مجبور ہو
پس اگر ناچار کھولنا پڑے مثلاً ستر کے ساتھ استنجا یا عورت کو وضو ممکن نہ ہو تو
نماز نہ ٹوٹیگی یا وضو کے لیے جاتے یا واپس آنے کی حالت مین قرأت پڑھی تو نماز
ٹوٹ جائیگی صحیح تر قول مین بخلاف تسبیح کہنے کے صحیح تر قول مین کہ اُس سے نماز
نہ ٹوٹیگی یا پانی مانگا اشارہ سے یا اُسکو خریدا تعاطی سے تو نماز ٹوٹ جائیگی اور
تعاطی کے یہ معنی کہ دام سامنے بیچنے والے کے رکھدینا اور بکی ہوئی چیز کو اٹھا لینا
زبان سے ایجاب و قبول نہ کرنا تو جب تعاطی سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو ایجاب و قبول کے
ساتھ خریدنے سے بطریق اولیٰ ٹوٹ جائیگی اور اگر بڑھ گیا قریب کے پانی سے دوسرے
پانی کی طرف تو مانع بنا ہے مگر بمقدار دو صفون کے تجاوز کرنا یا قریب کے پانی کو
بھول جانے کے سبب سے یا اسپر انبوہ کثیر ہونے کی جہت سے یا قریب کا کنوان چھوڑکر
دوسرے پانی پر جانا بنا کا مانع نہین اسلیے کہ کنوئین سے پانی نکالنا مانع بنا ہے
مذہب مختار پر اور خلیفہ کرنے کا اور بنا کا منع کرنے والا ہے بے عذر توقف کرنا
بمقدار ادائے رکن کے اگرچہ قصد رکن کے ادا کا نہ کیا ہو بعد پیش ہونے حدث کے
مگر عذر کی جہت سے توقف کرنا منع کرنے والا نہین جیسے نیند یا نکسیر کے باعث سے
مثلاً توقف کرنا اور جبتک درست ہوا امام کو بنا کرنا بسبب نہ پائے جانے مانع بنا کے
تو بقدر ادائے رکن کے بے توقف کیے ہوئے وضو کرے ساتھ ہر سنت کے وضو کی
سنتون سے اور بنا کرے اُس نماز پر جو پڑھ چکا ہے اور اُسے تمام کرے اُسی جگہ جہان
وضو کیا ہے اور وہان تمام کرنا بہتر ہے یا پھیر آوے اپنی جگہ پر مثل منفرد کے وہ کہ خلیفہ

نماز سے فارغ نہوا ہو تو امام جس جگہ نماز پڑھتا ہو یا اُسکے قریب جہان سے اقتدا درست ہے
چلا جانا واجب ہے بشرطیکہ امام مین اور اُسکے خلیفہ مین کوئی آڑ مانع اقتدا ہو جیسے
مقتدی کہ اگر اُسکو حدث ہو تو وضو کرکے اپنی جگہ مین چلا جانا واجب ہے بشرطیکہ
اُسمین اور امام مین مانع اقتدا ہو ورنہ وضو کی جگہ سے بھی اقتدا کر سکتا ہے اور اگر
نمازی دانستہ کوئی کام مخالف نماز کے کرے بعد اپنے بیٹھنے کے بقدر التشہد کے
قعدۂ اخیرہ مین اگرچہ بعد سبقِ وضو ہو جانے کے وہ کام کیا ہو تو اُسکی نماز صحیح ہو گی
بسبب پورا ہو جانے فرضون کے ہان یہ نماز اعادہ کی جائیگی بسبب چھوٹنے
سلام واجب کے اور اگر قعدۂ اخیرہ مین بقدر تشہد بیٹھنے کے پیشتر وہ عمل
مخالف نماز بے اختیاری سے پایا جائے تو نماز باطل ہو گی اور اگر بعد بیٹھنے
مقدار تشہد کے کوئی فعل مخالف نماز بے اختیار پایا گیا تو نماز باطل ہو گی
ان مسائل مین امام صاحب کے نزدیک اور صحیح ہو گی صاحبین کے نزدیک اور ترجیح دی ہے
کمال نے صاحبین کے قول کو اور شرح منیۃ المصلی مین ہے کہ ظاہر تر قول صاحبین کا ہے
پس ان مسائل کا پہلا مسئلہ یہ ہے کہ اگر بسبب نہ ملنے پانی کے یا نہ استعمال کر سکنے کے
تیمم کرکے نماز پڑھی اور قعدۂ اخیرہ مین تشہد کے بعد پانی نظر آیا یا اُسکے استعمال پر
قادر ہو گیا تو نماز باطل ہو گی امام رحمہ اللہ کے نزدیک اور صحیح ہو گی صاحبین کے
نزدیک اور نمازی کے مسح کی مدت کا گذرنا جسوقت مین کہ پانی پاتا ہے اور بسبب
سردی کے پانون کے ضرر کا نہ خوف ہو اور سکھنا اُسی کا ہے آیہ کو اور پانا سینہ کا
ایسے لباس کو جس سے نماز درست ہے اور نکالنا مسح کرنے والے کا اپنا ایک موزہ کو
عمل قلیل سے مثلاً موزہ ڈھیلا تھا ادنیٰ حرکت کے ساتھ پانون سے نکل گیا

پس اگر عمل کثیر سے نکلیگا تو نماز پوری ہو جائیگی باتفاق امام اور صاحبین کے اور
قادر ہونا اشارہ سے پڑھنے والے کا رکوع اور سجدہ پر اور یاد ہونا نماز قضا کا اپنے ذمہ
اگر منفرد یا امام ہو یا اپنے امام کے ذمہ اگر مقتدی ہو حالانکہ جسکے ذمہ نماز قضا ہے
وہ صاحب ترتیب ہو اور وقت وسیع اور آفتاب کا نکلنا فجر کی نماز مین بعد تشہد کے
اور وقت عصر کا داخل ہونا جمعہ کی نماز مین اس طرح کہ امام قعدہ مین بیٹھا رہا یہانتک
کہ سایہ دو مثل ہو گیا اور گر جانا جبیرہ کا صحت کے بعد اور جبیرہ وہ تیلیان ہین
جنسے ٹوٹے عضو کو باندھتے ہین اور نماز جب باطل ہوتی ہے تو اصل سے باطل ہو جاتی ہے
مگر پانچ صورتون مین نفل ہو جاتی ہے یعنی اس صورت مین کہ فائتہ نماز یاد کرے
یا نماز پڑھنے کی حالت مین وقت نکل جائے یا اشارہ سے پڑھنے والا قادر ہو جاوے
رکوع اور سجدہ پر لیکن اگر باوضو مقتدی نے تیمم والے کے پیچھے نماز پڑھی اور قعدۂ
اخیرہ مین بقدر تشہد کے بعد امام پانی پر اور اسکے استعمال پر قادر ہو گیا تو اسکی نماز
نفل ہو جائیگی اور تیمم سے امامت کرنے والے امام کی نماز باطل ہو جائیگی اور اگر
لاحق خلیفہ کیا جائے تو اسکو چاہیے کہ لوگون کو اشارہ سے منع کرے کہ میری متابعت
نکرنا جبتک مین فوت ہوئی نماز کو نہ پڑھ چکون پھر اول اسی کو پڑھے اسکے بعد
جہان سے امام کی نماز باقی ہو اسکو پڑھائے اسمین مقتدی اسکی متابعت کرین
فارغ ہونے تک اور اگر مسافر نے مقیم کو خلیفہ کیا اور مقتدی مسافر اور مقیم ملے جلے ہون
تو اسکو چاہیے کہ دو رکعتون کے بعد کسی مسافر کو خلیفہ کرے کہ وہ سلام پھیر دے
پھر مقیم مقتدی دو رکعتین باقی اکیلا اکیلے بدون قرأت کے پڑھ لین اور اگر مسبوق کو
خلیفہ کیا اور دوسرے مقتدی نماز امام کی مقدار نہ جانتے ہون مثلاً سب مسبوق ہون

تو خلیفہ ایک رکعت پڑھکے بیٹھے پھر کھڑا ہوکے اپنی باقی نماز پڑھ لے اور مقتدی باقی
باقی میں متابعت کریں بلکہ اُسکے فارغ ہونے تک صبر کریں جب وہ سلام پھیر چکے
اُسوقت اپنی اپنی باقی نماز تنہا پڑھ لیں اور اگر خلیفہ مسبوق ہو دو رکعتوں سے تو بھی
دونوں قعدے اُسپر فرض ہونگے یعنی ایک قعدہ امام کی نیابت کا اور دوسرا خود اُسکا
قعدہ اخیرہ اور اگر امام نے اشارہ کیا مسبوق کو کہ میں نے پہلے دوگانہ میں قرأت
نہیں پڑھی تو پچھلی رکعتوں میں اُسپر قرأت فرض ہوگی پھر جب مسبوق امام کی
نماز تمام کر چکے تب مدرک کو یعنی اُس شخص کو خلیفہ کرے جو تحریمہ سے شریک تھا
کہ وہ سلام پھیرے اور اپنی تمام کرے امام کی نماز کے سلام پھیرنے کے لیے اگر کوئی
خلیفہ کیا ہو اور اگر مسبوق وہ حرکت کرے جو مخالف نماز ہو مثلاً ہنسنا
تو مسبوق کی نماز ٹوٹ جائیگی لیکن اُن مقتدیوں کی نماز نہ ٹوٹیگی جنکے ارکان نماز
پورے ہوگئے ہوں اور اسی طرح ٹوٹ جائیگی نماز امام اول سے پیشتر کی اگر وہ نماز سے
فارغ ہوا ہے صحیح نہ تعلیل میں اور قعدہ اخیرہ میں قدر تشہد کے بعد امام کے قہقہہ یا قصداً
حدث کرنے سے مسبوق کی نماز ٹوٹ جاتی ہے مگر جب مسبوق اپنی نماز پڑھنے میں مشغول
ہوکے ایک رکعت کا سجدہ کر چکا تو اب اگر امام کوئی حرکت بے وضو ہونیکی قصداً کریگا
تو نماز مسبوق نہ ٹوٹیگی اور قعدہ اخیرہ میں قدر تشہد کے بعد اگر امام نے کلام کیا
یا مسجد سے نکل گیا تو نماز مسبوق بالاتفاق نہیں ٹوٹتی اور اس صورت میں
جن مقتدیوں کے ارکان نماز پورے ہوگئے ہوں اُنپر واجب ہے کہ سلام پھیرے
لیکن قعدہ اخیرہ میں قدر تشہد کے بعد امام کے قہقہہ کرنے سے یا قصداً حدث کرنے سے
جو مفسد نماز ہے مقتدی مذکور کی نماز تمام ہوجاتی ہے اور سلام پھیرنا واجب نہیں ہوتا

نہ مقتدی پر نہ امام پر اور قعدہ اخیرہ میں بعد قدر تشہد کے اگر امام نے قہقہہ یا دانستہ حدث کیا
تو لاحق کی نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اگر نمازی بے وضو ہو گیا اپنے رکوع یا سجدہ میں
تو وضو کرکے نماز سابق پر بنا کرے اور بنا میں اس رکوع یا سجدہ کو پھیر کر دے
جسمیں حدث ہوا لیکن وضو ٹوٹنے کے بعد اگر رکن کو ادا کرنے کے ارادے سے
سر اٹھایا ہو تو نماز ٹوٹ جائیگی پس اگر رکوع یا سجدہ میں بے وضو ہو گیا پس سر
اٹھایا تسبیح یا تکبیر کہتا ہوا تو نماز ٹوٹ جائیگی اور مجرد اٹھانا بے تسبیح یا بے تکبیر کے
یا بے نیت ادا کے مفسد نماز نہیں اور اگر اپنے رکوع یا سجدہ میں یاد کیا کہ ایک
سجدہ نماز کا یا تلاوت کا ترک ہوا ہے اور رکوع سے بدون سر اٹھانے کے جھکا پڑا
یا سجدہ سے سر اٹھایا اور چھوٹے ہوئے سجدہ کو یاد کرکے کر لیا تو مستحب ہے کہ اس رکوع
اور سجدہ کو دوبارہ کرے جس میں یاد کیا تھا اور سجدہ سہو کرے اور اگر چھوٹے ہوئے
سجدہ کو تاخیر کرے آخر نماز تک تو صرف اسی سجدہ کو قضا کرے اور سجدہ سہو کرے
اور اگر کوئی شخص صرف ایک مقتدی کا امام ہو پھر امام بے وضو ہو کے مسجد سے
باہر ہوا تو متعین ہوگا مقتدی واسطے امامت کے بدون نیت کے اگر صلاحیت
امامت کی رکھتا ہو اور اگر مسجد سے خارج نہ ہوگا تو وہ اپنی امامت پر قائم رہیگا
مقتدی امام نہ ہو جائیگا اور اگر مقتدی میں صلاحیت امامت کی نہ ہو گی مثلاً
مقتدی لڑکا ہوگا تو اس مقتدی کی نماز ٹوٹ جائیگی بالاتفاق اور امام کی
نماز نہ ٹوٹیگی صحیح تر قول کے موجب اگر امام نے اسکو تشہد اخیر کے پہلے خلیفہ کیا
یا اگر کیا تو امام اور خلیفہ دونوں کی نماز باطل ہوگی بالاتفاق اور اگر قعدہ میں قدر تشہد کے
بعد خلیفہ کریگا تو امام کی نماز نہ ٹوٹیگی اور اگر ایک شخص دوسرے کا امام ہوا اور دونوں

سجدۂ سہو کرنے سے پہلے مسجد سے نکل گئے اور اگر مقتدی کو اثنائے سجدہ سہو مین شک ہو تو امام کی نماز پوری ہو جاتی ہے لیکن مقتدی کی نماز ٹوٹ جائیگی اور اگر نمازی کو تکبیر تحریمہ بھی یاد ہو تو اسکے بعد نیت نمازکا توقف کرنا بغیر شروع کرنے کے مکروہ تحریمی ہے

باب اُن امور کے بیان مین جو نماز کو توڑتے ہین اور جو مکروہ ہین

توڑتا ہو نماز کو آواز ظاہر کر کے کلام کرنا مطلقاً بقدر تشہد بیٹھنے کے قبل کلام اگرچہ سونے کی حالت مین کیا ہو یہی مختار ہے یا نسیان سے یعنی نماز مین اپنا ہونا بھول گیا ہو یا جاہل ہو یعنی اسکو معلوم نہ تھا کہ کلام سے نماز ٹوٹ جاتی ہے یا خطا سے یعنی چوک کے کلام کیا ہو یعنی قصد قرات یا ذکر کا تھا بجاے اسکے کلام صادر ہوا یا اکراہاً یعنی اُس سے کسی نے بجبر کلام کرایا ہو بقدر تشہد بیٹھنے کے قبل اور کلام تلفظ کرنا ہے صحیح دو حرفون کا یا اُس ایک حرف کا جس سے مطلب سمجھا جا مثلاً ع بمعنی حفاظت کر اور ق بمعنی بچا تو اور بے معنی کا بولنا کلام مین داخل نہین پس مفسد نماز نہین مگر مکروہ ہے اور کلام دانستہ اور سہو سے کرنا یکسان ہے پہلے بیٹھنے مقدار تشہد کے کیونکہ بعد قعود کے مطلقاً مفسد نہین اور کسی آدمی پر سہو بھی تحیت کا سلام کرنا گو لفظ علیکم نکہا ہو گو کوئی شخص موجود نہ تھا اور کیا مثلاً قعدۂ اول مین نماز تمام ہونے کے گمان سے تو سہواً مفسد نماز نہین بلکہ مفسد ہے لیکن نماز جنازہ مین سہواً سلام کرنا معاف ہے اور سلام کا زبان سے جواب دینا گو سہواً ہو اور نہین توڑتا نماز کو ہاتھ سے سلام کا جواب دینا بلکہ مکروہ ہو مذہب معتمد پر ہان اگر مصافحہ کرے سلام کی نیت سے تو فقہا نے کہا کہ نماز ٹوٹ جاتی ہے غالباً اسوجہ سے کہ مصافحہ فعل کثیر ہے اور جس چیز سے نمازی نے قصد کیا ہو جواب دینے کا یا قصد کیا جاے اُس سے خطاب کا وہ مفسد نماز ہے اور رکھ پکارنا اگر

دو حرف یا زیادہ پیدا ہوں اور غرض صحیح نہو اور بدون حرف کے بے عذر مکروہ ہے
پس اگر اپنی آواز کی درستی کے لیے کھکارے یا اسلیے کہ امام کو ہدایت ہو جائے کہ
غلطی کو چھوڑ کے صواب اختیار کرے یا کھکارنے سے یہ بتلانا منظور ہو کہ میں
نماز میں ہوں تو ان صورتوں میں نہ فساد ہے نہ کراہت تا سبب صحیح ہیں اور دعا کرنی
جو قرآن و سنت میں نہو اور مخلوق سے طلب کرنا محال نہو اور یہ مسئلہ فصل صفت
نماز میں مذکور ہوا اور مصیبت یا درد میں یا درد ضبط ہو سکنے کے بلند آواز سے
اُہ یا آہ یا اُف یا تف کرنا یا حروف آمیز آواز سے رونا مگر جو شخص اپنے نفس کو آہ
کرنے سے نہیں روک سکتا اُسکے لیے مفسد نہیں اور بسبب ذکر جنت یا دوزخ کے
آہ وغیرہ مفسد نہیں اور اپنے امام کے سوا اور شخص کو تعلیم کے قصد سے ایک مرتبہ بھی
فتح یعنی لقمہ دینا اور اپنے مقتدی کے سوا اور کسی کا لقمہ تعلیم کے قصد سے
دیا ہوا لینا لیکن اپنے امام کو لقمہ دینا مفسد نماز نہیں مطلقًا یعنی نہ دینے والے کی
نماز کا مفسد ہے نہ لینے والے کی نماز کا ہر حال میں ہاں اگر کسی نماز پڑھنے والے سے
لقمہ کو مقتدی نے سنکر اپنے امام کو بتایا اور امام نے اُسے لے لیا تو سبکی نماز
ٹوٹ جائیگی اور لقمہ دینے والا مقتدی نیت بتلانے کی کرے قرأت کی نیت نہ کرے
اور مقتدی کے حق میں فورًا لقمہ دینا مکروہ ہے بلکہ توقف کرے تاکہ امام دوبارہ پڑھکے
خود سنبھل جائے اسی طرح امام کے حق میں مکروہ ہے قرأت میں اتنا رکنا اور اُلجھنا
کہ مقتدی کو بتانا ہی پڑے بلکہ اُسکو چاہیے کہ متشابہ کو چھوڑکر دوسری آیہ
پڑھنے لگے جسکے ملانے سے معنی نہ بگڑتے ہوں یا دوسری سورہ شروع کر دے
یا اگر قرأت بقدر واجب پڑھ چکا ہو تو رکوع کر دے اور مکتوب کو دیکھکے قرآن کی

ایک آیہ پڑھنی مفسد نماز ہو اسلیے کہ اسطرح پڑھنا تعلم ہو گویا قرآن سکھاتا جاتا ہو اور
نمازی سیکھتا ہو اور تعلم و تعلیم نماز کی مفسد ہو لیکن اگر حافظ ہو اُسکا جسکو دیکھے
بدون مکتوب اُٹھائے پڑھا تو نماز کا مفسد نہوگا اور صاحبین یعنی امام ابو یوسف
اور امام محمد کے نزدیک دیکھکے پڑھنا جائز ہو کراہت کے ساتھ بسبب مشابہت
اہل کتاب کے کہ وہ بھی نماز مین توریت اور انجیل دیکھکے پڑھتے ہین یعنی اگر نمازی قصد
تشبہ کا کریگا تو کراہت ہوگی کیونکہ مشابہ ہونا اہل کتاب سے ہر چیز مین مکروہ نہین
مثلاً کھانا اور پینا اور دوسری ضروریات بدنی مسلمان اور اہل کتاب مین یکسان ہین یا
تو مشابہت سے کچھ حرج نہین بلکہ بُری بات مین اور اُس چیز مین مشابہت مکروہ ہو
جس سے قصد مشابہ ہونیکا کیا جائے اور سہواً بھی کوئی چیز دانتون کے باہر کی لیکے
کھائی اگرچہ بقدر تل کے ہو اور کھائی ہوئی چیز کا فضلہ جو دانتون مین باقی ہو اُسے کھایا پیا
اگر بقدر چنے کے ہو اور اُس سے کم مفسد نہین بشرطیکہ بے چبائے اُسے نگل جائے
اور پھر دو تین بار چبانا لیکن کسی چیز کا صرف منہ مفسد نماز نہین اور وہ عمل کثیر کرنا
جو اعمال نماز سے نہو اور نہ اُسکی اصلاح کے لیے ہو اور نہ کوئی عذر ہو اور عمل کثیر کی
تعریف مین صحیح تر قول یہ ہو کہ اُسکا کرنے والا دیکھنے والے کی نظر مین بہ ظن غالب
معلوم ہو کہ نماز نہین پڑھتا پس رکوع کرنے کے وقت اور اُس سے سر اُٹھانے کے
وقت اور وقت ہاتھ باندھنے کے تیسری رکعت کے لیے رفع یدین یعنی دونون ہاتھون کا
اُٹھانا مفسد نماز نہین مذہب قوی کے موجب اور روایت فساد مخالف ہو روایت
اور درایت کے بلکہ محققین لکھتے ہین کہ رفع یدین سنت غیر مؤکدہ ہو ثواب پاویگا
کرنے والا اُسکا موافق اپنے کیے کے اور ملامت نہ کیا جاویگا ترک کرنے والا اُسکا

تو عمر بھر نہ کرے اور اولی یہ کہ جب صحیح ثابت ہوا شارع علیہ السلام سے کرنا دو عملوں کا
دو وقتوں مین تو جب تک نسخ ثابت نہو عمل کرے کنت ایکدفعہ اسپر اور ایکدفعہ اسپر
میزان شعرانی اور منسوخ ہونے مین کسی کے قول پر اعتماد نہ کیا جاوے جب تک نقل صحیح
اور معارضہ صریح نہ معلوم ہو کیونکہ نسخ مین ایک حکم کا ترک اور دوسرے کا ثابت کرنا ہوتا ہے
پس اس امر مین اعتماد نقل اور تاریخ پر ہو سو اہل علم کو چاہیے کہ جہان تک ہو سکے
حضرت صلعم کے اقوال اور افعال اور عادات متنوعہ یعنی طرح طرح مین مطابقت دین
جب دو امرون مین کسی طرح موافقت نہو سکے تو پایا کہ جسکا زمانہ آخر ہے ناسخ اور
دوسرے کو جسکا زمانہ اول ہے منسوخ جانین تفسیر اتقان مطبوعہ لاہور صفحہ ۲۵۳
اور حافظ ابوبکر حازمی فرماتے ہین کہ در صورت جمع نہو سکنے کے حکم منسوخ ہونیکا
جلد نہ کرنا چاہیے کیونکہ شاید وجہ تطبیق ہماری سمجھ مین نہ آئی ہو اور حقیقت مین یا اور
کسی کی سمجھ مین آئی ہو اور شامی کے باب امامت مین شافعی وغیرہ مثل اسکے
ساتھ اقتدا کے ذکر مین مذکور ہے کہ وہ باتین جو مفسد نماز ہین یہ ہین فصد اور حجامت
یعنی پچھنے سے خون نکالنے کے بعد یا قے یا نکسیر کے بعد بدون وضوء جدید کے
نماز پڑھنی اور مثل اُنکے سو ذکر اسکا باب امامت مین گذرا اور جو باتین ایک کے نزدیک
سنت اور دوسرے کے نزدیک مکروہ یعنی مفسد نماز نہین مثلاً آمین یا بسملہ کہنا
بلند یا پست آواز سے یا ہاتھون کو پھیلانا قنوت مین یا انتقالات مین رفع یدین وغیرہ
انکی رعایت امام پر واجب نہین یعنی ایسی باتین اگر امام کرتا بھی ہو تو اُسکے پیچھے
نماز جائز ہے بلکہ اکیلے پڑھنے سے اُسی کی اور اگر پاے تو موافق کی اقتدا افضل ہو
اور بعضون نے روایت مکحول کی دست آویز سے کہا ہے کہ رفع یدین سے نماز فاسد ہو جاتی ہے

اسلیے رفع یدین کرنے والے کے پیچھے نماز جائز نہین اسکو محقق حنفیہ نے رد کیا ہے
جیسے کہ قریب اوپر گذرا اور مقتدی کی قرات سے نماز فاسد نہین ہوتی لیکن مکروہ ہوگی
اور نماز صحیح ہوگی صحیح تر قول مین درمختار کے قرات کے احکام مین مذکور ہے اور ایک
مسجد مین کئی متعدد جماعتون مین اگر پہلی جماعت مثلاً شافعی کی ہو تو اُنہی کی اقتدا
افضل ہے بلکہ تاخیر مکروہ ہے کیونکہ تکرار جماعت ایک مسجد مین مکروہ ہے ہمارے نزدیک قول
معتمد پر مگر جب ہو جماعت اولی غیر اہل اُس مسجد کے یا ادا کیجائے جماعت بروجہ کراہت کے
تو کراہت نہین اور حالت جماعت شافعی مین مثلاً شغل کرنا نماز سنتون کے ساتھ
انتظار مین مثلاً حنفی کے ممنوع اور اُسکے لیے بیٹھا رہنا مکروہ ہے اور بے عذر قبلہ کی
طرف سے سینہ پھیرنا پس اگر نمازی نے اپنا بے وضو ہونا گمان کر کے قبلہ کی طرف سے
سینہ پھیرا پھر جانا کہ حدث نہین ہے پس اگر یہ علم مسجد سے نکلنے کے پیشتر ہوا تو نماز
نہ ٹوٹیگی و گر بعد نکلنے کے ہوگا تو ٹوٹ جایگی بسبب مختلف ہو جانے مکان نماز کے
اور قہقہہ سے اور ضحک یعنی اُس ہنسنے سے کہ دوسرا یا صرف آپ سُنے کوئی نماز ہو
ٹوٹ جاتی ہے لیکن نابالغ کی صرف رکوع والی نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اگر نمازی نے
کسی فرض کو ترک کیا مثلاً اُسکی برہنگی بقدر ربع عضو کے کہ نماز کی منع کرنے والی ہے
کھل گئی پس اگر حقیقت مین اُسنے اس حال مین کوئی رکن ادا کر لیا تب تو ابی یوسف
اور محمد کے نزدیک نماز ٹوٹ جایگی و اگر ادا نہین کیا مگر اس حالت مین سقدر زمانہ گذرا
کہ ادا کر سکتا تھا تو ابی یوسف کے نزدیک نماز ٹوٹ جایگی یہی مختار ہے اور جس چیز کے
نیچے کی نجاست اوپر کی جانب سرایت نہ کرے اُسکے اوپر نماز درست ہے اور مفسد ہے
نماز پڑھنی بالکل سوزن کار دُہرے کپڑے پر جسکا استر نجس ہو بخلاف بدون سیا ہوا

یا گرد سیا ہوا ہو مہرے کپڑے کے اور بخلاف سیے ہوئے کپڑے کے نجاست پر اگر ہو
یا نگ نجاست کا معلوم ہو اور اگر نمازی قبلہ کی طرف منھ کیے ہوئے بقدر ایک صف کے
چلا پھر ٹھہرا بقدر ایک رکن کے پھر چلا اور ٹھہرا اُسی قدر اور اسی طرح چلا گیا تو نماز نہ ٹوٹیگی
اگرچہ بہت دفعہ چلا اور ٹھہرا ہو جب تک کہ مکان مختلف نہو گا یعنی اگر مسجد سے اور
صحرا میں صفوں سے باہر ہوا ہو گا و اگر باہر ہو گیا تو ٹوٹ جائیگی جیسے ایک ہی دفعہ میں
بقدر دو صفوں کے چلنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور حالت جہاد میں بہت چلنا اور
جگہ مختلف ہو جانے سے بھی نماز نہیں ٹوٹتی اور مرتد ہو جانے سے یعنی نیت یا اعتقاد
کفر کرنے سے اور مر جانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے پس اگر بعد قعدہ اخیرہ کے امام مر گیا
تو نماز مقتدیوں کی باطل ہو گئی سر نو سے پڑھی جائے اور عمل مفسد میں نمازی کا
اختیار ہونا شرط نہیں مثلاً عورت نماز پڑھتی ہے اور مرد نے اُسکو شہوت سے چھوا
یا بدون شہوت کے بوسہ دیا تو بسبب پائے جانے دواعی جماع کے عورت کے
ساتھ نماز ٹوٹ جائیگی و اگر مرد نماز پڑھتا ہے اور عورت نے بوسہ دیا تو عورت فاعل
جماع کی نہیں ہے اسکی طرف سے دواعی جماع کا پایا جانا داخل جماع نہیں جب تک مرد کو
شہوت نہو اور ہر حدث مفسد نماز ہے اگر عمداً ہو اور مفسد نماز ہے کسی رکن کو چھوڑنا
بدون عذر کے مثلاً ایک سجدہ چھوڑ دیا اور سلام پھیرنے تک اُسکو ادا نہ کیا اور مفسد
نماز ہے چھوڑنا کسی شرط کا بدون عذر کے اور مفسد نماز ہے پہلے کر لینا مقتدی کا کسی
رکن کو جسمیں اسکا امام شریک نہوا ہو مثلاً اگر مقتدی نے امام سے پیشتر رکوع کیا
اور امام کے رکوع سے پیشتر اپنا سر اٹھا لیا اور پھر اُس رکوع کو امام کے ساتھ یا اُسکے بعد
دوبارہ نہ کیا تو مقتدی کی نماز نہوگی اور اگر مسبوق اپنی نماز فائتہ ادا کرنے کو کھڑا ہو گیا

تو جب تک اُس رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو امام کی سجدۂ سہو میں متابعت کرنی ضرور ہے
وگر سجدہ کر لیا تو اقتدا کرنی مفسد نماز ہے اور مفسد نماز ہو دوبارہ نہ کرنا نمازی کا قعدۂ
اخیرہ کو بعد ادا کرنے سجدۂ صلبی یعنی بھولا ہوا سجدۂ نماز یا سجدۂ تلاوت کے جو یاد آیا ہو
بعد قعدہ کے اور دوبارہ نہ کرنا نمازی کا اُس رکن کو جسکو سونے کی حالت میں ادا کیا
اور قرآن کو عمداً غلط پڑھنا یا مفسد نماز ہے اگر معنی بدل جائیں وگر معنی نہ بدلیں
یا بے اختیار زبان سے نکل جائے یا تمیز حروف نہ کر سکتا ہو تو مفسد نماز نہیں گو
معنی بدل جائیں اور مفسد نماز نہیں دیکھنا نمازی کا لکھی ہوئی چیز کو اور سمجھنا گو ہرگز
سمجھا ہو ہر چند یہ سمجھنا مکروہ ہے اور نہیں ٹوٹتا نماز کو نمازی کے سامنے گذرنا
کسی گذرنے والے کا صحیح تر قول میں اگرچہ عورت ہو یا کتا جنگل میں یا بڑی مسجد میں
نمازی کی جاے قیام سے اُس جگہ تک میں جہاں تک خشوع کے ساتھ نماز پڑھنے کی
حالت میں گذرنے والا نظر پڑے اور مفسد نماز نہیں گذرنا گذرنے والے کا سامنے
نمازی کے اُسکی جاے قیام سے جانب قبلہ کی دیوار تک گھر میں اور چھوٹی مسجد میں یا
گھر اور چھوٹی مسجد مثل ایک مکان کے ہے اسی سبب سے اُسکے اندر امام اور
مقتدیوں میں بقدر دو صفوں کے فاصلہ ہونا مانع اقتدا نہیں اور جنگل اور
بڑی مسجد میں اسقدر فاصلہ اقتدا کا مانع ہوتا ہے اور مفسد نماز نہیں گذرنا گذرنے
والے کا دُکان کے نیچے نمازی کے سامنے جبکہ وہ دُکان پر نماز پڑھتا ہو بشرط
برابر آجانے بعض اعضا گذرنے والے کے بعض اعضاے نمازی سے اور یہی حکم
نہ ٹوٹنے نماز کا ہے چھت اور تخت اور ہر اونچی چیز کا جسکی بلندی گذرنے والے کے
قد سے کم ہو اور قول ضعیف یہ ہے کہ بقدر اُس ستر ہے یعنی ایک ہاتھ سے کم ہو جیسا

غرر الاذکار میں ہے اور بحر الرائق میں اس قول ضعیف کو غلط کہا ہے اسکی توجیہ یہ ہے کہ اگر ... سترہ کا اعتبار ہوتا تو سوار کا نکلنا نمازی کے سامنے مکروہ ہوتا کیونکہ وہ تو غالبا ہاتھ سے اونچا ہی ہوتا ہے اور دوسری طرف رستہ ہوتے ہوئے گذرنے والا گنہگار ہوتا ہے اگر گذرے بدون سترہ کے اگرچہ وہ سترہ ایسا ہو کہ سجدہ کرنے کے وقت ہٹ جاتا ہو اور قیام کے وقت پھر سترہ ہو جاتا ہو اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اعتبار سترہ کا قیام کی حالت میں ہے اور اگر صف میں کوئی جگہ خالی ہو تو نماز میں آنے والے کو جائز ہے کہ جس شخص نے اس جگہ کو بند نہیں کیا اسکی گردن کو پھلانگ کے چلا جائے کیونکہ اسنے اپنی عزت آپ کھو دی تو خبردار ہو جا یعنی اسکے سامنے گذرنا گناہ نہیں شامی نے کہا کہ اگر ایک شخص نمازی کے سامنے گذرا چاہتا ہے اور اسکے ساتھ کوئی چیز قابل سترہ کے ہے تو اسکو نمازی کے سامنے رکھ دے اور دوسری طرف جا کے اسکو اٹھالے اور اگر دو شخص ہوں تو ایک نمازی کے سامنے کھڑا ہو جائے دوسرا اسکی آڑ سے نکل جائے پھر اسی طرح کریں اور لوگ بھی اور اگر سوار اتر کے دابہ کو سترہ کر کے گذر جائے تو گنہگار نہ ہوگا پس ایک طرف سے نمازی کے سامنے کھڑا ہو جانا یا ہاتھ بڑھا کے اسکے سامنے سے چیز اٹھا لینی موجب گناہ نہیں اور نصب کرے سترہ کو امام بطور استحباب کے اور اسی طرح تنہا نماز پڑھنے والا جنگل اور بڑی مسجد میں نصب کرے سترہ مقدار ایک ہاتھ کے لمبائی میں اور موٹائی کا کچھ اعتبار نہیں مقابل ایک ابرو کے اور داہنے ابرو کے مقابل نصب کرنا بہتر ہے اور فاصلہ درمیان نمازی اور سترہ کے تین ہاتھ سے زیادہ نہ ہو اور کفایت نہیں کرتا رکھ دینا سترہ کا زمین پر اور نہ کافی ہے خط کھینچنا بجائے سترہ کے اور بعض فقہا نے کہا کہ اگر سترہ پاس نہ ہو تو خط کھینچنا

کافی ہو تیس خط کھینچے طول مین یعنی سیدھا اور بعض نے کہا کہ مثل محراب کے یعنی بشکل کمان کھینچے فتح القدیر مین درصورت نہونے سترہ کے خط کھینچے پر یقین کیا ہو اور کہا ہو کہ اتباع سنت بہرحال بہتر ہو علاوہ اسکے خط کچھ تھوڑا نظر آتا ہو تو کافی ہوگا اور یہ فعل امام محمد سے مروی ہو اس سے یہ نکلتا ہو کہ اگر کتاب یا کپڑا اپنے سامنے رکھ لیگا تب بھی سترہ ہو جائیگا اور اگر نمازی کے آگے سترہ نہو یا ہو لیکن وہ سترہ کے اندر گذرتا ہو تو سبحان اللہ کہنے یا پکار کے پڑھنے سے یا ہاتھ یا آنکھ یا سر کے اشارہ سے ہٹنے کے لیے آگاہ کر دینے کی رخصت ہو اور سبحان اللہ اور اشارہ دونون کو جمع کرنا مکروہ ہو اور عورت گذرنے والے کے ہٹانے کے لیے داہنے ہاتھ کی انگلیون کے باطن کو بائین کی پشت پہ مارے اور اگر مرد نے بائین ہاتھ کی پشت پر داہنا ہاتھ مارا یا عورت نے سبحان اللہ کہدیا تو نماز نہ ٹوٹیگی لیکن دونون نے طریق مسنون کو ترک کیا اور کافی ہو سترہ امام کا کل مقتدیون کے لیے **فصل مکروہات نماز** کے بدون عذر کے دوپٹہ یا رومال یا اور کوئی کپڑا یا بدون معمولی پہننے کے قبا سر یا دونون شانون پر ڈال کے لٹکانا پس اگر ایک شانہ پر سے لٹکائے یا عذر ہو تو مکروہ نہین اور آستین چڑھا کے یا دامن اٹھا کے نماز پڑھنی اور آستین چڑھا کے نماز شروع کرنے مین یہ صورت بھی داخل ہو کہ آستین اور کام کے لیے چڑھائی تھی اور رکعت ملنے کے لیے جلدی مین نہ اتاری جماعت مین شریک ہو گیا تو افضل یہ ہو کہ فعل قلیل سے آستین نماز کے اندر اتار لے اور بے فائدہ جسم یا کپڑے سے عبث کرنا اگر فعل قلیل ہو اور قمیص کے ہوتے ہوئے صرف پاجامہ پہن کے نماز پڑھنی اور دوسرے کپڑے ہوتے ہوئے ان کپڑون کو پہن کے نماز پڑھنی جنکو پہن کر دوسرون کے پاس نہ جاوے اور بسبب

نہین آتا ثبوت کراہت کا بلکہ آسکا قائل خلاف اولی و مستحب ہونے کا ہو ... اور جو غیر اقتصار سے کہا تو مکروہ نہین اور ثبوت کراہت کا لازم نہین آتا اسلیے کہ خلاف اولی وہ ہو جس مین صیغہ ممانعت کا نہو مثل ترک صلوۃ الضحی کے بخلاف مکروہ تنزیہی کے اور ظاہر ہو کہ خلاف اولی عام ہو پس کبھی مکروہ تنزیہی خلاف اولی ہوتا ہو اور کبھی نہین یعنی خلاف اولی مکروہ تنزیہی نہین ۱۲ شامی

سستی یا گرمی کے سبب سر برہنہ نماز پڑھنی اور کچھ مضائقہ نہیں سر کھلنے کا انکسار کے لیے
اور اگر عمامہ یا ٹوپی گر جائے تو اعادہ اسکا افضل ہے اگر اندیشہ کی یا عمل کثیر کی حاجت نہ ہو
مگر جس صورت میں کہ احتیاج ہو لپیٹنے یا عمل کثیر کی تو اعادہ افضل نہیں اور مرد کو
اپنے بال اسطرح باندھ کے نماز پڑھنی کہ سجدہ میں زمین پر نہ گرین اور بے عذر سجدہ کی وقت
صرف چہرہ پھیرنا اور بے حاجت دوسری طرف قصداً دیکھنا خلاف اولیٰ ہے اور نماز ہی کے
بیٹھنا مثل کتے کے یعنی دونوں سرین پر بیٹھنا اور زانووں کو کھڑا کر کے دونوں گھٹنے
چھاتی سے لگانا اور دونوں ہاتھ زمین پر رکھنا مکروہ تحریمی ہے اور دونوں پانوں کھڑے
کر کے انکی ایڑیوں پر بیٹھنا اور دونوں ہاتھ زمین پر رکھنے جو کہ خلاف نشست مسنون ہے
مکروہ تنزیہی ہے اور بول و براز کے یا دونوں میں سے ایک کے یا ہوا کے ضبط کرنے کے
ساتھ نماز پڑھنی اور ایک مرتبہ بھی سجدہ گاہ سے کنکریاں ہٹانی مگر سجدہ بدستور نہ کیے جا سکیں
اور اسکا ترک اولیٰ ہے و گر بقدر واجب کے پیشانی زمین پر رکھنی ممکن نہ ہو تو
ایک بار سے زیادہ بھی جائز ہے اور عمداً جماہی لینی گو نماز میں نہ ہو اور آنکھیں بند کرنی مگر
کمال خشوع کے لیے مکروہ نہیں اور امام کو دونوں قدم بے عذر محراب میں رکھ کے
کھڑے ہونا اور اگر قوم پستی میں اور ظاہر الروایۃ یہ کہ امام بقدر بلندی پر کھڑا ہو کہ اسمیں
اور قوم میں جدائی ہو جائے تو مکروہ تحریمی ہے و گر مقتدی بلندی پر اور امام پستی میں
کھڑا ہو تو مکروہ تنزیہی ہے یہ بھی ظاہر الروایۃ ہے اور صحیح تر ہے لیکن دونوں صورتوں میں
اگر عذر ہو یا چند مقتدی امام کے ساتھ کھڑے ہوں تو مضائقہ نہیں صحیح تر قول میں
ہر تنہا مقتدی کو بلندی پر کھڑا ہونا مکروہ ہے لیکن تبلیغ کے لیے مضائقہ نہیں اور
جماعت کی صف میں جگہ ہوتے ہوئے تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے و گر صف میں داخل ہونے کی جگہ

بنائے تو رکوع تک دوسرے کے آنے کا انتظار کرے اگر کوئی نہ آئے تو جس مقتدی کو گمان اس مسئلہ کے جاننے کا ہو اُسکو کھینچ لے وگر جانے کہ بسبب غلبہ جہل اس زمانہ کے وہ اپنی نماز توڑ دیگا تو امام کے محاذی میں پیچھے تنہا ہی کھڑا ہونا اولیٰ ہے اور مکروہ تحریمی ہے انگلیاں چٹکانی اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنی نماز میں ہے یا توابع نماز میں یعنی اگرچہ حالتِ انتظار نماز میں ہو یا جانے والا نماز کی طرف آور مکروہ نہیں نماز و توابع نماز کے باہر بسبب کسی حاجت کے اور ہاتھ کوکھے پر رکھنا مکروہ تحریمی ہے اور نماز کے باہر مکروہ تنزیہی ہے اور بدون عذر کے چار زانو بیٹھنا اگر نماز میں نہو تو مکروہ نہیں اور سجدہ میں مردوں کو کہنیوں سے انگلیوں کے سر تک ہاتھ بچھانے اور ہاتھ یا سر سے سلام کا جواب دینا اور کچھ مضائقہ نہیں نمازی کے جواب دینے میں اپنے سر اور ہاتھ سے مثلاً کسی نے نمازی سے پوچھا کتنی کتنی رکعتیں پڑھیں اور اُسنے ہاتھ سے دو رکعتوں کا اشارہ کر دیا مگر لفظ مضائقہ نہیں سے اشارہ ہوا کہ مکروہ تنزیہی ہے اور اگر کسی نے نمازی سے کہا کہ آگے بڑھ وہ آگے بڑھ گیا یا کوئی شخص صفوں میں داخل ہوا اور نمازی نے اُسے فوراً جگہ دی تو اُسکا حکم باب امامت میں گذرا اور کوئی چیز منہ میں رکھنی مکروہ ہے وگر قرأت مسنون کی مانع ہو تو مفسد ہے اور انگار بے شعلہ کے سامنے نماز پڑھنی اور مکروہ تحریمی ہے نماز پڑھنا نمازی کا کسی آدمی کے منہ کی طرف جیسے مکروہ ہے منہ کرنا نمازی کی طرف پس اگر منہ کرنا نمازی کی طرف سے ہوگا تو کراہت اُسپر ہوگی ورنہ اُس شخص پر جو نمازی کی طرف منہ کریگا گو منہ کرنے والا دور ہو اور نمازی میں اور اُسمیں کوئی آڑ نہ ہو اگر ہوگا تو کراہت نہیں مثلاً نمازی کا منہ دوسرے کے منہ کی طرف ہے مگر دونوں کے درمیان میں ایک اور شخص ہے جسکی پشت

نمازی کی طرف ہو اور مکروہ نہین نماز پڑھنی کسی کی پشت کی طرف وہ بیٹھا ہوا گو
باتین کرتا ہو مگر جس صورت مین کہ اُسکی باتون سے خوف بہک جانے کا ہو تو البتہ مکروہ ہو
اور تصویر ذی روح کی دونون پانون کے نیچے کے سوا اور بیٹھنے کی جگہ کے سوا ہے
جہان ہو وہان نماز پڑھنی اور اگر تصویر نمازی کے پیچھے ہو تو بھی ظاہر تر کراہت ہے
بشرطیکہ وہ تصویر اُن اعضا کے ساتھ ہو کہ بے اُنکے زندگی محال ہو اور اتنی بڑی ہو
کہ اگر زمین پر ہو تو حالت قیام مین تفصیل کے ساتھ اُسکے عضا معلوم ہون اور مکروہ نہین
نماز اُس بیٹھنے کی جگہ پر یعنی اُس فرش پر جسمین تصویرین ہون بشرطیکہ تصویرون پر
سجدہ نہ کرے بسبب اسوجہ کے کہ فرش پر تصویر کا ہونا اُسکی ذلت کا باعث ہے
اور چادر کو سر سے پانون تک اسطرح لپیٹنا مکروہ ہے کہ کہین سے ہاتھ باہر نہ نکلے اور
مکروہ ہے دوپٹہ یا پگڑی سر سے باندھنا اسطرح کہ بیچ مین سے سر کھلا رہے اور دونون مکروہ
تحریمی ہین اور ڈھاٹا باندھنا مکروہ تحریمی ہے اسطرح کہ ناک اور منہ ڈھک جاوے
کیونکہ آتش پرست آگ کی عبادت کے وقت ایسا ہی کرتے ہین اور زیور کی انس کے
ساتھ زینت بنانے کا حکم مثل کھنکارنے کے ہے اور اُسکی تفصیل گذر چکی اور مطلق
نماز مین انگلیون سے یا ہاتھ مین سبحہ لیکے تسبیح وغیرہ شمار کرنا مکروہ تنزیہی ہے لیکن حفظ
قلب کے ساتھ یا اُنگلیون کے سر دبا کے شمار کرنا مکروہ نہین اور بچھو کو اور سانپ کو
نماز مین قتل کرنا مکروہ نہین لیکن جسمین علامت جن کی ہو اُسے نہ مارنا اولی ہے اگر اُسکی
طرف سے ضرر پہونچنے کا وہم نہ ہو لیکن حلبی نے تصحیح نماز کے فاسد ہونے کی ہے در صورت
عمل کثیر کے اور قصداً چھینکنا اور بے عذر فعل قلیل کرنا اسکی حد یہ ہے کہ دیکھنے والا تردد کرے
کہ کام کرنے والا نماز مین ہے یا نہین اور ترک سنت موکدہ کا عجب نہین کہ مکروہ تحریمی ہو

اور ترک سنت غیر موکدہ کا مکروہ تنزیہی ہے اور ترک مستحب کا خلاف اولیٰ ہے اور خلاف اولیٰ
عام تر ہے پس کل مکروہ تنزیہی خلاف اولیٰ ہے اور خلاف اولیٰ مکروہ تنزیہی نہین اور بدون
حاجت نماز مین سجدہ کو اُٹھا لینا اگر حفاظت کرنے والا دوسرا شخص نہ ہو تو مکروہ نہین اور
سیدھے زمین اور اُسکے سوا عرصہ کعبہ کی طرف ایک پانون بھی پھیلانا بدون عذر اور
سہو کے مکروہ تنزیہی ہے اور مکروہ ہے قفل لگانا مسجد کے دروازہ مین مگر اسباب کے خوف سے
لگادیگا تو مکروہ نہین ہے یہ فتویٰ ہے اور خوف متاع کی صورت مین بھی اوقات نماز مین بند کرنا
مکروہ ہوگا اور مکروہ ہے صحبت کرنی مسجد کی چھت پر اور بول و براز کرنا اسلیے کہ وہ مسجد ہے
تحت الثریٰ سے آسمان کے سطح تک اور اگر مسجد کو رستہ بنا کے چلنے کی عادت کریگا
تو فاسق ہو جاویگا اور مکروہ ہے مسجد کے اندر لیجانا نجاست کا اور اس بنا پر متفرع ہوا
کہ مسجد کے اندر جائز نہین چراغ روشن کرنا نجس تیل سے اور نہ اُسکی استرکاری کرنی
نجس گارے سے اور نہ جائز نہین پیشاب کرنا اور نہ فصد لینی اگرچہ کسی ظرف مین پیشاب
اور خون لیا جاوے اور مکروہ تحریمی ہے داخل کرنا لڑکون اور مجنونون کا مسجد مین جبکہ
گمان ہو مسجد کے نجس کر دینے کا اور اگر ایسا نہ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے اور مکروہ نہین اشیاء
مذکورہ یعنی جماع اور بول و براز اُس گھر کی چھت پر جسمین نماز پڑھنے کی جگہ بنائی گئی ہو
بلکہ خود اُس جگہ مین یہ چیزین مکروہ نہین اسلیے کہ وہ مسجد شرعی نہین اور وہ مکان جو
نماز جنازہ یا عید کے لیے مقرر کیا جاوے سو وہ مسجد ہے اقتدا درست ہونے کے حق مین
اگرچہ صفون مین جدائی ہو اور اقتدا جائز ہونے کے سوا دوسری چیزون کے
حق مین مسجد نہین لیکن اُسمین بول و براز اور جماع درست نہ ہونا لائق ہے اگرچہ ہم اُسکو
مسجد نہ کہین کیونکہ بنا کرنے والے نے اسلیے نہین بنوایا پس حلال ہے داخل ہونا

عیدگاہ اور مکان جنازہ مین جنب اور حائض کو جیسے حلال ہے انکو داخل ہونا مسجد کے
فنا مین اور خانقاہ اور مدرسہ مین اور حوضون کی اور بازارون کی مسجدون مین اور شارع
عام کی مساجد مین اور زنانہ مسجد وہ مکان ہے جسکا وہ مسجد کے بیچ مین ہاتہ نہو اور مسجد
مدرسہ کی مسجد ہے کیونکہ نہیں منع کیے جاتے لوگ اسمین نماز سے اور اگر بند کردین تو ہوگی
جماعت اسکے اہل کی اور جس گھر کی مسجد مین منع کیے جاتے ہون لوگ نماز سے اگر وہ
گھر ایسا ہو کہ اگر اسے بند کر دین تو ہو جماعت اسکے اہل کی ایسی وہ مسجد جماعت ہے ثابت ہونگے
اسکے لیے احکام مسجد کے حرمت بیع اور دخول اور اگر وہ گھر ایسا نہو کہ اگر اسے بند کر لین
تو اس گھر کے لوگ اسمین جماعت پڑھ لین تو وہ مسجد جماعت نہین ہے اگرچہ اور لوگ اسمین
نماز پڑھنے سے منع نکیے جائین اور حوضون کی مسجد سے وہ چبوترہ مراد ہے جو حوضون کے
پاس بنا دیتے ہین تاکہ جو کوئی وضو کرے اسپر تحیۃ الوضو یا اور نماز پڑھ لے اور بازار کی
مسجد سے وہ چبوترہ مراد ہے جو خیر یا فند بازارین نماز کے لیے بنا لیتے ہین جیسے سوداگرون کی
سرائے مین ہوا کرتے ہین غرض ان مکانون کا حکم مسجد کا نہین اور شارع عام کی
مسجدین جنمین جماعت معین نہین گو وہ حکم مین مسجد کے ہین مگر ان مین اعتکاف نکیا جائے
اور مسجد کا ہدم اور خراب کرنا اور اسمین نماز اور عبادت سے منع کرنا حرام ہے اگرچہ
وہ اسکی ملک مین ہو یہان تک کہ اگر کسی نے غصب کر لیا ستون اور لگایا اسکو اپنے
مکان مین تو اب منقطع نہو جاویگا اس سے حق اسکے مالک کا چاہے تاوان مین
قیمت لے اور چاہے اسے خراب کرے لیکن اگر مسجد مین وہ ستون لگایا تو وہ گرائی
جاویگی اور پوچھے گئے ابو القاسم کہ اگر کوئی مسجد گرا دے پھر اس سے زیادہ محکم کرے
کہا درست نہین مگر گرنے کا خوف ہو تو درست ہے اور اس اہل محلہ مین سے کوئی اسے گرا دے

ساتھ نیت مذکور کے تو درست ہے اور اگر مسجد چھوٹی ہو اور نمازی بہت اور بڑھا نہیں سکتے
اسکو ہو سکتا کہ ایک شخص نے کہا مسجد مجھے دو کہ داخل کر لوں میں اسے اپنے گھر میں اور
اسکے عوض میں اور زمین دونگا کہ کفایت کرے وہ تم سبکو تو دینا لائق نہیں مگر جبکہ
اسکی زمین میں مسجد بنالیں اور اپنے مطلب سے فارغ ہولیں تو دینا مضائقہ نہیں
اور قنیہ میں ہے کہ جب مسجد سے مسلمان بے پروا ہو جاویں اور نماز نہ پڑھی جاوے
انمیں اور گرد سے خراب ہو جاوے اسکی بستی تو امام ابی حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ
تعالی کے نزدیک پھر عود کر جاتی ہے وہ طرف مالک بانی اپنے کے اور بعد اسکی موت کے
طرف ورثہ اسکے کے اور کہا امام ابی یوسف نے کہ وہ ہمیشہ رہیگی تفسیر احمدی اور
ہدم کرنا حضرت سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کا مسجد ضرار کو اسلیے تھا کہ وہ حقیقت میں
مسجد نہ تھی صرف نام کو تھی انتہی ملخصاً حاشیہ ترجمہ جلد اول قرۃ العیون واقعات سال نہم
ہجرت صلعم میں بیان منع ہونے ڈھانے مسجد کا اور اسکے جواز کا باب وتر اور
نوافل کے بیان میں نماز وتر فرض ہے عمل کے لحاظ سے اور واجب ہے اعتقاد کی
راہ سے اور سنت ہے ثبوت کی راہ سے اور نماز وتر اور ضحیہ اور نماز عیدین اور سنن
راتبہ کے مشروع ہونے کا منکر کافر ہے کیونکہ یہ ضروریات دین سے ہے اور خبر متواتر سے ثابت ہے
لیکن انکے واجب ہونے کا منکر کافر نہیں کیونکہ یہ خبر واحد سے ثابت ہے پس جو چیز
ضروریات دین سے نہیں اور خبر متواتر سے ثابت نہیں یا اسکی دلیل میں کسی طرح کا شبہہ
یا کوئی تاویل کر کے انکار کرنے والا کافر نہیں بخلاف ترک کے کہ اگر حق جانکے فسق
یا کسل سے کیا تو گنہگار ہوا اور اگر خفیف جانکے کیا تو کافر ہوا اور اجماع کا منکر بھی کافر ہے
اگر ضروریات دین سے ہو اور خبر متواتر سے ثابت ہو والا کافر نہیں اور وتر کے فرض ہونے

یہ بات نکلی کہ فجر کے فرض میں اُسکا یاد آنا صاحب ترتیب کی نماز فجر کا توڑنے والا ہی مثل اُسکے
عکس کے یعنی اگر وتر میں یاد آئیگا کہ کوئی نماز ذمہ پر ہی تو نماز وتر ٹوٹ جائیگی بوجہ ترتیب کے
یعنی جبکہ وقت تنگ نہو اور نماز فائتہ اُسکے ذمہ چھ نہ ہو گئی ہوں کہ ان صورتوں میں ترتیب
ساقط ہو جاتی ہی اور نماز وتر کی قضا کی جانے میں اور بیٹھکے اور سوار ہو کے بے عذر
درست نہ ہونے میں اتفاق ہی اور نماز وتر ایک رکعت ہوتی ہو لی پہلے دوگانہ کے ساتھ
پس وہ تین رکعتیں پڑھی ہیں ایک سلام سے اور چاہیے وتر اُسے ساتھ ایک رکعت کے
یا ساتھ تین یا پانچ یا سات یا نو یا ساتھ گیارہ رکعات کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو آخر ایک رکعت وتر ہوتی اور جسنے تیرہ رکعت شمار کیا اُس روایت میں دو رکعت
سنت فجر بھی ہی صحیحین وغیرہما اور سفر السعادت میں لکھا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا تیسرا طریقہ یہ تھا کہ تیرہ رکعت سوائے سنت صبح کے پڑھتے فقط مگر اتفاق اسپر ہی
کہ ساتھ تین رکعات کے وتر ادا کرے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر
و ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما اسکو صرف ایک قعدہ آخر سے پڑھتے اور اس صورت میں احادیث
اختلاف میں مطابقت بھی ہو جاتی ہی اور کبھی اسلئے جواز بیان کے دو قعدوں سے بھی
پڑھتے اور بیچ کے قعدہ میں اگر سلام پھیرے اور گو اسکے بعد کلام مفسد بھی کرے
پھر تیسری رکعت پڑھے تو بھی درست ہی جیسا کہ ابن عمر کرتے جلد ثانی [illegible]
لیکن وتر کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور ایک سورہ یا تین آیتیں احتیاطاً پڑھے اور تین
سورتوں کا پڑھنا مسنون ہی بعد سورہ فاتحہ کے رکعت اول میں سورہ اعلیٰ اور دوسری میں
کافرون اور تیسری میں اخلاص پس بسبب وارد ہونے آثار کے بے وظیفہ معین کرکے
پڑھنا احسن ہی اور رکعت سوم میں بعد سورہ اخلاص کے سورہ فلق اور ناس پڑھنا جو وارد ہی

اختیار کیا ہے اور قبل تیسرے رکوع کے تکبیر کہے اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کے پھر باندھے
اور دعا کرے اور دعا مشہور پڑھنی سنت ہے وہ یہ ہے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ
وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ
وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ
نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ نَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ
اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ اور حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یوں مروی ہے
اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ
وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی
عَلَیْکَ اِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ روایت کیا اسے
احمد اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اور کہا ترمذی نے کہ نہیں پہچانتے ہم
روایت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیچ قنوت کے کچھ کوئی بھی بہتر اس سے بلوغ المرام
وغیرہ پس بہتر یہ ہے کہ پہلی دعا کے بعد اسے بھی پڑھ کے ملا لیا کرے اور سوائے دعا ماثورہ کے
کوئی دعا موقت نہ کرے اور امام نووی نے لکھا ہے کہ اگر قنوت پڑھنے والا امام ہو تو ضمیر
جمع کی کہے مثلاً اِھْدِنَا بجائے اِھْدِنِیْ کے اور سوائے اسکے اسی طرح اور ضمیریں بھی جا
مگر مکروہ ہے کیونکہ اپنے نفس کو دعا میں خاص کرنا خیانت ہے نہ سجدہ میں تشہد میں —
ظفر جلیل آداب دعا اور جس شخص کو دعا قنوت نہ یاد ہو وہ سے کہے رَبَّنَا اٰتِنَا
فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ یا تین بار
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ اور بعضوں نے کہا کہ یا تین بار یا ربّ پڑھے اور درود بھیجے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اسی پر فتویٰ ہے اور نسائی کی روایت میں ان الفاظ سے

وارد ہو تو صلی اللہ علی النبی اور زیادہ ہو کر دعائے قنوت آہستہ پڑھے صحیح تر قول یہ
ہے جب سلامت یعنی امام ہو یا مقتدی یا اکیلا ادا پڑھتا ہو یا قضا شہر رمضان کے وتر ہوں
یا غیر شہر رمضان کے اور صحیح ہے اقتدا اس شخص کا جو وتر کے واجب ہونے کا معتقد ہو پیچھے
اس شخص کے جو وتر کے مسنون ہونے کا معتقد ہو بشرطیکہ امام تینوں رکعتوں کو ایک
سلام سے پڑھے صحیح تر قول میں اور نیت دونوں کی وتر ہی پڑھنے کی ہو اور کسی اختلاف کی
وجہ سے نیت وتر کی کرے وتر واجب کی نیت نہ کرے اور عیدین میں بھی اسی اختلاف کی
وجہ سے واجب کی نیت نہ کرے اور مقتدی بھی دعائے قنوت پڑھے اگر شافعی کی اقتدا کرے
تو رکوع کے بعد قنوت پڑھنے میں اسکی متابعت کرے لیکن چونکہ نماز فجر میں قنوت کا پڑھنا
منسوخ ہے اسمیں متابعت نہ کرے بلکہ چپ کھڑا رہے اور اگر بھولا ہوا قنوت رکوع میں
یاد آیا تو نہ رکوع میں اسے پڑھے نہ رجوع کرے قیام کی طرف صحیح تر روایت میں اگر رکوع میں
قنوت پڑھا یا رکوع سے سر اٹھا کے پڑھا اور رکوع پھر سے کیا یا سر اٹھا کے پڑھا
اور رکوع دوبارہ نہ کیا یا نہ رکوع میں پڑھا نہ کھڑے ہو کے پڑھا تو سجدہ سہو واجب ہے
اور اگر مقتدی نے قنوت سے فراغت نہیں کی کہ امام نے رکوع کیا تو مقتدی باقی
قنوت کو ترک کرے اور امام کی پیروی کرے اگر مقتدی نے قنوت میں سے کچھ نہ پڑھا ہو
تو بھی قنوت کو ترک کرے اگر امام کے ساتھ رکوع نہ ملنے کا خوف ہو بخلاف تشہد کے
یعنی اگر تشہد کچھ باقی رہ گیا تو اسکو پورا کر کے امام کی متابعت کرے کیونکہ قنوت کا پڑھنا
سنت ہے اور رکوع میں امام کی متابعت بدون تاخیر واجب پس جب ادائے سنت میں
خوف ترک واجب کا ہو تو سنت کو ترک کرنا چاہیے اور تشہد کو پورا کرنا واجب ہے اور
امام کی متابعت بدون تاخیر بھی واجب تو ایک واجب کے لیے دوسرے کو چھوڑنا

ضرور نہیں اور اگر وتر کی پہلی یا دوسری رکعت کو سہو سے موضع قنوت جان کر قنوت پڑھ دیا یا شک کیا کہ وتر کی یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری تو قنوت پڑھ کر قعدہ کرے پھر کھڑا ہو کے ایک رکعت اور پڑھے اور اسمین بھی قنوت پڑھے صحیح تر قول میں اور مسبوق صرف اپنے امام کے ساتھ قنوت پڑھے پھر دوبارہ پڑھنا مشروع نہیں اور جسنے تیسری رکعت وتر کا رکوع پایا اسکو کل وہ رکعت ملگئی اور وتر کے سوا دوسری نماز میں قنوت نہ پڑھے مگر کسی مصیبت کے وقت امام پڑھے جہری نمازوں میں مگر حنفیوں کے نزدیک وقت نزول مصیبت یعنی فتنہ وبلا کے خاص نماز فجر میں قنوت پڑھنا مضائقہ نہیں نہ اور کسی نماز جہری یا سری میں بلکہ نماز سری میں تو بجز امام شافعی کے اور کوئی قائل قنوت پڑھنے کا نہیں اور محدثین کا یہی مذہب ہے اور نماز فجر میں منفرد نہ پڑھے اور مقتدی امام کی متابعت کریں لیکن اگر امام قنوت کو جہر سے پڑھے تو مقتدی صرف آمین کہتے رہیں اور قنوت کا موقع نماز فجر میں دوسری رکعت کے رکوع کے بعد ہے اور پانچ باتوں میں امام کی اتباع کرے وگر امام نہ کرے تو یہ بھی نہ کرے اول قنوت اور قعدہ اول اور تکبیر عید اور سجدۂ تلاوت اور سجدۂ سہو اور تین چیزوں میں امام کی متابعت نہ کرے زیادہ کرنا عید اور جنازہ کی تکبیر کا اور کسی رکن کا اور آٹھ چیزیں مطلق کی جائیں اگرچہ امام انکو نہ کرے اول ہاتھ اٹھانا تحریمہ کے لیے اور ثنا پڑھنا اور تکبیر انتقال کی اور تسمیع کہنی وگر امام تسمیع نہ کہے تو مقتدی تحمید کہے اور تسبیح کہنی اور تشہد پڑھنا اور سلام اور تکبیر تشریق کی کہنی **فصل** نماز فجر کے قبل اور نماز ظہر اور مغرب اور عشا کے بعد دو رکعتیں پڑھنی اور نماز ظہر کے قبل اور نماز جمعہ کے قبل اور بعد چار چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھنی سنت موکدہ ہے اور زرقانی شرح موطا امام مالک میں لکھا ہے کہ پہلے نماز جمعہ کے سنت پڑھنے میں جو حدیثیں کہ وارد ہوئی ہیں سب ضعیف ہیں انتہی حاصل یہ کہ قبل نماز جمعہ کے

سنت کی تعیین رکعتوں کے لیے حضرت صلعم سے کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہوئی اور
مسلم اور بخاری سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قبل نماز جمعہ کے مصلی کو اختیار ہے جسقدر چاہے پڑھے
اور جو صحیحین کی روایت میں ہے کہ حالت خطبہ جمعہ میں ایک مرد آنے والے کو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہا پڑھے دو رکعتیں ہلکی مختصر یہ حدیث دلیل ہے گذارنے پر تحیت المسجد کے وقت
خطبہ پڑھنا امام کے اور اسی طرف گئی ہے جماعت حنفیوں اور محدثین کی مسک الختام
والفنا منہیہ بلوغ المرام سترجم باب صلوۃ الجمعہ کہتا ہے مولف عفا اللہ تعالی عنہ وعن والدیہ کہ
اگر حدیث قوی موجود نہ ہو تو ضعیف قوی کا حکم رکھتی ہے اور بعد نماز جمعہ کے افضل اور زیادہ
ثواب سنت کا چار رکعت ہی میں ہے اور چھ رکعت پڑھتے میں اور بھی زیادہ ثواب ہوتا ہے
لیکن حضرت علی نے حکم کیا یہ کہ نماز پڑھو بعد نماز جمعہ کے دو رکعتیں پھر چار اور یوں ہی
ابن عمر مکہ میں نماز جمعہ کے بعد فرض و سنت میں فاصلہ کے لیے آگے بڑھتے اور پہلے پڑھتے
دو پھر آگے بڑھتے اور پڑھتے چار رکعتیں بلوغ المرام قبل و بعد نماز جمعہ کے سنت پڑھنے کے
بیان میں اور مستحب ہے چار رکعت قبل عصر کے اور چار چار قبل و بعد عشا کے ایک ایک
سلام سے اور چاہے دو رکعتیں پڑھے اور اسی طرح ظہر کے بعد چاہے چار رکعتیں ایک
سلام سے پڑھے اور چاہے دو رکعتیں اور مغرب کے بعد چھ رکعت پڑھنی مستحب ہے
اور سب میں افضل یہ ہے کہ ہر شفعہ پر یعنی دو رکعت پر سلام پھیرا جائے اور کمال نے فتح القدیر میں
خوب تحقیق کر کے پسند کیا کہ چار رکعتیں جو بعد نماز ظہر اور عشا کے مستحب ہیں اگر پڑھے
ایک خواہ دو سلام سے پڑھیگا تو وہ سنت موکدہ اور مستحب دونوں سے کافی ہونگی اور
نماز مغرب سے قبل دو رکعتیں نہ مستحب ہیں نہ مکروہ بلکہ اختصار کے ساتھ اگر پڑھی جائیں
تو مباح ہیں اور اگر پڑھے دو رکعت نفل اس گمان سے کہ فجر طلوع نہیں ہوئی اور دیکھا

تو صحیح ہوگئی تو وہ سنت فجر کی ہوجائیگی یہی قول خوب اور پسندیدہ تر ہے اور اگر نماز پڑھی چار رکعت
اسطرح ہے سے دو رکعتین بعد آفتاب نکلنے کے واقع ہوئین تو وہ سب نفل ہوجائینگی سنت
فجر سے کافی نہوینگی قول صحیح تر ہے بخاری مین روایت ہے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے
کہ تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب پڑھتے دو رکعتین سنت فجر کی تب لیٹتے اپنے داہنے پہلو پر
اور اسکو بدعت کہنا حضرت کے قول اور فعل کے خلاف ہے اور لائق ماننے کے ہرگز نہین
ہان بعد نماز تہجد قبل پڑھنے سنت کے اگر کوئی لیٹے تو بھی کفایت ہے جیسا کہ مسلم مین ہے
الخ ملخصا بلاغ المبین فصل سنتون نمازمین فجر کی سنت اور فرض کے درمیان کلام کرنے کے
بیان مین اور دن مین ایک سلام کے ساتھ چار رکعتون سے زیادہ اور رات مین ایک
سلام کے ساتھ آٹھ رکعتون سے زیادہ مکروہ ہے اور دن مین اور رات مین بھی ایک سلام سے
چار چار رکعت نفل افضل ہے اور نہ درود پڑھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قعدۂ اولی مین
ظہر کے قبل اور جمعہ کے قبل اور بعد کی سنتون مین لیکن جمعہ کے بعد کی سنت کے قعدۂ
اولی مین سہواً درود پڑھنے سے سجدہ سہو کا لازم آنا مسلم نہین کیونکہ انکا حکم اور سنتون کا
سا نہین اسلیے انکو دو سلامون سے پڑھنا درست نہین اور جب تیسری رکعت کے لیے
ان سنتون مذکورہ سے کھڑا ہو تو ثنا نہ پڑھے اسلیے کہ یہ سنتین بوجہ اپنے موکدہ ہونے کے
فرض کے مشابہ ہوگئی ہین اور باقی نوافل چار رکعت والی کے قعدۂ اولی مین بھی درود
نہ پڑھے اور تیسری رکعت مین دعاء استفتاح اور اعوذ نہ پڑھے اگرچہ وہ نماز نذر ہو اور یہی
صحیح ہے اور دیر تک رکوع اور دیر تک سجدہ کرنے سے قیام کو طویل کرنا افضل ہے یہی صحیح ہے
اور گونگا چونکہ حکماً قاری ہے تو اسکا قیام بھی بلاشبہ افضل ہے اور درمیان سنت اور فرض کے
وہ عمل جو مخالف نماز ہو سنت کو ساقط نہین کرتا مگر صحیح تر یہ قول ہے کہ اسکا ثواب کم کردیتا ہے

اگر عذر نہ ہو اور اگر مشغول ہوا بیچنے یا خریدنے یا کھانے میں تو سنتوں کو پھر سے پڑھے اور اگر مشغول ہوا ایک لقمہ یا ایک گھونٹ کھانے یا پینے میں تو سنتیں باطل نہ ہونگی اور اگر کھانا حاضر ہوا اور سنت میں مشغول ہونے سے تھوڑا بھی بے مزہ ہوجانے کا خوف ہو تو تناول کرکے اُسے پڑھے مگر فوت وقت کا خوف ہو تو اُسے پڑھکے کھائے اور اگر سنتوں کو مؤخر کیا آخر وقت تک تو صحیح تر یہی ہے کہ وہ سنتیں ہونگی اور سنت فجر میں تین امر مخصوص ہیں ایک سورۂ فاتحہ کے بعد رکعت اول میں سورۂ کافرون اور رکعت آخر میں سورۂ اخلاص پڑھنی دوم اُسے اول وقت میں پڑھنا سوم اپنے گھر میں یا مسجد کے دروازہ پر پڑھنا اور اگر سنتوں کی نذر کر کے ادا کریگا تو وہ سنت ہی رہینگی گو بسبب نذر کے واجب ہونے کا وصف زائد ہو جائیگا لیکن راجح یہ کہ سنتوں کی نذر نہ کرے اور نفل کو نذر کرکے پڑھ لینا جائز ہے اور سنت مغرب میں بعد سورۂ فاتحہ کے ان دونوں رکعتوں میں اکثر سورۂ کافرون اور سورۂ اخلاص پڑھنی سنت ہے اور کبھی آپنے اسمیں قرأت طویل بھی کی ہے اور خشوع اور اخلاص اگر مسجد میں زیادہ ہوتا ہو تو وہیں ورنہ گھر میں نوافل پڑھنی افضل ہے یہی قول صحیح تر ہے لیکن نماز تراویح اور کسوف اور تحیۃ المسجد اور سنت احرام اور نفل طواف کعبہ اور نفل اعتکاف اور نفل قدوم مسافر کو اور گھر آنے تک جس سنت موکدہ کے فوت ہوجانے کا خوف ہو اسکو اور سنت جمعہ کو مسجد میں پڑھنا افضل ہے اور جب غیر وقت مکروہ میں مسجد میں داخل ہو تب دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھنی مستحب ہے لیکن افضل یہ ہے کہ قبل بیٹھنے کے پڑھے اور دو رکعت بھی جائز ہے اور کافی ہے آدمی کو ہر روز کے لیے ایک بار تحیۃ المسجد پڑھنی یعنی اگر کسی عذر سے مسجد میں چند بار جائے تو تحیۃ المسجد ایک بار اول مرتبہ یا اور کسی مرتبہ پڑھ لے اور ساقط نہیں ہوتی تحیۃ المسجد بیٹھنے سے ہمارے نزدیک مگر کسی وجہ سے نہ پڑھ سکے

۹۸ جیسا کہ شرح مشکوٰۃ میں شیخ عبدالحق دہلوی کی اور دہلوی میں ملا علی قاری کی مرقات میں ہے

۹۹ روایت کیا اسکو ابوداؤد نے ۱۲

تو سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر چار بار کہے اور اولی ہے کہ
جب مسجد مین آوے تو نیت اعتکاف کی کرلیا کرے کہ اعتکاف کیا مین نے جب تک کہ مسجد
ہون اور مدینہ طیبہ مین پہلے تحیت مسجد پڑھے پھر زیارت کرے اور مسجد حرام مین پہلے
طواف کرے اگر طواف کے قصد سے داخل ہوا ہو ورنہ پہلے تحیت مسجد پڑھے اور وضو کے
بعد اعضا کی تری خشک ہونے کے قبل دو رکعت پڑھنی مستحب ہے اور اسی طرح غسل کے
بعد اور دونون مین سورۃ الکافرون اور اخلاص پڑھنی مستحب ہے اور ایک نیزہ آفتاب بلند
ہونے کے بعد اور افضل یہ کہ پہر دن آنے کے بعد زوال تک صلوٰۃ الضحیٰ کہ اُسے اشراق
اور چاشت بھی کہتے ہین مندوب ہے اُسکا درجۂ ادنیٰ دو رکعت لیکن کامل چار رکعت ہے
اور افضل آٹھ رکعت اور اُسمین بعد سورۂ فاتحہ کے سورۂ والشمس اور سورۂ والضحیٰ پڑھے
اور سفر مین جانے کے وقت اور سفر سے آنے کے وقت دو رکعت مندوب ہے اور نماز عشا کے
بعد نفل صلوٰۃ اللیل یعنی تہجد ہے اور نماز تہجد کا وقت نماز عشا کے بعد ہے صبح تک کیونکہ
(یا ایہا المزمل قم اللیل الا قلیلا نصفہ او انقص منہ قلیلا او زد علیہ) اسے چھپٹ مارنے
والے کھڑا رہ رات کو مگر کسی رات آدھی رات یا اُس سے کم کر تھوڑا سا یا زیادہ کر اسپر
اور زیادتی کی حد نہ ہونے سے امام مالک نے بعد نماز مغرب سے وقت معلوم کیا اور شامی
وغیرہ حنفیہ نے قرآن کی تفسیر حدیث طبرانی مین (وما کان بعد صلوٰۃ العشا فہو من اللیل)
پائی یعنی جو نفل پڑھی جائے بعد نماز عشا کے پس وہ صلوٰۃ اللیل یعنی نماز تہجد سے ہے پس انکو
اُسکے بعد سے وقت دریافت ہوا۔ اور اُسکے قبل سونا شرط نہین لیکن رات کو چھ
حصہ پر تقسیم کر کے پہلے تین حصہ سونا پھر چوتھے اور پانچوین حصہ مین جاگنا پھر چھٹے
حصہ مین سونا افضل ہے اور ہمارے حق مین صلوٰۃ اللیل سنت ہے کیونکہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسپر مواظبت کی ہے بعد منسوخ ہوجانے فرضیت کے اور کثیر تعداد
تہجد کی دو اور اوسط چار اور اکثر آٹھ رکعتیں ہیں اور اسکے سوائے عبارات میں اکثر بارہ رکعتیں
مذکور ہیں اور یہی مشہور ہے اور احوال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز شب کا مختلف تھا
کبھی کم کبھی زیادہ بخاری اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد کا پہلا دوگانہ ہلکا پڑھتے
بہ نسبت دوسرے کے اسی طرح آخر تک صاحب بلاغ المبین نے چند احادیث متعلق تہجد کے
مسلک مخصوص شب میں حضرت صلعم کی خوب جاننے والی بی بی عائشہ رض کی صحیح ترمذی
حدیث سے یہی بات خوب منقح کرکے لکھا ہے پس کہتا ہے مولف عفا اللہ تعالی عنہ جس طرح
کہ اکثر مشایخ رحمہم اللہ تعالی علیہم کا فعل اور قول یہ ہے کہ اسکی پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے
بعد سورہ اخلاص ایکبار اور دوسری میں دوبار علی ہذا القیاس ایک ایک بار بڑھانے سے
حدیث ممدوح پر عمل ہوتا ہے اور ابوداؤد میں ہے کہ تھا پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
صلوٰۃ اللیل میں مختلف کبھی بلند اور کبھی پست بلاغ المبین میں تہجد کی نماز پڑھنے کے
بیان میں سے یہ دونوں تینوں مسائل میں نے ملخص کر کے لکھے اور جس کام کی بھلائی
برائی یقیناً معلوم نہو اور اسکے کرنے اور نہ کرنے میں تردد ہو اور وہ کام امور دینی یا دنیاوی
مباح میں سے ہو مثل سفر حج اور تجارت وغیرہ کے تب تعیین وقت یا ترک کیلئے اور امور
دنیاوی میں نفس فعل پر استخارہ مسنون یعنی دو رکعت نماز استخارہ پڑھنی مستحب ہے
انمیں سورہ کافرون و اخلاص پڑھے اور سلام کے بعد دعاء استخارہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ
بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ
تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ
تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ

فَاقْدِرْهُ لِی وَیَسِّرْهُ لِی ثُمَّ بَارِکْ لِی فِیْهِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ
شَرٌّ لِّی فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ اَوْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ
عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ اور لفظ هٰذَا الْاَمْر
اور لفظ اللہ پڑھتے کے ہر ایک دونون کے بعد اپنے کام کو یاد کرے اور دعاے استخارہ کے اول و
آخر مین حمد و صلوٰۃ کا پڑھنا مستحب ہی اور سات بار استخارہ کرے پھر جو بات اُسکے دل مین
آوے اُسی پر کاربند ہوئے فعل مین خیر ہی لیکن مقرری کھانے اور پینے وغیرہ مین اور واجب
اور مستحب کے کرنے اور حرام اور مکروہ کے ترک مین استخارہ نہ کرے اور صلوٰۃ التسبیح چار رکعت
مستحب ہی اس صفت سے کہ تحریمہ اور ثنا کے بعد پندرہ بار اور اعوذ و بسم اللہ و فاتحہ و سورہ کے
بعد پھر رکوع مین تسابیح کے بعد پھر قومہ اور جلسہ مین پھر ہر ایک دونون سجدون مین تسابیح کے
بعد دس دس بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ کہے اور
قعدون مین تشہد کے قبل یہی تسبیحات دس دس بار کہے اور سجدہ سہو مین نہ کہے کہ ہر ایک
رکعت مین پچھتر بار ہوگا اور سورۃ الفاتحہ کے بعد اول رکعت مین سورۃ التکاثر اور دوسری
رکعت مین سورۃ العصر اور تیسری مین سورۃ الکافرون اور چوتھی مین سورۃ الاخلاص پڑھے
اور اس نماز کا کوئی وقت مقرر نہین سواے اوقات مکروہہ کے جب چاہے پڑھے لیکن
فتاوی عالمگیری مین مضمرات سے نقل کیا کہ دوپہر کے بعد نماز ظہر کے قبل پڑھے اور فرض
عملی ہی قراءت فرض کی پہلی یا پچھلی دو رکعت مین یا ایک پہلی اور ایک پچھلی رکعت مین اور تعین کرنا
پہلی دو رکعتون کا واجب ہی بموجب مذہب مشہور کے اور فرض عملی ہی قراءت تمام نفل کی ہر
رکعت مین غیر مقتدی کے حق مین اور وتر کی ہر رکعت مین احتیاطاً اور وہ نفل جو بذات خود
عبادت ہو اور نذر کرنے سے لازم ہو جاوے اور اُسکی ابتدا کا صحیح ہونا وقوف ہو اُسکے باجماعت

اُسکو قصداً صحیح شروع کرنا سبب ہے اُسکے تمام کرنیکا اور توڑ دینے سے قضا کرنیکا تین نکل گیا
وضو اور عیادت مریض اور مثل اُسکے وہ چیزین جو واجب نہین ہوتین نذر کرنے سے بسبب
بات خود عبادت ہونے کے اور نکل گئین وہ چیزین جنکی ابتدا کا صحیح ہونا موقوف نہین اُنکے بعد پر
مثل صدقہ اور قرأت اور اعتکاف کے اور داخل ہوا اُسمین نماز اور روزہ اور حج اور عمرہ اور طواف
اور جیسے غیر شہر رمضان کا اعتکاف نہین تمام کرنا لازم ہوتا ہے اُس نماز نفل کا جسکو شروع کیا ہو تکبیر
تحریمہ سے یا ایک دوگانہ پورا کر کے تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہونے سے صحیح طور پر قصداً
اور صحیح شروع سے وہ صورت نکل گئی جسمین شروع فاسد ہو جیسے اُمّی اور عورت کے پیچھے شروع کرنا
اور قصداً سے وہ صورت نکل گئی کہ شروع گمان سے کیا ہو مثلاً اس گمان سے کہ میرے
ذمہ فرض ظہر ہے نیت فرض کی کی پھر یاد آیا کہ پڑھ چکا ہون تو یہ نماز نفل ہو جاویگی جو قصداً شروع
نہین ہوئی ہے حاصل یہ کہ شروع صحیح قصداً کے بعد اگر نماز فاسد ہو جاویگی تو اُسکی قضا لازم ہوگی
لیکن قضا لازم نہوگی اگر کسی شخص نے اس خیال سے کہ مثلاً فرض ظہر پڑھ چکا ہون امام کی
اقتدا نفل کی نیت سے کی پھر یاد آیا کہ ظہر مین نے نہین پڑھا اور نفل کو توڑ کے فرض ظہر کی نیت سے
اقتدا کر لیا تو اس نفل کی قضا لازم نہوگی اسی طرح اگر بدون فرض کے یاد آنے نفل کو توڑ کے
دوسرے نفل سے اقتدا کریگا تب بھی قضا لازم نہوگی اور قضا لازم نہوگی اگر کسی شخص نے
مثلاً فرض عشا پڑھنی چاہی اس گمان سے کہ مین نے نہین پڑھی اور اُسکے پیچھے ایک اور
شخص نے اقتدا نفل کی نیت سے کی پھر امام کو یاد آیا کہ عشا اُسکے ذمے نہین ہے اور
نماز کو توڑ دیا تو نہ اُسپر قضا ہوگی نہ اُسکے مقتدی پر اگر مقتدی نے نماز نفل کو بقصد امام کے
ترک کرنے کے فاسد کر دیا ہو اگر مقتدی نے نماز کا پڑھے جانا پسند کیا پھر کچھ دیر کے بعد
اُسکو توڑ دیا تو قضا لازم ہوگی اور قضا لازم نہوگی عورت یا بے وضو کی اقتدا کرنے مین

اسلیے کہ شروع نماز کا صحیح نہین اور امی کے پیچھے اقتدا مین قضا واجب ہوتی مناسب ہو اسلیے
کہ اسمین شروع صحیح ہوتا ہو اور قرأت کا وقت آنے پر نماز فاسد ہوتی ہو اور نفل شروع سے
لازم ہوجاتی ہو اگرچہ اُسے شروع کیا ہو غروب یا طلوع آفتاب کے وقت یا عین دوپہر کے
وقت اور نماز نفل کو توڑنا حرام ہو مگر کسی عذر کی جہت سے حرام نہین جیسے اوقات
مکروہہ مین شروع کرنا کہ اس صورت مین فاسد کرنا اچھا ہو آمدہ واجب ہو قضا اُس نفل کی
اگرچہ فساد نمازی کے اختیار سے نہوا ہو جیسے تیمم والا کہ نماز مین پانی کو دیکھے اور نمازی
عورت یا روزہ رکھنے والی حیض سے ہوجائے کہ فساد عمل مین انکا اختیار نہین مگر قضا
نماز و روزہ کی لازم ہو اسی طرح اگر عذر کے باعث خود فاسد کریگا تو بھی قضا واجب ہوگی
اور جاننا چاہیے کہ بندہ پر جو چیز اُسکے لازم پکڑنے سے واجب کیجاتی ہو وہ دو قسم ہو ایک وہ
کہ قول سے واجب ہو وہ تو نذر ہے اور ایک وہ جو فعل سے واجب ہو وہ شروع کرنا ہو
نفلون مین پس اگر چار رکعتون غیر موکدہ نماز کی نیت کرے اور توڑدے نماز کو اول دوگانہ کے
درمیان مین تو دوگانہ قضا کرنی لازم و گر قعدہ اول مین مقدار تشہد کے بیٹھ لینے کے بعد
تیسری رکعت شروع کرکے قعدہ تمام ہونے کے قبل توڑدے تو دوگانہ اخیرہ قضا کرنا لازم
اور بسبب ترک کرنے سلام کے کہ واجب ہو پہلے دوگانہ کا اعادہ واجب ہوتا ہو اور دو رکعتین
قضا کرے اگر قرأت ترک کرے نفل کے دونون دوگانون مین یا صرف اول کے دوگانہ مین
یا دوسرے دوگانہ مین یا دوسرے کی ایک رکعت مین یا پہلے کی ایک رکعت مین یا پہلے دوگانہ مین
اور دوسرے کی ایک رکعت مین فقط اور چار رکعتین قضا کرے اگر ترک کرے قرأت کو
ہر دوگانہ کی ایک ایک رکعت مین یا دوسرے دوگانہ مین مع ایک رکعت اول کے اور اگر
دوگانہ اول کی دونون رکعتون مین قرأت نہ پڑھی اور پہلا قعدہ بھی نہ کیا اور دوسرے دوگانہ

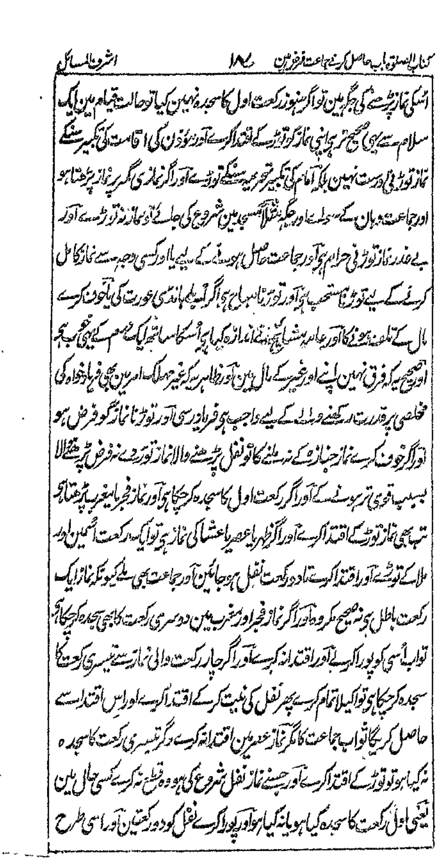
توڑ دیا تو چار رکعتین قضا کرے اجماعاً اور اگر قعدۂ اولی کیا اور تیسری رکعت کے لیے نہ اٹھا
تو صرف دو رکعتین قضا کرے اور اگر تیسری رکعت کے لیے اٹھا اور اسکو سجدہ سے مقید کر
یا بغیر مقید کیے توڑ دیا تو دو رکعتین قضا کرے اور حکم مقتدی کا مثل امام کے ہے یعنی
اگر امام چار رکعت والی نفل پڑھتا ہو اور کسی نے اسکی اقتدا کی تو جن صورتون مین امام کو
چار رکعت کی قضا لازم آویگی مقتدی کو بھی چار رکعت قضا لازم ہوگی گو اسنے تشہد مین
اقتدا کی ہو اور نہین قضا ہو اگر نیت کی چار رکعتون کی اور بیٹھا مقدار تشہد کے پھر توڑ دیا
نماز کو اسلیے کہ اسنے شروع نہین کیا دوسرے دوگانہ کو اور پہلا تمام ہو چکا اور قضا نہین
اگر شروع کیا فرض اس گمان سے کہ فرض نہ کیو اسکے وقت ہی پھر یاد آیا اسکا ادا کرنا تو یہ فرض
نفل ہو جائیگا بدون قضا لازم آنے کے توڑ دینے کی صورت مین اور اگر نماز پڑھی ہزار رکعتین
اور نہ بیٹھا مگر سب سے آخر مین تو صحیح ہوگی اور سجدہ سہو کرے بسبب ترک کرنیکے قعدتین
واجب کے اور کسی دوگانہ کے شروع مین دعاے استفتاح اور اعوذ نہ پڑھے کیونکہ یہ دونون
ابتداے نماز مین پڑھے جاتے ہین اور باوجود قدرت کے قیام پر سوائے سنت فجر کے بیٹھ کے
نماز نفل بیٹھ کے شروع اور ختم کرنی جائز ہے اور کھڑے ہوکے شروع اور بیٹھ کے تمام کرنی بھی
بدون کراہت کے صحیح تر قول مین جائز ہے اور اسکے بالعکس بھی بے کراہت جائز لیکن
بے عذر بیٹھ کے نفل پڑھنے مین نصف ثواب ہوتا ہے اور بعد نماز فرض کے ایسی نماز نہ پڑھے
کہ مثل ہو نماز سابق کے قراءت یا جماعت مین اور اگر ایک بار نماز پڑھی پھر وسوسہ کے
باعث سے شبہہ ہو گیا کہ یہ نماز فاسد ہوئی تو اس نماز کا اعادہ کرنا مکروہ ہے ہان اگر خلل
نماز کا ثابت ہو مثلاً کوئی واجب چھوٹ گیا ہو تو اعادہ واجب ہے اور ہر طرح پر بیٹھ کے
نماز نفل پڑھنی جائز ہے اور مختار یہ کہ مثل جلسۂ تشہد کے بیٹھے مگر اسمین خلاف نہین

کہ نماز نفل کے تشہد مین اُسی طرح بیٹھے جیسے نماز فرض کے جلسۂ تشہد مین بیٹھتے ہین اور
نفل پڑھنی درست ہے مقیم کو حالت سواری مین اشارہ سے شہر کے باہر یعنی ایسی جگہ کہ
وہان مسافر کو قصر کرنا پڑے پس اگر وہ کسی چیز یا زین پر سجدہ کریگا تو یہ سجدہ بھی اشارہ مین
تصور کیا جائیگا اور سواری پر نماز پڑھنے مین استقبال قبلہ شرط نہین نفیت کے وقت
ہو درمیان مین اور اگرچہ اُسکے زین پر نجاست زیادہ ہو یعنی تب بھی نفل درست ہوگی اکثر کے
نزدیک یہی ظاہر مذہب اور صحیح تر ہے اور اگر جانور یا رکاب پر نجاست ہو تب بھی یہی حکم ہے
بسبب ضرورت کے اور مقیم کی قید سے معلوم ہوا کہ مسافر کو بطریق اولی سواری پہ
نماز نفل درست ہے اور سواری کے جانور کو عمل قلیل سے ہانکنا مفسد نماز نہین اور اگر
شروع کیا نفل کو حالت سواری مین پھر اوترا تو اُسی پہلی نماز کو پوری کرے جتنی باقی ہو
وگر شروع کی ہو زمین پر پھر سوار ہوگیا تو بنا نہ کرے سر نو سے پڑھے اور اگر نماز نفل کو شہر کے
باہر شروع کیا پھر شہر مین داخل ہوا تو اوترکے قبلہ رخ کھڑا ہوکے یا بیٹھکے تمام کرے اور اگر نماز
پڑھے اونٹ پر محمل کے ایک طرف مین حالانکہ وہ خود اوتر سکتا ہے تو اُسکی نماز درست نہوگی جسکہ
اونٹ ٹھہرا ہوا ہو مگر پایے محمل کے زمین پر ہون اس طرح کہ محمل کے نیچے لکڑی گاڑدی ہو جس سے
محمل زمین پر ٹھہر جاے اونٹ کی پشت پر نہ رہے تو درست ہوگی اور اگر گاڑی کا جوا جانور پر ہو
پس گاڑی چلتی ہو یا نہ وہ نماز سواری ہی پر ہے جائز ہوگی اگر عذر ہو ورنہ جائز نہوگی اور اگر
جوا جانور پر نہ ہو تو نماز اُسمین جائز ہوگی اگر وہ کھڑی ہو کیونکہ وہ مثل تخت کے ہے اور یہ سببا
یعنی نہ قادر ہونا اوترنے پر اور محمل کے نیچے پایہ کا رکھنا یا گاڑی کا جوا بیلون پر نہ ہونا فرض و
واجب و سنت فجر کے لیے ہے لیکن در المختار اگر سے سواری سے قبلہ کی جانب اگر ممکن ہو ورنہ
جسقدر ہو سکے اور نماز نفل تو درست ہے محمل پر اور گاڑی پر مطلقًا چاہے کھڑی ہو یا چلتی ہو

قبل رخ ہو یا نہو اور ترنے پر قادر ہو یا نہو لیکن نماز نفل جماعت سے پڑھنی درست نہین مگر اتحاد مکان ہو تو درست ہے خواہ مقتدی امام کے پیچھے بیٹھا ہو خواہ محمل مین امام کے برابر ہو اور فرض و نفل کی نیت ایک مین جمع کرنے سے فرض ہی ادا ہوگا بسبب قوی ہونے کے بخلاف اُس صورت کے کہ چند نوافل کی نیت کو جمع کرے مثلاً تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضو اور نماز حاجت اور کسوف کی نیت ایک ہی دوگانہ نفل مین کرے تو سب کا ثواب ملیگا اور شہر رمضان کی شب اول سے آخر تک نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے مرد اور عورت کے حق مین اجماعاً اور فتح القدیر وغیرہ سے بلاغ المبین کی فصل عدد رکعات تراویح کے بیان مین لکھا ہے کہ ہمارے مشائخ کے اصول پر مسنون ہونگی آٹھ رکعت بیس رکعت مین سے کہ کیا اُنکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر چھوڑ دیا بسبب خوف فرض ہو جانے کے ہمیں اور بارہ رکعتین مستحب ہیں ہوئین بیس رکعتین کہ تھے لوگ اسی قدر پڑھتے زمانہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مین اور اسی پر عمل ہے لوگون کا آج مشرق اور مغرب مین اور یہی طحطاوی مین لکھا ہے اور وقت اُسکا نماز عشا کے بعد ہے فجر تک وتر سے پہلے اور وتر کے بعد صحیح تر قول مین پس اگر نمازی کو کچھ تراویح سنی ہون اور امام وتر کے لیے کھڑا ہو جاوے تو وہ شخص امام کے ساتھ وتر پڑھ لے پھر وہ تراویح پڑھ لے جو فوت ہو گئی ہوا اور جس شخص نے فرض عشا بے جماعت پڑھی ہو وہ بدون فرض پڑھے جماعت تراویح مین شریک نہو اور مستحب ہے دیر کرنا تراویح کا رات کی پہلی ایک تہائی تک یا اُسکے نصف تک اور مکروہ نہین تراویح بعد نصف شب کے صحیح تر قول مین اور تراویح جب فوت ہو جاوے تو قضا نہین اصلاً یعنی نہ جماعت سے نہ تنہا صحیح تر قول مین پس اگر تراویح کو قضا پڑھیگا تو نوافل مستحب ہو جاینگی اور تراویح نہ ہونگی جیسے مغرب و عشا کی سنتین فوت ہو جانے سے قضا نہیں کی جاتین اور اہل محلہ کو اپنے اپنے

تواین تراویح کو جماعت کے ساتھ پڑھنا سنت کفایہ ہے صحیح تر قول مین اور جو نمازین جماعت سے
مشروع ہین انکو مسجد مین پڑھنا افضل ہے اور تراویح بیس رکعتین ہین دس سلامون کے
ساتھ اور اگر لوگون کو شک واقع ہوا کہ اٹھارہ رکعتین پڑھی ہین یا بیس تو دو دو رکعتین
اکیلے اکیلے پڑھ لے صحیح تر قول مین واسطے احتیاط کے بیچ کامل کرنے تراویح کے اور
واسطے بچنے کے نفل کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے سے اور اسی طرح اگر لوگون کو دو رکعتین
یاد آئین بعد وتر کے نزدیک ابن الفضل کے اور کہا ہے صدر شہید نے کہ جائز ہے کہ کہا جاوے
یہ کہ وہ پڑھی جاوے جماعت کے ساتھ اور یہی ظاہر تر ہے اور جسقدر زمانہ مین چار رکعتین
پڑھی جائین اُسقدر وقفہ ہر ترویحہ یعنی ہر چار رکعت کے بعد مستحب ہے اور اسی طرح درمیان
پانچوین ترویحہ اور وتر کے اور پانچوین سلام پر توقف نزدیک اکثر مشائخ کے مستحب نہین
اور یہی صحیح ہے اور حالت توقف مین چاہین تسبیح و تہلیل ذکر کرین چاہین قرآن پڑھین
چاہین خاموش رہین چاہین نفل پڑھین تنہا اور اہل مکہ طواف کرتے ہین اور اہل مدینہ نماز
پڑھتے ہین چار چار رکعت اور تراویح مین ایک قرآن ختم کرنا یا سننا سنت ہے علیحدہ اور دوبار
فضیلت اور تین بار افضل ہے اور نہ چھوڑا جائے تمام قرآن کا پڑھنا لوگون کی سستی کی
جہت سے لیکن اگر لوگ اسطرح کے سست اور بددل ہون کہ تمام قرآن کے سننے کی تاب
نہ رکھتے ہون تو اُس صورت مین اسقدر پر اقتصار کرنا چاہیے جسقدر لوگون پر آسان یاد ہو
تاکہ مسجدین جماعت سے خالی نہ رہین لیکن چھوٹی تین آیتون سے کم یا دو یا ایک آیہ تین چھوٹی
آیتون سے کم کرنا مکروہ تحریمی ہے اور مجتبی مین امام اعظم سے منقول ہے کہ اگر کسی نے فرض مین
تین آیتین چھوٹی یا ایک آیہ بڑی پڑھی تو مضائقہ نہین بلکہ احسن کیا پس جب فرض مین
تین آیتین پڑھنی بہتر ہین تو تراویح مین بطریق اولی احسن ہونگی اور اختیار کیا ہے بعضون نے

سورہ اخلاص کو ہر رکعت میں اور مسنون نے یہ اختیار کیا کہ سورہ فیل سے شروع کرکے
آخر قرآن تک پڑھے پھر اعادہ کرجائے اور یہی بہتر ہے تاکہ نہ فکر ہو اُسکو ساتھ عدد رکعات کے
اور اسی پر قرار پایا ہے عمل اکثر مساجد کا ہمارے دیار میں اور پڑھے امام اور قوم ثنا
شروع نماز میں اور قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھا دے درود اور دعا کو مگر یہ کہ قوم
تھک جاوے تو صرف درود پڑھے اور چھوڑ دیوے دعا کو اور احتراز کرے غیر شروع
باتوں سے یعنی قرات کے جلد پڑھنے اور اعوذ اور بسما اور اطمینان کے چھوڑنے
اور رکوع اور سجدہ کی تسبیح اور ترویحون کے بعد توقف کے ترک سے اور مکروہ تحریمی ہے
تراویح کا پڑھنا بیٹھ کے بے عذر جیسے مکروہ ہے مقتدی کا بیٹھا رہنا اور امام کے
رکوع کے وقت شریک ہونا اور اگر لوگون نے فرض جماعت سے نہ پڑھی ہو تو تراویح
جماعت سے نہ پڑھیں اسلیے کہ جماعت تراویح تابع ہے جماعت فرض کی پس جس شخص نے
فرض تنہا پڑھی ہو وہ تراویح کو امام کے ساتھ پڑھے اور اگر فرض کو جماعت کے ساتھ
پڑھا اور تراویح کو جماعت کے ساتھ نہ پڑھا تو وتر جماعت کے ساتھ پڑھ سکتا ہے
لیکن اگر فرض تنہا پڑھی ہو تو وتر کو جماعت کے ساتھ نہ پڑھے اور اگر تراویح کی جماعت
سب نے نہ کی ہو تو وتر کو بھی جماعت سے نہ پڑھیں اسلیے کہ وتر میں جماعت کا
مسنون ہونا تراویح کی جماعت کے بعد سلف سے منقول ہے اور شہر رمضان کے
سوائے اور دنون میں نماز وتر اور نفل کو ایک امام کے پیچھے چار شخص کا پڑھنا
مواظبت کرکے مکروہ ہے پس اگر ایک یا دو مقتدی ہوں تو بے کراہت درست ہے اور نفل
اقتدا کرنے سے جماعت کا ثواب نہیں ملتا **باب حاصل کرنے جماعت**
فرض کا اگر شروع کیا نمازی نے نماز فرض ادا کو پھر اُسی فرض کی جماعت شروع ہو گئی



اُسکی نماز پڑھنے کی جگہ مین تو اگر ہنوز رکعت اول کا سجدہ نہین کیا تو حالت قیام مین ایک
سلام سے یہی صحیح ہے اپنی نماز کو توڑ کے اقتدا کرے اور مؤذن کی اقامت کی تکبیر سنکے
نماز توڑنی درست نہین بلکہ امام کی تکبیر تحریمہ سنکے توڑے اور اگر نمازی گھر پر نماز پڑھتا ہو
اور جماعت وہان سکے ملے اور جگہ مثلاً مسجد مین شروع کی جائے تو نماز نہ توڑے اور
بے عذر نماز توڑنی حرام ہے اور جماعت حاصل ہونے کے لیے یا اور کسی وجہ سے نماز کامل
کرنے کے لیے توڑنا مستحب ہے اور توڑنا مباح ہے اگر ایسا ہی باندی عورت کی یا خوف کرے
مال کے تلف ہونے کا اور علما نے مشایخ نے اندازہ کیا ہے اسکا ساتھ ایک درہم کے یہی صحیح
اور صحیح یہ کہ فرق نہین اپنے اور غیر کے مال مین اور ظاہر یہ کہ غیر جہل کے امر مین بھی فریادخواہ کی
خلاصی پر قدرت رکھنے والے کے لیے واجب ہے فریادرسی اور توڑنا نماز کو فرض ہو
اور اگر خوف کرے نماز جنازہ کے نہ ملنے کا تو نفل پڑھنے والا نماز توڑدے نہ فرض پڑھنے والا
بسبب قوی تر ہونے کے اور اگر رکعت اول کا سجدہ کرچکا ہے اور نماز فجر یا مغرب پڑھتا ہے
تب بھی نماز توڑ کے اقتدا کرے اور اگر ظہر یا عصر یا عشا کی نماز ہے تو ایک رکعت اُسمین اور
ملا کے توڑے اور اقتدا کرے تا دو رکعت نفل ہوجائین اور جماعت بھی ملے کیونکہ نماز ایک
رکعت باطل ہے نہ صحیح مکروہ اور اگر نماز فجر اور مغرب مین دوسری رکعت کا بھی سجدہ کرچکا ہے
تو اب اُسی کو پورا کرے اور اقتدا نہ کرے اور اگر چار رکعت والی نماز سے تیسری رکعت کا
سجدہ کرچکا ہے تو اکیلا تمام کرے پھر نفل کی نیت کرکے اقتدا کرے اور اس اقتدا سے
حاصل کریگا ثواب جماعت کا مگر نماز عصر مین اقتدا نہ کرے اگر تیسری رکعت کا سجدہ
نہ کیا ہو تو توڑ کے اقتدا کرے اور جسنے نماز نفل شروع کی ہو وہ قطع نہ کرے کسی حال مین
یعنی اول رکعت کا سجدہ کیا ہو یا نہ کیا ہو اور پورا کرے نفل کو دو رکعتین اور اسی طرح

اگر سنت پڑھنے کی حالت مین جمعہ کا خطبہ شروع ہوا یا جمعہ یا ظہر کی اقامت کہی گئی تو دو رکعتون
قطع کرے کمال الدین نے اسکو ترجیح دی ہے اور ہدایہ مین بقالی کو اختیار کیا اگر تیسری
رکعت کا سجدہ کر چکا ہی تو نماز کو جلد تمام کرے حتی کہ جسقدر قرات وغیرہ واجب ہو اسی پر
کفایت کرے اور مکروہ تحریمی ہو بسبب ممانعت کے نکلنا اُس شخص کا جسنے نماز نہین پڑھی
اُس مسجد سے جہان اذان ہو گئی ہو مگر نکلنا اُس شخص کو مکروہ نہین جو دوسری مسجد کا
امام یا مؤذن ہو یا یہ کہ نکلے اپنے محلہ کی مسجد کے لیے اور اُسمین لوگون سے نماز پڑھی ہو
یا نکلے اپنے استاد کی مسجد کے لیے اپنی نماز پڑھنے کے لیے یا نکلے وعظ سننے کے لیے یا
نکلے کسی حاجت کے لیے اور اُسکا ارادہ ہو کہ پھر آویگا اور جس شخص نے نماز ظہر اور عشا تنہا
ایک مرتبہ پڑھ لی اُسکو نکلنا مکروہ نہین بلکہ یہ فعل مکروہ ہوا کہ نماز کو تنہا پڑھ لیا اور جماعت کا
انتظار نہ کیا مگر وقت شروع ہونے تکبیر کے نکلنا مکروہ ہے بسبب اُسکی مخالفت کرنے کے
جماعت سے بدون عذر کے بلکہ وہ اقتدا کرے نفل اور ثواب جماعت حاصل کرنے کے لیے
مگر جو شخص فجر اور عصر اور مغرب کی نماز ایک بار پڑھ چکا ہو وہ نکلے ہر حال مین گو اقامت شروع
ہو جاوے اور اگر تشہد کے ملنے پر ظن غالب ہو تو مسجد کے باہر سنت کو ادا کرے اور اگر
نہ ملنے پر ظن غالب ہو تو سنت کو ترک کرے اور اگر مسجد کے باہر مکان نہو تو بھی سنت کو ترک
کرے اسلیے کہ مکروہ کا نہ کرنا سنت کے کرنے پر مقدم ہے یعنی سنتون کو جماعت کے بیچ مین پڑھنا
مکروہ ہوا اور ادا سنت مسنون اسی محل مکروہ کو نہ کرنا مقدم ہے اور یہ جو کہا گیا ہی کہ اول
سنتون کو شروع کرے پھر فرضون کے لیے تکبیر کہے یا سنت کو شروع کرکے توڑ دے
یہ دونون قول رد کیے گئے ہین اور محل سنت کی قضا نہین نہ تنہا نہ فرض کے ساتھ لیکن
آفتاب نکلنے کے بعد زوال کے قبل فرض کے ساتھ صرف صبح کی سنت پڑھ لے

اسکے بعد پڑھے صحیح تر قول مین ہے اور اگر تنہا سنت فجر فوت ہوئی تو نہ قضا کرے قبل طلوع
آفتاب کے بالاجماع لیکن بعد طلوع آفتاب کے زوال آفتاب تک قضا کر لینا بہتر ہے بالاتفاق
اور جب نمازی بے خوف ہو فوت وقت سے تو نفل پڑھے جسقدر چاہے فرض سے پہلے
اور اگر فوت وقت کا خوف ہو تو نفل پڑھنی حرام ہے اور پڑھے سنتون کو ہر حال مین اگرچہ
جماعت فوت ہو جانے کے بعد فرض تنہا پڑھے اور اگر فرض ظہر کے قبل کی چار رکعت
سنت فوت ہو جائے تو اسی وقت مین فرض کے بعد کی دو رکعت سنت کے قبل اور
اسی کا فتوی ہے اور چاہے اسکے بعد پڑھ لے اور اگر کسی نے رکوع مین اقتدا کی لیکن
رکوع نہ کیا یہان تک کہ امام نے سر اپنا اٹھا لیا تو مقتدی مذکور نے اس رکعت کو نہین پایا
پس وہ مسبوق ہوگا یعنی اس رکعت کو امام کے فارغ ہونے کے بعد پڑھے بخلاف اس
صورت کے کہ امام کے ساتھ قیام مین شریک ہوا لیکن اسکے ساتھ رکوع نہ کیا تو مقتدی
مذکور اس رکعت کے حق مین لاحق ہوگا پس اس رکوع کو امام کے فارغ ہونے سے پہلے
ادا کرکے امام کی متابعت کرے اگرچہ امام سجدون مین ہو گو سجدہ نہ کرنے سے نماز نہ ٹوٹیگی
پھر اگر مقتدی نے رکوع نہ پایا اور امام کی متابعت سجدون مین نہ کی مگر جب امام نے سلام
پھیرا تو اسنے اٹھکے ایک رکعت پڑھ لی تو نماز اسکی پوری ہے اور اگر مقتدی نے رکوع کیا امام سے
پیشتر پھر امام نے اسکو رکوع مین جا لیا تو مقتدی کا رکوع درست ہوگا لیکن امام کے قبل
رکوع کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر رکوع سے مقتدی کے سر اٹھانے کے بعد امام نے رکوع کیا
یا مقتدی نے اسوقت رکوع کیا کہ ہنوز امام قرأت واجب نہ پڑھ چکا تھا تو رکوع مذکور مقتدی کو
کافی نہ ہوگا دوبارہ رکوع کرے گو اگر نہ کریگا تو نماز باطل ہو جائیگی اور اگر مقتدی نے
دو سجدے کیے اور امام نے ابھی ایک ہی سجدہ کیا ہے تو مقتدی کا دوسرا سجدہ معتبر نہین پھر

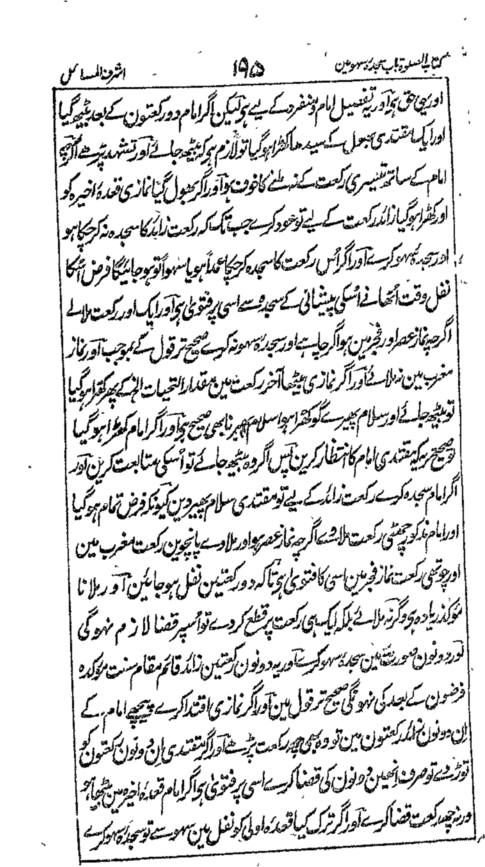
سجدہ کرے والا نماز فوت جائیگی باب احکام قضا پڑھنے نماز فائتہ کے
فائتہ فرائض کی قضا فرض اور واجب کی واجب و سنت کی سنت ہے اور ادا ہو یا قضا
فرض فائتہ اور فرض وقتیہ میں اور فرض وتر میں ترتیب لازم ہے یعنی جو پہلے فوت ہوئی ہو
اُسے پہلے پڑھے اور جو پیچھے فوت ہوئی اُسکو پیچھے پڑھے مگر تقدیم و تاخیر یاد نہ ہو تو ایک
تحری یعنی فکر کرے جو پہلے ٹھہرے اُسے پہلے پڑھے اور اگر کچھ نہ ٹھہرے تو جسکو چاہے
پہلے پڑھے لیکن جسکو پہلے پڑھا ہو دوسری نماز کے بعد اُسکو پھر پڑھے مثلاً تین نماز میں
دو فرض ہونگی رعایت ترتیب کے ساتھ ادا اور ایک نفل لیکن فرض اور نفل فائتہ میں
ترتیب لازم نہیں اور ترتیب تین چیزوں سے ساقط ہو جاتی ہے اول اصل وقت کے تنگ
ہونے سے اور وقت کی تنگی سے ترتیب ساقط ہونے کے بعد اگر وقت باقی ہو تو ترتیب
عود کریگی مگر وقت باقی نہو تو عود نکریگی جیسے اگر ممکن ہو ادا کرنا نماز ظہر فائتہ کا قبل
متغیر ہونے آفتاب کے کہ نماز عصر بالکل یا بعض حالت تغیر میں واقع ہو تو ترتیب ساقط
نہوگی اور اگرچہ ممکن ہو ادا کرنا دونوں نمازوں کا قبل غروب آفتاب کے لیکن ممکن نہو
فارغ ہونا ظہر سے قبل تغیر ہونے آفتاب کے تو ترتیب ساقط ہو جائیگی اسوقت نماز
عصر پڑھے اور بعد غروب آفتاب کے نماز ظہر ادا کرے دوم ترتیب ساقط ہو جاتی ہے بھول
جانے سے اور بھولنے والے میں الحاق کیا گیا ہے وہ شخص جو ترتیب کے فرض ہونے سے
جاہل ہو اور ظن معتبر جہالت کی قسم ہے تو یہ بھی نسیان میں داخل ہوا اور اگر
بھول کے نماز پڑھ لینے کے بعد نماز فائتہ یاد ہوئی تو ترتیب عود نکریگی اور اگر نماز
وقتی کے فارغ ہونے سے پیشتر یاد ہوئی تو عود کریگی سوم وتر کے سوائے چھ فرض وقتی
از نسیان کے فوت ہو جانے سے صحیح تر قول کے بموجب اگرچہ متفرق فوت ہوئی ہوں

اور فائتہ قدیم ہوں یا جدید مذہب معتمد پر اور یہی صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے پس جب چھ نماز کا وقت
نکل جاوے تو ساتھ ترتیب ساقط ہوجاتی ہے پس ان چھ نماز فائتہ کو جب تک سب
نہ پڑھ لیگا ترتیب لازم نہ ہوگی اور اگر ترتیب کو ترک کیا یعنی کسی شخص نے کوئی نماز
مثلاً نماز فجر نہ پڑھی اسکے بعد پانچ نمازیں یعنی دوسرے دن کی فجر تک پڑھیں درآنحالیکہ
نماز فجر فائتہ یاد ہے تو ان نمازوں کا وصف یعنی فرض ہونا موقوف رہیگا پس اگر
دوسری نماز فجر کے وقت میں بعد نماز یا قبل نماز کے آفتاب نکلنے کے پیشتر نماز فجر
فائتہ کو قضا کریگا تو ان پانچوں نمازوں کا وصف جاتا رہیگا یعنی نفل ہوجائینگی اور اگر آفتاب
نکلنے کے بعد قضا کریگا تو صحیح ہوجائینگی اور اگر کوئی شخص مرجاوے اور اسکے ذمہ نمازیں
فائتہ ہوں اور وصیت کرے کفارہ دینے کی تو دیا جاوے ہر نماز کے لیے آدھا صاع گیہوں
یا دوسری چیز بقدر اسکی قیمت کے اور وصیت کرنی اس شخص کو لازم ہوگی جو قادر تھا فائتہ کے
ادا پر اور ادا نہ کی اور ایسا ہی حکم ہے وتر کا اور یہ کفارہ میت کے مال کی تہائی سے دیا جاوے
اور اگر میت نے کچھ مال نہ چھوڑا یا اسقدر نہ ہو کہ سب کفاروں کو کافی ہو تو میت کے
وارث یہ تدبیر کریں کہ نصف صاع گیہوں مثلاً قرض لیں اور اسے فقیر کو حوالہ کریں پھر
فقیر وہ گیہوں وارث کو ہبہ کرے اور وارث پھر فقیر کو دیدے اسی طرح اتنی بار دادو دہش کریں
کہ کفارہ تمام ہوجاوے ف اور اہل ہند تمام عمر کے کفاروں کی قیمت کے عوض میں ایک
قرآن مجید کو بے بہا دیتے ہیں اور اگر نمازیں فائتہ کو میت کے وارثوں نے اسکے حکم سے
قضا پڑھا تو اسپر سے ساقط نہ ہونگی اور اسی طرح روزہ اور ایک فقیر کو نصف صاع سے کم دینا
جائز نہیں لیکن زیادہ دینا کہ سب دیدینا جائز ہے بخلاف کفارہ قسم اور ظہار اور افطار کے اور
مرض موت میں اپنی نماز کا فدیہ دینا صحیح نہ ہوگا اور اگر مرض موت میں اپنے روزہ کا فدیہ دیا ہو

تو درست ہے لیکن بعد موت کے اُسکے دینے کی صحت ثابت ہوگی اور نماز فائتہ کا قضا کرنا ابھی فوت
واجب ہے اور بہت سی نمازین فائتہ جنسے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے تو انکو اگر زن و فرزند کیلیے
کمانے کی مصیبت یا اور کسی حاجت کے باعث تاخیر کرے تو جائز ہے صحیح تر قول کے بموجب
لیکن جب اپنے کام سے جسقدر فرصت ملا کرے اُسی قدر قضا پڑھلیا کرے یہانتک کہ
تمام ہو جاوینگے اور نماز سے خارج سجدۂ تلاوت کا اور نذر مطلق اور شہر رمضان کی قضا
وسعت دی گئی ہے یعنی ان تینون کو جب چاہے ادا کرے اور نذر معین کو اُسی وقت مین
ادا کرنا واجب ہے اور نماز اور روزہ اور زکوۃ وغیرہ احکام شرعیہ کے نہ جاننے سے معذور
رکھا جاویگا وہ حربی کہ مسلمان ہوا دار الحرب مین اور ٹھہر رہا پس اُس مدت قیام کی قضا
نہوگی جیسے کہ قضا کرے مسلمان انکو جو زمانہ ردت مین فوت ہوئی ہون اور حالت اسلام
قضا ہے اُسکی جو مرتد ہونے کے قبل فوت ہوئی ہے اور لازم ہوگا مسلمان کو دوبارہ پڑھنا
اُس فرض کا جسکو ادا کیا اور اُسکے بعد مرتد ہو گیا پھر اُسی فرض کے وقت مین مسلمان ہوا
اور اگر ایک لڑکے کو احتلام ہوا نماز عشا پڑھنے کے بعد اور وہ جاگا وقت فجر مین تو اسکو نماز
عشا قضا پڑھنی لازم ہے اور حالت مرض مین تیمم اور اشارہ سے پڑھنا جائز ہے وان نمازون کا
جو فوت ہوئی تھین حالت صحت مین اور پھر حالت تندرستی مین انکو دوبارہ نہ پڑھے
اور ظاہر نماز قضا کا اعلان کرکے پڑھنا مکروہ تحریمی ہے **باب سجدۂ سہو** اگ

کسی شخص نے سہو سے پہلے رکن نماز پر دوسرے رکن کو مقدم کیا مثلاً قرآن کی قرأت
واجبہ کے قبل رکوع کیا پس عود نہ کرے اور قبل سجدے کے قیام کی طرف قرأت کے لیے
عود کرنا بھی جائز ہی یا کسی رکن نماز مین تاخیر کی بقدر ایک رکن کے چپ رہکے یا ذکر
مشروع پر کوئی ذکر زیادہ کرے مثلاً دیر کی اٹھنے مین تیسری رکعت سے کے ریسبب
پڑھا دینے کے التحیات پر اللہم صلی علی محمد لیکن قول مرجح یہ کہ جب تک وعلی آل محمد نہ کہیگا
سجدہ واجب نہوگا یا کسی رکن نماز کو مکرر کیا مثلاً باہم دو رکوع کیے یا نماز کے واجب اصلی کو
سہواً تغیر کیا مثلاً امام نے پست آواز سے قرأت کرنے کے مقام مین آواز بلند کی یا بلند
آواز سے قرأت کرنے کے مقام مین آواز پست کی تو اسپر سجدۂ سہو واجب ہوتا ہی لیکن
منفرد پر سجدۂ سہو واجب ہونا لائق ہی صرف پست آواز سے قرأت کرنے کے مقام مین
بلند آواز کرنے سے اسی کی تصحیح ہوئی اور صحیح تر یہ مین کرنا جہر و اخفا کا ہی اسقدر کہ جائز ہو
اُس سے نماز دونون مسئلون جہر و اخفا مین کیونکہ کمتر سے تو بچنا ممکن نہین یا واجب
اصلی کو ترک کیا مثلاً قعدۂ اولی کو یا واجب اصلی کی ادا مین سہواً تاخیر کی مثلاً دیر کے بعد
سلام یاد آیا تو واجب ہوتے ہین نمازی پر دو سجدہ سہو کے اپنے داہنی طرف فقط ایک سلام کے
بعد اور یہی صحیح تر ہی اور سجدۂ سہو کرنا قبل سلام کے جائز لیکن مکروہ تنزیہی ہی اور اگر سجدۂ
صلبی یعنی سجدہ نماز سہواً ہوا قعدۂ اخیرہ کے بعد یاد آیا تو قعدۂ اخیرہ کو بیکار کر دیتا ہی پس وہ
سجدہ ادا کرکے پھر قعدہ کرے اور اسی طرح سجدہ تلاوت کا ہی قول مختار پر بخلاف سجدہ سہو کے
کہ وہ قعدۂ اخیرہ کو نہین اُٹھا سکتا اور مختار یہ کہ سجدۂ سہو کے بعد کے قعدہ مین درود پڑھے
اور دعا اور قول غیر مختار یہ کہ دونون قعدون مین پڑھے احتیاطاً اور سجدۂ سہو کرے
جبکہ وقت نماز کی صلاحیت رکھتا ہو پس اگر آفتاب نکل آوے نماز فجر مین بعد

سلام کے کیا آفتاب سرخ ہو جائے بعد سلام کے نماز قضا میں یا نمازی سے پائی جائے
وہ حرکت جو قطع کرے بنا نماز کو تو سجدہ سہو ساقط ہو جائیگا اگر اسی روز کی نماز عصر
ادا کرنے میں یہ کیفیت واقع ہو تو سجدہ سہو ساقط نہوگا اور ایک نماز میں چند سہو
ہونے سے بھی دو سجدے کفایت ہیں اور اگر مقتدی کو سہو لاحق ہو تو بدون سہو امام کے
سجدہ سہو نکرے اگر کسی نے ایک سجدہ کے بعد اقتدا کی تو ایک ہی سجدہ کرے اور اگر
دونوں سجدوں کے بعد اقتدا کی تو ایک سجدہ بھی نہ کرے اور مسبوق سجدہ کرے اپنے
امام کے ساتھ ہر حال میں یعنی خواہ مسبوق کی اقتدا سے پہلے امام کو سہو ہوا ہو یا بعد
اقتدا کے پھر مسبوق سجدہ سہو کے بعد اپنی باقی نماز پڑھے اور اگر اس باقی میں
سہو ہو جائے تو دوبارہ سجدہ کرے مگر اپنے امام کے ساتھ سجدہ نہ کیا اور اپنی نماز کے
آخر میں کر لیا گو اسکو باقی نماز میں سہو ہوا ہو یا نہیں تو کافی ہوگا اور اسی طرح لاحق پر
سجدہ واجب ہے اسکے امام کے سہو سے مگر وہ سجدہ کرے اپنی نماز کے آخر میں اور اگر
لاحق نے سجدہ کیا اپنے امام کے ساتھ تو دوبارہ سجدہ کرے اور مقیم مسافر کے پیچھے مثل
مسبوق کے ہے یعنی اسکے ساتھ سجدہ کرے اور اگر بھول گیا نمازی قعدہ اولی نماز نفل کا
اور کھڑا ہو گیا تو بیٹھ جائے جب تک اس قیام کا سجدہ نہ کر چکا ہو اور اگر نماز فرض اور واجب کا
قعدہ اولی بھول گیا اور اٹھنے لگا پھر قعدہ کو یاد کیا پس اگر قعدہ سے قریب تر ہے یعنی نیچے کا
آدھا جسم سیدھا کھڑا نہیں ہوا یہی ظاہر مذہب اور صحیح تر ہے تو بیٹھ جانا واجب ہے اور اسپر
سجدہ سہو نہیں یہی صحیح تر ہے اور اگر نیچے کے آدھے جسم سے سیدھا کھڑا ہو گیا ہو تو اب
نہ بیٹھے اور سجدہ سہو کرے اگر قعدہ کی طرف عود کریگا تو گو نماز میں فساد نہ آویگا مگر گنہگار ہوگا
اور سجدہ سہو واجب ہوگا یہی قول مشابہ حق زیادہ ہے چنانچہ تحقیق کیا ہے اسکو کمال الدین نے

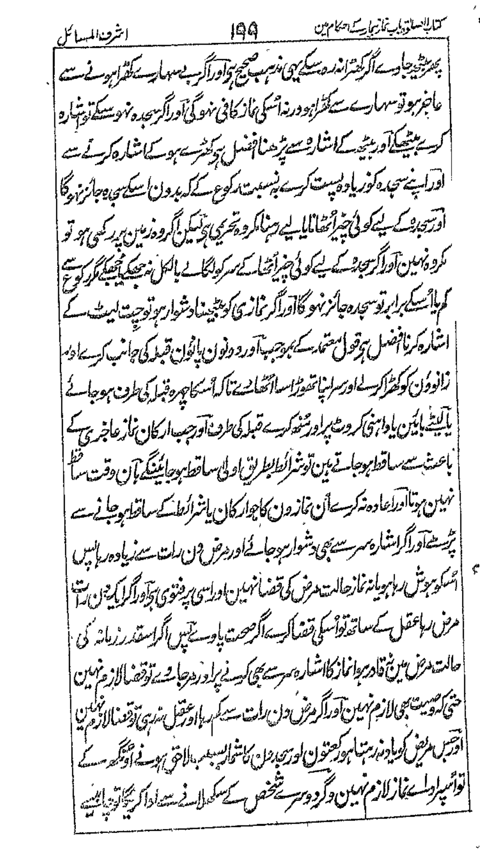


اور یہی حق ہے اور یہ تفصیل امام و منفرد کے لیے ہے لیکن اگر امام دو رکعتوں کے بعد بیٹھ گیا
اور ایک مقتدی بھول کے سیدھا کھڑا ہو گیا تو لازم ہے کہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اگرچہ
امام کے ساتھ تیسری رکعت کے نہ ملنے کا خوف ہو اور اگر بھول گیا نمازی قعدۂ اخیرہ کو
اور کھڑا ہو گیا زائد رکعت کے لیے تو عود کرے جب تک کہ رکعت زائد کا سجدہ نہ کر چکا ہو
اور سجدۂ سہو کرے اور اگر اس رکعت کا سجدہ کر چکا عمداً ہو یا سہواً تو ہو جائیگا فرض اسکا
نفل وقت اٹھانے اسکی پیشانی کے سجدے سے اسی پر فتویٰ ہے اور ایک اور رکعت ملا لے
اگرچہ نماز عصر اور فجر میں ہو اگر چاہے اور سجدۂ سہو نہ کرے صحیح تر قول کے بموجب اور نماز
مغرب میں نہ ملائے اور اگر نمازی بیٹھا آخر رکعت میں بمقدار التحیات الخ کے پھر کھڑا ہو گیا
تو بیٹھ جائے اور سلام پھیرے گو کھڑا ہوا سلام پھیرنا بھی صحیح ہے اور اگر امام کھڑا ہو گیا
تو صحیح یہ ہے کہ مقتدی امام کا انتظار کریں پس اگر وہ بیٹھ جائے تو اسکی متابعت کریں اور
اگر امام سجدہ کرے رکعت زائد کے لیے تو مقتدی سلام پھیر دیں کیونکہ فرض تمام ہو گیا
اور امام مذکور چھٹی رکعت ملا لے اگرچہ نماز عصر ہو اور ملا دے پانچویں رکعت مغرب میں
اور چوتھی رکعت نماز فجر میں اسی کا فتویٰ ہے تاکہ دو رکعتیں نفل ہو جائیں اور ملانا
مؤکد زیادہ ہے و گر نہ ملائے بلکہ ایک ہی رکعت پر قطع کر دے تو اسپر قضا لازم نہ ہوگی
اور دونوں صورتوں میں سجدۂ سہو کرے اور یہ دونوں رکعتیں زائد قائم مقام سنت مؤکدہ
فرضوں کے بعد کی نہ ہونگی صحیح تر قول میں اور اگر نمازی اقتدا کرے پیچھے امام کے
ان دونوں زائد رکعتوں میں تو وہ بھی چھ رکعت پڑھے اور اگر مقتدی ان دونوں رکعتوں کو
توڑ دے تو صرف انہیں دونوں کی قضا کرے اسی پر فتویٰ ہے اگر امام قعدۂ اخیرہ میں بیٹھا ہو
ورنہ چھ رکعت قضا کرے اور اگر ترک کیا قعدۂ اولیٰ کو نفل میں سہو سے تو سجدۂ سہو کرے

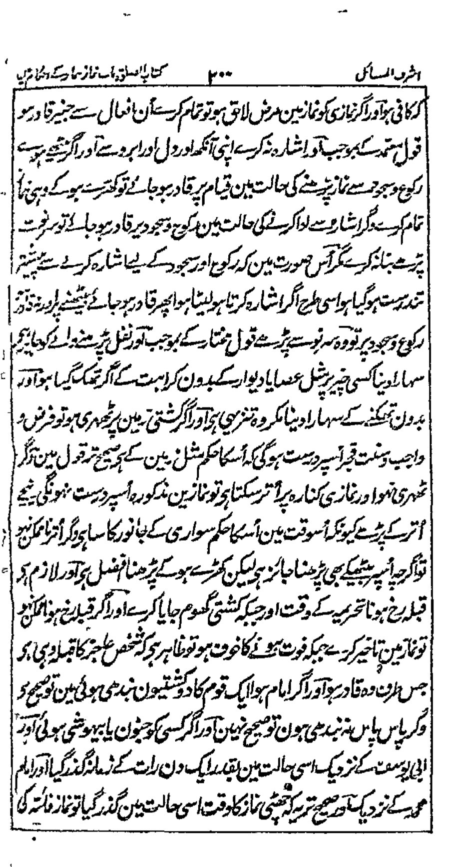
اور نماز فاسد نہوگی اور ہم لکھتے ہین کہ نمازی عود کرے قعدہ کی طرف جب تک تیسری رکعت نفل کو سجدہ سے مقید نہ کیا ہو اور اُس نمازی کا سلام کا پھیر دینا جسپر سجدۂ سہو ہے اُسکو نماز سے باہر کر دیتا ہے مگر ملتوی طور پر یعنی اگر اب سجدہ کریگا تو نماز مین پھر عود کر آئیگا اور اگر سجدہ نہ کریگا تو عود نہ کریگا اور اگر نمازی سجدۂ سہو یا صلبی یعنی نماز کا بھولا ہوا سجدہ یا سجدۂ تلاوت کو یا دونون کو یا تینون کو بھول گیا تو جب یاد آئین اور مسجد کے اندر ہو تو اُسپر اُسکا ادا کرنا لازم ہوگا اگرچہ قبلہ سے پھر جاوے اور اگر صحرا مین ہو پس اگر یاد کیا قبل اسکے کہ تجاوز کر جاوے صفون سے پیچھے یا داہنے یا بائین تو عود کرے طرف قضا اُس چیز کے جو اُسپر ہے اور اگر چلا آگے تو لوٹے پس صحیح تر موضع اُسکے سجود کا ہے یا سترہ کا اگر ہو پس اس بنا پر اگر کسی شخص نے قعدۂ اخیرہ کے بعد سلام پھیرا اور اُسپر سجدۂ سہو ہے تو اب کوئی شخص اگر اُسکو نماز مین سمجھکر اقتدا کریگا تو صحیح ہوگا بشرطیکہ بعد اقتدا کے امام سجدۂ سہو کرے وگرنہ کریگا تو اقتدا درست نہوگا اور اگر بعد سلام کے سجدۂ سہو سے پیشتر نمازی نے قہقہہ کیا یا مسافر نے اُسوقت اقامت کی نیت کی تو صحیح یہ ہے کہ نمازی کا وضو باطل ہوگا اور اُسکی نماز نہ بدلیگی اُسکے بعد سجدۂ سہو کرے یا نہ کرے لیکن اس قہقہہ سے نماز سے بالکل خارج ہوگیا اور سجدۂ سہو اُسپر سے ساقط ہوگیا اور اگر ظہر کے پڑھنے والے نے مثلاً دو رکعتون پر نماز کے پورا ہونے کے وہم سے سلام پھیرا تو نماز باطل نہوگی چار رکعت پوری کرے اور سجدۂ سہو کرے بخلاف اُس صورت کے کہ سلام پھیرا اس گمان پر کہ ظہر کی فرض دو رکعتین ہین یا اس طرح کہ خیال کر لیا کہ مین مسافر ہون یا یہ کہ نماز جمعہ کی یا نو مسلم نے گمان کیا کہ ظہر کی فرض دو ہی رکعتین ہین یا نماز عشا مین مشغول تھا

اُسکو تراویح کا گمان کرکے سلام پھیر دیا یا سلام پھیرا اُس حال مین کہ اُسکو یاد ہو کہ ابھی
ایک رکن باقی ہو اِن سب صورتون مین نماز باطل ہوجاتی ہو اور معتمد کتابون مین اسی
قول پر یقین کیا ہو اور جس نماز مین جماعت کثیر ہو اُسمین سجدۂ سہو کا ترک اولی ہو
تاکہ لوگ تشویش مین نہ پڑجائین اور اسی پر یقین کیا گیا اور بخاری اور مسلم نے روایت کی
کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوا اسکے نہین کہ مین آدمی ہون مانند تمہارے
بھولتا ہون جیسے تم بھولتے ہو پس جسوقت بھولون مین پس یاد دلاؤ تم مجھکو الخ بلاغ المبین مین
فصل سجدۂ سہو کے بیان مین فقط لیکن سہو و نسیان ہونا انبیا پر اُسمین جو متعلق ساتھ
رسالت اور پہونچانے احکام کے ہو جائز نہین اور اسکے سوائے افعال مین جائز ہی
تکمیل الایمان ذکر مین نبوت مریم و آسیہ وغیرہ کے اور اگر نماز مین شک ہوا کہ کی رکعتین
پڑھین ہین پس اگر اول بار شک ہوا اور اسی قول پر ہین اکثر مشایخ تو نماز قطع کردے
اور بیٹھ کے سلام سے قطع کرنا اولی ہو اور سر نو سے پڑھے وگر اکثر شک ہوجایا کرتا ہو
تو ظن غالب پر عمل کرے وگر غلبہ ظن کا حاصل نہو تو کم کو اختیار کرے اور ہر رکعت مین
قعدہ کرکے تمام کرے اور اگر شک کرنے والا سوچنے کی حالت مین بقدر ادائے رکن کے
مشغول ذکر مین نہ رہا یا ادائے رکن سے باز رہا تو سجدۂ سہو واجب ہو اور اس سے کم
فکر کرنے مین سجدۂ سہو نہین اور خارج نماز مین شک کا اعتبار نہین مگر صحیح تین مستثنی ہین
اور اگر خبر دی نمازی کو ایک شخص عدل یعنی سچے آدمی نے کہ اُسنے چار رکعتین نہین
پڑھین اور اُسنے شک کیا خبر دینے والے کے سچے اور جھوٹے ہونے مین تو اُس نماز کو
سر نو سے پڑھے احتیاطاً اور اگر نمازی کو اپنے پورے پڑھنے کا یقین ہو تو خبر دینے والے کے
قول پر لحاظ نہ کرے اور اگر اختلاف کیا امام اور مقتدیون نے پس اگر امام کو یقین

اپنے صحیح پڑھنے کا ہو تو سر نو سے نہ پڑھے لیکن قوم سر نو سے پڑھے واگر یقین نہو تو مقتدیوں کے کہنے کے بموجب نماز سر نو سے پڑھے اور اگر شک کیا کہ شروع کی تکبیر کہی ہو یا نہیں خواہ یہ شک کیا کہ حدث ہوا ہو یا نہیں خواہ یہ شک کیا کہ کپڑے پر نجاست لگی ہو یا نہیں خواہ یہ شک کیا کہ مسح اپنے سر کا کیا ہو یا نہیں تو اگر یہ شک اول مرتبہ ہو تو اول صورت میں نماز سر نو سے پڑھے اور دوسری میں وضو کرے اور تیسری میں نجاست کو دھو کے پاک کرے اور چوتھی میں مسح کرے اور اگر اول مرتبہ نہو تو اس شک کا اعتبار نہیں اور یہ حکم اثنائے وضو یا نماز میں شک ہونے کا ہو اور بعد فراغ کے شک کا اعتبار نہیں باب نماز بیمار کے احکام میں جس شخص کو کھڑا ہونا دشوار ہو بسبب اس عذر کے جس سے نماز بیٹھ کے پڑھنی درست ہو اور وہ یہ ہو کہ نمازی کو کھڑے ہونے سے ضرر پہونچے اسی پر فتویٰ ہو یا خوف کرے بیماری کے بڑھ جانے کا یا دیر کر اچھا ہونے کا یا دوران سر ہو یا قیام سے بہت درد ہو یا خوف ہو کہ اگر نماز کھڑا ہو کے پڑھیگا تو پیشاب جاری ہو جائیگا یا روزہ کھنا دشوار ہو جائیگا تو وہ شخص بیٹھ کے نماز پڑھے اگرچہ تکیہ پر یا کسی آدمی پر سہارا دیکے بیٹھے کیونکہ یہ بیٹھنا اسپر لازم ہو قول مختار کے بموجب اور اگر بطور قعدہ تشہد کے بیٹھ سکے تو اسی طرح بیٹھنا بہتر ہو ورنہ جو وضع اسکو سہل معلوم ہو اسی طرح بیٹھے لیکن تشہد پڑھنے کی حالت میں بطور قعدہ تشہد کے بیٹھے اور نماز پڑھے بیٹھ کے رکوع اور سجدہ سے یعنی اشارہ سے نہ پڑھے اسلیے کہ جن ارکان کو کامل ادا کر سکتا ہو انکو ناقص کرنا نہ چاہیے بدون ضرورت کے اور جس شخص کو تھوڑے سے قیام پر قدرت ہو وہ تحریمہ کھڑے ہو کے کرے اور جسقدر قرات کھڑا ہو کے پڑھ سکے اسقدر پڑھے



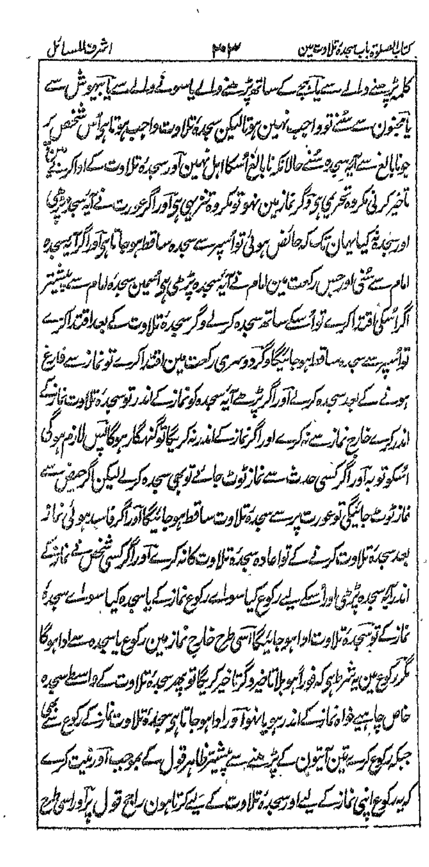
پھر بیٹھ جاوے اگر کھڑا نہ رہ سکے یہی مذہب صحیح ہے اور اگر بے سہارے کھڑا ہونے سے
عاجز ہو تو سہارے سے کھڑا ہو ورنہ اسکی نماز کافی نہو گی اور اگر سجدہ نہو سکے تو اشارہ
کرے بیٹھکے اور بیٹھ کے اشارہ سے پڑھنا افضل ہے کھڑے ہو کے اشارہ کرنے سے
اور اپنے سجدہ کو زیادہ پست کرے بہ نسبت رکوع کے کہ بدون اسکے سجدہ جائز نہو گا
اور سجدہ کے لیے کوئی چیز اٹھانا یا لیے رہنا مکروہ تحریمی ہے لیکن اگر وہ زمین پر رکھی ہو تو
مکروہ نہیں اور اگر سجدہ کے لیے کوئی چیز اٹھا کے سر کو لگاوے بالکل نہ جھکے یا جھکے مگر رکوع سے
کم یا اُسکے برابر تو سجدہ جائز نہو گا اور اگر نمازی کو بیٹھنا دشوار ہو تو چت لیٹ کے
اشارہ کرنا افضل ہے قول معتمد کے بموجب اور دونوں پاؤں قبلہ کی جانب کرے اور
زانوؤں کو کھڑا کر لے اور سر اپنا تھوڑا سا اٹھا دے تا کہ اُسکا چہرہ قبلہ کی طرف ہو جاوے
یا لیٹے بائیں یا داہنی کروٹ پر اور منہ کرے قبلہ کی طرف اور جب ارکان نماز عاجزی کے
باعث سے ساقط ہو جاتے ہیں تو شرائط بطریق اولی ساقط ہو جاوینگے ہاں وقت ساقط
نہیں ہوتا اور اعادہ نہ کرے اُن نمازوں کا جو ارکان یا شرائط کے ساقط ہو جانے سے
پڑھے اور اگر اشارہ سر سے بھی دشوار ہو جائے اور مرض دن رات سے زیادہ رہا پس
اُسکو ہوش رہا ہو یا نہ نماز حالت مرض کی قضا نہیں اور اسی پر فتوی ہے اور اگر ایک دن رات
مرض رہا عقل کے ساتھ تو اُسکی قضا کرے اگر صحت پاوے پس اگر اسقدر زمانہ کی
حالت مرض میں قادر ہوا نماز کا اشارہ سر سے بھی کرنے پر اور مر جاوے تو قضا لازم نہیں
حتی کہ وصیت بھی لازم نہیں اور اگر مرض دن رات سے کم رہا اور عقل نہ رہی تو قضا لازم نہیں
اور جس مریض کو یاد نہ رہتا ہو رکعتوں اور سجدوں کا شمار بسبب لاحق ہونے اونگھ کے
تو اُسپر ادائے نماز لازم نہیں وگر دوسرے شخص کے سکھلانے سے ادا کریگا تو بہتر ہے



کرکافی ہو اور اگر نمازی کو نماز مین مرض لاحق ہو تو تمام کرے اُن افعال سے جنپر قادر ہو
قول معتمد کے بموجب اور اشارہ نہ کرے اپنی آنکھ اور دل اور ابرو سے اور اگر بیٹھے ہوے
رکوع و سجود سے نماز پڑھنے کی حالت مین قیام پر قادر ہو جائے تو کھڑے ہو کے وہی نماز
تمام کرے مگر اشارے سے ادا کرنے کی حالت مین رکوع و سجود پر قادر ہو جائے تو سر نو
پڑھے بنا نہ کرے مگر اس صورت مین کہ رکوع اور سجود کے لیے اشارہ کرنے سے پیشتر
تندرست ہو گیا ہو اسی طرح اگر اشارہ کرتا ہو لیٹا ہوا پھر قادر ہو جائے بیٹھنے پر ورنہ ذی
رکوع و سجود پر تو وہ سر نو سے پڑھے قول مختار کے بموجب اور نفل پڑھنے والے کو جائز ہے
سہارا دینا کسی چیز پر مثل عصا یا دیوار کے بدون کراہت کے اگر تھک گیا ہو اور
بدون تھکنے کے سہارا دینا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر کشتی زمین پر ٹھہری ہو تو فرض و
واجب و سنت قبر اسپر درست ہوگی کہ اُسکا حکم مثل زمین کے ہے صحیح تر قول مین اگر
ٹھہری نہوا ور نمازی کنارہ پر اُتر سکتا ہے تو نماز مذکورہ اسپر درست نہوگی نیچے
اُتر کے پڑھے کیونکہ اُسوقت مین اُسکا حکم سواری کے جانور کا سا ہے وگر اُترنا ممکن نہو
تو اگرچہ اُسپر بیٹھکے بھی پڑھنا جائز ہے لیکن کھڑے ہوکے پڑھنا افضل ہے اور لازم ہے
قبلہ رخ ہونا تحریمہ کے وقت اور جبکہ کشتی گھوم جایا کرے اور اگر قبلہ رخ ہونا ممکن نہو
تو نماز مین تاخیر کرے جبکہ فوت ہونے کا خوف ہو تو ظاہر ہے کہ شخص عاجز کا قبلہ وہی ہے
جس طرف وہ قادر ہو اور اگر امام ہو ایک قوم کا دو کشتیون بندھی ہوئی مین تو صحیح ہے
وگر پاس پاس نہ بندھی ہون تو صحیح نہین اور اگر کسی کو جنون یا بیہوشی ہوئی اور
ابی یوسف کے نزدیک اسی حالت مین بقدر ایک دن رات کے زمانہ گذر گیا اور امام
محمد کے نزدیک اور صحیح تر یہ کہ چھٹی نماز کا وقت اسی حالت مین گذر گیا تو نماز فائتہ کی

قضا لازم نہیں ہو گر اس مدت میں اُسکو افاقہ ہوتا ہو اور افاقہ کا وقت معین ہو مثلاً
صبح کے وقت تو قضا پڑھے اور اگر زائل ہوئی عقل نمازی کی ہوئی یا شراب یا کسی دوا سے
تو اُسکو قضا پڑھنا بے عقلی کے وقت کی نمازوں کا لازم ہی اگرچہ مدت بیہوشی بہت ہو
اسلیے کہ بیہوشی خود بندہ کے فعل سے ہی مثل سو رہنے کے اور اگر قادر ہوا دیتا آدمی
نماز پڑھنے پر اشارہ سے بدون عمل کثیر کے اس طرح کہ کوئی چیز سہارے کو ملگئی ہو یا پیر نا
خوب جانتا ہو تو اُسکو ادا پڑھنا لازم ہی و گر بدون عمل کثیر کے نہ پڑھ سکے تو ادا لازم نہیں
قضا لازم ہی اور اگر طبیب حاذق مسلمان نے چت لیٹے رہنے کا نمازی کو حکم کیا بسبب
پانی نکالنے کے اُسکی آنکھ سے تو وہ نماز اشارہ سے پڑھے اسلیے کہ جیسے جان کا
بچانا فرض ہو ویسے ہی اعضا کا بچانا فرض ہی **باب سجدۂ تلاوت** سبب سجدہ
تلاوت کے تین ہیں اول تلاوت اگرچہ سماع نہ پایا جائے مثلاً بہرے آدمی کا پڑھنا
دوم سننا آیہ سجدہ کا اگرچہ فارسی میں ہو اور یہ شرط پڑھنے والے اور مقتدی کے سوا
دوسرے شخص کے لیے ہی و گر اُسکو خبر نہو کہ یہ آیہ سجدہ ہی تو وہ معذور ہی سوم
مقتدی ہونا اُس شخص کے پیچھے جو آیہ سجدہ پڑھے کہ اقتدا کرنا بھی شرط ہی سجدہ کے
واجب ہونے کی اگرچہ مقتدی نہ سُنے اور اگرچہ موجود نہو آیہ سجدہ کو پڑھنے کے وقت
اور اگر مقتدی آیہ سجدہ کو پڑھے تو سجدہ نہ کرے وہ خود نہ اُسکے ساتھی مقتدی نہ
اُسکا امام لیکن جو شخص نماز نہ پڑھتا ہو یا دوسری نماز پڑھتا ہو اکیلا ہو خواہ امام
وہ سجدہ کرے اور نماز کے شرائط اس سجدہ کے بھی ہیں لیکن اُسکے لیے جدا
تحریمہ کرنا اور یہ نیت کہ فلان آیہ کا سجدہ ہی شرط نہیں مگر یہ نیت کہ یہ سجدہ
تلاوت کا ہی شرط ہی اور یوں نیت کرے سجدۂ تلاوت کی اور سجدہ شکر کی

نَوَیْتُ اَنْ اَسْجُدَ سَجْدَۃَ التِّلَاوَۃِ اَوْ سَجْدَۃَ الشُّکْرِ لِلّٰہِ تَعَالٰی سجدہ کرتا ہوں
واسطے اللہ تعالیٰ کے سجدہ تلاوت کا یا سجدہ شکر کا اور سجدہ تلاوت کی مفسد ہو
جو نماز کی مفسد ہو لیکن عورت کا محاذی ہونا مفسد نہیں اور اُس سجدے کے اندر قہقہہ
وضو نہیں جاتا اور رکن اُسکا سجدہ ہے یا بدل اُسکا مثلاً رکوع کرنا نماز پڑھنے والے
اور اشارہ بیمار کا اور سوار کا اگر حالت سواری میں شہر کے باہر سجدہ واجب ہو
گو پہیں اتر پڑا ہو اور سجدہ تلاوت ایک سجدہ ہے درمیان دو تکبیروں مسنون کے
اگر امام ہو تو پکار کے کہے یعنی ایک بار اللہ اکبر کہے سجدہ میں جانے کے وقت اور
دوسری بار کہے سر اُٹھانے کے وقت اور درمیان دو قیام مستحب کے یعنی
سجدہ میں جانا اور بعد سجدہ کے کھڑا ہو جانا مستحب ہے بدون ہاتھ اُٹھانے اور تکبیر
کہنے کے وقت اور بدون تشہد اور سلام کے اور قیام ثانی کی روایت کو کیا
صاحب ظہیریہ نے ذکر کیا ہے اور سجدہ تلاوت میں تسبیح سجدہ کی کہے صحیح تر قول میں
وگر نفل ہو یا نماز میں نہ ہو تو چاہے تسبیح سجدہ کی یعنی سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے
یا ادعیہ ماثورہ میں سے جسے چاہے پڑھے اور سجدہ تلاوت اُس شخص پر واجب ہے
جو نماز کے واجب ہونے کا اہل ہو ادا کرنے کے اعتبار سے یعنی اُسی وقت اہل ہو
یا اہل ہو قضا کے اعتبار سے یعنی اُسوقت نہ اہل ہو دوسرے وقت ہو مثلاً جنب اور
متوالا اور سونے والا پس سجدہ واجب نہیں کافر اور نابالغ پر اور اُس دیوانہ پر جسکو
ایک دن رات سے زیادہ جنون رہے اور اسی طرح واجب نہیں حائض اور نفساء پر
خواہ وہ سب اُسے پڑھیں یا سنیں اور آدمی کے پڑھنے سے سجدہ تلاوت واجب ہوتا ہے
بشرطیکہ تلاوت صحیح کرتا ہو اور اسکی صحت کی تمیز کرتا ہو پس اگر پرندے سے سُنے یا ایک



کلمہ پڑھنے والے سے یا شیخ کے ساتھ پڑھنے والے یا سونے والے سے یا بیہوش سے یا مجنون سے سُنے تو واجب نہین ہوتا لیکن سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے اُس شخص پر جو نابالغ سے آیۂ سجدہ سُنے حالانکہ نابالغ اُسکا اہل نہین اور سجدۂ تلاوت کے ادا کرنے مین تاخیر کرنی مکروہ تحریمی ہے وگر نماز مین نہو تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر عورت نے آیۂ سجدہ پڑھی اور سجدہ نہ کیا یہان تک کہ حائض ہوئی تو اُسپر سے سجدہ ساقط ہو جاتا ہے اور اگر آیۂ سجدہ امام سے سُنی اور جس رکعت مین امام نے آیۂ سجدہ پڑھی ہے اُسمین سجدہ امام سے پیشتر اگر اُسکی اقتدا کرے تو اُسکے ساتھ سجدہ کرے وگر سجدۂ تلاوت کے بعد اقتدا کرے تو اُسپر سے سجدہ ساقط ہو جائیگا وگر دوسری رکعت مین اقتدا کرے تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ کرے اور اگر پڑھے آیۂ سجدہ کو نماز کے اندر تو سجدۂ تلاوت نماز کے اندر کرے خارج نماز سے نہ کرے اور اگر نماز کے اندر نہ کریگا تو گنہگار ہوگا پس لازم ہوگی اُسکو توبہ اور اگر کسی حدث سے نماز ٹوٹ جائے تو بھی سجدہ کرے لیکن اگر حیض سے نماز ٹوٹ جائیگی تو عورت پر سے سجدۂ تلاوت ساقط ہو جائیگا اور اگر فاسد ہوئی نماز تو بعد سجدۂ تلاوت کرنے کے تو اعادہ سجدۂ تلاوت کا نہ کرے اور اگر کسی شخص نے نماز کے اندر آیۂ سجدہ پڑھی اور اُسکے لیے رکوع کیا سوائے رکوع نماز کے یا سجدہ کیا سوائے سجدہ نماز کے تو سجدۂ تلاوت ادا ہو جائیگا اسی طرح خارج نماز مین رکوع یا سجدہ سے ادا ہوگا مگر رکوع مین یہ شرط ہے کہ فوراً ہو بلا تاخیر وگر تاخیر کریگا تو پھر سجدۂ تلاوت کے واسطے سجدہ خاص چاہیے خواہ نماز کے اندر رہو یا نہو اور ادا ہو جاتا ہے سجدۂ تلاوت نماز کے رکوع سے بھی جبکہ رکوع کرے تین آیتون کے پڑھنے سے پیشتر ظاہر قول کے بموجب اور نیت کرے کہ یہ رکوع اپنی نماز کے لیے اور سجدۂ تلاوت کے لیے کرتا ہون راجح قول پر اور اسی طرح

ادا ہوتا ہی سجدۂ تلاوت نماز کے سجدے سے بھی اگر فوراً سجدہ کرے اگرچہ نیت نہ کی ہو کہ یہ
سجدۂ تلاوت کا ہی اور اگر امام نے آیۂ تلاوت پڑھ کے رکوع مین سجدۂ تلاوت کی نیت کی
اور اُسکے مقتدی نے نیت نہ کی تو مقتدی کو امام کی نیت کافی نہو گی پس جبکہ امام
سلام پھیرے تب مقتدی سجدۂ تلاوت کرے اور اعادہ کرے قعدۂ اخیرہ کا اور یہ عمل
کرنا چاہیے اس صورت کو نماز جہری پر اسلیے کہ نماز سری مین مقتدی کو کیونکر معلوم ہوگا
کہ امام نے آیۂ سجدہ پڑھی اور نماز سری مین مقتدی حکم کیے جائین سجدۂ تلاوت کرنے کے
بعد سلام امام کے اور خبردار کرے امام انکو بعد سلام کے قبل اسکے کہ وہ کلام کرین
اور مسجد سے باہر نکلین ہان اگر امام نے رکوع مین سجدۂ تلاوت کی نیت نہ کی بلکہ سجدہ مین کی
یا کہین نہ کی تو مقتدی پر کچھ نہین خواہ مقتدی نیت کرے یا نہ کرے اور اگر امام نے
سجدۂ تلاوت کیا اور مقتدی نے خیال کیا کہ امام نے رکوع کیا تو جو شخص رکوع مین ہو
وہ رکوع کو ترک کرکے سجدۂ تلاوت کرے اور جسنے رکوع کیا اور ایک سجدہ کیا اُسے
وہ سجدۂ تلاوت سے کافی ہوگا اور جسنے رکوع کیا اور دو سجدے کیے اُسکی وہ پوری
ایک رکعت ہو گئی اور زیادتی ایک رکعت کی مفسد نماز ہی اور اگر امام یا مقتدی یا منفرد
یعنی تنہا نماز پڑھنے والے نے آیۂ سجدہ اپنے غیر سے سنی اور وہ غیر امام ہو یا مقتدی
یا منفرد یا وہ شخص جو نماز نہ پڑھتا ہو تو نماز کے بعد سجدۂ تلاوت کرے اگر نماز کے
اندر سجدہ کریگا تو اُسکو کافی نہوگا اور اُسکا اعادہ لازم ہوگا نہ اُس نماز کا لیکن
اگر کسی شخص نے نماز پڑھنے کی حالت مین آیۂ سجدہ پڑھی خواہ اپنے ساتھی مقتدی سے
سوائے دوسرے شخص سے سُننے کے پیشتر خواہ بعد سُننے کے پھر اُسکے لیے سجدہ
نماز کے اندر کیا تو اِس سجدہ کا اعادہ نہین بعد اگر نماز کے باہر آیۂ سجدہ کو پڑھکر سجدہ کر لیا

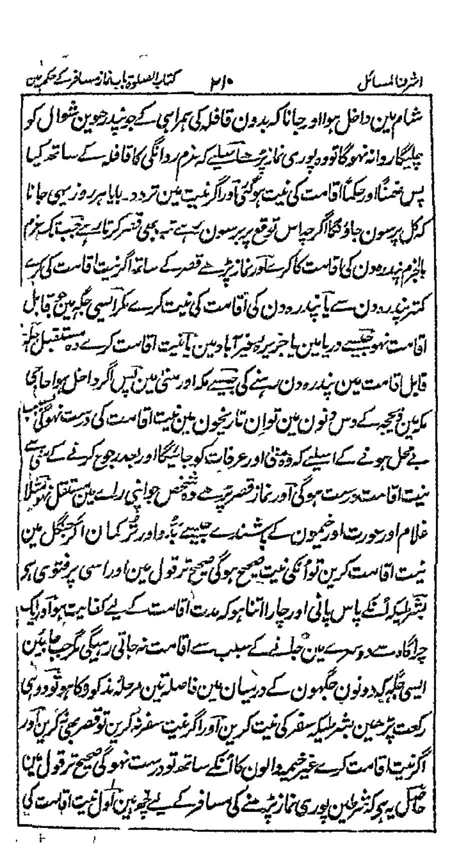
پھر نماز مین اُسی آیہ کو پڑھا تو دوسرا سجدہ کرے و گر بے سجدہ کیئے نماز پڑھی اور پھر آیہ سجدہ پڑھی تو نماز مین ایک ہی بار سجدۂ تلاوت کر لینا دونون سجدون کے لیے کفایت ہے اگر مجلس اور آیہ ایک ہو و گر نماز مین نہ کیا تو دونون سجدے ساقط ہو گئے صحیح تر قول مین اور یہ گنہگار ہوا اور اگر مکرر پڑھا آیہ سجدہ کو دو مجلسون مین تو سجدہ مکرر کرنا واجب ہوگا اور ایک مجلس مین مکرر واجب نہ ہوگا بلکہ ایک سجدہ کافی ہے اور سجدۂ تلاوت مکرر ادا کرنا ہر ایک تین سبب سے واجب ہوتا ہے اول اختلاف تلاوت کا دوم اختلاف سُننے کا سوم اختلاف مجلس کا اور پہلے دو سببون سے غرض بدلنا آیتون کا ہے یعنی اگر ایک ہی مجلس مین مختلف آیتین سجدہ کی پڑھیگا یا سنیگا تو تعداد آیات کے برابر سجدے واجب ہونگے اور اختلاف مجلس کی دو قسمین ہین ایک حقیقی کہ ایک مجلس سے دوسری مین دو قدم سے زیادہ چلکر پہونچے اسمین یہ شرط ہے کہ دونون مکانون کا ایک حکم نہ ہو مثلاً چھوٹی مسجد یا گھر کی مختلف جگہہ کہ انکا حکم ایک ہی مکان کا ہے پس اگر ایک ہی آیہ سجدہ کو مسجد یا گھر کے کئی کونون مین پڑھیگا تو سجدہ ایک ہی واجب ہوگا اور دوسری قسم اختلاف مجلس کی حکمی ہے وہ یہ ہے کہ دو دفعہ پڑھنے کے درمیان مین عمل کثیر کیا ہو مثلاً خرید و فروخت یا عقد نکاح یا کھانا یا تین قدم چلنا وغیرہ تو اس صورت مین بھی سجدہ مکرر ہو جائیگا و گر عمل قلیل کیا ہو مثلاً آیہ سجدہ پڑھکر ایک گھونٹ پانی پیا یا ایک لقمہ کھا لیا یا دو قدم چلا پھر اُس آیہ کو پڑھا تو سجدۂ تلاوت ایک ہی کافی ہوگا اور مستحب نہین دوسرا سجدہ کرنا اُس جگہ جہان ایک کافی ہو اور بنا سجدہ کی تداخل پر ہے یعنی ایک سجدہ دوسرے کا تابع ہو جاتا ہے واسطے دور کرنے حرج کے بشرطیکہ آیہ اور مجلس ایک ہو اسی طرح اگر ایک آیہ کو خود پڑھا اور اسی کو اُسی مجلس مین دوسرے سے سُنا تب بھی ایک ہی سجدہ

واجب ہوگا پس قائم مقام ہوگا ایک سجدہ سبب کے تداخل مین اپنے پیشتر کے اور بعد کے
سببون کے یعنی اگر کسی شخص نے ایک مجلس مین ایک ہی آیہ سجدہ مثلا پانچ بار پڑھی
اس طرح کہ تین بار پڑھکر سجدۂ تلاوت کر لیا پھر دو بار پڑھی تو وہ ہی ایک سجدہ جو کیا ہے
سب کی طرف سے کافی ہوگیا اور تانا تننا کپڑے کا آتے جاتے مین اور چلا جانا پرندہ والے کا
درخت کی ایک شاخ سے دوسری شاخ پر اور پیرنا اسکا نہر یا حوض مین بدلنا مجلس
یا آیہ کا پس واجب ہوگا ایک اور سجدہ یا کئی سجدے مثلا تانا تننے مین ایک ہی آیہ
جاتے مین پڑھی اور وہی واپس آنے کے وقت تو گویا دو مجلسون مین پڑھی اور آیہ کا
بدلنا ہوگا سننے والے کے حق مین مثلا سننے والے نے اسی آیہ کو ایک شاخ پر سنا اور
اسی کو دوسری پر تو گویا اسنے دو آیتون کو سنا بخلاف کونون مسجد اور گھر اور کشتی
چلنے والی اور فعل قلیل کے جیسے دو لقمون کا کھانا درمیان میں دو بار کی تلاوت کے
اور کھڑا ہو جانا اور سلام کا جواب دینا کہ اس سے مجلس نہین بدلتی اور اسی طرح
سواری کے چلتے جانور پر اگر نماز پڑھتا ہو تو مجلس متحد ہونگی وگر سواری پر نماز
نہ پڑھتا ہو تو سجدہ مکرر ہو جائیگا جیسے مکرر ہوتا ہے سجدہ سننے والے پر اگر سننے والے کی
مجلس بدل جائے یہان تک کہ اگر مکرر پڑھا آیہ سجدہ کو سواری پر نماز پڑھتے ہوے
اور اسکا غلام پیادہ چلتا ہے تو سوار پر سجدہ مکرر نہ ہوگا بلکہ غلام پر مکرر ہوگا اور نہین
مکرر ہوتا سجدہ سننے والے پر اسکے برعکس مین قول مفتی بہ پر مثلا تلاوت کرنے والا
پڑھتا جاتا ہے اور سننے والا ایک جگہ بیٹھا ہے تو سننے والے پر سجدہ مکرر نہوگا بشرطیکہ آیہ
ایک ہو اور مکروہ تحریمی ہے چھوڑ دینا آیہ سجدہ کا اور پڑھنا باقی سورہ کا اور صرف آیہ سجدہ
پڑھنی اور باقی سورہ نہ پڑھنی مکروہ نہین لیکن مستحب ہے ملانا ایک یا دو آیتون کا اسکے ساتھ

خواہ پیشتر پڑھا ہو سے یا بعد اور مناسب ہے کہ نہ سنا آیۃ سجدہ کا اُس سننے والے کو جو سجدہ کے لیے
آمادہ نہو یا سننے والے کا حال معلوم نہو اور جو شخص کام مین مشغول ہو اور آیۃ سجدہ کو
سُنے تو اُسپر سجدہ کے واجب ہونے کی تصحیح مین اختلاف ہے صحیح تر یہ کہ واجب نہین کیونکہ
سُننا جو سبب ہے واجب ہونے کا ایک قول مین شرط ہے وہ پایا نہین گیا اور اگر سُنا آیۃ
سجدہ کو ایک قوم سے یعنی اُنمین سے ہر ایک شخص سے ایک ایک حرف آیۃ سجدہ کا
سُنا تو سننے والا سجدہ نہ کرے اسلیے کہ اُسکا پڑھنے والا ایک ہونا شرط ہے اور اگر کوئی شخص
نعمت پاوے یا اللہ تعالی روزی کرے مال یا اولاد دے یا اُس سے بلا دفع کیجاوے
یا مانند اسکے تو مستحب ہے کہ سجدہ کرے اللہ تعالی کے لیے شکر کا اسی پر فتوی ہے مستقبل
قبلہ ہوکے اور حمد کرے اُسمین اللہ تعالی کی اور تسبیح کرے اُسمین سجدہ کی پھر تکبیر کہے
پھر سر اُٹھاوے جیسا سجدۂ تلاوت مین اور سجدہ یا وہ مباح چیز جسکے لیے سبب نہو
وہ قربت نہین اور جب تک جہلا اُسکی طرف سنیت کا اعتقاد نہ کرین مکروہ بھی نہین
باب نماز مسافر کے حکم مین فتح القدیر مین ہے کہ جب کوئی نیت کرے زیارت
قبر شریف حضرت صلعم کی تو چاہیے کہ نیت کرے اُسکے ساتھ زیارت مسجد نبوی کی کیونکہ
وہ ایک مسجد ہے اُن تین مسجدون مین سے کہ حکم ہے طرف اُنکے سفر کرنے کا جیسے کہ حدیث
لا تشد الرحال الخ مین مذکور ہے اور یون ہی عالمگیری اور درمختار مین ہے سو اس سے
یہ بات ظاہر ہوئی کہ تحقیق مستثنی منہ جو حدیث مذکور مین محذوف ہے وہ جنس بعید ہے
نہ جنس قریب یعنی حدیث مذکورہ کا یون مضمون ہے کہ نہ باندھو پالان اُونٹون پر سفر کے لیے
کسی جگہ کی طرف نہ واسطے طلب تقرب اور ثواب کے اور نہ واسطے غیر اسکے کے بے حاجت
ضروری کے مثل جہاد اور طلب علم اور تجارت وغیرہ کے مگر طرف ان تین مسجدون کے

کہ بے حاجت ضروری کے بھی جانا موجب قربت اور ثواب کا ہے اور وہ مسجد حرام اور
یہ مسجد میری اور مسجد اقصیٰ ۔۔ اور یہ معنی نہیں کہ نہ جاوے طرف کسی مسجد کے سوائے
ان تین کے جیسا کہ بعض علمائے شافعی کہتے ہیں اسلیے کہ اگر اسکے یہ معنی ہوتے تو
صاحب فتح القدیر وغیرہ حکم نہ کرتے جانے والے زائر انوار کو ساتھ نیت کرنے زیارت
مسجد نبوی کے الخ حصہ پنجم جلد اول قرۃ العیون واقعات سال نہم ہجرت صلعم ش
سفر نکیا جاوے مگر مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی کی طرف ۔۔ اور اول واو و تین
رکعتین نماز فرض ہوئی پس وہ بحال خود رہی چھٹے سال سفر میں اور اقامت میں
فرض ہوئی چار رکعتین اور تین بحال خود رہی اور مسلم میں روایت ہے ابن عباس رض سے
کہ کہا فرض کی اللہ تعالیٰ نے نماز زبان پر نبی صلعم تمہارے کے گھر میں چار اور سفر میں
دو رکعتین اور ڈر کی حالت میں ایک رکعت ۔۔ بلاغ المبین فصل سفر میں نماز قصر کرنے کے
بیان میں پس جن ملکوں میں دن معتدل ہوتے ہیں انہیں کے سب سے چھوٹے
دنوں میں ابتدائے صبح صادق میں نماز پڑھنے کے بعد سے زوال شرعی تک پیادہ
یا لدو اونٹ پر بوجھ لادکے متوسط چال سے بقدر عادت استراحت کرتے ہوئے
جسقدر راہ طے کرے وہ ایک مرحلہ ہے پس جو شخص بقدر ایسے تین مرحلہ کی راہ کے
یا اس سے زیادہ سفر کے قصد سے چلے اسکو واجب ہے کہ اپنی جائے اقامت کے
گھروں سے باہر نکل کے چار رکعتوں والے فرضوں کو دو رکعتین پڑھے فرض ہونے کی
راہ سے اور اگر شہر اور فنا شہر کے درمیان دو سو گز سے کم فاصلہ ہو اور دونوں کے
درمیان میں کھیت نہ ہو تو فنا شہر سے تجاوز کر جانا قصر کے لیے شرط ہے اور اگر کھیت ہو
تو شرط نہیں اور اقتبار نہیں فرسخوں کا مذہب کے بموجب اسلیے کہ ظاہر الروایہ میں

احتیاطاً تین دن کی مسافت کا ہے اور ہدایہ میں اسی کو صحیح کہا ہے لیکن صاحب بلاغ المبین
کہتے ہیں کہ اس باب میں جتنی روایتیں آئی ہیں ان سب سے بہتر وہ ہے جس سے
شعبہ نے یحییٰ بن یزید ہنائی سے روایت کی ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے نماز قصر کرنے کا
مسئلہ پوچھا تو کہا کہ رسول اللہ صلعم جب تین میل یا تین فرسخ کا سفر کرتے تو دو رکعتین
پڑھتے اور شک شعبہ کی طرف سے ہے یعنی اُسے یاد نہیں رہا کہ انس رضی اللہ عنہ نے تین میل فرمائے
یا تین فرسخ اسکو مسلم وغیرہ نے روایت کیا اور اگر جلد چلا اور تین دن کی راہ کو قطع
کر کے اس سے کم مدت میں پہونچ گیا تو بھی نماز قصر کرے اور اگر کسی جگہ کے دو
راستے ہوں ایک بقدر تین مرحلہ مذکور کے اور دوسرا کم تو نماز قصر کرے اول میں
دوسرے میں قصر نہ کرے اور محدثین فرماتے ہیں کہ اگر تردد ہو تو بیس یا اونیس[19] یا
ستره[17] یا پندرہ[15] یا اٹھارہ[18] دن تک قصر کرے اور زیادہ میں پوری پڑھے اور اگر تردد نہ ہو
تو چار دن تک قصر کرے اور اس سے زیادہ میں تمام کرے بلوغ المرام کی احادیث کا
ملخص منہیہ پر لکھا ہے اور مسافر قصر کرتا ہے جب تک کہ داخل ہو موضع اقامت میں اور
جیسے ابتداء سے قصر کے لیے شہر سے نکلنا شرط ہے ویسے ہی بقاے قصر کے لیے مسافت
بقدر تین مرحلہ کے پوری ہو جانی ضروری ہے مثلاً ایک شخص بارادہ سفر چار منزل کے
اپنے شہر سے نکلا اور دو منزل جا کے پھرنے کی نیت کی تو اس صورت میں اسی
وقت سے پوری نماز پڑھے و گر تین منزل جا کے پھرے تو اپنے شہر میں آنے تک
قصر کرے اور قصر کرتا رہے مسافر جب تک کہ نیت اقامت پندرہ دن کی کرے ایک
جگہ میں جو لائق اقامت کے ہو یعنی شہر یا گاؤں میں یا دار الاسلام کے صحرا میں
اور نیت اقامت پندرہ دن کی حقیقت میں ہو یا حکماً دونوں معتبر ہیں مثلاً اگر حاجی



شام میں داخل ہوا اور جانا کہ بدون قافلہ کی ہمراہی کے جو شیدرھوین شوال کو
چلیگا روانہ نہوگا تو وہ پوری نماز پڑھے اسلیے کہ عزم روانگی کا قافلہ کے ساتھ کیا
پس ضمناً اور حکماً اقامت کی نیت ہوگئی اور اگر نیت میں تردد ہو یا ہر روز یہی جانا
کہ کل پرسوں جاؤنگا اگرچہ اس توقع پر برسوں رہے تب بھی قصر کرتا ہے جبتک عزم
بالجزم پندرہ دن کی اقامت کا کرے اور نماز پڑھے قصر کے ساتھ اگر نیت اقامت کی کرے
کمتر پندرہ دن سے یا پندرہ دن کی اقامت کی نیت کرے مگر ایسی جگہ میں جو قابل
اقامت نہو جیسے دریا میں یا جزیرہ غیر آباد میں یا نیت اقامت کرے دو مستقبل جگہ
قابل اقامت میں پندرہ دن رہنے کی جیسے مکہ اور منیٰ میں پس اگر داخل ہوا حاجی
مکہ میں ذیحجہ کے دس دنوں میں تو ان تاریخوں میں نیت اقامت کی درست نہوگی بسبب
بے محل ہونے کے اسلیے کہ وہ منیٰ اور عرفات کو جائیگا اور بعد رجوع کرنے کے بھی
نیت اقامت درست ہوگی اور نماز قصر پڑھے وہ شخص جو اپنی رائے میں مستقل نہو مثلاً
غلام اور عورت اور خیموں کے باشندے جیسے بدو اور ترکمان اگر جنگل میں
نیت اقامت کریں تو انکی نیت صحیح ہوگی صحیح تر قول میں اور اسی پر فتویٰ ہے
بشرطیکہ انکے پاس پانی اور چارا اتنا ہو کہ مدت اقامت کے لیے کفایت ہو اور ایک
چراگاہ سے دوسرے میں چلنے کے سبب سے اقامت نہ جاتی رہیگی مگر جب جائیں
ایسی جگہ کہ دونوں جگہوں کے درمیان میں فاصلہ تین مرحلہ مذکور کا ہو تو دو ہی
رکعت پڑھیں بشرطیکہ سفر کی نیت کریں اور اگر نیت سفر نہ کریں تو قصر بھی نہ کریں اور
اگر نیت اقامت کرے غیر خیمہ والوں کا انکے ساتھ تو درست نہوگی صحیح تر قول میں
حاصل یہ ہے کہ شرطیں پوری نماز پڑھنے کی مسافر کے لیے چھ ہیں اول نیت اقامت کی

دوم مدت اقامت پندرہ روز کی سوم رائے کا مستقل ہونا یعنی کسی کا تابع نہونا چہارم
سیر یعنی چلنے کا ترک کرنا پنجم اقامت کی جگہ کا ایک ہونا ششم جگہ کا لائق اقامت ہونا
پس اگر کسی مسافر نے عمداً چار رکعتین پڑھین پس اگر وہ قعدۂ اولی مین بیٹھا ہے
تو اسکی فرض پوری ہو جائیگی مگر اُسنے بُرا کیا کہ بجاے دو کے چار رکعتین پڑھین
اور تاخیر کرنے کے معنی یہ ہین کہ وہ گنہگار ہوا اور مستحق آگ کا ہوا اس سے معلوم ہوا
کہ مسافر کو بجاے دو کے چار رکعتین پڑھنی مکروہ تحریمی ہے اور دو رکعتین اسکی نفل ہونگی
جیسے نماز فجر کو اگر کوئی چار رکعت پڑھے تو دو فرض اور دو نفل ہونگی اور اگر قعدہ
اولی مین مسافر نہ بیٹھا تو اُسکی فرضیت باطل ہوگئی اور کُل رکعتین نفل ہوگئین مگر
فرضیت باطل نہوگی اس صورت مین کہ نیت کرے اقامت کی پہلے اس سے کہ
تیسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہو لیکن وہ تیسری رکعت کے قیام اور رکوع کو اعادہ کرے
بسبب واقع ہونے اُس قیام و رکوع کے نفل اور درست ہے اقتدا مقیم کا پیچھے مسافر کے
ادا اور قضا مین پس اگر مقیم مسافر کے پیچھے نماز پڑھے اور مسافر اپنی نماز پوری کرلے
اور مقیم اپنی نماز پوری کرنے کو کھڑا ہو تو باقی کی دو رکعتون مین قرأت نہ پڑھے بلکہ
بقدر سورۂ فاتحہ کے چپ کھڑا ہو کر رکوع و سجدہ کرے اور سجدہ سہو بھی نہ کرے صحیح تر
قول مین اور دونون قعدے فرض ہین مقیم مذکور پر یعنی ایک امام کی تبعیت سے
اور دوسرا اخیر ہونے کی جہت سے اور مستحب ہے کہ نماز شروع کرنے کے قبل مقتدی کو
امام خبردار کردے ورنہ کہا تو سلام کے بعد کہدے صحیح تر قول مین کہ اپنی نماز تمام کرلین ہم
مسافر ہین اور اگر امام مسافر نیت اقامت کرے اس غرض سے کہ مقیم مقتدیون کی
نماز پوری پڑھا دے تو ایسی نیت سے مقیم ہوگا یعنی اس صورت مین اسکی دو فرض



اور وہ نفل ہونگی مگر مقتدی اسکے پیچھے اپنی نماز پوری کرینگے تو بسبب نفل پڑھنے
والے کے پیچھے فرض پڑھنے کے انکی نماز ٹوٹ جائیگی اور اقتدا کرنا مسافر کا پیچھے مقیم کے
درست ہے وقت ادا کے اندر اور مسافر اس صورت میں چار رکعتیں پڑھے یعنی تبعیت
امام کی جہت سے اسکی فرض بھی چار ہوجائینگی اور قضا نماز میں اقتدا مسافر کا
مقیم کے پیچھے درست نہیں چار رکعتوں والی نمازوں میں اور نماز فجر اور مغرب میں
درست ہے ادا ہو یا قضا اور مسافر ہو کر وہ سنتوں کو پڑھے اگر امن کی حالت میں ہو
یعنی اگر کہیں اترا ہوا اطمینان سے اور اگر امن اور قرار نہو تو سوائے سنت فجر کے
حکم سنت کا باقی نہیں رہتا یہی مختار ہے اور وطن اصلی میں آدمی مقیم کا حکم رکھتا ہے اگرچہ
ایک ہی تب بسبب متصلا اثنائے سفر میں وطن اصلی آگیا اور وہاں منزل کی تو چار رکعت
نماز پڑھے اور اگر دوسرے مقام کو وطن اصلی بنا لیگا تو پہلا وطن اصلی نہ رہیگا بشرطیکہ
گھر والے بھی پہلے وطن سے اٹھ گئے ہوں اور اگر گھر والے ایک جگہ رہتے ہوں اور آپنے
دوسری جگہ رہنے کا قصد کر لیا ہو تو دونوں مقام وطن اصلی مقصود ہونگے تو دونوں میں
چار چار رکعتیں پڑھا کرے اور جس مقام میں پندرہ دن یا زیادہ رہنے کی نیت کرے
وہ وطن اقامت ہے اور وطن اقامت باطل ہوتا ہے وطن اقامت سے اور وطن اصلی سے
اور سفر کر جانے سے پس اگر اثنائے سفر میں وطن اقامت پر گذرے اور نیت اقامت
نہ کرے تو دو ہی رکعتیں پڑھے اور اگر مسافر نے کسی شہر میں نکاح کر لیا تو وہ وہاں کا
مقیم ہو گیا گو اس جگہ کو وطن نہ بناوے اور اگرچہ نیت اقامت نہ کرے اور عورت
مسافر بھی صرف نکاح سے مقیم ہو جائیگی بالاتفاق اور سفر اور اقامت کرنے میں
متبوع کی نیت معتبر ہے اسلیے کہ وہ اصل ہے یعنی اقامت اور سفر پر قادر ہے اور نہیں معتبر ہے

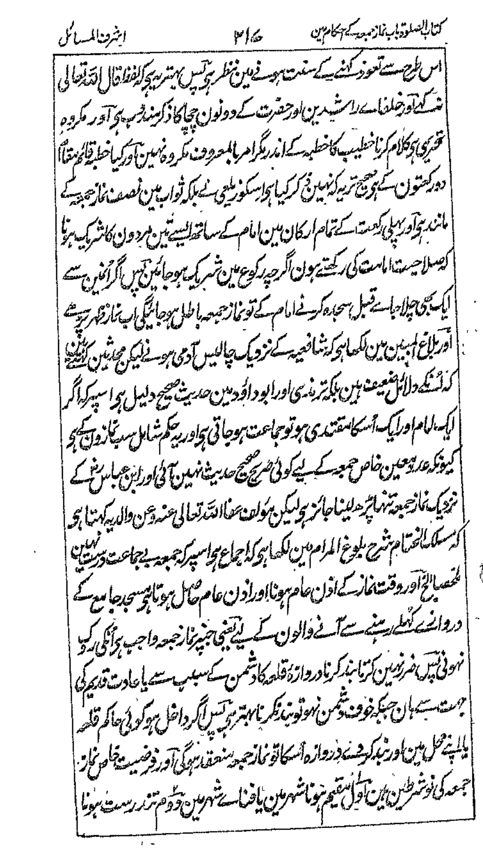
نیت تابع کی مثل زوجہ کی نیت معتبر نہیں شوہر کے ساتھ بشرطیکہ شوہر نے اسکو مہر معجل دیدیا ہو اور غلام کی نیت معتبر نہیں اگر آقا کے ساتھ ہو بجز مکاتب کے اور لشکری کی نیت معتبر نہیں اگر امیر کے ساتھ ہو جبکہ لشکری کو کھانا امیر سے ملتا ہو یا بیت المال سے اور مزدور کی نیت معتبر نہیں اگر مستاجر کے ساتھ ہو جبکہ درماہہ یا سالانہ ملتا ہو اور قیدی کی نیت معتبر نہیں اگر قید کرنے والے کے ساتھ ہو اور قرضدار کی نیت معتبر نہیں اگر قرضخواہ کے ساتھ ہو بشرطیکہ قرضدار مفلس ہو اور شاگرد کی نیت معتبر نہیں اگر استاد کے ساتھ ہو جبکہ استاد کے ذمہ کھانا ہو اور ضروری ہے جاننا تابع کا متبوع کی نیت کو پس اگر متبوع اقامت کی نیت کرے اور تابع کو نہ معلوم ہو تو تابع مسافر رہیگا جب تک کہ اسکو معلوم ہو صحیح تر قول کے بموجب اور اسی پر فتوی ہے اور وقت نماز کے نکلجانے سے جیسی قضا واجب ہوئی تھی ویسی ہی ادا ہوگی اسکی تغیر نہ آویگا یعنی چار رکعت کی دو اور دو کی چار رکعت نہو جاینگی ہاں وقت کے اندر بدل سکتی ہے نیت اقامت کرنے سے یا سفر کر دینے سے یا اس حالت میں کہ مقیم کے پیچھے مسافر اقتدا کرے لیکن اگر صحت کی نماز حالت مرض میں بیٹھ کر پڑھیگا تو درست ہوگی مگر حالت مرض کی نماز قضا کو حالت تندرستی میں بیٹھ کر پڑھیگا تو درست نہو گی اور بادشاہ کا مالک محروسہ اسکے لیے مثل ایک شہر کے نہیں یعنی نیت سفر کے ساتھ سفر شرعی کرنے سے وہ بھی مسافر ہو جاتا ہے اور اگر حائض پاک ہوئی سفر میں جبکہ منزل مقصود تین دن کی مسافت سے کم رہے تو نماز پوری پڑھے صحیح قول میں اسی طرح اگر لڑکا بالغ ہو یعنی جبکہ منزل مقصود تین دن کی مسافت سے کم رہے تو وہ بھی پوری نماز پڑھے بخلاف کافر کے کہ اگر وہ مسلمان ہو جبکہ منزل مقصود تک تین دن کی مسافت سے کم ہے تو وہ نماز قصر سے پڑھے

۱۲ مکاتب وہ غلام ہے جو مالک کی رضا سے اپنی قیمت کو قسط قسط ادا کرے ... آزاد ہو جائیگا منہ

باب نماز جمعہ کے احکام مین نماز جمعہ فرض عین اور موکد تر ہے ظہر سے
اور فرض وقت نماز ظہر ہے لیکن نماز جمعہ کے ادا کا حکم ہوا ہے اسکے ادا ہونے سے نماز ظہر
ساقط ہونے کے لیے اسی لیے اگر جمعہ فوت ہونے سے قبل نماز ظہر پڑھیگا تو صحیح ہوگی
ابوداؤد اور مسلم کی احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ جمعہ کے لیے لوگ آتے اپنے گھرون سے
اور عوالی مدینہ سے امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ عوالی وہ گانون ہین
جو مدینہ کے گرد ہین کم سے کم دو اور زیادہ آٹھ میل پر بلانے ہین اور شامی مین لکھا ہے
کہ شہر مین بلکہ چھوٹے گانون مین بھی جمعہ قائم کرنا جائز ہے بشرطیکہ حاکم یا قاضی نے
اذن دیا ہو واسطے بنانے جامع مسجد کے یا اذن دیا ہو جمعہ قائم کرنے کا آئین
اور ادائے نماز جمعہ کے لیے شرطین ہین بادشاہ کا ہونا اگرچہ متغلب ہو اور گو وہ متغلب
عورت ہو یا وہ شخص ہو جسکو بادشاہ وقت نے جمعہ کی اقامت کی اجازت دی ہو
اگرچہ وہ غلام ہو اور جب بادشاہ اول بار اقامت جمعہ کی اجازت ایک شخص کو دیدے
تو اس شخص کو اختیار ہے کہ غیر کو اجازت دے اور وہ غیر دوسرے کو اجازت دے
اسی طرح اجازت در اجازت چلی جائے اور اقامت جمعہ کا اذن صرف مسجد بنانے کے
وقت شرط ہے اسکے بعد شرط نہین بلکہ ہر خطیب کو اذن بدستور سابق رہتا ہے اور اقامت
جمعہ کے لیے خلیفہ کرنے سے مراد خطبہ کے لیے خلیفہ کرنا ہے نماز کے لیے نہین اور
اگر خطیب نے خطبہ پڑھایا اور دوسرے شخص نے نماز پڑھائی بدون اذن خطیب کے
تو درست نہو گی مگر جبکہ اقتدا کرے اسکے پیچھے وہ شخص جسکو اختیار جمعہ کے قائم کرنے کا ہو
کیونکہ اقتدا کرنے سے دلالۃً اجازت ہو جائیگی اور اگر دوسرے شخص نے خطبہ پڑھایا
بغیر اذن خطیب کے اور امام حاضر ہے تو درست نہین اور اگر مر گیا حاکم کسی شہر کا یا

نماز جمعہ مین کسی فساد کے خوف سے نہ آیا پس نماز جمعہ پڑھوائی اُسکے خلیفہ یا ولیعہد نے
یا قاضی نے یا حاکم سیاست نے یا اُس شخص نے جسکو قاضی القضاۃ نے واسطے اقامت
جمعہ کے مقرر کیا ہو تو درست ہی اور مقرر کرنا عوام کا خطیب کو ان اشخاص کے ہوتے ہوے
معتبر نہین جنکا ذکر کیا گیا اور اگر حاکم کفار ہین تو مسلمانون کو قائم کرنا جمعہ کا درست ہی
اور مسلمانون کی رضامندی سے قاضی بھی قاضی ہو جائیگا اور اُنکو لازم ہی کہ مسلمان
حاکم کے لیے درخواست کرین اور ایک شہر مین کئی جگہ جمعہ ادا ہونے مین اختلاف ہی مگر
مذہب صحیح ومفتیٰ بہ مین ادا ہو جاتا ہی اور وقت ظہر کا ہونا پس نماز جمعہ باطل ہو گی وقت کے
نکلجانے سے مطلقًا یعنی اگرچہ بعد بیٹھنے بمقدار تشہد کے وقت جاتا رہے گو مقتدی
لاحق ہو گیا ہو مذہب معتمد پر اور اگر بسبب ازدحام کے رکوع و سجدہ پر قادر نہوا یہانتک
کہ امام نے سلام پھیر دیا پھر وقت نکل گیا تو بھی نماز جمعہ باطل ہو گئی اب نماز ظہر پڑھے
اور خطبہ پڑھنا وقت کے اندر اور ہونا خطبہ کا پہلے نماز جمعہ سے اُن لوگون کے حاضر
رہنے کی حالت مین جنکے ہونے سے نماز جمعہ صحیح ہو یعنی مرد بالغ عاقل ہون گو بہرے
یا سوتے ہون پس تنہا خطبہ پڑھ لینا صحیح نہو گا صحیح تر قول کے بموجب اور قول
صاحب خلاصہ کا اگر حاضر ہوا ایک یا دو مقتدی اور خطبہ پڑھا گیا پھر نماز پڑھی گئی
تین مقتدیون کے ساتھ تو جائز ہی صحیح نہین اسلیے کہ خطبے مین حضور جماعت شرط ہی
اور بلاغ المبین مین لکھا ہی کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم وغیرہ مین لکھا ہی کہ خطبہ پڑھنا
سنت ہی اور اگر نہ پڑھا تو ترک سنت ہوئی الخ ملخصًا اور خطبہ مین خدا تعالیٰ کا
مطلق ذکر فرض ہی پس کفایت ہی ایک بار اَلحَمدُ لِلّٰہِ یا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یا سُبحَانَ اللّٰہِ
کہنا خطبہ کی نیت سے کراہت تنزیہی کے ساتھ پس اگر الحمد للہ کہا اپنی چھینک کے لیے

یا تعجب کی راہ سے تو یہ کہنا خطبہ کے قائم مقام ہوگا مذہب قوی پر جیسے یہیں کافی ہے چھینکنے والے کا الحمد للہ کہنا ذبیحہ پر وقت ذبح کے اور سنت ہے خطیب کو طہارت اور ستر کرنا اور منبر پر بیٹھنا اور اسکے روبرو دوسری اذان کہی جانی اور خطبہ پڑھنے کی حالت میں خطیب کو کھڑا رہنا اور قوم کو خطبہ سننا اور مقتدیوں کو خطیب کی طرف متوجہ ہوکے خطبہ سننا اور خطبہ کی ابتدا کرنی پست آواز سے تعوذ کے ساتھ اور اسکے بعد اللہ تعالی کی حمد و ثنا کرنی اور شہادتین اور درود پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھیجنا اور پند دینی اور خدائے تعالی کی یاد دلانی اور ایک آیہ پڑھنی اور خطبے پڑھنے اور دوسرا خطبہ مثل پہلے کے پڑھنا مگر بجائے پند کے مسلمانوں کے لیے دعا کرنی اور موافق سنت کے نماز میں طوالت اور دونوں خطبے میں اختصار مسنون ہے اور دونوں خطبوں کو بقدر طوال مفصل سورہ کے طول دینا اور تین آیتوں کی مقدار سے کم کرنا مکروہ ہے اور مذہب معتمد پر اور صحیح تر قول کے بموجب دونوں کے درمیان میں جلسہ مسنون ہے بعض خطیب جو دوسرے خطبہ میں درود پڑھنے کے وقت اپنا منہ دہنے اور بائیں کو پھیرتے ہیں بدعت ہے اور جلسہ میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا حضرت سے صحت کو نہیں پہونچا لیکن بے ہاتھ اٹھائے اور بے زبان ہلائے دل میں دعا کرنے کا مضائقہ نہیں اور دوسرا خطبہ بھی بہ جہر پڑھے لیکن پہلے سے کم اور مطلق قرأت قرآن کے قبل تعوذ مستحب ہے وگر سورۃ تمام پڑھنی ہو تو اسکے قبل تعوذ کے بسم اللہ بھی پڑھے اور عادت ہے کہ جب خطیب آیہ قرآن پڑھتا ہے تب کہتا ہے فقال اللہ تعالی بعد اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم سے کے آمین وہم ہوتا ہے کہ اعوذ باللہ قول اللہ تعالی کا ہے اور بعضے کہتے ہیں قال اللہ تعالی بعد قولی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم لیکن



اس طرح سے تعوذ کہنے کے سنت ہونے مین نظر ہے پس بہتر یہ ہے کہ الفوناقال اللہ تعالی
نے کہا اور خلفاے راشدین اور حضرت کے دونون چچا کا ذکر مندوب ہے اور مکروہ
تحریمی ہے کلام کرنا خطیب کا خطبہ کے اندر مگر امر بالمعروف مکروہ نہین ہے اور کیا خطبہ قائم مقام
دو رکعتون کے ہے صحیح تر یہ کہ نہین فرکر کیا ہے اسکو زیلعی نے بلکہ ثواب مین نصف نماز جمعہ کے
مانند ہے اور پہلی رکعت کے تمام ارکان مین امام کے ساتھ ایسے تین مردون کا شریک ہونا
کہ صلاحیت امامت کی رکھتے ہون اگرچہ رکوع مین شریک ہوجائین پس اگر انمین سے
ایک بھی چلا جاوے قبل سجدہ کرنے امام کے تو نماز جمعہ باطل ہوجائیگی اب نماز ظہر پڑھے
اور بلاغ المبین مین لکھا ہے کہ شافعیہ کے نزدیک چالیس آدمی ہونے لیکن محدثین کہتے ہین
کہ انکے دلائل ضعیف ہین بلکہ ترمذی اور ابو داؤد مین حدیث صحیح دلیل ہے اسپر کہ اگر
ایک امام اور ایک اسکا مقتدی ہو تو جماعت ہوجاتی ہے اور یہ حکم شامل سب نمازون کے ہے
کیونکہ عدد معین خاص جمعہ کے لیے کوئی صریح صحیح حدیث نہین آئی اور ابن عباس رض کے
نزدیک نماز جمعہ تنہا پڑھ لینا جائز ہے لیکن مؤلف عفا اللہ تعالی عنہ وعن والدیہ کہتا ہے
کہ مسک الختام شرح بلوغ المرام مین لکھا ہے کہ اجماع ہے اسپر کہ جمعہ بے جماعت درست نہین
الخ اور وقت نماز کے اذن عام ہونا اور اذن عام حاصل ہوتا ہے مسجد جامع کے
دروازے کھلے رہنے سے آنے والون کے لیے یعنی جنپر نماز جمعہ واجب ہے انکی روک
نہونی پس ضرر نہین کرتا بند کرنا دروازہ قلعہ کا دشمن کے سبب سے یا عادت قدیم کی
جہت سے ہان جبکہ خوف دشمن نہو تو بند نکرنا بہتر ہے پس اگر داخل ہو کوئی حاکم قلعہ
یا اپنے محل مین اور بند کرے دروازہ اسکا تو نماز جمعہ منعقد ہوگی اور فرضیت خاص نماز
جمعہ کی نو شرطین ہین اول مقیم ہونا شہر مین یا فناے شہر مین دوم تندرست ہونا

یعنی بیمار پر جمعہ واجب نہیں اور بیمار کے حکم میں داخل ہے وہ شخص جو بیمار کی خبر گیری
کرتا ہو اس طرح کہ اگر وہ چلا جائے تو بیمار کی کوئی خبر نہ لے اور بیمار کے حکم میں داخل ہے
شیخ فانی یعنی بہت بوڑھا جو چلنے پھرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو سوم آزاد ہونا پس
غلام پر جمعہ واجب نہیں اور صحیح تر قول یہ ہے کہ نماز جمعہ واجب ہے مکاتب پر اور اس
غلام پر جسکا ایک حصہ آزاد ہو گیا ہو اور بقیہ کے لیے کماتا ہو اور واجب ہے مزدور پر
اور ساقط ہو جائیگی مزدوری اجرت کے حساب سے اگر جامع مسجد دور ہو اتنی
کہ جانے اور آنے میں چوتھائی روز گذرتا ہو تو اس روز کی اجرت میں سے چہارم
وضع ہو جائیگا و اگر جامع مسجد قریب ہوگی تو مزدوری ساقط نہ ہوگی اور اگر غلام کو آقا نے
نماز کی اجازت دی تو جمعہ واجب ہے اور بعض فقہا نے کہا کہ غلام کو اختیار ہے چاہے
نماز جمعہ پڑھے چاہے نماز ظہر پڑھے اپنے مقام پر اور ترجیح دی ہے پھر میں اختیار دینے کو
چہارم مرد ہونا یقیناً پس عورتوں اور خنثی مشکل پر جمعہ واجب نہیں پنجم بالغ ششم
عاقل ہونا پس لڑکے نابالغ اور مجنون پر واجب نہیں اور یہ دونوں شرطیں نماز
جمعہ کے لیے خاص نہیں بلکہ ہر ایک فرض کی فرضیت کے لیے شرط ہیں ہفتم
بینائی کا موجود ہونا پس اندھے پر نماز جمعہ واجب نہیں اگرچہ اسکو لیجانے والا
میسر ہو ہشتم چلنے پر قادر ہونا اور سلامت ہونا ایک کا دونوں پاؤں سے نماز کے لیے
کافی ہے واجب ہونے میں اگر لنگڑا ہو مانع مسجد کے جانے کا نہ ہو اور واجب نہیں اس
شخص پر جسکی ٹانگ فالج زدہ ہو اگر مسجد تک نہ جا سکتا ہو نہم قید نہ ہو دہم خوف نہ ہونا
مثلاً حاکم یا چور وغیرہ سے یازدہم نہ ہونا سخت بارش اور کیچڑ اور برف وغیرہ کے مثل کا
جیسے شدت کا جاڑا یا آندھی اور جس شخص میں یہ سب شرطیں وجوب کی نہ ہوں یعنی ملنا ہو

اگر وہ عزیمت اختیار کرے اور نماز جمعہ پڑھے حالانکہ وہ مکلف یعنی بالغ اور عاقل ہو تو
اسکی نماز جمعہ فرض واقع ہوگی ظہر کے عوض مین اور لیاقت امامت کی رکھتا ہو نماز
جمعہ مین وہ شخص کہ امام ہونے کے لائق ہو غیر نماز جمعہ مین اور شہر مین نماز جمعہ کے
قبل غیر معذور کو اس روز کی نماز ظہر پڑھنی مکروہ ہے پس اگر غیر معذور نے نماز جمعہ سے
پیشتر نماز ظہر پڑھ لی پھر نادم ہوا اور نماز جمعہ کی طرف چلا اور اپنے مکان کے دروازہ سے
باہر ہوا تو اب نماز جمعہ اسے ملے یا نہ ملے دونون صورتون مین اسکی نماز ظہر باطل ہو جاویگی
یعنی اسکی فرضیت باطل ہو جائیگی اور اصل نماز نفل ہو جائیگی اور نہ باطل ہوگی نماز
ظہر اس شخص کی جسنے غیر معذور ہو کر کے پیچھے نماز ظہر پڑھی ہوگی اور نماز جمعہ کے لیے
گیا نہ ہوگا اور اگر نماز جمعہ کے قصد سے مکان کے باہر ہوا تو نماز جمعہ ملے خواہ نہ ملے
اسکی بھی نماز ظہر کی فرضیت باطل ہو کے نفل ہو گئی معذور ہو خواہ غیر معذور اور یہی مذہب
صحیح ہے یہی ہے اور اگر مسجد مین ہو تو نماز ظہر باطل نہین ہوتی مگر نماز جمعہ شروع کرنے سے
اگر پڑھے اسی مجلس مین اور اگر وہان سے اٹھکے چلا دوسرے مکان کی طرف امام کے
ساتھ نماز جمعہ پڑھنے کے قصد سے تو مجرد چلنے سے نماز ظہر باطل ہو جائیگی اور
معذور اور قیدی اور مسافر کو شہر مین نماز جمعہ کے قبل اور بعد ادا پڑھنا نماز ظہر کا
جماعت کے ساتھ مکروہ تحریمی ہے پس نماز ظہر قضا کی جماعت اور اسی طرح گانؤن والون کو
نماز ظہر کی جماعت مکروہ نہین اور اگر شہر والون کو نماز جمعہ نہ ملی ہو تو جماعت سے
نماز ظہر پڑھنی مکروہ تنزیہی ہے پس وہ لوگ نماز ظہر پڑھین بے اذان اور بے اقامت
اور بے جماعت کے اور نماز جمعہ سے فارغ ہونے تک معذور کو نماز ظہر مین
تاخیر نہ کرنی مکروہ تنزیہی ہے یہی صحیح ہے اور جو شخص نماز جمعہ کے گرد شہر مین سے ملے وہ

نماز جمعہ کی نیت کرکے اُسکا دوگانہ تمام کرے جیسے نماز عید کا دوگانہ زائد تکبیرات کے
ساتھ اور نیت کرے تشہد مین ملنے والا نماز جمعہ کی مسافر ہو یا غیر اُسکا پس اگر
نماز ظہر کی نیت کریگا تو اُسکا اقتدا درست نہوگا اور بلاغ المبین مین ہے کہ ائمہ احادیث
کہتے ہین کہ اگر ایک رکعت بھی جمعہ کی نپاوے تو ظہر ادا کرے اُسی حال مین باندھے
ہوئے سے سلک الختام اور وقت نکلنے امام کے حجرہ سے خطبہ پڑھنے کے لیے
یا امام کے کھڑے ہونے کے وقت منبر پر چڑھنے کے لیئے اگر امام کا حجرہ نہو آخر نماز تک
سوائے لازم الترتیب کے کوئی نماز ہو پڑھنی مکروہ تحریمی ہے اور سنت اور نفل کا
حکم باب حاصل کرنے جماعت فرض مین مفصل لکھ چکے اور کلام کرنا جنس کلام
آدمیون سے مکروہ تحریمی ہے بلکہ سب لوگ سکوت اختیار کرین خواہ خطیب سے
دور ہون یا نزدیک صحیح تر قول مین لیکن قبل شروع خطبہ کے اذکار مکروہ نہین صحیح تر قول مین
اور مکروہ تحریمی ہے مشغول ہونا اُس چیز کے ساتھ جو مانع سماعت خطبہ ہو لیکن وقت
خطبہ کے تسبیح وغیرہ مثل اُسکے مکروہ نہین اور اُسوقت امر بالمعروف سے خطیب کا
مستثنی ہونا مکروہ ہے اور صحیح تر یہ کہ اگر کسی شخص کے ضرر کا خوف ہو اور اُسے
ہشیار کردینا ممکن ہو سر یا ہاتھ کے اشارہ سے تو کلام جائز نہین اور صواب یہ ہے کہ اپنے
نفس مین درود پڑھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وقت سننے آپ کے اسم مبارک کے
اور جبکہ پہلی اذان کہی جاے تب واجب ہے نماز جمعہ کی طرف چلنا اور بیع کو ترک کرنا اگرچہ
چلتے چلتے ہو صحیح تر قول مین کہ مکروہ تحریمی ہے اور بیع سے مراد وہ امر ہے جو نماز جمعہ سے
باز رکھے پس اگر بیع کے سوائے کسی اور کام مین مشغول رہیگا اور چلیگا نہین تو مکروہ ہوگا
اور چلنے کی حالت مین بیع کرنا اگر حارج چلنے کا نہو تو مکروہ نہین اور موذن اذان دے

دوسری بار سامنے خلیب کے جب وہ منبر پر بیٹھے خطبہ پڑھنے کے لیے اور مکروہ ہے فاصلہ
کرنا خطبہ اور اقامت مین کسی دنیاوی امر مین مشغول ہونے سے پس وصل کرے
اقامت کو ساتھ آخر خطبہ کے اور انتہی کرے اقامت کے ساتھ کھڑے ہونے خطیب کے
مقام نماز مین اور مناسب نہین کہ سوائے خطبہ پڑھنے والے کے دوسرا شخص لوگون کو
نماز پڑھا دے پس اگر امام جدا ہو اور خطیب جدا اس طرح کہ خطبہ پڑھے ایک لڑکا نابالغ
سلطان کی اجازت سے اور نماز بالغ پڑھا دے تو درست ہے یہی مختار ہے اور اگر گانون کا
رہنے والا شہر مین جمعہ کے روز داخل ہو تو پس اگر نماز جمعہ کے وقت تک ٹھہرنے کی
نیت کرے تو نماز جمعہ لازم ہوگی اور اگر قبل داخل ہونے وقت کے نکل جانے کی نیت کرے
تو نماز جمعہ لازم نہوگی جیسے نماز جمعہ لازم نہین اُس مسافر پر جو جمعہ کے دن شہر مین آیا
اس ارادے سے کہ اُس روز روانہ ہوگا اور پندرہ دن کے ٹھہرنے کی نیت نہ کی اور
اگر کسی شخص نے اذان سُنی اور وہ کھانا کھاتا ہو تو کھانا ترک کرے اگر خوف ہو نماز جمعہ
یا کسی فرض کے فوت کا باب عیدون کے احکام مین جہان جس پر نماز جمعہ
واجب ہو وہان اُسپر نماز عید بھی واجب ہے صحیح تر قول مین جمعہ کی شرطون کے
ساتھ سوائے خطبہ کے کہ وہ بعد نماز عید کے سنت ہے اور امام مالک اور شافعی کے
نزدیک جماعت کے ساتھ دونون عیدون کی نماز دو دو رکعتین پڑھنی سنت ہے
مردون اور عورات کو بھی اور اکیلے اکیلے بھی جائز ہے شہرون اور گانون اور
گھرون مین بھی جائز ہے اور عیدین مین دف کے ساتھ گانا سننا جائز ہے کیونکہ
بخاری اور مسلم کی حدیث کا ملخص یہ ہے کہ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دو لڑکیان انصار کی دف بجاتے گاتی تھین وہ شعار

جو دن بعاث کے انصار نے کہے تھے جب حضرت صدیق آئے تو انکو ڈانٹا پس منہ
کھول کے حضرت صلعم نے فرمایا چھوڑ دے انکو اے ابو بکر تحقیق یہ دن عید کے ہیں
یعنی خوشی کے بلاغ المبین اور نسائی میں روایت ہے انس سے کہ کہا آئے پیغمبر خدا صلعم
مدینہ میں حالانکہ وہاں کے لوگوں کے لیے دو دن تھے کہ جشن کھیلتے اسمیں پس
فرمایا حضرت صلعم نے کہ دیا ہے تمکو اللہ تعالی نے ان دونوں کے بدلے بہتر ان سے
عید فطر اور عید اضحی اور بسناد اسکے صحیح ہیں بلاغ المبین اور مقدم کیجائے نماز عید کی
نماز جنازہ پر جبکہ وہ دونوں نمازیں جمع ہو جائیں اور مقدم کیا جائے نماز سنت بھی
نماز جنازہ پر اور حلبی نے اسی پر فتوی منقول ہے اور مقدم کیجائے نماز جنازہ خطبہ
عید پر اور دو عیدوں میں غسل کرنا اور اپنے اچھے سیاہ کپڑے پہننے اور خوشبو لگانا اور [illegible]
اور خرما طاق عدد کھانا اگر نہ ملے تو کوئی شیریں چیز کھانی اور صدقہ فطر دینا اور
عید فطر کے دن پست آواز سے تکبیر کہتے ہوئے اگر عذر نہ ہو تو نماز عید کے لیے
فنا شہر میں جانا اور پیادہ چلنا سنت ہے اور ہمارے زمانہ میں منبر کا بنانا عیدگاہ میں
بہتر ہے اور باہر لیجانا منبر کا مکروہ تنزیہی ہے اور مضایقہ نہیں نمازی کی مراجعت کا
سوار ہو کے اور دونوں عیدین میں دوسری راہ سے مراجعت بہتر ہے اور مستحب ہے
ظاہر کرنا خوشی کا اور زیادہ کرنا خیرات کا اور آپس میں اس لفظ کے ساتھ مبارکباد دینی
تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكُمْ اور نماز عید سے قبل نفل پڑھنی مکروہ ہے اور بعد نماز
عید کے عیدگاہ میں مکروہ ہے گھر میں مکروہ نہیں اور وقت اسکا ایک نیزہ آفتاب بلند
ہونے کے بعد سے دوپہر تک ہے پس اگر ڈھل جائے آفتاب اور نمازی نماز عید میں ہو
تو اسکی نماز کا وصف فاسد ہو جائیگا اور نماز نفل ہو جائیگی اور اسکے لیے اذن

اور اقامت سنت نہین اور امام لوگون کو نماز پڑھاوے دو رکعتین اور تکبیرات عیدین کی
مختلف آئی ہین اسی لیے امامون مین اختلاف تینون امامون کے نزدیک سات
تکبیرین ہین پہلی رکعت مین اور پانچ دوسری رکعت مین لیکن نزدیک مالک اور احمد کے
پہلی رکعت مین سات ہین مع تکبیر تحریمہ کے اور دوسری رکعت مین پانچ سوا
تکبیر قیام کے ہین اور نزدیک شافعی کے پہلی رکعت مین سات ہین سوائے تکبیر
تحریمہ کے اور دوسری مین پانچ ہین سوائے تکبیر قیام کے اور دونون رکعت مین
قبل قرات کے تکبیرات کہے اور یہ روایات بہت صحیح ہین ملخصاً بلاغ المبین اور امام
ابی حنیفہ کے نزدیک پہلے ثنا پڑھے پھر زائد تکبیرین کہے پھر اعوذ پڑھے اور زائد تکبیرین
تین ہین ہر رکعت مین اور اگر تین سے زائد تکبیرین امام سے سُنے تو دونون
رکعتون کی ملا کے سولہ تکبیرون تک اُسکی متابعت کرے اور اگر مکبر کی آواز سے
تکبیر کہتا ہو تو سولہ سے زائد بھی کہے اور ہر تکبیر سے تکبیر شروع کی نیت کرے اور
دوسری رکعت مین زائد تکبیرین بعد قرات کے کہے اور اگر پہلی رکعت مین بھول کے
قرات شروع کر دی پس اگر فاتحہ اور سورہ پڑھ چکا ہو تو نماز کو تمام کرے اگر صرف
فاتحہ پڑھی ہو تو زائد تکبیرین کہے اور قرات سر نو سے پڑھے اور اگر مقتدی نے
امام کو قیام مین بعد تکبیر کہنے کے پایا تو مقتدی اُسی وقت موافق اپنے مذہب کے
تکبیر کہکر شامل ہو جاوے اور اگر ایک رکعت مین مسبوق ہوا ہو تو جب اُسکو ادا کرے
اول قرات پڑھے پھر تکبیر کہے اور اگر مقتدی نے تکبیر نکہی یہان تک کہ امام نے رکوع
کیا تو مقتدی قیام مین تکبیر کہے مگر رکوع کے نہ ملنے پر ظن غالب ہو تو رکوع مین کہلے
صحیح تر قول مین جیسے اگر رکوع کرے امام پہلے تکبیر کہنے سے تو ادا کر لیوے [illegible]

اور نہ عود کرے قیام کی طرف تکبیر کہنے کو ظاہر روایت مین اور اگر عود کرے تو صحیح یہ
نماز فاسد نہین ہوتی اور اپنے دونون ہاتھ کانون تک اٹھا کے زائد تکبیرون مین اگرچہ
اسکا امام رفع یدین کا معتقد نہو مگر جبکہ رکوع کی حالت مین کہے تو ہاتھ نہ اٹھائے
مذہب مختار پر اور ان تکبیرات کے درمیان مین کوئی ذکر مشروع نہین اسی لیے نہین
ہاتھ لٹکائے رکھے اور سکوت کرے دو تکبیرون مین بقدر تین بار سبحان اللہ کہنے کے
اور بعد نماز عید کے دو خطبہ پڑھنا سنت ہے اور جو چیز جمعہ مین مسنون اور مکروہ ہے وہی
نماز عید مین مسنون اور مکروہ ہے مگر دو باتون کا فرق ہے ایک یہ کہ تکبیر کہنی قبل خطبہ کے
عید مین مسنون ہے اور جمعہ مین نہین دوم یہ کہ بیٹھنا خطبہ سے پیشتر جمعہ مین مسنون ہے
اور عید مین نہین کیونکہ بیٹھنا انتظار ختم اذان کے لیے ہے اور چونکہ نماز عید مین اذان
نہین ہے اسلیے بیٹھنے کی حاجت نہین اور مستحب ہے کہ شروع کرے پہلے خطبہ کو
نو بار اللہ اکبر پیہم کہنے کے بعد اور دوسرے خطبہ کو سات بار کہنے کے بعد یہ سنت ہے
اور مستحب ہے کہ منبر سے اوترتے وقت چودہ بار تکبیر کہنے کے بعد اور تعلیم کرے لوگون کو
عید کے خطبے مین صدقہ فطر کے احکام اور نہ پڑھے نماز عید تنہا اگر فوت ہو گئی یعنی
نہ ملی ہو امام کے ساتھ گو فوت اسکا فاسد کر دینے سے ہو بالاتفاق صحیح تر قول مین
اور اگر ممکن ہو تو دوسرے امام کے پاس چلا جائے اور اسکے ساتھ نماز عید پڑھ لے
اور تاخیر کیجائے نماز عید کی عذر سے دوسرے روز کے زوال تک فقط پس
وقت نماز عید کا دوسرے دن بھی مثل اول روز کے ہے لیکن دوسرے روز پڑھنا
ہوگی تو بے عذر جائز نہو گی اور احکام عید فطر کے مثل عید قربان کے ہین لیکن
عید قربان کا تاخیر کرنا بارھوین تاریخ کے زوال آفتاب تک بدون عذر کے

کراہت کے ساتھ درست ہے اور عذر ہو تو مکروہ نہین اور عید اضحی مین تکبیر کہے بلند
آواز سے بالاتفاق رستے مین اور عیدگاہ مین نماز پڑھنے کے بعد بلند آواز سے
اور اسی قول پر عمل ہے مساجد مین اور تکبیر کہنی گھر مین مسنون نہین اور عید قربان مین
نماز کے قبل کچھ نہ کھانا مستحب ہے تاکہ پہلے قربانی مین سے کھانا ملے گو خود قربانی
نہ کرے صحیح تر قول مین اور جس مسلم آزاد مقیم کی ملک مین حاجت اصلی سے زیادہ یعنی
رہنے کا مکان اور ضروری پہننے کے کپڑے اور خانہ داری کے ضروری اسباب کے
سوا مال بقدر نصاب کے ہو اگرچہ پڑھنے والا نہو اسکی ذات پر قربانی واجب ہے
پس ایک جگہہ نماز عید پڑھ لینے کے بعد اور اگر وہ شخص وہان ہو جہان نماز عید واجب نہین
تو وہان طلوع فجر کے بعد ذیحجہ کی بارھوین تاریخ غروب آفتاب تک ایک بکرا یا دنبہ
یا بھیڑ مسنہ یعنی جسکے سن کا دوسرا سال شروع ہو ذبح کرے اور اگر مسنہ نہ پائے تو
صرف وہ دنبہ یا بھیڑ ذبح کرنا درست ہے جو جذعہ ہو یعنی چھ مہینے سے زیادہ ایک سال سے
کم سن ہو بشرطیکہ اتنا توانا اور فربہ ہو کہ یکسالہ کا گمان کرین وگر مسنہ پائے تو گو جذعہ بھی
درست ہے لیکن مسنہ ذبح کرنا مستحب ہے اور اگر ذبح کے قبل سات مسلمانون تک شریک
ہو کے گلے ئے یا بھینس مسنہ کو یعنی جسکے سن کا تیسرا سال شروع ہو ذبح کرین یا اونٹ
مسنہ کو یعنی جسکے سن کا چھٹا سال شروع ہو دونون زانو باندھ کے نحر کرین یعنے
داہنی طرف کھڑے ہو کے سینہ مین نیزہ مار کے گرائین پھر اول وسط و آخر حلق مین
ذبح کرین تو بھی جائز ہے بشرطیکہ ہر ایک شریک برابر حصہ سے کم وزن مین نہ لے اور
ہر ایک کو قربانی سے ثواب مقصود ہو وقت ذبح کے کیونکہ وقت ذبح کے خدا کی طرف
تقرب کا قصد کرنے سے نیت سابقہ جو غیر خدا کے واسطے تقرباً یعنی اسکی خوشنودی

اور چاپلوسی کے لیے کی گئی ہو وہ باطل ہو جاتی ہے اور غیر ذبح کیے گئے جانوروں سے
قربانی درست نہین اور فقر اور دولتمندی اور ولادت اور موت کے لیے آخیر وقت کا
اعتبار ہے پس اگر بارھوین تاریخ کے اخیر تک زمین غنی فقیر ہو گیا تو اسپر قربانی
واجب نہین وگر فقیر غنی ہو گیا تو اسپر واجب ہوئی اور اگر لڑکا پیدا ہوا تو اسکی
طرف سے واجب ہو گی بقول بعض کے وگر کوئی مر گیا تو اسکے ذمہ واجب رہا
اور شرطین ذبح کی یہ ہین کہ ذابح یعنی ذبح کرنے والا عاقل ہونا اور مسلمان یا کتابی ہونا
گو خاتنی ہو یا مخنث یعنی دستکاری سے جسکی رجولیت ساقط کی گئی ہو اور وقت ذبح کے
اللہ تعالیٰ کا نام لینا اور ارادہ کرنا اسکے نام کا ذبیحہ پر اور جیسے اسکا نام لینا
ذابح پر واجب ہے ویسے ہی اسپر جو نفس ذبح مین مددگار ہو اور اسکے نام کے ساتھ
کسی دوسرے کا نام نہ لینا اور قصد کرنا اسکے نام سے تعظیم اسکی اور ذبح ایسا ہی ہین
اللہ تعالیٰ کا نام لینے کے بعد فوراً ذبح کرنا اور اضطراری مین وقت تیر مارنے اور
شکاری جانور کو شکار پر رہا کرنے کے فوراً اللہ تعالیٰ کا نام لینا اور ذابح کا محرم نہ ہونا
اور مستحب ہے کہ اپنے ہاتھ سے ذبح کرے کیونکہ طاعت مین آپ متولی ہونا اولی ہے
وگر آپ ذبح نہ کر سکے تو مسلم عاقل سے ذبح کرا لینا بھی جائز ہے اگر وہ آداب ذبح کے
جانتا ہو اگرچہ لڑکا ہو اور اگر اسکی قربانی کا جانور غیر ذبح کرے تو اسوقت اس شخص کا
حاضر رہنا مستحب ہے اور میت کی طرف سے قربانی کرنی جائز ہونے پر فتویٰ ہے
اور غیر کی قربانی بے حکم اسکے بھی اسکی طرف سے ذبح کرنا جائز ہے اور اگر غلطی سے
آپس مین ایک نے دوسرے کی قربانی ذبح کر ڈالی تو مضائقہ نہین اور کسی پر
تاوان نہین لیکن آپس مین ایک دوسرے سے بخشوا لین وگر دونوں آپس مین

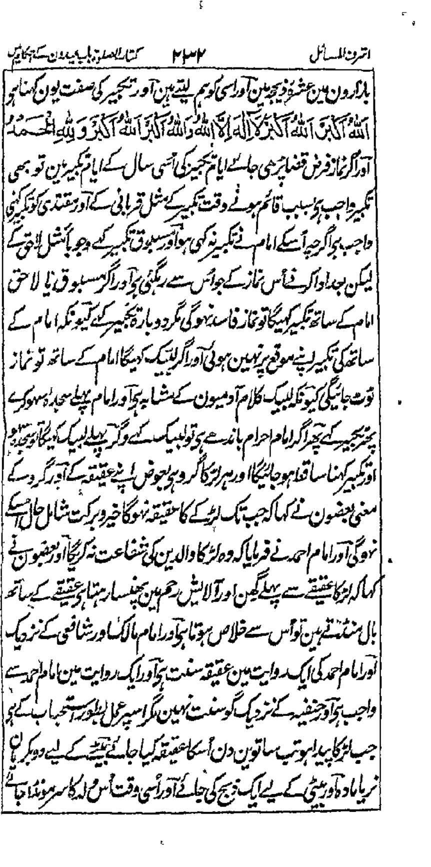
تنازع کرین تو ہر ایک دوسرے کو قیمت اُسکے گوشت کی تاوان دے اور وہ اُسکو
تصدق کر دے اور جو عیب ناقص کرنے والا منفعت کامل یا جمال کا ہو وہ قربانی کا
مانع ہے پس جو جانور اسقدر لاغر ہو کہ ہڈی مین مغز نہو یا ذبح ہونے کی جگہ تک بسبب
لنگ کے نجا سکے یا جسکی بیماری ظاہر ہو یعنی کہا نہ سکے یا آنکھ کی روشنی
تہائی سے زیادہ نہو یا کان یا ناک یا چکتی یا دم تہائی سے زیادہ کٹی ہو یا ایک ہاتھ
یا ایک پانون کٹا ہو یا پیدایشی کان نہون یا نجاست خوار ہو اُسے قربانی کرنا
درست نہین وگر بقدر تیسرے حصہ کے آنکھ کی روشنی نہو یا کان یا ناک یا چکتی
یا دم بقدر تیسرے حصہ کے کٹی ہو یا چھوٹے چھوٹے کان پیدایشی ہون یا سینگ نہون
یا ٹوٹے ہون یا اُسپر کا خول اوتر گیا ہو یا خصی ہو یا دیوانہ ہو اتنا یا زبان کٹی ہو اتنی
یا دانت باقی ہون لتے کہ کہا سکے تو اُسکی قربانی درست ہے وگر نہ کہا سکے تو
درست نہین اور اگر بکری یا دنبے کی زبان نہو تو اُسے قربانی کرنا درست ہے وگر
گائے کی زبان نہو تو روا نہین اور اگر دنبی یا بکری کا ایک تھن پیدایشی نہو
یا اُسکا دودھ جاتا رہا تو اُسے قربانی کرنا جائز نہین وگر گائے یا اونٹنی کا ایک تھن
یا اُسکا دودھ جاتا رہے تو جائز ہے وگر دونون تھن یا اُسکا دودھ جاتا رہے تو جائز نہین
اور اگر خرید کیا جانور صحیح وسالم پھر ایسا عیب دار ہو گیا جس سے قربانی درست نہین
پس اگر وہ شخص غنی ہو تو بجائے اُسکے دوسرا قائم کرے اور اگر وقت ذبح کے
ترپنے یا چھٹ جانے سے جانور کا پانون ٹوٹ گیا یا زخمی ہو کے آنکھ جاتی رہی
تو اُسکی بھی قربانی جائز ہے اور عیدگاہ مین قربانی کرنی افضل ہے اور قربانی کا گوشت
بالکل ذخیرہ کرنا اور بالکل تصدق کرنا بھی جائز ہے لیکن اگر عیالدار ہو تو تین حصہ کر کے

ایک تصدق کرنا اور دوسرا لوگون کو دینا گو غنی اور ذمی ہون اور تیسرا حصہ رکھ لینا افضل ہے اور نہ دے مزدوری قصاب کو قربانی مین سے بلکہ مزدوری اپنے پاس سے دین اور احسانًا اُسے اُسکے اجزا سے دینا جائز ہے بالاجماع اور اُسکی کھال بیچکر قیمت للہ دینی بھی جائز ہے مطابق حق مرقاۃ اور ملتقی سے اور وہ جو حدیث شریف مین آیا ہے کہ (مَنْ بَاعَ جلدَ اُضحیتہٖ فلا اُضحیتہ لہٗ یعنے جسنے بیچی کھال قربانی اپنی کی سو نہین ہے قربانی اُسکے لیے) پس یہ محمول ہے کھال بیچکر قیمت کو اُسکی اپنی حاجت مین صرف کرنے پر کہ ثواب ناقص ہوجاتا ہے سو نفی کمال کی ہے مثل (لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب) کے پس سمجھ لے اے مخاطب یہ تحقیق ہے شیخ محمد تھانوی محدث کی سے حصہ ششم جلد اول قرۃ العیون واقعات سال دہم ہجرت بیان قربانی حضرت کا لیکن اگر چاہے تو اُس چیز سے معاوضہ کرے کہ عین اُس چیز سے نفع ہو باقی رہنے کے ساتھ مثلاً ڈول یا مشک یا چلنی وغیرہ ایسی چیز سے تبادلہ کرے کہ باقی نہ رہنے کے ساتھ نفع ہو مثلاً سرکہ یا الایچی تو اُسے تصدق کرنا واجب ہے اور ایک کو دوسرے جانور کے روبرو بے ضرورت اور رات مین اور جانور گابھن ذبح کرنا اور حالت اضطراب مین کھال کھینچنی اور زیادہ ذبح کرنا یعنی حرام مغز تک چھری پہونچنی یا سر کٹ جانا مکروہ ہے اور رو بقبلہ کعبہ کی طرف اُسکا منہ نہ کرنا مکروہ تنزیہی ہے اور اختیاری ذبح مین شرط ہے کاٹنا حلقوم کو جس راہ سے نفس جاری رہتا ہے اور مری کو جس راہ سے کھانا پانی اترتا ہے اور اُن دونون رگون کو جو گردن کی دونون طرف ایک ایک ہوتی ہے وہ رگ نام بفتح و بکسر واو جس راہ سے خون جاری ہوتا ہے اور دونون کو ودجان اور ودجین کہتے ہین اور جبکہ حلقوم

اور مَرِی اور اکثر ودجان سے کاٹی جائے تو بھی حلال ہو جاتا ہے اور مکروہ نہین ذبح کرنا
اور بچانا بالغ والی عورت کا اور مسلمہ اور کتابی عورت ذبح مین مثل مرد کے ہے اور
کھایا جاوے ذبیحہ گونگے کا اور اگر ذبح کیا جانور کو گردن کے پیچھے سے تو حلال ہے
اگر کٹ جائے اکثر چار رگون مذکورہ کا قبل مرنے کے ورنہ حلال نہین مگر مکروہ ہے
اُس طور سے حلال کرنا اسلیے کہ خلاف سنت ہے اور زائد ایذا دینا ہے جانور کو اور حلال کرنا
دو قسم پر ہے اختیاری اور اضطراری اختیاری مین کاٹنا حلقوم وغیرہ کا چاہیے
ایسی تیز چیز سے کہ چیر پھاڑ ڈالے اور محل ذبح کا جبڑے کے نیچے سے جنبر گردن تک ہے
اور وہ بھی دو قسم ہے ایک ذبح کہ اونٹ کے سوائے اور جانورون کے اول حلق مین
کرتے ہین دوسرے نحر کہ اونٹ کے آخر حلق مین نیزہ مار کے حلال کرتے ہین اور
ذبح اضطراری زخمی کرنا ہے جس جگہ ہو سکے ناچاری سے جیسے جانور کنوین مین
گر پڑا وہان جا کے ذبح نہین کر سکتا پس دور سے تیر یا نیزہ مارے جہان سے لگے
حلال ہے وہ صید ہو یا پالو جانور کسی کا وحشی ہو جائے گو شہر مین ہو لیکن اگر بکری
وحشی ہو جائے تو اُسے حلال کرنا اضطراری جائز نہین اور وقت قدرت کے ذبح
اور نحر سے حلال کرنا اضطراری روا نہین اور اگر نحر کیا غیر اونٹ یا ذبح کیا اونٹ کو تو
حلال ہے لیکن مکروہ ہے اسلیے کہ خلاف سنت ہے اور مضائقہ نہین ذبح مین درمیان
کل حلق کے خواہ اسفل ہو خواہ اوسط خواہ اعلیٰ اور اگر تاریکی شب مین کاٹا اعلیٰ کو
حلقوم سے یا اسفل کو اُس سے تو اُسے کھانا حرام ہے اسلیے کہ ذبح اپنی جگہ پر نہوا
اور اگر وقت ذبح کے اُسکی زندگی نہ معلوم ہو تو ذبیحہ کا خون نکلنا اور حرکت کرنی
شرط ہے اور صرف خون نکلنا بھی کفایت ہے لیکن جبکہ اُسکی حیات کا یقین ہو

تو اُسکے کھانا درست ہی بہرحال ہین اور جانور کو زمین پر بائین کروٹ لٹاکے منہ اُسکا
منہ قبلہ کی طرف کرکے پکڑے اور اپنا داہنا پانون اُسکے پہلو پر رکھکے
اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا
اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْکَ
وَلَکَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ کہنے کے ساتھ ولپنے ہاتھ مین
ذبح کا آلہ دھاردار تیز لیکے حلق کی طرف ذبح کرے پھر اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ وَمِنْ اُمَّةِ
مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کہکے جبر ثواب مین آپ کی اُمت کو بھی
شریک کرے اور اگر چند شخص اُسکے شریک ہون تو بجاے لفظ مِنّی کے اپنا اور
اُن سب کا نام لے وگر نیابتہً ذبح کرے تو بجاے لفظ منی کے اُسکا وگر چند شخص
ہون تو اُن سب کا نام لے اور وقت ذبح کے اللہ کا نام لینا شرط ہی اور بسم اللہ
واللہ اکبر کہنا مستحب اور لفظ واللہ اکبر یعنی واو کے ساتھ کہنا افضل ہی اور
ذبح کرنے والا اور جو شخص ذبح مین معین و مددگار ہوا اُسے بھی بسم اللہ کہنا واجب ہی
پس اگر دونون مین سے کسی ایک نے عمداً ترک کیا تو ذبیحہ مُردار ہی وگر سہواً ہو تو
حلال اور جسپر قربانی واجب تھی اگر اُسنے نہ کی اور ایام اُسکے گذر گئے تو چاہیے کہ
اُسکی قیمت صدقہ کرے اور جسپر واجب نہ تھی اگر اُسنے قربانی کے لیے جانور خرید کیا
اور اُسکی مدت گذر گئی تو واجب ہی کہ اُسے خیرات کرے اور ذبح کے قبل جانور ان
قربانی کے اجزا سے اور قبل وقت کے ذبیحہ سے نفع اُٹھانا حلال نہین پس اگر ذبح کے
پیشتر دودھ دوہے یا بال تراشے یا قبل وقت کے ذبح کرے تو نہ آپ لے نہ کسی کو دے

نه پهينكدے بلكه لله فقير كودے اور گر چارپا كهلاتا هو تو اُسكے دوده اور گوبر سے نفع لينا جائز هى اور حرام هى وه بچه جو ماں كے پيٹ سے مرده نكلے خلقت اُسكى خواه تمام هوئى هو يا نهوئى هو پشم اور بال خواه نكلے هون يا نه نكلے هون اور جو بچه جيتا نكلے اُسكو ذبح كرنا چاهيے اور اگر ماں كے پيٹ سے نكلا هوا اور حيات دراز ركهتا هو اُسكو ذبح كرنا چاهيے جميع مذاهب مين اور دوده جانور حلال كا حلال اور حرام كا حرام اور مكروه كا مكروه هى جميع مذاهب مين اور مرغى كے پيٹ سے نكلے هوے بيضه كا پوست سخت هوا هو يا نه حلال هى اور سات چيزين مكروه هين ذكر اور دونون خايه اور مقام پيشاب ماده كا اور غدود اور پتّا اور مثانه اور حرام مغز اور دم مسفوح يعنى رگون سے جو خون جارى هوا هو حرام اور نجس هى اور سوا ان كے سب چيزين مباح هين اور خون كليجى اور تلّى اور گوشت كا نه حرام هى نه نجس پس اگر گوشت كو بغير دهوئے پكائے تو اُسے كهانا جائز هى ليكن خلاف لطافت طبع كے هى اور خطيب قربانى اور تكبير ايام تشريق كو خطبه مين تعليم كرے اور جن لوگون پر نماز فرض هى اُنپر تكبير ايام تشريق كى واجب هى صحيح تر قول مين فجر عرفه سے پانچوين روز كى نماز عصر تك هر فرض عين كے بعد بدون ايسے فاصله كے جو مانع هو بنائے نماز كا مردون پر بلند آواز سے اور عورات پر پست آواز سے ايكبار و گر زياده كہے تو ثواب هوگا اور حمد كو بهى اُسكے ساته شامل كرے پس نماز عصر پڑهنے كے ساته بهى كہے اور يهى صاحبين كے قول پر اعتماد اور عمل هى اور اسى پر فتوى هى سب شهرون اور كل زمانون مين اور مستحب هى تكبير كهنى بعد نماز عيد كے اسليے كه مسلمان ايسا هى كرتے چلے آتے هين تو ضرورى هى اُنكى پيروى كرنى اور اسى پر هين بلخ كے علما اور منع نه كيے جائين عوام تكبير كهنے سے



بازارون مین عشرۂ ذی الحجہ مین اور اسی کو ہم لیتے ہین اور تکبیر کی صفت یون کہنا ہو
اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد
اور اگر نماز فرض قضا پڑھی جائے ایام تکبیر کی اسی سال کے ایام تکبیر مین تو بھی
تکبیر واجب ہو بسبب قائم ہونے وقت تکبیر کے مثل قربانی کے اور مقتدی کو تکبیر کہنی
واجب ہو اگرچہ اسکے امام نے تکبیر نہ کہی ہو اور مسبوق تکبیر کہے وجوباً مثل لاحق کے
لیکن جدا ادا کرنے اُس نماز کے جو اُس سے رہگئی ہو اور اگر مسبوق یا لاحق
امام کے ساتھ تکبیر کہیگا تو نماز فاسد نہوگی مگر دوبارہ تکبیر کہے کیونکہ امام کے
ساتھ کی تکبیر اپنے موقع پر نہین ہوئی اور اگر لبیک کہیگا امام کے ساتھ تو نماز
ٹوٹ جائیگی کیونکہ لبیک کلام آدمیون کے مشابہ ہو اور امام پہلے سجدۂ سہو کرے
پھر تکبیر کہے پھر اگر امام احرام باندھے ہی تو لبیک کہے و گر پہلے لبیک کہیگا تو سجدۂ
اور تکبیر کہنا ساقط ہوجائیگا اور ہر لڑکا گرو ہی بعوض اپنے عقیقہ کے آبرگرو کے
معنی بعضون نے کہا کہ جب تک لڑکے کا عقیقہ نہوگا خیر و برکت شامل حال اسکے
نہوگی اور امام احمد نے فرمایا کہ وہ لڑکا والدین کی شفاعت نہ کریگا اور بعضون نے
کہا کہ لڑکا عقیقے سے پہلے گھن اور آلائش رحم مین پھنسا رہتا ہی عقیقے کے ساتھ
بال منڈتے ہین تو اس سے خلاص ہوتا ہو اور امام مالک اور شافعی کے نزدیک
اور امام احمد کی ایک روایت مین عقیقہ سنت ہو اور ایک روایت مین امام احمد سے
واجب ہو اور حنفیہ کے نزدیک گو سنت نہین مگر اسپر عمل بطور استحباب کے ہو
جب لڑکا پیدا ہو تب ساتوین دن اُسکا عقیقہ کیا جائے بیٹے کے لیے دو بکری
نر یا مادہ اور بیٹی کے لیے ایک ذبح کی جائے اور اسی وقت اُس لڑکے کا سر مونڈا جائے

او بالون کو تو سکے اسقدر چاندی خیرات کر دے اور بالون کو زمین مین دفن کر دے
اور جو شرائط قربانی کے جانور مین ہین وہ عقیقے کے جانور مین بھی ہین اور بہتر یہ کہ
عقیقے کی ہڈیون کو نہ توڑے جوڑون سے الگ کرے اور گوشت اسکا پکاکے دوست
آشنا ہمسائے کنبے کے آدمیون کو کھلائے اور کچھ خیرات بھی کرے اور یہ جو مشہور ہو
کہ معمول لڑکے کے یعنی ماباپ دادا دادی نانا نانی عقیقے کے گوشت مین سے
نہ کھاوین اسکے لیے کوئی سند معتبر پائی نہین جاتی جب عقیقے کا حکم مثل قربانی کے ہو
اور قربانی مین جو کسی کے کھانے کی ممانعت نہین پس اسمین ممانعت کی کیا وجہ
اور ران قابلہ یعنی دائی جنائی کو دے اور بعض عوام کی عادت ہو کہ اسکی کھال اور
سری اور بعضے اجزا دفن کر دیتے ہین یہ جائز نہین بے وجہ ضائع کرنا مال کا ہو
چاہیے کہ جسطرح قربانی کی کھال استعمال مین آتی ہو اسی طرح اسکی بھی استعمال کرے
اور جلد تو اسکی سری پکا کے کھالے اور جو بعضون کو یہ شبہہ ہوتا ہو کہ اگر سری
پکاوینگے تو مغز نکالنے کے لیے ہڈی توڑنا پڑیگا سو عقیقے کی ہڈی کا توڑنا گناہ نہین
جہان تک بے توڑے کام نکلے نہ توڑے ورنہ دفن کر دینے اور مال ضائع کرنے سے
توڑنا بہتر ہو اور بعض علمانے لکھا ہو کہ سری اور پاے سر مونڈنے والے کو دیدے
اور سنت ہو کہ ساتوین دن بروز عقیقہ لڑکے کا اچھا نام رکھا جائے اور بہترین
نام وہ ہو جسمین عبدیت پائی جائے مثلاً عبد اللہ یا عبد الرحمن وغیرہ یا جسمین
حمدیت پائی جائے مثلاً محمد احمد محمود وغیرہ اور جانور کو ذبح کرنے کے وقت یہ دعا پڑھے
اَللّٰهُمَّ هٰذِهٖ عَقِيْقَةُ ابْنِيْ فُلَانٍ دَمُهَا بِدَمِهٖ وَلَحْمُهَا بِلَحْمِهٖ وَعَظْمُهَا
بِعَظْمِهٖ وَجِلْدُهَا بِجِلْدِهٖ وَشَعْرُهَا بِشَعْرِهٖ اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهَا مِنِّيْ

وَ اجْعَلْهَا فِدَآءً لِابْنِيْ مِنَ النَّارِ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اور بجائے
لفظ فلان کے اُس ولد کا نام لے اور لڑکی کے واسطے بجائے لفظ ابنی کے ابنتی کہے
اور بجائے الفاظ بدمہ اور بلحمہ اور بعظمہ اور بجلدہ اور بشعرہ کے بدمہا اور بلحمہا اور
بعظمہا اور بجلدہا اور بشعرہا کہے اور بجائے لفظ ابنی کے لابنتی کہے اور یہ دعا
بزرگوں سے منقول ہے اگر نہ معلوم ہو تو بھی عقیقہ صحیح ہے اور اگر ساتوین دن عقیقے کا
اتفاق نہو تو چودھوین روز کرے ورنہ اکیسوین ورنہ اٹھائیسوین و نحو علی ہذا القیاس

باب سورج گہن کی نماز کے ذکر مین کسوف کے وقت دو رکعت نماز
سنت ہے جامع مسجد یا عیدگاہ مین بجماعت بے اذان و اقامت و خطبہ کے ساتھ
ایک رکوع سے غیر وقت مکروہ مین اور اسمین جماعت مستحب ہے یہ رد ہے اُسپر جسنے
اُسے شرط کہا اور بہت صحیح ہے حدیث بخاری کی اس نماز مین بلند آواز سے قرأت
پڑھنے مین اور حق یہ کہ سنت ہے نماز و دعا کا طویل کرنا اور مندوب ہے دعا و نماز مین
سارے وقت گہن کا پورا ہوجانا پس اگر نماز کو مختصر پڑھے تو دعا کو طول دے
و اگر دعا کو مختصر کرے تو قرأت طویل کرے اور امام مقتدیون کے مقابل بیٹھکے
اور بہتر یہ کہ کھڑا ہو کے دعا کے طویل کرے اور مقتدی آمین کہتے رہین حتی کہ
آفتاب بالکل صاف اور روشن ہوجائے اور وقت مکروہ مین دعا پر اکتفا
کرین اور خسوف یعنی چاند گہن مین اکیلے اکیلے دو دو رکعت گھرون مین پڑھنی
احسن ہے اگر امام موجود ہو یا نہ اور سخت آندھی مین مطلقاً یعنی دن مین چاہے رات مین
اور وقت سخت تاریکی کے دن مین اور وقت خوف غالب کے دشمن وغیرہ سے
اور خوفناک حوادث کے وقت مین بمثل زلزلون اور کڑک بجلیون کے اور متواتر برف

اور بارش کے وقت اور بیماریون کی کثرت کے وقت مین اکیلے اکیلے نماز پڑھنی مستحب ہے
باب طلب باران مین جب اپنے پینے اور جانورون کو پلانے کے لیے کنوئین
اور نہر مین پانی نہو یا ہو لیکن کفایت نہ کرے اور کفر بست برابر نہو تب لوگ
گناہون سے تجدید توبہ کرنے اور تین روزہ رکھنے اور خیرات کرنے کے بعد چوتھے روز
روزہ رکھے ہوئے مان سے جدا کرکے شیر خوار لڑکون کو اور مواشی کو اور اُنکے بچون کو
ماؤن سے جدا کیے ہوئے اور ضعفا اور شیوخ اور بزرگان دین کو ساتھ لے کے اور
بہتر یہ کہ امام بھی اُنکے ساتھ ہو کے سب سر جھکائے ذلیل حال خشوع اور فروتنی سے
پرانے یا پیوند لگے کپڑے پہنے ہوئے اللہ تعالی سے نیک گمان اور دعا قبول ہونے کا
یقین کرکے مصلی یا صحرا کی طرف اُسسے پانی منگولنے اور اُنھون کی برکات سے
مانگنے پیادہ جائین اور وہان کافر نہو اور منبر ساتھ نہ لیجائین اور مکہ معظمہ اور
مدینہ منورہ اور بیت المقدس کے باشندے وہان کی افضل مساجد مین جائین اور
بچپلے بستی کے دروازہ پر کھڑے کیے جائین اور ایک نیزہ آفتاب بلند ہونے کے
بعد جماعت کے ساتھ دو رکعت نماز مندوب ہے اور بلند پڑھے اسمین قرات بلا غیرہ
اور شامی پھر امام زمین پر مقتدیون کی طرف متوجہ کھڑا ہو کے ایک خطبہ پڑھے
اُسمین دعا و تسبیح اللہ تعالی کی اور استغفار مومنین و مومنات کے لیے کرے
یا بیچ مین جلسہ کرکے دو خطبے پڑھے اور دوسرا خطبہ تھوڑا سا پڑھنے کے بعد قبلہ کے
مقابل ہو کے چادر پلٹے اس طرح کہ داہنی طرف بایان دامن آجائے اور
نیچے کا رخ اوپر ہو جائے اور بلاغ المبین مین ہے کہ سب لوگ چادر کو اُلٹ کے اور مین
پھر کھڑے کھڑے دعائے استسقا مین مشغول ہو اور مقتدی خطبہ اور دعا مین

قبلہ رو بیٹھے آمین کہتے ہیں اور دعا میں اپنے سامنے قبلہ کی طرف ہاتھ اونچا کرے
اتنا کہ سفیدی بغلوں کی نظر آئے لیکن سر سے اونچا نہو اور اشارہ کرے ساتھ پشت
دونوں ہاتھوں اپنے کے آسمان کی طرف اور حدیث بخاری کا ملخص یہ ہے کہ حضرت
عمر دعا کرتے اور اُسمیں وسیلہ کرتے طرف اللہ تعالی کے ساتھ نبی اپنے صلعم کے
بعد آپ کے وسیلہ کرتے ساتھ چچا نبی صلعم اپنے کے پس مینہ برسائے جاتے یہ
حدیث دلیل ہے اسپر کہ اپنی دعا میں صلحا موجودین میں وسیلہ پکڑنا درست ہے باجماع ائمہ
پس اگر نصف النہار تک پانی نہ برسے تو دوسرے روز غرض تین روز جائیں
اور اُس درمیان میں جب دعا مستجاب ہو موقوف کریں اور اگر بارش کی
جھڑی لگے یہاں تک کہ نقصان کرے تو مضائقہ نہیں دعا کرنے کا اس طرح کہ
الٰہی اب جہاں مینہ کا برسنا مفید ہو وہاں برسا اور یہاں سے اُٹھالے اور
اگر لوگوں کے باہر جانے اور سوال کرنے کے قبل بارش عنایت ہو تو مستحب اور
اِس انعام کا شکریہ یہ ہے کہ باہر نکل کے دعا کریں تاکہ مینہ خاطر خواہ برسے باب
نماز خوف کے ذکر میں اگر دشمن کا زیادہ خوف ہو تو فضل یہ کہ ایک ایک
گروہ ایک ایک امام کے پیچھے پوری نماز ادا کرے یعنی ایک گروہ دشمن کے
مقابل رہے اور ایک امام کے ساتھ نماز پڑھے جب امام فارغ ہولے تو یہ گروہ
دشمن کے مقابل جائیں اور دوسرے گروہ کے لیے امام کسی کو نماز پڑھانے کی
اجازت دے کہ وہ اُنکو نماز پڑھا دے اور اگر وقت اسقدر نہ ہو تو وہی صورت ہے
جو ذکر کی گئی اور اگر سارے اہل لشکر اس صفت سے پڑھنے میں ناراض اور محض
ایک امام کی اقتدا کرنے میں راضی ہوں تو وہی امام قوم کو دو گروہ کرکے ایک کو

مقابلہ مین بھیجے اور دوسرے کے ساتھ ایک رکعت دو رکعت کی نماز سے اور دو رکعت
تین یا چار رکعت کی نماز سے پڑھے پھر یہ جائین یعنی دوسرے سجدہ کے بعد
ایک رکعت پڑھنے کی صورت مین اور بعد تشہد کے دو رکعتون کے پڑھنے کی صورت مین
دوسرا گروہ آکے امام کی باقی نماز مین شریک ہو پھر یہ جائین اور پہلا گروہ آکے
اکیلے اکیلے باقی نماز بے قرات ختم کرے پھر دوسرا گروہ اکیلے اکیلے قرات کے
ساتھ نماز تمام کرے اور دو رکعتون کی نماز مین سفر بھی داخل ہے اور نماز خوف صرف
نماز فرض مین منحصر نہین واجب مین بھی ہوتی ہے اور اگر دشمن بالفرض قبلہ کی طرف ہو
تب بھی اس نماز مین کچھ فرق نہوگا اسی طرح دشمن کا مقابل گروہ اگر قبلہ کی طرف
پشت کیے ہو تو کچھ حرج نہوگا اور دشمن کے مقابل جانا پیادہ معتبر ہے اگر سوار ہو کے
جائینگے تو نماز باطل ہو جائیگی اور اگر لوگون کو خوف زیادہ ہو اور عاجز ہون
اترنے سے تو نماز پڑھین حالت سواری مین تنہا رکوع و سجود کے لیے اشارہ کر کے
جسطرف کو آسانی ہو سکے بسبب ضرورت کے مگر وہ شخص کہ امام کے ساتھ سوار ہو
ایک سواری پر تو اسکا اقتدا امام کے پیچھے صحیح ہوگا بسبب ایک ہونے مکان کے
اور نماز فاسد ہو جائیگی پیادہ چلنے سے جو دشمن کے سامنے صف باندھنے کے لیے نہو
اور نہ بے وضو ہو جانے کے سبب سے ہو اور فاسد ہوگی نماز سوار ہونے سے مطلق
یعنی خواہ صف باندھنے کے لیے ہو یا دوسرے مطلب کے لیے اور فاسد ہوگی نماز
بہت کشت و خون کرنے سے اور نہ ٹوٹیگی نماز تھوڑا لڑنے سے اور گھوڑے پر
چڑھنا اور بہت لڑنا بسبب فعل کثیر ہونے کے مفسد نماز ہے اور دریا مین پیرنے والا
نماز پڑھے اشارہ سے اگر ممکن ہو اپنے اعضا ڈھیلے کر دے ساعت بھر ورنہ نماز

صحیح ہوگی جیسے پیادہ چلنے والے کی اور تلوار والے کی نماز صحیح نہین جبکہ تلوار سے
مارتا ہو اور سوار اگر مطلوب ہو یعنی اسکے پیچھے کوئی اسے پکڑنے کو آتا ہے تو اسکی نماز
درست ہے سواری پر اور اگر سوار طالب ہو یعنی دوسرے کو پکڑنے کو جاتا ہو تو سواری پر
اسکی نماز درست نہوگی بسبب کچھ خوف نہونے کے اور اگر لوگون نے نماز خوف
شروع کی پھر دشمن چلا گیا تو وہان سے ٹلنا درست نہین ہرگز وہ جہان تھا وہین
نماز پڑھ لے اور اسکا عکس ہو تو درست ہے یعنی شروع کے وقت خوف نہ تھا پھر ہو گیا
تو اس صورت مین اگر کچھ لوگ دشمن کے مقابل چلے جاوینگے تو یہ جانا مخل نہوگا
بسبب ضرورت کے اور جس شخص کا قتال معصیت ہو جیسے رہزنی اور بغاوت مین
لڑتا تو اسکی نماز خوف جائز نہین باب نماز جنازہ کے ذکر مین جسکا
ایک ہی فرزند مرے اور وہ صبر کرے اور ثواب چاہے پس پکڑیگا باپ مان کا
کونا کپڑے کا پس جدا ہوگا یہان تک کہ داخل کریگا اسکو بہشت مین البخاری
و مسلم ملخصا بلاغ المبین اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کہ قسم ہے
اس ذات پاک کی کہ جان میری اسکے ہاتھ مین ہے تحقیق کہ کچا حمل کہ گر جاتا ہے البتہ
کھینچیگا باپ مان اپنے کو ساتھ آنول نال اپنی کے طرف بہشت کے جبکہ صبر کرے
اور سمجھے اسکے مرنے کو ثواب احمد و ابن ماجہ ملخصا بلاغ المبین فصل دنیا مین
اولاد کے مرنے سے آخرت مین اسکا بدلا الخ مین مظاہر الحق مین مذکور ہے کہ
مومن کی روح آسانی کے ساتھ نکلتی ہے یا مومن پر بھی سختی ہوتی ہے آئین حدیثین
مختلف ہین پس انمین یون مطابقت دی گئی کہ روح مومن پر نکلنے سے پہلے
سختی ہوتی ہے اور وقت نکلنے کے سہل نکلتی ہے بخلاف روح کافر کے کہ اسکی روح

نکلنی بھی دشواری سے ہو اور جب کوئی شخص قریب موت کے پہنچے تو اسکا منہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے جس طرح ہو سکے یہی قول صحیح اور صحیح تر یہ ہے کہ اگر ایسا کرنے میں اسکو تکلیف ہو تو اسکے حال پر چھوڑ دے اور جان کنی کی حالت میں ایمان مقبول نہیں بالاتفاق اور مختار یہ ہے کہ توبہ مقبول ہوتی ہے اور قبل اسکے کہ روح حلق میں آئے مستحب ہے کہ اسکے پاس ذکر شہادتین کیا جائے اور اسے پڑھنے کا حکم نہ کریں بلکہ ایسی طرح ذکر کریں کہ وہ بھی سنکے انھیں کلمات طیبات سے رطب اللسان ہو اور جب وہ ایک مرتبہ کہہ چکے تو کافی ہے دوبارہ تلقین نہ کیجائے مگر بعد کلمہ طیبہ کے وہ شخص دوسرا کلام کرے تو پھر اسے تلقین کرنی چاہیے اسلیے کہ حدیث شریف میں ہے کہ جسکا آخر کلام لا الٰہ الا اللہ ہوگا وہ شخص جنت میں داخل ہوگا فائزین یعنی رہا اور فیروزمندوں کے ساتھ والا ہر مسلم فاسق بھی گو بعد طول عذاب کے ہو داخل جنت ہوگا گو وقت موت کے اسنے نہ کہا ہو اور صرف توحید کا اقرار مسلمان کے لیے کافی ہے اور کافر کے حق میں صرف توحید کا اقرار بدون اقرار رسالت کے مقبول نہیں اور بعد دفن کے تلقین کرنی مشروع ہے انکا جیسے سوال کیا جائیگا اور مذہب صحیح یہ ہے کہ اطفال مشرکین جنت میں رہینگے کیونکہ حدیث ہے کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُّوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ دمیمیل الیہ اور جس شخص سے کلمات کفر کے سرزد ہوں جانکنی کے وقت عقل زائل ہونے کی حالت میں تو وہ کافر نہ کہا جائیگا اسکے حق میں مغفرت مانگنی چاہیے اور مسلمانوں کے مردوں کا سا معاملہ کرنا چاہیے اور وقت روح نکلنے کے اسکے بدبودور ہونے کے لیے خوشبو حاضر کریں اور بعد قبض روح کے کپڑے کی پٹی گلے کے نیچے سے نکال کے سر پر باندھ کے

تشا اور آنکھین بند کردین اور آنکھون کا بند کرنے والا دعاے مسنون پڑھے
اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِفُلَانٍ وَارْفَعْ دَرَجَتَہٗ فِی الْمَھْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْہُ فِیْ
عَقِبِہٖ فِی الْغَابِرِیْنَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَہٗ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ وَافْسَحْ لَہٗ فِیْ
قَبْرِہٖ وَنَوِّرْ لَہٗ فِیْہِ اور بعد مرنے کے مردہ ننگا کیا جائے اُن کپڑون سے جنمین مرا ہو
تاکہ اُن کپڑون کی گرمی سے جسم مین تغیر نہ آوے اور جس چارپائی پر رکھا ہوا ہے
جس طرح رکھنی میسر ہو اُسی طرح رکھین صحیح تر قول مین اور اعضا مفاصل سے
دھڑ کے سیدھے پھیلا دیے جائین تاکہ ملائم رہین اور کفن پہنانا سہل ہو اور
پیٹ پر لوہا یا سیسہ رکھ دین کہ اُس سے بالخاصیت پھولتا نہین اور اطلاع کیا جاوے
اُسکے مرنے کی اُسکے اقربا اور ہمسایون کو اور جلدی کی جاوے اُسکے سامان
کفن و دفن مین اور مکروہ ہے قرآن کا پڑھنا بلند آواز سے میت کے قریب اُسکے
نہلانے کے قبل اگر مردہ پاک چادر سے نہ چھپا ہو کیونکہ مردہ بے روح بسبب اپنی
موت کے نجس ہو جاتا ہے اور مسلمان میت کی بھی نجاست حقیقی ہے لیکن اسکی تعظیم کی
جہت سے نہلانے سے پاک ہو جاتا ہے حاصل یہ کہ جو موضع شمار کیا گیا ہو واسطے
نجاست کے وہان مکروہ ہے قرأت مطلقاً ورنہ پس اگر وہان نجاست نہو اور
نہ کوئی بے ستر ہو تو مکروہ نہین مطلقاً و اگر ہو تو مکروہ ہے بلند آواز سے فقط اگر
نجاست قریب ہو اور بنی آدم مکلف پر غسل میت فرض کفایہ ہے پس اگر کوئی مردہ
آب کثیر مین پایا گیا تو اُسکو پانی مین حرکت دین واسطے ساقط ہونے فرضیت
غسل کے مکلفین کے ذمہ سے اور حرکت دینی ایک بار شرط اور تین بار مسنون ہے
اور اگر غیر بنی آدم یا غیر مکلفین نیابۃً اُسے نہلائین تو کفایت ہے اور غسل کی فرضیت

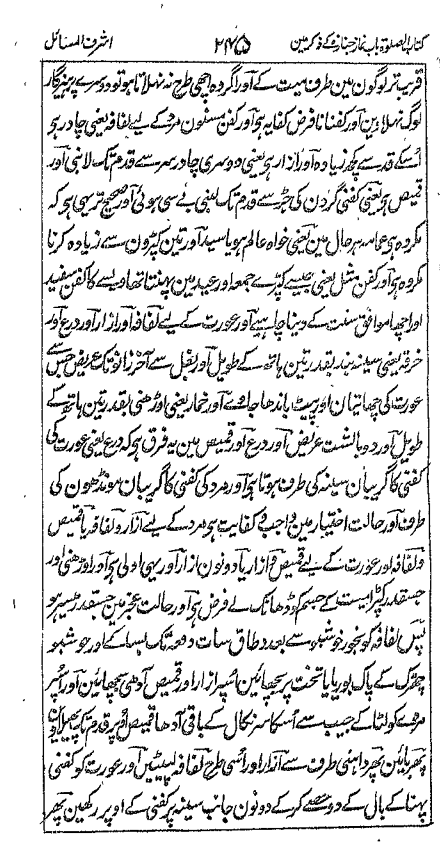
مکلفین کے ذمہ سے ساقط ہونے کے لیے نہلانے کے لیے نیت کرنی شرط ہے واسطے تحصیل ثواب کے اور نیت کو یون تلفظ کرے غسل کی فرضیت مکلفین کے ذمہ سے ساقط ہونے کے لیے اس میت کو نہلانے کی نیت کی مین نے پس اگر میت کو بدون نیت کے نہلاوین تو فرض انکے ذمہ سے ساقط ہوگا مگر نیت کرنے کے ثواب سے محروم رہینگے اور مستحب یہ ہے کہ نہلانے والے پہلے خود وضو کرلین تب صندل اور اگر سے یا جو انکین سے ملے اُس سے بعد دطاق سات دفعہ تک گرد تخت کے بخور کیے ہوے تخت پر مردہ کا پانون اور منہ قبلہ کی طرف کرکے لنبا چت لٹا کے سب کپڑے اوتار کے برہنہ کرین لیکن عورت غلیظہ اور خفیفہ کو پوشیدہ کرکے نہلاوین زیلعی وغیرہ نے اسکو صحیح کہا ہے اور عورت خفیفہ ناف کے نیچے سے آخر زانو تک ہے اور اُسمین مقام نکلنے بول وبراز کا اور اُسکے گرد عورت غلیظہ ہے اور وقت نہلانے کے غسال ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کے پہلے استنجا کرے اسلیے کہ بدون کوئی چیز حائل کیے ہوے موضع ستر کو مس کرنا حرام ہے مثل دیکھنے کے اس سے معلوم ہوا کہ بچون کے لیے تہمد اور کیسہ ضرور نہین اور وضو کرایا جائے بے مضمضہ واستنشاق کے لیکن بعضے کہتے ہین کہ طہارت تمام ہونے کے لیے بجائے مضمضہ واستنشاق کے کپڑے سے منہ مین دانتون اور مسوڑون پر اور ناک کے نتھنون مین پونچھ کے پاک کردین اور اب اسی پر عمل ہے اس زمانہ مین اگر جنب یا حائض یا نفسا یا لڑکا بے عقل یا مجنون ہو اور وضو سے پہلے پونچھون تک ہاتھ میت کے نہ دہوئے کہ یہ سنت زندگی کے لیے ہے بلکہ اول کپڑے سے منہ اور نتھنون کو پوچھ کے چہرہ دہونے سے شروع کرکے وضو پورا کرادین اور وضو مین سر پر مسح بھی کردین پھر اگر خطمی میسر ہو

تو صابون سے داڑھی اور سر کے بال دھوئے بائین کروٹ لٹا کے داہنے پہلو پر
سارا جسم نرمی کے ساتھ مل ملکے بیری کی پتی یا ہجی کے ساتھ پانی جوش دیا ہوا اور اگر
نہ ملے تو پانی خالص جوش دیا ہوا نیم گرم سر سے پاؤن تک جاری کرین اس قدر
کہ جسم کے اُس حصہ پر پہونچے جو تخت سے ملا ہوا ہے پھر داہنی کروٹ لٹا کے بائین
پہلو پر اسی طرح مل ملکے پانی جاری کرین پھر بٹھا کے اوپر سے نیچے کی طرف پیٹ
سوتے نرمی کے ساتھ اگر خباثت نکلے تو وضو اور غسل کا اعادہ نہ کیا جائے
بلکہ پاکیزگی کے لیے دھوئے تیسری بار بائین کروٹ لٹا کے داہنے پہلو پر کافور
ملا ہوا نیم گرم پانی سر سے پاؤن تک جاری کرین اور یہ تیسری بار کا غسل ہے
تاکہ عدد مسنون حاصل ہو جائے یعنی تین بار نہلانا سنت ہے اور ہر پہلو پر تین تین مرتبہ
پانی جاری کرین اور غفرانک یا رحمٰن پڑھتے رہین پھر جسم خشک کیا جائے
کسی پاک کپڑے سے اور حنوط یعنی بے زعفران و ورس ملا ہوا عطر گلاب و صندل مین
ملا کے سر اور داڑھی پر ملنا مستحب ہے اور جو مقام سجدہ مین زمین پر رکھے جاتے ہین
یعنی پیشانی اور ناک اور کف دست اور زانو اور قدم پر کافور ملا جائے اور میت کی
زینت کرنی جائز نہین وگر اُسکے ناخن ٹوٹے ہون تو تراش کے اُسکے ساتھ
کفن مین رکھدیے جائین اور اُسکے چہرے پر اور سوراخون مین مثلاً کان اور
منھ مین روئی رکھنے کا مضائقہ نہین اور بول و براز نکلنے کے موضع مین نہ رکھنا
بہتر ہے اور در مختار کے نواقض وضو مین مرقوم ہے کہ سوتے آدمی کی رال ناقض
وضو نہین اسواسطے کہ وہ پاک ہے ہر طرح یعنی خواہ سر سے اوترے یا پیٹ سے
صعود کرے خواہ زرد رنگ یا بدبودار ہو یا نہو اسی کے ساتھ فتویٰ ہے برخلاف

میت کی یہ حالت ہے کہ تھیں ہو اور میت کے دونوں ہاتھ مرنے کے بعد دونوں
پہلوؤں میں اور عورت کے بال دونوں شانوں کے بیچ [illegible]
داخل کر دیا جاتا ہے اور بعد مرنے زوجہ کے زوج مس نہ کرے دیکھنا منع نہیں
صحیح تر قول ہے کیونکہ جب عورت منع کی جائے اپنے زوج کے نہلانے سے
اگرچہ کتابیہ ہو یا باقی رہنے نکاح کے بخلاف ام ولد یعنی اُس لونڈی کے جو بچہ جنے
مالک سے کہ نطفہ سے بچہ جنی ہو اور بخلاف مدبرہ یعنی اُس لونڈی کے جو بعد مرنے
اپنے مالک کے آزاد ہو اور بخلاف مکاتبہ یعنی اُس لونڈی کے جو اپنے مالک کی
رضامندی سے اپنی قیمت کی آپ متکفل ہوئی ہو کہ پیدا کر کے مالک کو دے کر آزاد ہو جائے
کہ تینوں اپنا آقا کو نہلا نہیں اور آقا ان کو نہلائے روایت مشہورہ کے سبب اثر نکاح کا
باقی رہنا غسل کے وقت معتبر ہے موت کے وقت میں شرط نہیں ہے پس جو عورت
اپنے شوہر کے مرنے کے بعد مرتدہ ہو گئی ہو وہ شوہر کے نہلانے سے منع کی جائے
بسبب ٹوٹ جانے نکاح کے اگرچہ پھر مسلمان ہو گئی ہو اور اگر آدھا دھڑ بدون
سر کے پایا جائے تو بے غسل اور بے نماز دفن کر دیا جائے پھر اگر آدھے سے زیادہ
اگرچہ بدون سر کے پایا یا آدھا دھڑ مع سر پایا تو غسل دیا جائے اور اُس پر نماز
پڑھی جائے اور غسل ہو کر مردہ نہلایا جاوے سنت اور اگر مردہ کا حال معلوم نہ ہو
کہ مسلمان ہے یا کافر اور کوئی علامت پہچان کی نہیں تو اگر اس طرح کا مردہ دار الاسلام
میں ہو تو اُس کو نہلا کے نماز پڑھی جائے اگر بے علامت دار الاسلام میں پایا جائے
بلکہ دار الحرب میں ملے تو نہ نہلایا جائے نہ نماز پڑھی جائے اور اگر مسلمان کے مردے
کافروں میں مل گئے اور کوئی پہچان نہیں تو اعتبار اکثر کا ہو گا یعنی اگر مسلمان



زیادہ ہیں تو مسلمان قرار دیے جائینگے نماز کے حق میں یعنی اُنپر نماز پڑھی جاوے
اور دعا میں مسلمانوں کی نیت کی جاوے اور اگر کافر زیادہ ہوں تو نماز کسی پر
نہ پڑھی جائے نہلا کے اور کفن دیکے کفار کے قبرستان میں دفن کیے جاویں
پھر اگر شمار میں برابر ہوں تو سب کو غسل دیا جائیگا اور اُنپر نماز پڑھنے میں اختلاف ہے
بعض فقہا نے کہا کہ نماز پڑھی جاے اور باقی تین اماموں کا بھی یہی مذہب ہے
اور یہی بہتر معلوم ہوتا ہے اور محل دفن میں بھی اختلاف ہے بعضوں نے کہا کہ مسلمانوں کے
قبرستان میں دفن ہوں اور ہندوانی نے کہا کہ اُنکے لیے قبرستان علیحدہ بنایا جائے
کہ زیادہ احتیاط اسی میں ہے جیسے اختلاف ہے دفن میں اُس ذمی کتابیہ کے جو
کسی مسلمان سے حامل ہو فقہا نے فرمایا کہ اُسے علیحدہ دفن کرنے میں زیادہ
احتیاط ہے اور اُسکی پشت قبلہ کی طرف کی جاوے اس وجہ سے کہ بچہ اپنے باپ کی
تبعیت کے سبب سے مسلمان ہے پس اُسکا منہ قبلہ کی طرف رہے اور اختلاف
اُس صورت میں ہے کہ بچہ میں جان پڑ گئی ہو اور اگر جان نہ پڑی ہو یعنی چار مہینے سے
کم کا ہے تو کفار کے مقابر میں دفن کی جاوے اور اگر مردوں کے درمیان میں عورت
مر گئی یا عورات میں مرد مر گیا تو مردے کو محرم تیمم کرادے و اگر محرم نہ ہو تو اجنبی اپنے
ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کے تیمم کرادے اور تیمم کرایا جائے خنثی مشکل اگر قریب بالغ
ہونے کے ہو ورنہ مثل اور بچوں کے ہے اُسکو مرد خواہ عورتیں غسل دیں اور اگر
مردے کے نہلانے کے لیے پانی نہ ملے تو تیمم کرا کے نماز پڑھیں مگر تیمم اور نماز کے
بعد پانی ملے تو نہ غسل چاہیے نہ نماز اور مندوب ہے یہ کہ نہلاوے میت کو وہ
جو نہلایا کرتا ہے اور مکروہ ہے یہ کہ نہلاوے اُسکو جنب اور حائض اور بہتر ہے جو غسال کا



قریب تر لوگون مین طرف میت کے اور اگر وہ اچھی طرح نہ نہلا تا ہو تو دوسرے پرہیزگار
لوگ نہلا دین اور کفنانا فرض کفایہ ہے اور کفن مسنون مرد کے لیے لفافہ یعنی چادر ہے
اُسکے قد سے کچھ زیادہ اور ازار ہے یعنی دوسری چادر سر سے قدم تک لانبی اور
قمیص ہے یعنی کفنی گردن کی جڑ سے قدم تک بغیر سی ہوئی اور صحیح تر یہی ہے کہ
مکروہ ہے عمامہ ہر حال مین یعنی خواہ عالم ہو یا سید اور تین کپڑون سے زیادہ کرنا
مکروہ ہے اور کفن مثل یعنی جیسے کپڑے جمعہ اور عیدین مین پہنتا تھا ویسے کا کفن سفید
اور اچھا موافق سنت کے دینا چاہیے اور عورت کے لیے لفافہ اور ازار اور درع اور
خرقہ یعنی سینہ بند بقدر تین ہاتھ کے طویل اور بغل سے آخر زانو تک عریض جس سے
عورت کی چھاتیان اور پیٹ باندھا جاوے اور خمار یعنی اوڑھنی بقدر تین ہاتھ کے
طویل اور دو بالشت عریض اور درع اور قمیص مین یہ فرق ہے کہ درع یعنی عورت کی
کفنی کا گریبان سینہ کی طرف ہوتا ہے اور مرد کی کفنی کا گریبان مونڈھون کی
طرف اور حالت اختیار مین واجب کفایت ہے مرد کے لیے ازار و لفافہ یا قمیص
و لفافہ اور عورت کے لیے قمیص و ازار یا دونون ازار اور یہی اولی ہے اور اوڑھنی اور
جسقدر کپڑا میسر ہے جسم کو ڈھانک لے فرض ہے اور حالت عجز مین جسقدر میسر ہو
بس لفافہ کو بخور خوشبو سے بعد طاق سات دفعہ تک بسا کے اور جو خوشبو
چھڑک کے پاک بوریا یا تخت پر بچھائین اُسپر ازار اور قمیص آدھی بچھائین اور اُسپر
مردے کو لٹا کے جیب سے اُسکا سر نکال کے باقی آدھا قمیص اُسپر قدم تک پھیلاوے
پھر بائین پھر داہنی طرف سے ازار اور اُسی طرح لفافہ لپیٹین اور عورت کو کفنی
پہنا کے بال کے دو حصے کر کے دونون جانب سینہ پر کفنی کے اوپر رکھین پھر

تو اسکے سر پر رکھے بالوں پر ڈالدیں اور کسی کے ہاتھ سینہ پر نہ رکھے جائیں مطلقاً بلکہ دونوں
جانب سے بیت پھیلا دیئے جائیں پھر پہلے بائیں پھر دہنی طرف سے ازار لپیٹی جائے
اسکے سینہ بند اسی طرح لپیٹیں پھر اسی طرح لفافہ یعنی پوٹ کی چادر لپیٹی جائے اور
یہی ترتیب مرد اور اگر کھلجانے کا خوف ہو تو سر ہانے اور پائنتی کا فاضل کپڑا اور کمر
کپڑے کی پٹی سے باندھ دیں اور کفن کے باب میں خنثی مشکل مردہ مثل عورت
مردہ کے ہے احتیاطاً مگر حریر کا اور کسم اور زعفران کا رنگا ہوا کفن اسکو نہ دیا جائے
اور احرام والا مردہ مثل بے احرام کے ہے اور اسکے دو کپڑوں میں کفنایا جائے
اور خوشبو دینہ لگائی جائے نہ منہ ڈھانکا جائے تحقیق وہ اٹھایا جاویگا دن قیامت میں
لبیک کہتا ہوا فصل میت کو کفن دینے کے بیان میں بالغ المیت اور قریب بلوغ کو
مثل بالغ کے کفن دیا جائے اور اگر قریب بلوغ نہ ہو تو اسکو مثل بالغ کے کفن
دینا احسن اور دو کپڑوں کا کفن مستحسن اور ایک کپڑے کا کفن دینا بھی درست ہو
اور میت کے گرے بچہ کو کفن مسنون دینا ضروری نہیں بلکہ ایک کپڑے میں
لپیٹا جائے جیسے میت کا ایک یا آدھا عضو پڑا ملے تو اسکو ایک کپڑے میں لپیٹنا
چاہیے مگر جبکہ جو اسکے ساتھ سر تو کفن دیا جائے اور اسی طرح میت کافر کا اگر
کوئی ذو رحم محرم مسلم ہو تو وہ اسے دھو کے ایک کپڑے میں لپیٹے اور گڑھے میں
ڈالدے اور مٹی سے توپدے اگر دوسرے اسکے رشتہ دار نہوں اور مرتد کو غسل
وکفن کچھ نکرے گڑھے میں ڈال کے توپدے اور نہیں جائز ہے کافر کو نہلانا اپنے
رشتہ دار مسلمان کو اور مسلمان کی قبر میں کافر کا اترنا اسکے دفن کرنے کے لیے مکروہ ہے
تعدیل حال اس بچہ کا جو مردہ پیدا ہوا اور جس آدمی مردہ کا کفن اتار لیا گیا ہو

اور جو تازہ مرا ہو یعنی پھٹا نہو اُسکو کفن دیا جائے مسنون اور اگر چند بار اوتار لیا جائے تو
کفن مسنون دیا جائے چند بار جب تک وہ مردہ پھٹے نہین اور کفن دیا جائے اُسکے
خاص مال سے اور اگر اُسکا مال وارثون مین تقسیم ہو گیا ہو تو اُنسے مقدار کفن واپس
لیا جائے اور اگر مردہ پھٹ گیا تو اُسکو ایک کپڑے کا کفن دیا جائے اور جس شخص پر
مردے کے نفقہ کے لیے حالت حیات مین جبر کیا جاتا تھا اُسی پر وفات کے بعد
کفن کے لیے جبر کیا جائیگا اور اگر وہان ایسا شخص نہو تو مردہ کا کفن بیت المال مین
ہوگا اگر بیت المال مین نہو تو واقف کارون پر صرف کفن ضرورت کا مانگنا واجب ہوگا
اور جنکو مردے کا حال معلوم ہوگا اُنپر کفن دینا اُسکا واجب ہوگا اگر نہ دینگے تو سب
گنہگار ہونگے اور اگر اُنسے بسبب مفلسی کے نہو سکے تو وہ مالدارون سے واجب ہونگے
اُسکے لیے کپڑا مانگین پھر اگر اُس کپڑے سے کچھ بچے تو صدقہ دینے والے کو واپس
کر دین اگر معلوم ہو اور اگر نہ معلوم ہو یا وہ واپس نہ لے تو اُس باقی کپڑے سے
اُس مردے کی طرح کسی مفلس کو کفن دین اگر کوئی اور مفلس مردہ نہ ملے تو اُس کپڑے کو
خیرات کر دین اور اگر مردہ ایسی جگہ ہو کہ وہان صرف ایک شخص ہو اور اُسکے پاس
سوا ایک کپڑے کے دوسرا نہو تو اُسپر کفن دینا لازم نہین اور مسلمان مردے پر
نماز جنازہ پڑھنی فرض کفایہ ہے بسبب اجماع کے سوا چار شخصون کے اول قوم
باغی جو امام کی اطاعت سے خارج ہو جائین دوسرے راہزن کہ یہ دونون نہ نہلائے
جائین اور نہ اُنپر نماز پڑھی جائے جبکہ لڑائی مین مارے جائین اور اگر بعد وقت
جنگ کے مارے جائین تو اُنپر نماز پڑھی جائے اور اگر یہ لوگ اپنی موت سے مرین
گرفتار ہونے سے پیشتر یا بعد تب بھی اُنپر نماز پڑھی جائیگی اور غسل بھی

اہل عصبیہ جو اپنی قوم کی حمایت اور اعانت ظلم پر کریں تیسرے شخص مکابرہ جو کسی کا گلا
گھونٹ کر مار ڈالے اور جو اسراف کرنے کے لیے اس کا مال چھین لے چہارم پھانسی ملنے والا
جسے پھانسی ماری ہو پس اگر اہل عصبہ اعانت کرنے میں اور مکابرہ اور پھانسی
مارنے والا اسی حالت میں مارا جائے تو ان کا حکم مثل باغیوں کے ہے اور جس نے اپنے
والدین میں سے ایک کو مار ڈالا اس پر نماز نہ پڑھی جائے اس کی اہانت کے لیے اور
جو شخص اپنے آپ کو قتل کرے گو عمداً ہو تو نہلایا جائے اور اس پر نماز پڑھی جائے
اور سبب نماز جنازہ کے واجب ہونے کا مردے کا مسلمان ہونا ہے اور وقت اس
نماز کا حاضر ہونا جنازہ کا ہے اور جو چیز اور نمازوں کی مفسد ہے وہی اس نماز کی بھی
مفسد ہے مگر اس نماز میں عورت برابر کھڑی ہو تو مفسد نماز نہیں اور اگر اس نماز میں
امام بے وضو ہو جائے تو اس کو خلیفہ کرنا درست ہے اور قبل تکفین کے مطلق
نجاست سے اور بعد تکفین کے اس نجاست سے جو میت کے جسم سے نکلی ہو
میت کا کپڑا اور جسم پاک ہونا شرط ہے اور طہارت اس وقت تک شرط ہے کہ قبر میں رکھ کے
مٹی نہ دی ہو پس اگر مٹی نہ دی ہو تو نکال کے نہلا دے اور نماز پڑھے اور اگر دی تو
اس کا ذکر مفصل آگے پاؤ گے اور امام کا کپڑا اور جسم پاک ہونا اور مکان کا پاک ہونا
واسطے جائز ہونے نماز کے اس پر اور مسلم ہونا اور ستر عورت کرنا میت اور امام کے
حق میں شرط ہے اور امام شافعی اور احمد کا مذہب یہ ہے کہ غائب جنازہ پر نماز پڑھنی
جائز ہے بخاری و مسلم فصل غائب پر نماز جنازہ پڑھنے کے بیان میں بلاغ المبین میں
اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک میت کا موجود ہونا اور سینہ کعبہ کی طرف
رکھا جانا شرط ہے زمین پر خواہ ہاتھوں پر زمین سے قریب اور ایک میت کے اجزا

کوئی جز امام کے سامنے ہونا شرط اور کافی ہے اگرچہ میت زیادہ ہون اور امام کا
بالغ ہونا شرط ہے پس اگر نابالغ بالغون کا امام ہو کے نماز جنازہ پڑھائے تو جائز نہین
لیکن اگر اسپر کیا نابالغ نماز پڑھے تو بالغون سے آیا یہ فرض ساقط ہوجاتا ہے شامی سے
بیان اور باب امامت مین بسط کے ساتھ تحقیق کی اس امر کی کہ ساقط ہوجاتا ہے اور
میت کا سرہانا امام کے داہنی طرف رکھنا سنت ہے اور تکبیر اولی ایک وجہ سے شرط اور
ایک وجہ سے رکن ہے اور قیام اور تین تکبیرین اور دعا ہے رکن اور ثنا اور درود سنت ہے
اور تین صفین کرنی مستحب ہے حتی کہ اگر صرف سات آدمی ہون تو امام کے پیچھے تین
آدمی اور انکے پیچھے دو آدمی اور انکے پیچھے ایک آدمی کھڑا ہو پس نیت کرنے کے ساتھ
پہلی تکبیر کہے اور اپنے دونون ہاتھ اٹھاوے فقط پہلی بار اللہ اکبر کہنے مین اور بعد
پہلی تکبیر کے وہ ثنا پڑھے جو نماز مین پڑھتے ہین پھر تکبیر کہہ کے درود پڑھے جیسے
نماز مین تشہد کے بعد پڑھتے ہین پھر تکبیر کہکے اپنے نفس کے لیے اور میت اور
مسلمین کے لیے دعا کرے لیکن دعا ماثورہ اولی ہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا
وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ
مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی
الْاِیْمَانِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ پھر چوتھی تکبیر کہکے
دو سلام پھیرے یعنی داہنے اور بائین طرف اور دونون طرف نیت کرے جیسے
کہ سنت کی نسبت نماز مین اور نیت کرے میت کی جیسے نیت کرے امام کی
اور ان سب باتون کو آہستہ پڑھے لیکن ہمارے زمانہ مین اسپر عمل ہے کہ بلند آواز سے
کہے ایک سلام کو اور دوسرے کو پست آواز سے کہے اور نماز جنازہ مین نہ قرأت

قرآن ہے نہ التحیات اور جائز ہے ہمارے نزدیک سورہ فاتحہ پڑھنی دعا کی نیت سے بعد تکبیر اولیٰ کے اور اس صورت مین سورہ فاتحہ قائم مقام ثنا کے ہو جاویگی اور مکروہ تحریمی ہے قرأت کی نیت سے سورہ مذکور کا پڑھنا اور نماز جنازہ مین اگر پانچ تکبیرین امام سے سُنے تو اُسکی متابعت نہ کرے اسلیے کہ پانچوین بار اللہ اکبر کہنا منسوخ ہے پس مقتدی توقف کرے یہان تک کہ امام کے ساتھ سلام پھیرے اسی پر فتویٰ ہے اور مغفرت کی درخواست نہ کی جاے نماز جنازہ مین لڑکے کے لیے اور اُس دیوانہ اور بے عقل مردہ کے لیے جو اصلی ہون یعنی موت تک اُسکا ہوش اور اُسکی عقل درست نہوئی ہو پس بجاے دعاے بالغون کے روایت ہے بخاری شریف سے (بطریق تعلیق کے) کہ کہا حسن (بصری) پڑھتے اوپر جنازہ بچہ کے سورہ فاتحہ یعنی بعد تکبیر اولیٰ کے بجاے سبحانک اللھم الخ کے اور کہتے بعد تیسری تکبیر کے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا سَلَفًا وَفَرَطًا وَّ اَجْرًا مظاہر حق وبلاغ المبین اور اگر لڑکی مؤنث ہو تو بجاے اجْعَلْہُ کے اجْعَلْھَا کہے اور جو شخص کہ بعد بالغ ہونے کے دیوانہ یا بے عقل ہوا ہو تو اُسکے گناہ دیوانگی یا بے عقلی سے سابق نہین ہونگے اُنکے لیے مغفرت مانگی جاے اور مستحب ہے امام کو سینہ میت کے مقابل مین کھڑا ہونا ہر حال مین اور اگر کوئی شخص آیا تحریمہ امام کے بعد تو دوسری تکبیر کا انتظار نہ کرے بلکہ اُسی وقت تکبیر تحریمہ کہکے شریک ہو جاے اور اُسکا کچھ فوت نہوگا جیسے کوئی شخص تحریمہ امام کے وقت موجود ہو مگر اُسکے ساتھ تکبیر تحریمہ نہ کہی تو وہ دوسری تکبیر کا انتظار نہ کرے اُسی وقت تحریمہ کہکے شریک ہو جاے بالاتفاق اور اگر چارون تکبیر کے بعد کوئی شخص آیا تو وہ تکبیر تحریمہ کہکے شریک ہو جاے

اور اسی قول امام ابو یوسف پر فتوی ہے کہ سلام امام کے بعد تینون تکبیرین پیہم کہلے
بدون دعا کے اگر خوف ہو میت کے اٹھا لیے جانے کا اسی طرح موجود شخص اگر
چوتھی تکبیر تک امام کا شریک نہوا اور بعد چوتھی تکبیر کے شریک ہوجائے تو وہ بھی
سلام کے بعد تین تکبیرین کہے بالاتفاق اور اگر بھول سے تکبیرین چار کی تین
کہی جاوین تو بعد سلام کے ایک تکبیر کہے کذا فی بلاغ المبین جنازہ کی تکبیرون کے
بیان مین اور جب جنازے جمع ہوجائین تو اولی یہ کہ علیحدہ علیحدہ ہر ایک پر نماز
ادا کرین اور سب کے پہلے افضل میت پر نماز پڑھے پھر اس سے کم فضیلت والے پر
اور علی ہذا القیاس اور اگر سب پر ایک ہی نماز پڑھے تو بھی درست ہے اور اس صورت مین
سب جنازون کو ایک صف کرے اس طرح کہ ایک کا سر دوسرے کے پانون کی
طرف ہو اور اگر چاہے تو انکو قبلہ کی جانب ایک دوسرے کے بعد رکھکر صف بنا
اسطرح کہ ہر شخص کا سینہ امام کے مقابل رہے اور یہی اولی ہے اور اگر چاہے تو
اس صورت مین زینہ کی طرح صف کرے یعنی ہر ایک کا سر دوسرے سے بائین طرف
کچھ نیچے رہے اور افضل میت کے سینہ کے مقابل امام کھڑا ہو اور اولی ہے مقدم ہونا
ولی کا بعد اسکے حاکم کا بعد اسکے امام جامع مسجد کا بعد اسکے امام میت کے
محلے کا اور اگر ولی اور سلطان کے سوا اور لوگون نے نماز جنازہ پڑھی ہو
تو ولی کو نماز مکرر پڑھنے کا مضائقہ نہین اگرچہ قبر پر ہو بسبب اپنے حق کے نہ واسطے
ساقط ہونے فرض کے یعنی فرض تو غیر کے ادا کرنے سے بھی ساقط ہو گیا اور
اگر ولی نے نماز جنازہ پڑھ لی ہو تو بعد اسکے کسی کو نماز پڑھنی اسپر درست نہین اور
جو شخص نماز جنازہ پیشتر ادا کر چکا ہو یا نہ اسکو مکرر ادا کرنا غیر مشروع ہے گو میت کے

ولی کے ساتھ ہو اور فتوٰی اوپر باطل ہونے وصیت کے ہی واسطے اپنے نہلانے اور
نماز پڑھنے کے اور اگر نماز نہ پڑھی گئی یا بدون غسل نماز پڑھی گئی اور دفن کیا گیا اور
اُسپر مٹی دی گئی تو اُسکی قبر پر نماز پڑھی جاوے یہی قول صحیح تر ہی اور اگر اُسکے پھٹنے پر
ظن غالب خواہ شک ہو تو اُسپر نماز جائز نہین یہی قول صحیح ہی اور جائز نہین نماز
جنازہ سوار ہو کے اور نہ بیٹھے ہوئے بدون عذر کے اور اگر عذر ہو تو درست ہی اور
مسجد مین نماز جنازہ پڑھنی درست ہی بشرطیکہ عذر ہو ورنہ مکروہ تنزیہی ہی اگرچہ مردہ
مسجد کے باہر اور قوم سب یا بعض مسجد مین ہون اور جب سعد بن ابی وقاص کی
وفات ہوئی تب کہا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کہ داخل کرو اُنکو
مسجد مین کہ نماز پڑھون مین اُنپر پس انکار کیا گیا اُنپر پس فرمایا بی بی عائشہ رض نے
کہ نماز پڑھی ہی رسول اللہ صلعم نے اوپر دونون بیٹون بیضا کے مسجد مین مسلم رض نے روایت کیا
ف یہ حدیث دلیل ہی اسپر کہ نماز جنازہ پڑھنی عورات کو بھی جائز ہی اور دلیل
پکڑی ہی جمہور علما نے اوپر جائز ہونے نماز کے جنازہ پر مسجد مین زرقانی شرح
موطا امام مالک اور بعد حضرت کے صحابہ کا نماز پڑھنا مسجد مین جنازہ حضرت
عمر رض پر ثابت ہی موطا امام مالک پس معلوم ہوا کہ مسجد مین نماز جنازہ پڑھنی سنت ہی
مسجد مین نماز جنازہ پڑھنے کے بیان مین بلاغ المبین مین اور جس بچہ کے
اکثر اعضا باہر نکلین یعنی پانون کی طرف سے ناف تک یا سر کی طرف سے سینہ تک
پھر مر جاوے پس اگر زندگی کی کوئی علامت پائی جاوے مثلا حرکت کرنا اعضا کا
یا آواز کرنا تو نام رکھا جاوے اور غسل و کفن دیا جاوے اور اُسپر نماز پڑھی جاوے اور
وہ وارث اور مورث ہوگا اور اگر اکثر پیدایش کے بعد کوئی علامت زندگی پائی جاوے

تو نام رکھا جاوے اور بے رعایت ترتیب سنت غسل و کفن کپڑے میں [illegible]
لپیٹ کے بے نماز پڑھے دفن کیا جاوے یہی قول صحیح ہے اور اسی پر فتویٰ ہے [illegible]
اور جب ظاہر ہو جاوے بعض خلقت بچہ کی تو نام رکھا جاوے اور [illegible]
اور اسکا حشر ہوگا اور اگر کسی نے مثلاً عورت کے پیٹ میں [illegible]
تو وہ وارث اور موروث ہوگا اور اگر بچہ دونوں ماں یا باپ کے گرفتار ہو [illegible] تو وہ
مسلمان ہے دار الاسلام کی تبعیت سے اگر گرفتار کرنے والا ذمی ہو یا گرفتار
کرنے والے کی تبعیت سے اگر وہ مسلمان ہو خواہ وہ بچہ بلکہ [illegible] ماں باپ کے ساتھ
پھر ماں یا باپ مسلمان ہوا یا خود وہ لڑکا مسلمان ہو گیا در انحالیکہ وہ عاقل ہے
اگر اسکے سامنے اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور
قیامت اور تقدیر کی تفصیل کی جاوے اور اس سے انکا ایمان کا سوال کیا جاوے
تو وہ کہدے کہ میں ایمان لایا اور پہلے جنازہ کے سرہانے کی داہنی پٹی داہنے مونڈھے پر
پھر پائنتی کی داہنی پٹی داہنے مونڈھے پر پھر سرہانے کی بائیں پٹی بائیں مونڈھے پر
پھر پائنتی کی بائیں مونڈھے پر رکھ رکھ کے دس دس قدم لیچلنا مستحب اور
ہر جانب سے چالیس چالیس قدم لیچلنا مستحب ہے کامل تر ہے اور مکروہ ہے ایسے [illegible]
اٹھانا مردے کا چارپائی کی دونوں پٹی یا دونوں سروں سے کہ بیچ میں سے [illegible]
دو شخص اٹھاویں یا چار اور جنازہ کے اٹھانے کا طریقہ مسنون یہ ہے کہ چار آدمی
کھڑے ہوکے ایک ایک پایہ ہاتھوں سے اٹھاکے پہیوں کو [illegible]
اور پہلے ہے ہاتھ سے اٹھانے شانے پر نہ رکھ لیں جیسے اسباب کے اٹھانے کا
طریقہ ہے اور اسی وجہ سے مکروہ ہے لادنا مردے کا پشت پر اور سواری کے جانور پر

اور شیرخوار یا دودھ چھوٹے ہوئے یا اس سے کچھ زیادہ عمر کے بچہ کو نوبت سے
ایک ایک شخص اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھائے اگرچہ اٹھانے والا سوار ہو اور اگر
لڑکا بڑا ہو تو کھٹولے یا چارپائی پر اٹھایا جائے اور جنازہ کو جلد لیچلنا مسنون ہے
اس قدر کہ میت چارپائی پر ادھر ادھر حرکت نہ کرے اور مکروہ ہے دیر سے نماز
اور دفن میں اسلیے دیر کرنی کہ نماز جمعہ کے بعد بہت سے آدمی اسپر نماز پڑھیں
ہاں جب خوف ہو کہ اُسکے دفن کی جہت سے نماز جمعہ فوت ہو جائیگی تو تاخیر کرنی
مکروہ نہوگی اور جنازہ کے ساتھ پیادہ پیچھے چلنا مندوب ہے اور اُسکے آگے چلنا بھی
درست ہے لیکن اگر اسکے آگے اسقدر دور نکلجائے کہ لوگ یہ سمجھیں کہ اکیلا جاتا ہے
یا سب لوگ آگے بڑھ جائیں یا جنازہ کے آگے سوار ہولے تو مکروہ ہے جیسے مکروہ ہے
جنازہ کے ساتھ بلند آواز سے ذکر یا قرآن پڑھنا اگر منظور ہو تو اپنے نفس میں
پڑھے اور جابرؓ سے روایت ہے کہ مت دفن کرو اپنے مردوں کو رات میں مگر یہ
کہ ناچار ہو اُسکی طرف ابن ماجہ و مسلم بلوغ المرام مترجم اور کندھوں پر سے جنازہ
اوتارنے کے لاش رکھنے کے قبل ساتھ والوں کو بے حاجت اور بے ضرورت بیٹھنا
اور لحد میں لاش رکھنے کے بعد کھڑے رہنا مکروہ ہے اور جو پہلے سے جنازہ کے
ساتھ ہوں وہ بے نماز واپس نہ آئیں اور نماز کے بعد دفن کے قبل اہل میت کی
اجازت سے واپس آنا روا ہے لیکن دفن کے بعد پھر آنا مختار ہے اور دفن کرنا میت کا
فرض کفایہ ہے نصف قد سے ایک قد تک گہری ہو اور اُسکے قد کے برابر لمبی اور
اُسکی نصف چوڑی قبر کھودے کے نیچے جانب قبلہ بغل میں مردہ رکھنے کے لیے فراخ
لحد کھودنی اولی ہے اور نہیں جائز ہے کہ قبر کے اندر گدا یا تکیہ یا چٹائی رکھی جائے

اور اگر کوئی شخص کشتی مین مرجاوے تو غسل دیکر کفن دیکے اور نماز پڑھنے کے بعد
دریا مین ڈالدیا جاوے اگر زمین قریب نہو اور توقف مین خوف ضرر ہو اور جس
مکان مین مرے اسی مین دفن ہونا یہ طریقہ انبیا علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہی
اورون کے لیے لائق نہین اگرچہ بچہ ہو اور وقت دفن کے پہلے قبر سے قبلہ کی
طرف جنازہ رکھا جاوے اور اسی طرف سے قبر مین میت داخل کی جاوے اور لحد مین
میت کو رکھنے والا کہے بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اور حصن حصین مین
منقول ہی کہ جب قبر مین میت کو رکھے تب رکھنے والا کہے بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی
سُنَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور قبلہ رخ کرنا مردہ کا سنت ہی اور
مناسب ہی ہونا مردہ کا داہنی کروٹ پر اور بعد مٹی دینے کے اگر معلوم ہوا کہ مردہ
قبلہ رخ نہین ہی تو قبر نہ کھودی جاوے اور لحد مین مردہ کے کفن کی گرہ کھولدی جاوے
اور لحد کے منہ پر اول کچی اینٹین کھڑی کی جاوین اور انکی درزون مین مٹی اٹھا کے
رکھدی جاوین اور نہ رکھی جاوین پکی اینٹین اور تختہ گرد میت کے لیکن ابتدائی
تختہ رکھنا مکروہ نہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لحد شریف کی
اینٹون کا شمار نو عدد ہی اور کچی اینٹون کے ساتھ نرکل کے بنتے تھے اور جائز ہی پکی
اینٹ اور تختہ گرد میت کے نرم زمین مین پتھر لحد کا منہ بند کرکے قبر کی بھرتی مٹی
سرہانے سے تین لپ ڈالین اور قبر چوپس نہ بناوے بسبب ممانعت کے
اور چوپس کرنے سے مراد یہ ہی کہ مٹی کو پھیلا کے چبوترہ کی شکل نہ بناوے بلکہ
بیچ مین ایک بالشت تقریبًا یا تھوڑی زیادہ بلند بنانی مندوب ہی اور قبر پر
پانی چھڑکنا کچھ مضائقہ نہین واسطے حفاظت کے کہ اسکی مٹی نہ دھسے شامی سے

کر پانی چھڑکے تو مستحب کہنا مناسب ہے اور عورت اور خنثی مشکل کو قبر میں
اتارنے کے وقت سے لحد کا منہ بند کرنے تک پردہ کرنا مستحب ہے اور اگر کچھ
بدن کھل جانے کا ظن غالب ہو تو واجب ہے اور اگر زمین نرم ہو تو شق یعنی مٹی قبر
کھودی اور لیٹی صندوقی قبر بنانے کا مضایقہ نہیں اور بدون حاجت صندوق بنانا
مکروہ ہے اور اگر حاجت ہو مثلاً زمین بہت نرم ہو تو بنانا مضایقہ نہیں گو پتھر یا
لوہے کا ہو اور چاہیے کہ اسمیں نیچے مٹی بچھاویں اور داہنے اور بائیں ہلکی ہلکی
اینٹیں کچی رکھیں اور ڈھکنے کے اندر کی جانب پر مٹی لیس دیں تا کہ لحد کی صورت
بنجائے اور بقدر ایک اونٹ نحر کرنے اور اسکا گوشت تقسیم کرنے کے اسکے
سرہانے سورۂ بقرہ کا اول مفلحون تک اور خاتمہ اسکا یعنی آمن الرسول پڑھیں
اور اسکے لیے استغفار اور ثابت قدم رہنے کی دعا کرتے رہیں اور مٹی دینے کے
بعد اگر ضرورت ہو تو کھودے کے لاش ایک دو کوس لیجانا مضایقہ نہیں مگر اس سے
زیادہ لیجانے کے لیے یا بے ضرورت وہیں دوسرے موضع میں دفن کے لیے
کھودکے لاش نکالنا جائز نہیں ہو مگر بعد مٹی دینے کے مردہ قبر سے باہر نکالا جائے
کسی آدمی کے حق کے لیے تو جائز ہے مثلاً جس زمین میں دفن کیا وہ شفعہ کے
باعث سے دوسرے نے لے لی اور وہ نہیں چاہتا کہ اس زمین میں مردہ رہے
اور مالک زمین کے ظاہر و باطن دونوں پر حق رکھتا ہے چاہے مردہ کو اندر رہنے دے
اور صرف اوپر سے ہموار کر دے اور چاہے اندر بھی نہ رہنے دے جیسے جائز ہے جوتنا
قبر کا اور اسپر عمارت بنانی جبکہ مردہ مٹی ہو گیا ہو اور دو مردے ایک قبر میں دفن
نہ کیے جائیں ابتدا میں ضرورت کے لیے جائز ہے اور نہ کھودی جاتے کوئی قبر

واسطے دفن کرنے دوسرے مردے کو اگر پہلے مردہ کی ہڈیاں باقی نہوں تو جائز ہے
اور اگر ہڈیاں باقی ہوں اور اُس مقبرہ میں تنگی محل ہو اور دوسری جگہ نملے تو
پہلے مردے کی ہڈیاں ایک طرف جمع کرکے اور مٹی کو حائل کرکے دوسرے کو بھی
دفن کر دینا جائز ہے اور قبر پر کہگل کرنی مختار یہ کہ مکروہ نہیں اور بعد دفن کے
قبر پر عمارت بنانی زینت کے لیے جائز نہیں اور مضبوطی کے لیے دفن کے بعد
جائز ہے کراہت کے ساتھ لیکن مکروہ نہیں بنی ہوئی عمارت میں دفن کرنا لیکن
مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ملا علی قاری حنفی نے از ہار اور توربشتی سے اور
بعض شراح سے نقل کیا کہ منع نہیں قبور پر خیمہ کھڑا کرنا فائدہ کے لیے مثلاً
بیٹھنے کے لیے اور سلف نے مباح کیا ہے بنا مشایخ اور علماء مشہورین کی قبور پر
تاکہ لوگ زیارت کریں اور اُسمیں بیٹھنے سے آرام پائیں اور درمختار میں اسی کو
مختار لکھا اور شامی نے احکام سے اُسنے جامع الفتاوی سے نقل کیا ہے کہ
بعضوں نے کہا کہ مکروہ نہیں بنا اگر ہو میت مشایخ اور علما اور سادات سے
اور طحطاوی نے لکھا کہ مقید کیا جاوے جواز اس قول پر کہ مال حلال سے بنے
اور اُس سے زینت اور تفاخر کی نیت نہو اور مجمع بحار الانوار کے باب شین
مع الراء میں بیچ تحقیق معنی لغت شرف کے بھی یہی لکھا ہے اور عمل بھی اسی پر ہے
اور پیشوائے شریعت مقتدائے طریقت رہنمائے حقیقت مقتدائے معرفت
سیدنا و استاذنا و سید الاوادنا مولوی خادم حسین خان ابن مولوی
عبدالقادر خان طاب اللہ ثراہما و جعل الجنۃ مثواہما نے بھی ایک رسالہ تحقیق
جواز میں اسکے لکھا للہ درہ اور کچھ مضائقہ نہیں لکھنے کا قبر پر اس غرض سے

کہ اُس قبر کا نشان نہ جاتا رہے اور پائمال نہو اور ممانعت اُسوقت ہے کہ حاجت نہو اور مضائقہ نہین اپنے لیے قبر کھود رکھنے کا اسلیے کہ اُس سے فائدہ ہی ہوتا ہے یعنی اگر خود وہان نہ مریگا تو دوسرے کے کام آویگی اور کفن اور مثل اُسکے اور چیز تیار کرالینا اور دفن کرنا رات مین مکروہ نہین اور دن مین مستحب ہے اور اگر قبر مین کسی کافر ذمی کی ہڈیان پائی جائین تو نہ توڑی جائین نہ اور قسم کا ہتک کیا جاے اور اگر عورت مردہ کے پیٹ مین بچہ زندہ حرکت کرتا ہے تو بائین طرف سے پیٹ چیر کے اُسے نکال لین اور اگر برعکس ہو یعنی بچہ مر گیا اور عورت زندہ ہے اور خوف ہو ماں کے مرجانے کا تو وہ کاٹ کے نکالا جائے اور اگر بچہ زندہ ہے تو کاٹ کے نہ نکالا جائے کیونکہ ماں کا مرجانا وہمی بات ہے تو زندہ بچہ کو قتل کرنا وہمی امر کے لیے جائز نہین اور اگر کوئی شخص مال غیر نگل کے مر گیا تو اُسکا پیٹ چیرا جائے یا نہیں اس باب مین دو قول ہین اور بہتر یہ کہ ہان چیرا جائے کیونکہ اُسکی حرمت اُسکے ظلم و ستم کے سبب سے جاتی رہی اس سے معلوم ہوا کہ اگر بے ظلم و ستم کے اُسکے پیٹ مین چلا گیا تو پیٹ نہ چیرا جائیگا اور کسی کے مرنے کا دل سے غم کرنا اور بے اختیار رونا درست ہے گو شعر سے ہو مگر مکروہ ہے مبالغہ کرنا اُسکی تعریف مین اور نوحہ کرنا اور پیٹنا اور کپڑا پھاڑنا وغیرہ جیسے کہ اہل جاہلیت کی عادت ہے اور اگر کسی عورت کا شوہر مرجاے تو چار مہینے اور دس روز ایام عدت کے واجب ہین اُنمین زینت نہ کرے اور اگر اسی ایام مین نابالغہ بالغ ہوئے یا مجنونہ ہوش مین آئے تو وہ بھی زینت ترک کرے شانہ تنگ دندانہ بالون مین نہ کرے زیور اور حریر یعنے کپڑے ریشمی یا سرخ یا زعفرانی رنگے ہوئے نہ پہنے اور خوشبو نہ استعمال کرے اور



روغن اور سرمہ نہ لگائے مگر عذر کے سبب سے اور شوہر کے گھر سے باہر نہ نکلے مگر دن مین ضرورت کے لیے اور رات مین وہین رہے لیکن اس صورت مین کہ جبرًا نکال دی جاے یا گھر گر جائے یا خوف کرے اپنے نفس یا مال پر اور اگر اُسکے اقربا سے کوئی دوسرا مرجائے تو تین روز ماتم کرنا جائز ہے اور دفن کے بعد تین دن تک مستحب ہے کہ لوگ آکے مصیبت زدہ پر سلام اور مصافحہ کرکے تعزیت کرین یعنی مسلم اہل مصیبت کے لیے دعاے حصول صبر اور خیر کی اور مسلم میت کے لیے دعاے مغفرت کرین اَعْظَمَ اللّٰہُ اَجْرَكَ وَاَحْسَنَ عَزَاءَكَ وَ غَفَرَ لِمَيِّتِكَ اور صحیحین مین ہے کہ جب تعزیت کرے کسی کی تب سلام کرے اور کہے اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلِلّٰہِ مَا اَعْطٰی وَکُلٌّ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ اور اگر تعزیت کیا گیا مرد ہے تو فَلْیَصْبِرْ وَلْیَحْتَسِبْ کہے اور تین روز کے بعد اور دوسری بار تعزیت کرنی مکروہ ہے لیکن اگر غائب شخص تین روز کے بعد آکے تعزیت کرے تو مکروہ نہین اور مکروہ ہے تعزیت کرنی قبر کے پاس اور گھر کے دروازے کے پاس اور میت کے ہمسایون اور دور کے رشتہ دارون کو مستحب ہے کہ میت کے گھر والون کے لیے اسقدر کھانا پکوائین جو انکو اُس دن اور رات مین شکم سیر کردے اور مظاہر الحق مین منقول ہے کہ بعضون نے کہا کہ حلال ہے تین دن تک کہ ایام تعزیت کے ہین اور قبر کی زیارت مستحب ہے اور افضل یہ ہے کہ روز جمعہ مین زیارت کرے یا اُسسے ایک روز پہلے یا ایک روز بعد اور اگر ممکن ہو تو میت کے روبرو کھڑا ہو کے سلام کرے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ نَسْأَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ پھر دعا کرے کھڑے ہوکے

اور بیٹھتا تھا تو بیٹھے کے دو یا قریب حسب مرتبہ ہوتے کے حالت حیات مین جسقدر
ہوسکے قرآن پڑھکے کہے اَللّٰھُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ مَا قَرَأْنَاہُ اِلٰی فُلَانِ اَوْ اِلَیْھِمْ
یعنی یا اللہ جو چیز مین نے پڑھی ہے اُسکا ثواب پہونچا فلان شخص کو وگر چند اشخاص کو
بخشے تو کہے اُن سب کو اور نماز اور روزہ اور حج اور اعتکاف وغیرہ عبادت بدنی
اور مالی کا ثواب جسقدر اور جب چاہے جس مردہ یا زندہ کو بخشے اُسے پہونچتا ہے
بلکہ افضل یہی کہ بخشنے مین نیت کرے جمیع مومنین اور مومنات کی کیونکہ اُن سب کو
پہونچتا ہے اور اسکے اجر سے کچھ کم نہین ہوتا اور اگر مردہ یا زندہ کی طرف سے نیابۃً
عبادت مالی مثلاً زر نقد وغیرہ دے یا جانور ذبح کرے یا کھانا تقسیم کرے یا کھلائے
تو روا ہے اور اُسے پہونچتا ہے اور قرأت قرآن کے لیے قبر کے پاس بیٹھنا قول
مختار مین مکروہ نہین اور ترجمہ حدیث کا ہے کہ میّت عذاب کیا جاتا ہے بسبب رونے
اہل اُسکے کے اُسپر کئی مذہب ہین حاصل یہ کہ اگر میت اُس گناہ کا سبب ہوگا
یعنی اگر مردہ حالت حیات مین خود مثل اہل جاہلیت کے نوحہ کرنے کا عادی تھا یا
اُسکی وصیت کی تھی یا اُس سے راضی تھا یا جانتا تھا کہ میرے اہل اُسکے مرتکب ہونگے
اور انھین اُس سے منع نہ کیا تو عذاب محمول ہوگا حقیقت پر یعنی مردہ عذاب
کیا جائیگا ورنہ محمول ہوگا رنج اُٹھانے پر یعنی مردہ کو رنج ہوتا ہے اسبات کا کہ میرے
اہل ممنوع رونے کے مرتکب ہوئے اور مقبرے سے ہر سبزہ و درخت سبز کاٹنا مکروہ ہے
کہ خشک سے کامل تر ہر تر و تازہ چیز اللہ تعالی کی تسبیح کرتی ہے اور اُس سے میت کو
اُنس ہوتا ہے اور اس ذکر سے رحمت نازل ہوتی ہے لیکن خشک کا کاٹنا مکروہ نہین اور
ہمارے زمانہ مین ہندویت کی راہ سے عادت کی گئی ہے شاخہائے گل وشاخ



تر و تازہ اور چیز قبر پر رکھنے کی حدیث جریدہ پر قیاس کرکے اور بقول بعضے مالکیہ کے
اگر خصوصیت آپ کے ہاتھ سے جریدہ رکھنے کی یا دعا کی ہوتی تو بریدہ بن الخصیب
رضی اللہ عنہ اپنی قبر مین جریدون کے رکھنے کی وصیت نہ کرتے اور حدیث
وصیت بریدہ کو ذکر کیا بخاری نے اپنی صحیح مین اُس سے شامی نے نقل کیا
اور بدعت کی چند قسم سے دو مشہور ہین ایک بدعت ضلالت اُسکی صفت باب
اباحت مین ہوچکی دوسرے بدعت حسنہ جسکی ذات کا وجود ازمنہ ثلاثہ مین یعنے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ یا تابعین یا تبع تابعین کے زمانہ مین پائی جائے
لیکن اُسکی اصل یا تدبیر پائی جائے مثلاً اعراب قرآن مجید یا جمع کرنا احادیث کا
وغیرہم کہ شامل ہے اُن چیزون کو جنکی اصل اور مادہ پایا گیا اور یہی معنی ہین اصل کے
پائے جانے کے اور چند اشیا کو جمع کرکے وہ عمل کرنا جو اس ہیئت مجموعی کے ساتھ
شرع سے نہ ثابت ہو لیکن اُسکے اجزا علیحدہ علیحدہ فرداً فرداً ثابت کیے گئے ہون
بدعت حسنہ مین داخل ہین بشرطیکہ یہ ہیئت مجموعی اُس قبیل سے ہو جسکے حرام
یا کراہت پر کوئی حکم دین صادر نہوا ہو اور اُسکے کرنے والے نے اُسے امور مستحبہ
یا واجبہ سے نہ سمجھا ہو مثلاً جس شئے مین ذکر خیر ہو یا پڑھنا قرآن کا یا وہ شئے ہو
جسمین للہ کھلانا یا پلانا ہو اور اُسمین کچھ آمیزش امور مکروہہ و ممنوعہ کے نہو اور
اُس ہیئت مجموعی کا دلیل عام سے بھی ثابت ہونا شرع سے ثابت ہونے کو شامل ہے
اسواسطے کہ وہ عمل صالح ہے اور اُسکی اجازت مین شک نہین (مَنْ عَمِلَ صَالِحًا
فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَيْهَا) اور بہت آیات اور احادیث سے مالامال ہے اور
اباحت اور حرمت کے مسئلہ کا یہ حال ہے کہ شارع نے جسے حلال کیا وہ حلال

اور جسے حرام کیا وہ حرام ہے اور جسکا حکم وارد نہیں ہوا وہ مباح ہے چنانچہ ترجمہ
مشکوۃ مین شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اور مرقاۃ شرح مشکوۃ مین ملا علی
قاری وغیرہما نے حدیث (عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما قال کان
اہل الجاہلیۃ یاکلون اشیاء و یترکون اشیاء تقذرا فبعث اللہ نبیہ و انزل
کتابہ و احل حلالہ و حرم حرامہ فما احل فھو حلال و ما حرم فھو حرام
و ما سکت عنہ فھو عفو) کے ذیل مین اور حدیث (الحلال ما احل اللہ فی کتابہ
والحرام ما حرم فی کتابہ و ما سکت عنہ فھو مما عفی عنہ) کے ذیل مین لکھا ہے
ان الاصل فی الاشیاء الاباحۃ یعنی ازینجا معلوم می شود کہ اصل در اشیا
اباحت است یعنی اصل اشیا مین اباحت ہے پس گیارہوین حضرت غوث الاعظم
قدس اللہ تعالی سرہ کے اور شب برات مین حلوا وغیرہ پر اور بروز عاشورہ
شربت وغیرہ پر نیاز حسین رضی اللہ تعالی عنہما کی اور سوم اور چہلم اور ششماہی
اور برسی وغیرہ کرنی اور اسمین قرآن خوانی اور الائچی دانہ وغیرہ پر نیاز دینی
اور اسے تقسیم کرنا اور کھلانا پلانا امر جائز و درست ہے بشرطیکہ خصوصیت
روز سوم وغیرہ اور الائچی دانہ وغیرہ کی اعتقاد مین فرض یا واجب یا سنت
نہ سمجھی گئی ہو اسواسطے کہ جن چیزون پر ممانعت شرع سے ثابت نہیں ہوئی انمین
اصل اباحت ہے جیسا کہ گذرا اور قطع نظر اسکے انمین سے بعض کا مباح ہونا
اور بعض کا مستحب ہونا شرع سے ثابت ہے چنانچہ تلاوت قرآن مجید اور مساکین کو
کھلانا اور جس فاتحہ کا اب رسم ہے ان دونون چیزون سے مرکب ہے پس وہ بھی
لاجرم مباح بلکہ اس قیاس پر امر مشروع ہے اور بعد انتقال کے انبیا اور اولیا

اور شہدا زندہ رہتے ہین اور وہ جو قرآن مجید سے موتے کی نفی سماعت یعنی نہ سُننا
ثابت ہوتا ہو مراد اُس سے وہ سماعت و علم ہو جو زندون کے ساتھ مخصوص ہو اور
وہ جو حدیث مین موتے کے لیے اثبات اُسکا ہو مراد اُس سے اثبات اُس سماعت
اور علم کا ہو جو حواس پر موقوف نہین اس تقدیر پر درمیان نصوص نفی اور اثبات
کرنے والیون کے توفیق حاصل ہوتی ہو واللہ تعالی اعلم بحقیقۃ الحال نواب صاحب کی
حصہ دوم جلد اول قرۃ العیون سے نقل کیا اور موتے سے مدد طلب کرنے کے
باب مین شیخ عبد الحق محدث نے تفصیل تمام تقریر کی ہو اور جائز ہونا اُسکا بیان
کیا ہو جذب القلوب مین فرماتے ہین کہ حافظ ابو عبد اللہ نے مصباح الظلام مین
فرمایا کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب رض سے روایت ہو کہ رسول اللہ تعالی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو دفن کرنے کے بعد تین روز کے اعرابی آیا اور اپنے تئین قبر مبارک پر
ڈال دیا اور کہا کہ جو آپ نے خدائے تعالی سے سُنا وہ ہمنے آپ سے سُنا اور جو
آپ نے ہمپر قرارت کی یہ ہو وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ الآیۃ اور مین نے
اپنے نفس پر ظلم کیا ہو اور آپ کے حضور مین حاضر ہوا ہون میرے لیے استغفار کیجیے
قبر شریف سے ندا آئی قد غفر لك الخ اور حضرت امام حجۃ الاسلام غزالی رح
فرماتے ہین جائز ہو مدد چاہنا پس ہر کوئی مدد چاہی گئی اُس سے زندگی مین
مدد طلب کی جاتی ہو اُس سے بعد مرنے کے بھی چنانچہ تفصیل اسکی کتاب کشف الغطا
اور ترجمہ مشکوۃ شیخ عبد الحق محدث مین پاؤ گے اور ترجمہ عبارت شرح مشکوۃ
عربی شیخ ممدوح کی یہ ہو لیکن مدد طلب کرنی اہل قبور سے ثابت کیا ہو اُسکو
مشائخ صوفیہ قدس سرہم اور بعض فقہا رحمہم اللہ تعالی علیہم نے حصہ دوم قرۃ العیون

بیان حالات سنہ سوم ہجرت صلعم اختلاف مردون سے مدد چاہنے مین اور
مصنف اماطۃ الاذی نے فرمایا کہ اور بہت والے ہین مسئول کا۔ طالع کرہ
کہتا ہے مصنف عفا اللہ تعالیٰ عنہ وعن والدیہ کہ حصہ دوم جلد اول قرۃ العیون
بیان حالات سنہ دوم ہجری بیچ سماعت اور عدم سماعت موتے آئے ہین آخر قول
مولوی حیدر علی صاحب کا ملخص یہ ہے کہ جب ان حضرات کی زندگی ثابت ہولی
اور زندون کا آپس مین مدد چاہنا قرآن سے ثابت ہے (وتعاونوا علی البرو
التقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان) تو اس قیاس پر ان لوگون سے مدد چاہنا
جائز ہوگا لیکن غیر خدا کو ان صفتون سے موصوف نہ جانے جو اسکے لیے خاص ہین
مثلاً مدد کرنے پر قدرت رکھنے والا مستقل جاننا بلکہ اُنسے یون عرض کرے کہ
آپ ہماری فلان حاجت کے لیے بارگاہ مجیب الدعوات جل وعلا مین دعا کیجیے
یا خود حضرت قاضی الحاجات جل جلالہ کی جناب مین عرض کرے کہ اے آسان
کرنے والے مشکلون کے اے روا کرنے والے حاجتون کے بحرمت ان بزرگ کے
میری فلان مشکل آسان کر یا فلان حاجت میری روا کر اور روشنی کرنی حاجت سے
زیادہ برا ہے مگر صاحب اماطۃ الاذی فرماتے ہین کہ شیخ ممدوح قید قصد تعظیم کی لگاتے ہین
اور جس محفل میلاد شریف مین بطور سنت سنیہ کے جو سلف صالحین سے ثابت ہے
اعمال خیر ہون اور اذکار جمیل وہ مستحسن ہے اور موجب اجر جزیل اور جس محفل مذکور
خیر مین اعمال غیر مشروع ہون وہ حسن لذاتہ ہے اور قبیح لغیرہ۔ حصہ اول جلد اول
قرۃ العیون بیان ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جو چیزین اللہ
جل وعلا نے اپنی تعظیم کے لیے خاص کر لی ہین اُنمین سے سجدہ ہے اور جانور ذبح کرنا

اور نذر اور روزہ رکھنا وغیرہ پس غیر خدا کے لیے سجدہ کرنا شریعت مین حرام اور شرک اور اسپر التزام کرنیوالا کافر ہی بالاجماع بشرطیکہ عبادت و طاعت کی نیت سے ہو اور تعظیم اور تحیت کے ارادہ سے یعنی بجاے سلام کے غیر خدا کے لیے حتی کہ پیغمبر اور بزرگون کے لیے بھی ہماری شریعت مین منسوخ ہوا اجماع تفاسیر مطبوعہ لیکن یہ سجدہ اگر غیر ذوی العقول کرے تو جائز ہی حصہ اول جلد اول قرۃ العیون حال کفالت آنحضرت تحقیق سجدہ تعظیم وغیرہ عبادت کی لیکن ذبح پس اگر غیر خدا کی طرف ذبح کے ساتھ تقرب یعنی خوشنودی اور چاپلوسی کا قصد کرے پھر مالک یا غیر اُسکے حکم سے اسی نیت پر ذبح کرے تو ذبیحہ مردار ہی اگرچہ وقت ذبح کے خدا کا نام لے فتح العزیز وغیرہ اور رسالہ احکام العیدین مین حضرت مولانا قطب الدین خانصاحب محدث دہلوی تحریر فرماتے ہین کہ در مختار اور طحطاوی وغیرہا مین لکھا ہی کہ اس ذبح کرنے والے کی طرف ہم نسبت کفر کی نہین کرسکتے کیونکہ ہم ظن بد نہین کرتے مسلمان کے حال پر کہ وہ تقرب چاہیگا غیر خدا کی طرف اس ذبح کے ساتھ اور اللہ تعالی داناتر ہی مگر سخت مکروہ جانتے ہین لیکن اگر وقت ذبح کے کہے کہ غیر خدا کی طرف ذبح کے ساتھ تقرب کی نیت سے مین بیزار ہوا اور باز آیا اور جان آفرین کی تقرب کے لیے مین نے اسکی جان اور ذبح کو مقرر کیا تو اب نیت سابقہ پر حکم عدم اور بطلان کا کیا جائیگا اور اس نیت سے بسم اللہ کے ساتھ ذبح کرنے سے ذبیحہ حلال ہوگا چنانچہ اپنی تفسیر مین اس مسئلہ کے آخر مین شاہ عبد العزیز صاحب محدث فرماتے ہین کہ آرے ذکر نام خدا بران جانور وقتی فائدہ بسید بکہ قصد تقرب بغیر خدا را از دل دور کردہ و خلاف آن شہرہ

وآواز دیگر دہند کہ مازین کار برگشتیم انتہی اور رسالہ احکام العیدین مین حضرت علامہ
نواب صاحب رح فرماتے ہین کہ اسی سبب سے اکثر مفسرین نے آیہ
(وما اہل بہ لغیر اللہ) کے ساتھ قید عند الذبح کے لکھا ہے لیکن نذر کی صفت
آگے پاؤگے مگر اس موقع پر کچھ مسائل ذکر کرنا مناسب ہو وہ یہ کہ اگر زبان سے
کہے کہ میری فلان حاجت اگر خدا ئے تعالی برلائے تو فلان بزرگ کے نام
اسقدر نقد یا جنس دینا یا انکی درگاہ مین اشیاء مذکورہ یا روشنی کے لیے تیل بھیجنا
اپنے اوپر لازم کرتا ہون تو یہ نذر صحیح نہیں غیر عبادت کی جگہ بھیجنے کے سبب اور
اگر یہ کہے کہ فلان درگاہ کے خدام فقرا کو دون یا کھلاؤن تو نذر صحیح اور اسکا
وفا لازم ہوگا لیکن اس درگاہ کے خدام فقرا کو وفاے نذر مین خاص کرنا لازم نہین
جس فقیر کو دیگا نذر ادا ہو گی اور اگر یون کہے کہ مساجد مین فرش کے لیے
بوریا یا روشنی کے لیے تیل بھیجون تو نذر صحیح اور اسکا وفا لازم ہوگا اور غیر
خدا کے لیے نذر کرنے اور روزہ رکھنا یا اور عبادت کرنی حرام ہے اور نذر
اور سب صدقہ واجبہ صاحب نصاب نہ کھائے لیکن صدقہ نافلہ ہر شخص کھائے
اگرچہ غنی ہو مائۃ المسائل کے پچاسوین سوال کے جواب مین بحر الرائق سے
نقل کیا اور مظاہر الحق مین نیاز کے معنی تحفہ درویشان اور ثواب رسانی ہے
پس اگر خداے تعالی کی تقرب کے لیے عبادت بدنی مثلاً نماز یا روزہ نفل
اسے پڑھے یا اسے رکھے کیا عبادت مالی کرے یعنی للہ دے کے یا کھلا کے
یا ذبح کرکے کہے کہ یا اللہ تعالی اسکا ثواب فلان کو یا ان سب کو پہونچا دے
تو پہونچتا ہے اور اگر پیشتر کہا کہ یہ کام للہ کرونگا یا اللہ تعالی اسکا ثواب فلان کو

پہونچایا بھیجو تو عمل کے بعد پہونچتا ہے اور اگر کسی کی طرف سے نیابۃً للہ دے یا کھلائے یا حج کرے تو بھی اُسے پہونچتا ہے اور روایت ہوا سبب الرحمن اور یہ حدیث قوی ہے

باب شہید کے احکام میں شہید ہونے میں عاقل اور بالغ اور مسلمان اور پاک ہونا شرط ہے یعنے دیوانہ اور لڑکا اور کافر اور جنب اور حائض نہو اور اگر خون ظاہر ہونے کے وقت سے تین دن کامل نہ گذرے ہوں تو وہ بھی حائض نہیں پس اگر خون جاری رہنے کے بعد تین دن کامل گذرنے کے قبل عورت مارگئی تو شہید ہوگی اور نفسا نہو اور اُس حالت میں نہو کہ خون حیض یا نفاس اپنی مدت معتادہ یا اکثر مدت پر منقطع ہوا ہو لیکن غسل نہ کیا ہو اور وہ مسلمان مکلف پاک شہید ہوتا ہے جو ظلم سے ناحق قتل کیا جائے زخم کرنے والی چیز سے یعنی ایسی چیز جسکے سبب سے مال دینا واجب نہو بلکہ واجب ہو قصاص اور مراد اُس سے وہ چیز ہے جو متفرق کرے اجزا کو مثلاً تلوار اور چھری اور تیر وغیرہ اور داخل ہے اُسمین آگ نہ لاٹھی اور غلہ اور اُسکے مانند کہ ان دونون سے مارنے کی صورت مین قصاص لازم نہین آتا اور زخمی ہونے کے بعد ارتثاث یعنی زندگی سے منتفع نہ کیا گیا ہو یا قتل کیا ہو اُسکو باغی یا کافر حربی یا راہزن نے اگرچہ قتل بسبب ہو یا بدون اوزار زخم کرنے والے کے اور قتل بسبب مثلاً کسی کافر سوار کے نیچے دب کے مسلمان مرگیا یا اُسنے مسلمان سوار کے گھوڑے کو بھڑکا یا یہان تک کہ وہ گر کے مرگیا یا مسلمان کے رہنے کی جگہ مین آگ لگادی اُس سے وہ مرگیا اور شہید ہوگا وہ شخص جو اُن لوگون کے میدان جنگ مین پایا جائے مردہ اثر زخم کے ساتھ خواہ زخم ظاہر مین ہو یا نہیں پس اوتاری جائے شہید پر سے وہ چیز

جو کفن کی لیاقت نہین رکھتی جیسے پوستین اور ٹوپی اور موزہ اور زرہ اور ہتھیار اور
روئی دار کپڑے وگر پوستین اور روئی دار کپڑے کے سوا اور کپڑا نہو تو نہ اوتارا جاے
اور اُسکے سب کپڑے اوتار لینے اور نیا کفن دینا مکروہ ہے اور اگر اُسکے بدن پر کپڑے
کفن مسنون سے کم ہون تو زیادہ کیا جائے اور اگر زیادہ ہون تو کم کیا جاے
اور نماز پڑھی جاے شہید پر بدون غسل کے اور دفن کیا جاے معہ اپنے خون
اور کپڑون کے اور غسل دیا جاے وہ شخص کہ پایا جائے مقتول شہر یا گانون مین
اِس جگہ مین کہ خونبہا واجب ہو اور اُسکا قاتل معلوم نہو یا معلوم ہو مگر قصاص
واجب نہو پس اگر قصاص واجب ہوگا تو وہ مقتول شہید ہوگا مثلاً وہ شخص
جسکو چورون نے رات کو شہر کے اندر مار ڈالا ہو کہ اُسمین نہ تو محلہ والون پر
قسم ہے نہ خونبہا بسبب معلوم ہونے اِس امر کے کہ اُسکے قاتل چور ہین خاص
یہ کہ قاتل معین معلوم نہین اور غسل دیا جاے وہ شخص جو حد یا قصاص مین
قتل کیا جائے اور اسی طرح جو شخص تعزیر مین مقتول ہو یا پھاڑ ڈالا اُسکو درندے نے
یا زخمی ہو کے مرتث ہوئے اور ارتثاث شرعی یہ ہے کہ کھاوے یا پیوے یا سووے
یا دوا کرے یا خیمہ اُسپر تان دیا گیا یا ایک نماز کا وقت اُسپر گذر گیا اُس حال مین
کہ وہ ہوش رکھتا تھا اور نماز کے ادا کرنے پر قادر تھا یا میدان جنگ سے
حالت ہوش مین اُٹھایا گیا خواہ زندہ پہونچا ہو یا ہاتھون پر مر گیا ہو اور اسی طرح
اگر آپ اپنی جگہ سے اُٹھکر دوسری جگہ چلا گیا وگر بیہوشی مین اُٹھایا جائیگا
تو گو دن رات گذر جاے غسل نہ دیا جائیگا اور زخمی ہونے کی جگہ سے اُٹھانے کا
حکم ایسا ہی جیسا میدان جنگ سے اُٹھانے کا اور اگر گھوڑون کے نیچے پس جانے کے

خون سے اٹھایا جائیگا تو شہید ہی رہیگا غسل نہ دیا جائیگا یا وصیت کی دنیا کے
امور کی کہ اس سے غسل دیا جائیگا اور اگر امور آخرت کی وصیت کریگا تو مرتث نہو گا
یہی صحیح تر ہی یا اچھا یا مول لیا یا بہت سا دہ کلام کیا جہ وصیت نہو کہ اس سے مرتث
یعنی زندگی سے منتفع ہوگا اور یہ سب باتین جنسے شہادت ناقص ہوتی ہو اُس
صورت مین ہو کہ لڑائی ہوچکی ہو مگر لڑائی کی حالت مین یہ امور ہون تو ان مذکورہ
چیزون مین کسی سے مرتث نہو گا ہر صورت مین شہید کامل ہوگا اور یہ سب شرطین
شہید کامل کے باب مین ہین جو دنیا اور آخرت دونون مین شہید ہو ورنہ مرتث
شہید آخرت تو ہوتا ہی ہے اور اسی طرح شہید آخرت ہے جنابت والا اور مجنون اور
لڑکا اور وہ مقتول جو ظلم سے مارا جائے اور اُسکے مارے جلنے سے مال واجب ہو
اور شہید آخرت ہے وہ شخص جسنے دشمن کے مارنے کا کسی حربہ سے قصد کیا پھر وہ
اتفاقاً اُسی پر پڑ گیا اور مر گیا اور پانی مین ڈوبا ہوا اور جلکر اور سفر مین اور مکان کے
نیچے دبکے بخلاف اسکے کہ جہان سبب معصیت پڑے تو وہ شہید نہین ہوتا مثلاً
کسی طرح ہو اپنے تئین اپنے اختیار سے اپنے فعل کے ساتھ مارنا اور اپنے نفس کا
قاتل اہل نار سے ہے اگر اسے حلال جان کے کرے یا اللہ تعالی اُسے بخشے
حصہ سوم جلد اول دوزخی فرمانا حضرت کا اُسکو جسنے جہاد مین بہت جوانمردی کی
اور پیٹ کی بیماری سے یعنی دستون اور استسقاء سے اور وبا سے مرنے والا اور
نفاس والی عورت خواہ جننے کے وقت مرے یا مدت نفاس مین اور جو شخص شب
جمعہ مین اور عارضہ ذات الجنب مین مرے اور جو شخص اُس حال مین مرے
کہ علم کا طالب ہو یعنی علم مین مشغول ہو خواہ تالیف کرتا ہو یا پڑھتا یا پڑھاتا یا سنتا ہو

باب کعبہ مین نماز پڑھنے کی کیفیت صحیح ہو نماز فرض و نفل پڑھنی کعبۃ اللہ کے اندر اور کراہت کے ساتھ اُسکی چھت پر تنہا اور جماعت سے اگرچہ کعبہ کی طرف مُنہ کرنے مین جماعت والون کے مُنہ امام سے جدا طرف کو ہون مگر جبکہ مقتدی اپنی پشت امام کے چہرہ کی طرف کریگا تو اقتدا درست نہوگا اسلیے کہ مقتدی امام کے آگے بڑھ گیا اور اپنے چہرہ کو امام کے چہرے کے مقابل کرنا بدون حائل ہونے کسی چیز کے مکروہ ہو اور امام کے پہلو کی طرف مُنہ کرنا مکروہ نہین اور درست ہو نماز اگر باہر کعبۃ اللہ کے گرد حلقہ کرکے ایک امام کی لوگ اقتدا کرین گو بعض مقتدی کعبہ سے زیادہ قریب ہون بہ نسبت اپنے امام کے لیکن امام کی طرف والے مقتدیون مین سے جو بہ نسبت اپنے امام کے کعبہ سے زیادہ قریب ہوگا اُسکی نماز صحیح نہوگی اور اگر کوئی مقتدی اُس گوشہ کعبہ کے سامنے کھڑا ہو جو امام کی جانب مین ہو اور کعبہ سے بہ نسبت اپنے امام کے زیادہ قریب ہو تو احتیاط کی رو سے فاسد ہونا نماز مقتدی کی شایان ہو بسبب غالب ہونے امام کی جہت کے اور اسی طرح درست ہو اگر مقتدی کعبہ کے باہر سے اقتدا کرین اُس امام کی جو کعبہ کے اندر ہو اور اُسکا دروازہ کھلا ہو اسلیے کہ امام کا کعبہ کے اندر ہونا ایسا ہو جیسا محراب مین کھڑا ہونا اور یہ اقتدا گو درست ہو مگر کراہت کے ساتھ اسلیے کہ امام کا قدآدم اونچا تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہو پس اگر چند مقتدی امام کے ساتھ ہون تو مضائقہ نہین اور دروازہ کھلا رہے اسلیے کہ امام کے رکوع اور سجدہ کا حال مقتدی دیکھ کے معلوم کرلین پس اگر دروازہ بند ہو اور کوئی مکبر امام کی تکبیر وغیرہ کی آواز پہونچاتا جاے تو اقتدا جائز ہونا چاہیے کتاب الزکوۃ زکوۃ

شرع مین مالک کرنا ہے فقیر کو اسقدر حصہ مال کا جسکو شارع نے معین کیا ہو
بجا آوری امر خداے تعالی کی نیت سے اور زکوۃ کے فرض ہونے کی شرط عاقل اور
بالغ اور مسلمان اور آزاد ہونا اور زکوۃ کی فرضیت کو جاننا ہے اگرچہ فرض ہونے کا
علم حکم کے رو سے ہو جیسے مالدار کا دار الاسلام مین ہونا کہ یہان بے علمی عذر نہین
ہو سکتی ہان اگر کوئی کافر مالدار دار الحرب مین مسلمان ہوا اور چند سال وہان رہا
تو اسکو جبتک زکوۃ کا حال معلوم نہوا اُسپر زکوۃ واجب نہو گی اور سبب
اداے زکوۃ کے فرض ہونے کا مالک ہونا اُس نصاب کا ہے جسپر چاند کے
بارہ مہینے گذر گئے ہون اسطرح کہ مال مالک کے ہاتھ مین ہے اور وہ نصاب
فارغ ہو اُس قرض سے جسکا طلب کرنے والا کوئی بندون کی طرف سے ہو خواہ
قرض خدا و اللہ تعالی کا ہو جیسے زکوۃ یا قرض بندہ کا ہو گو بطور کفالت کے ہو یا
قرض میعادی ہو اگرچہ مہر اُسکی زوجہ کا ہو لیکن مہر مؤجل مانع زکوۃ نہین کہ عادۃً
اسکو کوئی مانگتا نہین یہی صحیح ہے یا قرض بندہ کا بطور نفقہ کے ہو کہ قاضی کے حکم
یا آپس کی رضامندی سے اُسپر لازم ہوا ہو بخلاف قرض نذر و کفارہ و حج کے
کہ ان قرضون کا طلب کرنے والا کوئی بندہ نہین اور نصاب مذکور فارغ ہو اُس
شخص کی حاجت اصلی سے اور نصاب مذکور بڑھنے والی ہو خواہ بڑھنا اسمین
فی الحال پایا جاتا ہو یا مالک اُسکے بڑھانے پر قادر ہو گو اپنے نائب کے وسیلہ سے
بڑھا سکتا ہو اور جانورون کی زکوۃ کے ادا مین جیسے برس کا گذرنا شرط ہے ویسے ہی
جنگل مین چرنا بھی شرط ہے اور صحت اداے زکوۃ کی شرط وہ نیت ہے جو ادا کے ساتھ
متصل ہو اگرچہ متصل ہونا حکماً ہو مثلاً زکوۃ فقیر کو بلا نیت دیدی پھر نیت کی

اسوقت کہ مال فقیر کے پاس سلامت ہے اور سال گذرنے کے بعد فوراً زکوٰۃ فرض ہوگی
فصل اگر جانور چھ مہینے سے زیادہ صحرا مین چرین اور مقصود اُنسے دودھ یا نسل یا
فربہی ہو تو اُنکی زکوٰۃ دے ہر پانچ اونٹ مین ایک بکری جب پچیس ہون تب بنت مخاض
دے یعنی جس اونٹنی کے سن کا دوسرا سال شروع ہو اور جب چھتیس ہون تب
بنت لبون دے یعنی جسکی عمر کا تیسرا برس شروع ہو اور جب چھیالیس ہون تب حقہ دے
یعنی جسکی عمر کا چوتھا برس شروع ہو اور جب اکسٹھ ہون تب جذعہ دے یعنی جسکی عمر کا
پانچوان برس شروع ہو یہی ظاہر الروایۃ اور صحیح ہے اور جب چھہتر ہون تب دو بنت لبون
دے اور جب اکانوے ہون تب دو حقے دے ایک سو بیس تک اور اگر زیادہ ہون
تو اُسی حساب سے دیتا جاے اور اونٹ کی زکوٰۃ مین شتر مادہ کی قیمت کا حساب
کر کے نر بھی دینا درست ہے فصل ہر تیس گاے یا بھینس مین تبیع یا تبیعہ دے یعنی
جس بھینس یا گاے یا نر کا دوسرا برس شروع ہو اور ہر چالیس عدد مین مسن یا مسنہ
دے یعنی تیسرا برس شروع ہو فصل بھیڑ یا بکریان جب چالیس ہون تب ایک سو
بیس تک اکسالہ ایک بکری دے اور جب زیادہ ہون تب دو بکری دے دو سو تک
اور جب اس سے بھی زیادہ ہون تب چار بکری دے پھر ہر سو مین ایک بکری یا نر زیادہ
دیتا جاے اور اُتنی یا زیادہ قیمت کا کم سن جانور بھی زکوٰۃ دینا مضائقہ نہین اور
اگر عامل جانور کے مالک سے بزور لے تو زکوٰۃ ادا نہو گی کیونکہ زکوٰۃ دینے والے کے
بدون اختیار ادا ہوئی مگر قید کے ساتھ اُسپر جبر پہونچتا ہے تا مالک آپ سے ادا کرے
اور معاف ہے زکوٰۃ اُس عدد مین جو درمیان دونون نصابون کے ہو تمام قسم کے
اموال مین اور زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد نصاب ضایع اور ہلاک ہو جانے سے

زکوۃ ساقط ہوجاتی ہے صحیح تر مذہب یہی ہے اور اگر بعض ہلاک ہو تو اُسکی زکوۃ ساقط
اور بعض باقی کی ادا کرے لیکن اگر صاحب مال کے فعل و اختیار سے نصاب ہلاک ہے
مثلاً قید کرنا پانی گھاس سے حتی کہ مرجائیں تو اُس سے زکوۃ ساقط نہیں ہوتی
اور اگر بچون کے ساتھ ایک بھی بڑا نہو تو زکوۃ نہ دے اور اگر سال کے درمیان مین
کچھ اور اُسی جنس کا ہاتھ لگے تو یہ پچھلا اصل مال کا تابع ہوگا پس پہلے مال پر سال پورا
ہونے کے بعد اُسکے ساتھ پچھلے مال کی بھی زکوۃ دیجائیگی اور زکوۃ اور عشر اور
خراج اور فطرہ اور نذر مین اور اُس کفارہ مین جو سوائے آزاد کرنے کے ہو جائز ہے
قیمت دینی اگرچہ شی واجب بھی اُسکے پاس موجود ہو مثلاً تین بکریان فربہ جو قیمت مین
چار بکریون اوسط کے برابر ہون اُن چار کے عوض مین دیدیوے تو جائز ہے اور
اگر غیر جنس کے ساتھ قیمت کرکے دے تو بھی جائز ہے اور قیمت وہ معتبر ہے جو
روز وجوب زکوۃ کے ہو اور سوائم مین بالاتفاق روز ادا کی قیمت معتبر ہے بالاتفاق
اور یہی صحیح تر ہے اور مال کی قیمت وہان کی چاہیے جس شہر مین وہ مال ہے وگر صحرا مین ہے
تو جو شہر وہان سے قریب ہو اور ایک نصاب کے مالک کو اُسی سال مین حاصل
ہونے والے مال کی چند نصاب کی طرف سے بھی زکوۃ ادا کرنی جائز ہے اگرچہ
ابتک اُنکا مالک نہوا ہو وگر سال کے بعد مالک ہوا ہو تو کفایت نہ کریگی بلکہ
اب سال گذرنے کے بعد اُس مال پر زکوۃ واجب ہوگی **فصل** سونے کی
نصاب بیس مثقال اور چاندی کی دو سو درہم ہے جسکا حساب سے ساڑھے سات
تولہ سونا اور ساڑھے باون تولہ چاندی ہوئی اور زکوۃ کی نصاب مین معتبر وزن
سونے چاندی کا ہے باعتبار ادا کے اور واجب ہونے کے اور اُن دونون کی قیمت کا

اعتبار نہین مثلاً اگر برتن چاندی کا سو درم کے وزن کا ہو اور خوبی ساخت کے
اعتبار سے اسکی قیمت دو سو درم کی ہو تو اسپر زکوۃ فرض نہین جبتک وزن پورا
دو سو درم کا نہو اور سونے چاندی مین چالیسوان حصہ کو اسمین آدھا مثقال یعنے
دو ماشہ اور دو رتی سونا اور اسمین پانچ درہم یعنی ایک تولہ تین ماشہ چھ رتی چاندی
زکوۃ دیا کرے اور اگر اسپر بڑھے تو مبر بودسے پانچوین حصہ نصاب مین یعنی ہر کے
چالیس درم چاندی پر ایک درم چاندی اور ہر چار مثقال سونے پر دو قیراط سونا
زکوۃ دیا کرے اور اگر اسپر بڑھے تو اسکی زکوۃ نہین جبتک نصاب کا پانچوان
حصہ پورا ہو اور اگر سونا یا چاندی کسی ملونی کے ساتھ مخلوط ہو اور اسپر سونا
غالب ہو تو سب پر سونے کا حکم ہے وگر چاندی غالب ہو تو سب پر چاندی کا حکم ہے
اور جس مال مین ملونی اور چاندی یا ملونی اور سونا برابر ہو اسمین زکوۃ لازم ہے
احتیاطاً اور اگر سونا چاندی مخلوط ہو تو پس اگر قیمت مین سونا غالب اور نصاب کو
پہونچے اور چاندی مغلوب ہو تو کل کی زکوۃ سونے کی دیجائیگی وگر قیمت مین
چاندی غالب اور نصاب کو پہونچے اور سونا مغلوب ہو تو کل کی زکوۃ چاندی کی
دیجائیگی اور پورا ہونا نصاب کا سال کے اول و آخر مین شرط کیا گیا ہے پس
نقصان نصاب کا اثنا سال مین زکوۃ واجب ہونے کا مانع نہین اور اگر
کل نصاب ہلاک ہوگئی تو برس کا حساب باطل ہوگیا اور دین عارض ہوجانا
مثل ہلاک کے ہے یہان تک کہ اگر دوسرا مال اسی سال مین اسکا ملا تو اسکے لیے
نیا سال شروع ہوا اور زکوۃ کے ادا مین اسباب تجارت کی قیمت سونے چاندی کے
ساتھ ملائی جاوے اور ملایا جاوے سونا چاندی کے ساتھ یا چاندی سونے کے ساتھ

باعتبار قیمت کے اور دفع زکوٰۃ کے لیے حیلہ کرنا مکروہ ہے **باب** اگر مسلم یا ذمی نے
غیر کی زمین میں سونے یا چاندی یا لوہے یا تانبے کی کان پائی تو خمس لے کے
باقی زمین کے مالک کو دلوایا جائے وگر زمین مملوک نہو مثلاً جنگل یا پہاڑ وغیرہ
وہ مواضع جس سے ہر شخص کو نفع لینا مباح ہو تو باقی پانے والے کا ہے اور اگر اپنے
گھر میں پائے تو خمس بھی نہ لیا جائے وگر اپنی زمین میں پائے تو صرف خمس لیا جائے
اور اگر خزانہ پایا تو خمس لیا جائے ہر حال میں یعنی اپنی یا دوسرے کی زمین میں پائے
لیکن اگر دریا کے اندر سے نکالا تو خمس نہ لیا جائے اور اگر خزانہ پایا اور اسمیں علامت
اسلام کی ہو مثلاً سکہ اسلام کا تو مالک کو تلاش کر واسکے حوالہ کرے اگر زمین
مملوک میں پائے وگر علامت کفر کی ہو تو خمس لیا جائے اور باقی پانے والے کا ہے
اگر زمین غیر مملوک میں پائے مگر کافر حربی کو نہ دیا جائے اگرچہ امان دیا گیا ہو
لیکن اگر امام نے اسکو دینے کی شرط کی ہو تو دیا جائے **باب** زکوٰۃ کا مال
فقیر کو دے اور فقیر وہ ہے جس پاس نصاب سے کم مال ہو یا اسقدر ہو مگر بسبب
اسکی حاجت میں مشغول ہونے کے نامی نہو مثلاً مکان رہنے کا اور کپڑے پہننے کے
اور مسکین کو دے یعنی جس پاس کچھ نہو مذہب صحیح پر اور عامل کو یعنی اسے دے
جو زکوٰۃ تحصیل کرے اور مکاتب کی گلو خلاصی کے لیے دے گو مولی اسکا غنی ہو
لیکن ہاشمی کے مکاتب کو نہ دے اور غارم کو دے بلکہ فقیر سے بہتر غارم ہے یعنے
وہ مدیون ہے جو دین سے فاضل نصاب کا مالک نہو یا مال اسکا ان لوگوں کے
ذمہ میں ہے جنسے اسکا وصول ممکن نہو اور فی سبیل اللہ یعنی اسے دے جو راہ خیر میں
اور اللہ کی طاعت میں سعی کرے اور محتاج ہو اور ابن السبیل یعنی اس مسافر کو دے

جو اپنے وطن مین مال رکھتا ہو پاس موجود نہو اور اُسی مین لاحق ہو وہ مال دار جو
اپنے مال سے جدا ہو گیا ہو گو سفر مین نہو اور اپنے اقارب محتاج کے واسطے ہوے
دوسرے کو زکوۃ اور فطرا اور نذر دینا بہتر نہیں آور اپنے اصول یعنی باپ دادا
دادی مان نانا نانی آور فروع یعنی بیٹا پوتا پوتی بیٹی نواسہ نواسی کو نہ دے آور
اپنے غلام اور باندی غنی کو نہ دے آور جائز نہین زکوۃ دینا غنی کو کہ مالک ایسے
نصاب کا ہو جو حاجت اصلی سے زائد ہو اگرچہ کسی مال کی ہو آور جب کسی شخص کے
پاس پانچ اونٹ ہون کہ اُنکی قیمت دو سو درم سے کم ہو تو اُسکو زکوۃ لینی حلال ہے
اور اُسپر زکوۃ واجب بھی ہے اس سے ظاہر ہوا کہ معتبر نصاب نقد کی ہو کسو مال سے
وہ مال اپنی جنس کے اعتبار سے نصاب کو پہونچے یا نہ پہونچے آور جائز نہین زکوۃ دینا
غنی کے مملوک کو اگرچہ مملوک اپاہج اپنے مولی کے عیال مین نہو یا مولی اُسکا غائب ہو
بنابر مذہب صحیح کے اور اگرچہ مملوک مدبر ہو آور مدبر وہ مملوک ہے جو بعد مرنے اپنے
صاحب کے آزاد ہو اس سے معلوم ہوا کہ فقیر کے مملوک کو دینا جائز ہے آور مدبر کے
حکم مین ام ولد ہے آور ام ولد وہ کنیزک ہے جو اپنے مالک کے نطفہ سے بچہ جنی ہو
اپنے حین حیات مین آور اُسکے مالک کو روا نہین کہ اُسے بیچے آور بعد مرنے اپنے
مالک کے آزاد ہو کسی کو میراث مین نہ پہونچیگی آور غنی کے مملوک کو زکوۃ جائز نہین
سوائے مکاتب اور ماذون لہ کے جسپر اتنا دین ہو کہ اُسکی ذات اور کسب کو
محیط ہو سو انکو زکوۃ دینی جائز ہے آور ماذون لہ وہ غلام ہے جسکو آقا نے اجازت
تجارت کی دی ہو آور زکوۃ دینی جائز نہین غنی کے لڑکے نابالغ کو بخلاف بالغ کے
یعنی بالغ کو اگرچہ اپاہج ہو نفقہ مقرر ہونے سے پہلے زکوۃ دینی بالاجماع جائز ہے

اور بعد تقرر کے امام محمد کے نزدیک بخلاف امام ابویوسف کے اور اسی قیاس
باقی اقارب ہیں اور غنی کی لڑکی یا بہن شوہر والی کا شوہر اگر توانگر ہو کہ عورت کے
طلب کرنے سے انکار نہ کرے تو اسکو زکوۃ دینی جائز نہیں و اگر ایسا نہو تو صحیح
جائز ہونا ہے اور غنی کے باپ فقیر اور اسکی زوجہ فقیر اور مالدار عورت کے لڑکے کو
اگرچہ اسکا باپ نہو زکوۃ دینا جائز ہے اور اپنی زوجہ کو بالاتفاق نہ دے اور اگر زوجہ
طلاق دی گئی ہو تو جب تک عدت میں ہو نہ دے اور زوج کو دینا روا نہیں اور ظاہر
مذہب یہ ہے کہ اولاد ابولہب کے سوائے بنی ہاشم کو زکوۃ دینا ممنوع ہے مطلقاً یعنی
خواہ بنی ہاشم بنی ہاشم کو دے یا کوئی غیر دے اور ابوعصمہ نے امام سے روایت کی ہے
کہ زکوۃ کا عوض یعنی پانچویں حصہ کا پانچوان جو بنی ہاشم کا حق تھا وہ انکو نہیں
پہونچتا جب عوض انکو نہ پہونچا تو اصل کی طرف رجوع کیا اور نہیں جائز زکوۃ دینا
بنی ہاشم کے غلام آزاد کیے ہوے کو تو غلام کو بطریق اولی جائز نہیں اور
بنی ہاشم کو وقف بھی ممنوع ہے مثل صدقہ نافلہ کے اور کافر ذمی کو صدقہ واجبہ دینا
جائز نہیں اور اسی قول امام ابویوسف پر فتوی ہے اور حربی کو صدقہ واجبہ دینا
جائز نہیں بالاتفاق لیکن کافر کو صدقہ نافلہ دینے یا اسکا ہدیہ قبول کرنے میں کچھ
مضائقہ نہیں اور صاحب نصاب غیر نامی کو صدقہ واجبہ دینا روا نہیں اور میت کا
کفن خریدنے اور میت کا قرض ادا کرنے میں اور مسجد کی بنا میں کوہ صرف نہ کرے
اور اگر مصرف جاننے کے زکوۃ دینے کے بعد ظاہر ہو کہ لینے والا اسکا غلام یا کافر ہے
تو زکوۃ ادا نہیں ہوئی دوبارہ دے اور اگر ظاہر ہوا کہ لینے والا غنی ہے یا اسکا باپ یا بیٹا
یا اسکی زوجہ یا ہاشمی ہے تو ادا ہو گئی دوبارہ نہ دے اور بقدر نصاب کے ایک فقیر کو دینا

مکروہ ہے لیکن اگر وہ فقیر اسقدر مدیون ہو کہ بعد ادائے دین کے اُسکے پاس بقدر نصاب کے
باقی نہ رہے یا ایسا عیال دار ہو کہ اگر اُسکے عیال پر تمام زکوٰۃ تقسیم کی جائے تو
ہر ایک کے حصے میں بقدر نصاب کے نہ آوے تو مکروہ نہیں ہے اور جہان مال ہو وہ
وہان صرف نہ کرنا دوسری جا بھیجنا مکروہ ہے لیکن اگر دوسرے شہر میں صاحب زکوٰۃ کے
قرابت دار ہون یا زیادہ محتاج ہون یا نیک تر یا متقی تر ہون یا نفع زیادہ ہو
مسلمین کے لیے یا دار الحرب سے دار الاسلام کی طرف بھیجا یا اہل علم یا زاہدون کی
طرف بھیجا تو مکروہ نہیں اور جائز نہیں صرف کرنا اُسکا اُس بدعتی کے لیے
جسکی بدعت سرحد کفر تک پہونچ جاوے جیسے کرامیہ کہ یہ فرقہ تشبیہ کا قائل ہو
اللہ تعالی کی ذات مین اور یہی حکم ہے اُس فرقہ کا جو صفات مین تشبیہ کا قائل ہے
مذہب مختار مین اور حلال نہین کہ سوال کرے کچھ قوت کے لیے وہ شخص کہ جسکے پاس
اُس روز کا قوت موجود ہو بالفعل یا بالقوہ موجود ہو مثلاً تندرست ہے کہ کمائی پر قادر ہے
اور سوال اسلیے کہا کہ بے سوال لینا حرام نہین اور قوت سے یہ کہا کہ اگر حاجت
چیز جیسے کپڑے وغیرہ کا سوال کرنا جائز ہے اور گنہگار ہوگا دینے والا اگر اسکا حال جانتا ہے
کیونکہ حرام چیز پر اعانت کرتا ہے اور اگر سوال کیا کپڑے کا یا قوت وغیرہ روزینہ کی چیز کا
اس جہت سے کہ جہاد مین یا طلب علم مین مشغول ہونے سے کمائی پر قادر نہین ہو سکتا
تو جائز ہے اگر محتاج ہو یعنی گو قوی اور کسب پر قادر ہو اور مستحب ہے کہ ایک فقیر کو اتنا دے
کہ وہ اُس روز اپنے نفس و عیال کے لیے جن چیزون کی اُسکو حاجتین ضروریہ ہون
اُنکے لیے سوال کا محتاج نہ رہے اور مستحسن یہ کہ فقیر کا حال معلوم کیا جاوے بلحاظ
عیال اور حاجات ضروریہ کے مثلاً آٹا اور تیل اور کپڑا اور گھر کا کرایہ وغیرہ اور

زکوٰۃ وہاں سے کہ فقیر ہیں جہاں مال موجود ہو اور وصیت میں معتبر ہو مکان وصیت
کرنے والے کا اور صدقۂ فطر میں مکان ادا کرنے والے کا یعنی مکان اپنا اپنی
طرف سے ادا کرنا یہی صحیح تر اور ظاہر الروایۃ اور یہی مذہب ہے اور صدقہ وہ مستحب
ہوتا نفل ہو اپنی اور عیال کی قدر کفایت سے اور اگر اسطرح صدقہ دے کہ
مقدار دن کے حق میں کوتاہی ہو تو گنہگار ہوگا اور جو شخص کہ تنگی پر صبر کر سکے
اسکو اپنا القدر کفایت سے کم کرنا مکروہ ہے اور جو شخص صدقہ نفل دے تو
افضل یہ ہے کہ جمیع مومنین و مومنات کی نیت کرے کہ ان سب کو ثواب پہنچیگا
اور اسکے اجر میں سے کچھ کم نہوگا باب صدقۂ فطر کے احکام میں
روز فطر کی صبح صادق طلوع ہونے کے ساتھ ہر شخص پر صدقۂ فطر ادا کرنا
واجب ہوتا ہے بشرطیکہ وہ مسلمان اور آزاد ہو اور حاجت اصلی سے زیادہ نصاب کا
مالک ہو اگرچہ وہ نصاب بڑھنے والا نہو پس اسکو اپنے نفس کی طرف سے اور
اپنی اولاد صغیر کی طرف سے جو نصاب سے کم مال کا مالک ہو اور اولاد کبیر
دیوانہ کی طرف سے اور غیر مشترک موجود غلام اور باندی خدمتی کی طرف سے
دیوے گا تو گیہوں آدھا صاع امام اعظم کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک
ایک صاع دینا واجب ہے پس واسطے احتیاط اور رفع اختلاف کے ایک صاع دینا
مستحب ہے اور جو اور خرما ایک صاع دینا واجب ہے یا نصف صاع گیہوں کا آٹا
یا ایک صاع جو کا آٹا دیوے کہ برابر ہو نصف صاع گیہوں یا ایک صاع جو کے
اور اسطرح نہ دیوے کہ نصف صاع سے کم گیہوں کا آٹا ہو جو قیمت میں برابر
نصف صاع گیہوں کے یا ایک صاع جو سے کم جو کا آٹا ہو کہ قیمت میں برابر ہو

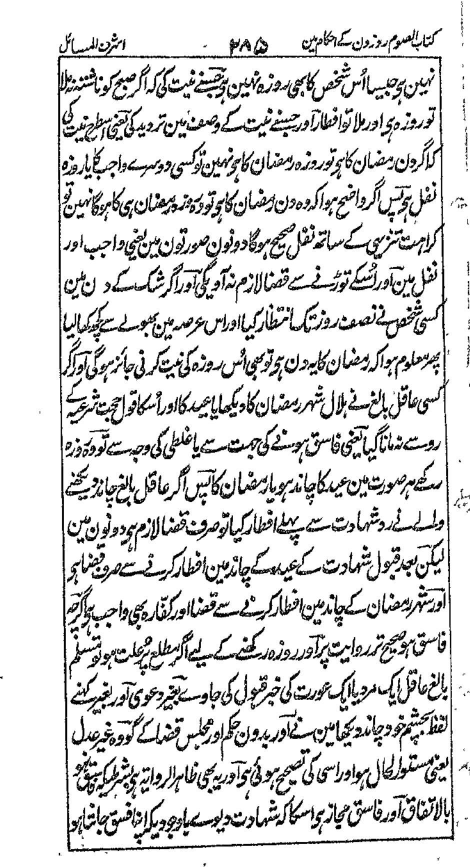
ایک صاع جَو کے اور نہ اسطرح کہ نصف صاع گیہون کا آٹا کہ قیمت مین نصف صاع
گیہون کے برابر ہو یا ایک صاع جَو کا آٹا جو قیمت مین ایک صاع جَو کے برابر ہو اور
صاحبین نے کشمش کو مثل کھجور کے حکم مین کہا ہے یعنی ایک صاع دینی چاہیے
اور اسی کی تصحیح ہوئی اور ترجیح دی گئی اور اسی پر فتویٰ ہے یا ایک صاع کھجور یا جَو
اگرچہ ناقص ہو اور اگر ادا کیا بودار یا عیب دار تو اُسکا نقصان بھی بھر دے اور
اگر ردی کی قیمت دی تو جو زیادتی باقی رہگئی وہ بھی ادا کرے اور اگر گیہون جَو مین
مخلوط ہون پس اگر جَو غالب ہون تو ایک صاع اور اگر گیہون غالب ہون نصف
صاع دے اور جو غلہ وغیرہ کہ حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اُسکی تصریح
وارد نہین ہوئی اُسمین معتبر قیمت ہے جیسے جید اور ردی اور جسمین آنحضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے تصریح وارد ہوئی اُسمین بعض کو بعض کی جگہ قیمت کے اعتبار سے
دینا جائز نہین برابر ہے کہ جس چیز کے بدلے مین دیا ہے وہ اُسکی جنس سے ہو یا خلاف
جنس ہو مثلاً گیہون کے بدلے قیمت کے اعتبار سے یعنی اسطرح کہ نصف صاع
اچھے گیہون کے بدلے ایک صاع متوسط گیہون دے تو جائز نہین یا دوسرا غلہ
گیہون کے بدلے قیمت کے اعتبار سے دے وہ بھی جائز نہین جیسے نصف صاع
کھجور جو قیمت مین نصف صاع گیہون کے برابر ہو بدلے نصف صاع گیہون کے
ادا کرے بلکہ بجائے نصف صاع کھجور کے شمار کیا جائیگا اور اُسکے ذمہ باقی کا
پورا کرنا لازم ہوگا کیونکہ قیمت معتبر نہین اُسمین جسمین آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم سے تصریح وارد ہوئی اور صدقہ فطر کی قیمت دینی افضل ہے ارزانی کے
دنون مین لیکن گرانی مین غلہ وغیرہ جو چیز صدقہ فطر کے لیے معین ہے دینا افضل ہے

اور ایک شخص کا صدقۂ فطر ایک شخص کو دینا مستحب ہو اور چند شخصون کو دینا
مکروہ تنزیہی ہو اور چند شخص کا صدقۂ فطر ایک کو دینا جائز ہو جیسا اسمین خلاف
لیکن چند آدمیون کا باہم ملا کے ایک کو دینا جائز نہین اور اگر کسی عورت نے
اپنے شوہر کا صدقۂ فطر اپنے مین ملا کے دیا تو شوہر کی طرف سے بھی جائز اگر اُسنے
اجازت دی ہو ورنہ عورت کی طرف سے جائز اور اُسکی طرف سے جائز نہین صحیح یہی
زمان لازم آویگا اور اگر شوہر نے عورت کا فطرہ اپنے فطرہ مین ملا کے دیا تو دونون کی
طرف سے جائز ہو اگرچہ عورت نے اجازت نہ دی ہو اور صاع وہ ظرف ہو جسمین
ایک ہزار چالیس درہم یعنی دو سو اٹھتر تولہ کے برابر وزن مین ماش یا مسور سما جائے
اور صبح کی نماز کے بعد مصلی کی طرف نکلنے کے قبل صدقۂ فطر ادا کرنا مستحب ہو
اور شہر رمضان کا چاند دیکھنے کے بعد روز عید کے قبل بھی صدقۂ فطر ادا کرنا
جائز ہو اور تاخیر بھی درست ہو کراہت تنزیہی کے ساتھ سو اگر روز عید مین جب
ادا کریگا تو ادا ہی ہوگا قضا نہوگا اور صدقۂ فطر کے ادا کرنے مین شرط یہ ہو کہ نیت
اور اُس صدقہ کا کسی کو مالک کر دینا اور مصرف مباح کرنا کافی نہین اور صدقۂ فطر
کافر کو اگرچہ ذمی ہو دینا جائز نہین اور مال کے ہلاک ہونے سے صدقۂ فطر ساقط
نہین ہوتا کتاب الصوم شہر رمضان مین روزے رکھنے فرض ہین اور
اول زمانہ طلوع صبح صادق سے یعنی کنارہ آسمان مین عریض سفیدی جو بہت
زیادہ پھیلنے والی ہے کے اول زمانہ طلوع سے جرم آفتاب کے غروب ہو جانے تک
روزہ کی توڑنے والی چیزون سے باز رہنا رکن ہو اور روزون کا صحیح ہونا
ان تین چیزون پر موقوف ہو مسلمان ہونا اور حیض و نفاس سے پاک ہونا

اور ہر روزے کے لیے نیت کرنی مقیم ہو یا مسافر اور روزہ شہر رمضان واجب ہونے کی
شرط روزون کے فرض ہونے کو جاننا گو دار الحرب مین ہو یا دار الاسلام مین ہونا
اور بالغ ہونا اور صحت ہے اور روزے کا حکم ملنا ثواب کا ہے اگرچہ ممانعت کے دن
روزہ رکھا ہو جیسے چھینی ہوئی زمین پر نماز پڑھنے مین ثواب ملتا ہے اور نذر کیے ہوئے
روزے کا سبب نذر ہے اور کفارون کے روزے کا سبب انکے اسباب ہین یعنی
قسم توڑنا اور قتل اور شہر رمضان مین روزہ توڑنا اور مرتکب ہونا ممانعت احرام مین وغیرہ
اور شہر رمضان مین ہر ایک صبح صادق کی ابتدا سے دوپہر شرعی تک کہ کسی جزو کا
حاضر ہونا سبب ہے اس روزے روزہ کا اور روزون کی کئی قسمین ہین ایک
فرض کردہ شہر رمضان کے روزے ہین دوم واجب وہ شہر رمضان کے
کفارے کے اور اسکی قضا کے اور نذر کے روزے ہین اور نذر یا معین ہے مثلاً
تاریخ یا دن معین کر کے روزے رکھنے کی نذر کر لی یا نذر غیر معین ہو مثلاً بے تاریخ
یا دن معین کیے ہوئے روزے رکھنے کی نذر کر لی سوم نفل اور نفل یا
مسنون ہے یا مستحب یا مکروہ تنزیہی ہے یا تحریمی اور سات قسم کے روزے پے درپے
رکھے جاتے ہین شہر رمضان کے روزے اور کفارہ ظہار اور کفارہ قتل اور
کفارہ قسم اور کفارہ افطار شہر رمضان اور نذر معین اور اعتکاف واجب اور
باقی روزون مین پے درپے رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار ہے اور صحیح ہوتا ہے ادا روزہ
شہر رمضان اور روزہ نذر معین و نفل غروب جرم آفتاب کے بعد سے نصف روز
شرعی تک نیت کرنے سے اور نصف روز شرعی اول زمانہ طلوع صبح صادق سے
غروب آفتاب تک کا نصف ہے اور قضائے روزہ شہر رمضان و نذر معین و نفل

اور باقی روزون کے لیے رات سے نیت کرنی شرط ہے اور روزہ شہر رمضان کا فرض
وقت کی نیت سے ادا ہوتا ہے اور نفل بھی مطلق نیت سے اور اسی دن کے روزہ کا
اور نفل کی نیت سے ادا ہوتا ہے اور نذر معین فرض وقت کی نیت کے سوائے اُن سب
نیتون سے جو ذکر کی گئین اور نذر کی نیت سے ادا ہوتا ہے اور صرف شہر رمضان مین
جس روزہ کی نیت کریگا روزہ شہر رمضان ہی کا واقع ہوگا لیکن اگر مسافر نے
شہر رمضان مین نفل کی یا مطلق نیت کی تو روزہ شہر رمضان سے واقع ہوگا
اگر دوسرے واجب کی نیت کی تو اُسی واجب سے واقع ہوگا اور جس مریض کے
روزہ رکھنے سے مرض زیادہ ہوتا ہو باوجود قدرت کے روزہ رکھنے پر مثلاً
آنکھون کا مرض وہ مثل مسافر کے ہے اور جس مریض کا مرض روزہ رکھنے سے
ضرر نکرے مثلاً استسقا ہے مقیم مین وہ جس روزہ کی نیت کریگا بسبب عاجز ہونے کے
روزہ شہر رمضان ہی سے واقع ہوگا اور نذر معین کے دن مین اگر کسی دوسرے
واجب کی نیت کریگا تو اُسی دوسرے واجب سے روزہ واقع ہوگا مطلقاً یعنے
صحیح ہو یا مریض مقیم ہو یا مسافر پس نذر معین کی قضا لازم ہوگی صحیح تر قول پر
اور شہر رمضان کے روزون مین ہر روز نیت کی احتیاج ہے اگرچہ روزہ دار
تندرست مقیم ہو اور شہر رمضان اور نذر معین اور نفل کے روزون مین نیت کا
معین کرنا افضل اور انکے سوائے اور روزون مین نیت کا معین کرنا شرط ہے
یعنی یہ جاننا کہ کونسا روزہ رکھتا ہے اور نیت کے الفاظ کو زبان سے تلفظ کرنا
سنت مشایخ ہے اور روزہ رکھنے کے لیے سحر کھانی بھی نیت ہے اور اگر دن مین
نیت کے وقت سے پہلے نیت کیے اپنے تئین صائم قرار دے تو نیت نہو گی

اور روزہ شہر رمضان کی نیت کرنی بالاجماع صحیح ہو نیت یہ ہے اَصُوْمُ غَدًا لِلّٰہِ
عَزَّوَجَلَّ مِنْ فَرْضِ شَہْرِ رَمَضَانَ اور گر دن میں نیت کرے تو بجائے لفظ
غدًا کے ہٰذَا الْیَوْمَ کہے اور دن میں صرف نیت افطار کی جو روزہ نہیں جاتا اگر
افطار نہ کرے اور نیت روزہ کی نماز میں درست ہو اور بدون تلفظ کے صرف
نماز نہیں ہوا اور نہ کہا جاسکے روزہ روز شک کا یعنی اس دن جو متصل ہے تیسویں
شعبان سے اگرچہ مانع [illegible] رہنے کی حالت میں چاند نہ دیکھا گیا ہو اور
اُس دن میں بہ نیت نفل روزہ رکھنے کا مضائقہ نہیں اور اگر کسی واجب کا روزہ
رکھا تو مکروہ تنزیہی ہو اور کرم روزہ شہر رمضان کا نیت کرکے رکھا تو مکروہ تحریمی
اور اگر روزہ رمضان کے سوائے کسی اور واجب روزہ کی نیت کرکے رکھا پر
ظاہر ہوا کہ وہ دن شعبان کا ہے تو جسکی نیت کی ہے اُسکے لیے کافی ہے اگر ظاہر ہوا
کہ شہر رمضان کا وہ دن ہے تو شہر رمضان میں محسوب ہوگا اگر یہ شخص مقیم ہو لیکن
جسکا معمول محض نفل روزہ رکھنے کا وہ دن واقع ہوا اُسکو بھی معمولی روزہ رکھنا
افضل ہے اگر وہ دن معمولی روزہ رکھنے کا نہو تو خواص اس دن میں اسطرح روزہ
رکھیں کہ [illegible] خبر نہ ہو اور عوام زوال تک چاند کی تلاش کریں اگر چاند دیکھنے کی
خبر صحیح سنیں تو روزہ رکھیں ورنہ بعد زوال کے افطار کرلیں [illegible]
اور خواص وہ ہیں جو محض نفل کی نیت سے روزہ رکھیں اور [illegible] یہ نیت ہو کہ
اگر شہر رمضان ہے تو یہ روزہ اسمیں محسوب ہو ورنہ نفل یا واجب [illegible]
وہ عوام ہیں اور اس شخص کا روزہ نہیں ہے جسنے اصل نیت میں تردد کیا اسطرح
سے نیت کی کہ کل رمضان ہوگا تو روزہ ہے نہیں تو نہیں کیونکہ نیت کا [illegible]



نہین ہو جیسا اُس شخص کا بھی روزہ نہین ہو جسنے نیت کی کہ اگر صبح کو ناشتہ نہ ملا
تو روزہ ہو اور ملا تو افطار اور جسنے نیت کے وصف مین تردید کی یعنی اسطرح نیت کی
کہ اگر دن رمضان کا ہو تو روزہ رمضان کا ہو نہین تو کسی دوسرے واجب کا یا روزہ
نفل ہو پس اگر واضح ہوا کہ وہ دن رمضان کا ہو تو وہ روزہ رمضان ہی کا ہوگا نہین تو
کراہت تنزیہی کے ساتھ نفل صحیح ہوگا دونون صورتون مین یعنی واجب اور
نفل مین اور اُسکے توڑنے سے قضا لازم نہ آویگی اور اگر شک کے دن مین
کسی شخص نے نصف روز تک انتظار کیا اور اس عرصہ مین بھولے سے کچھ کھا لیا
پھر معلوم ہوا کہ رمضان کا یہ دن ہو تو بھی اُس روزہ کی نیت کرنی جائز ہوگی اور اگر
کسی عاقل بالغ نے ہلال شہر رمضان کا دیکھا یا عید کا اور اُسکا قول حجت شرعیہ کے
رو سے نہ مانا گیا یعنی فاسق ہونے کی جہت سے یا غلطی کی وجہ سے تو وہ روزہ
رکھے ہر صورت مین عید کا چاند ہو یا رمضان کا پس اگر عاقل بالغ چاند دیکھنے
والے نے رد شہادت سے پہلے افطار کیا تو صرف قضا لازم ہو دونون مین
لیکن بعد قبول شہادت کے عید کے چاند مین افطار کرنے سے صرف قضا ہو
اور شہر رمضان کے چاند مین افطار کرنے سے قضا اور کفارہ بھی واجب ہوگا گرچہ
فاسق ہو صحیح تر روایت پر اور روزہ رکھنے کے لیے اگر مطلع پر علت ہو تو مسلم
بالغ عاقل ایک مرد یا ایک عورت کی خبر قبول کی جاوے بغیر دعوی اور بغیر کہنے
لفظ بچشم خود چاند دیکھا مین نے اور بیرون حکم اور مجلس قضا کے گو وہ غیر عدل
یعنی مستور الحال ہو اور اسی کی تصحیح ہوئی ہو اور یہ بھی ظاہر الروایۃ ہو بشرطیکہ فاسق نہو
بالاتفاق اور فاسق حجانہ ہو اسکا کہ شہادت دیوے باوجودیکہ اپنا فسق جانتا ہو

اسواسطے کہ قاضی کبھی فاسق کی شہادت قبول کرتا ہو اور شخص عادل کو لازم ہو
کہ اُس رات مین شہادت ادا کرے کہ کہین لوگ وقت صبح کے افطار نہ کرلین
اور یہ شہادت فرض عین ہو اگرچہ عادل مذکور غلام ہو یا عورت یا زنا کی تہمت مین
حد ماری گئی ہو جبکہ توبہ کرلی ہو اور گو کیفیت اپنی رویت کی نہ بیان کرے
بلکہ خبر کے بنا پر مذہب درست کے اور فاسق اگر جانتے کہ حاکم میرا قول مان لیگا
تو اُسپر ادائے شہادت واجب ہوگی اور مستور الحال مین دو روایتین ہین اور
واجب ہو لونڈی پردہ نشین پر کہ نکلے اُس رات مین بدون اجازت اپنے مولیٰ کے
اور شہادت ادا کرے اور یہی حکم آزاد عورت کا ہو کہ بے اجازت خاوند کے جاکے
ادائے شہادت کرے اور غیر پردہ نشین اور بے نکاح بطریق اولیٰ جاکے ادائے
شہادت کرے اور ظاہر ہو کہ اسکا محل وہ ہو کہ ثابت ہونا رویت کا اُسپر موقوف ہو
ورنہ ادائے شہادت کے لیے نکلنا لازم نہین اور روزہ اور افطار دونون کیلیے
اگر مطلع پر علت ہو تو دو عورت اور ایک مرد یا دو مرد مسلم عاقل بالغ آزاد عادل
یعنی گناہ کبیرہ کو ترک کرنے والے اور صغائر پر اصرار نہ کرنے والے کی شہادت
اس لفظ کے ساتھ کہ بچشم خود چاند دیکھا مین نے کفایت ہو اور منجم کے قول
کہ فلانی تاریخ مین چاند ہوگا روزہ لازم نہین اگرچہ منجم عادل ہو بنا بر مذہب صحیح
اور روایت صحیح کے اور خود منجم کو اپنے حساب پر عمل کرنا جائز نہین و گر مطلع صاف ہو
تو چاند ہونے کی لیئے اتنے مسلمان آزاد عادل کی شہادت کا اعتبار ہو کہ غلبۂ
ظن کو مفید ہو اور جماعت عظیم ہونی شرط نہین بلکہ مجرد عدد کا ہونا ظاہر الروایۃ
اور عدد دو پر بھی صادق آتا ہو اور کفایت ہو اور ایک شخص کے چاند دیکھنے کی بھی

شہادت کفایت آور ہمارے نزدیک مقبول اور صحیح اور معتمد ہی اگر شہر کے باہر سے
چاند دیکھکے آیا ہو یا مکان مرتفع پر سے دیکھا ہو اور ایک شخص کی شہادت امام جب
رد کرے کہ مطلع صاف ہو اور وہ شخص نہ شہر کے باہر سے چاند دیکھکے آیا ہو نہ مکان
مرتفع پر سے دیکھا ہو بلکہ شہر مین سے چاند دیکھا ہو اور یہ بھی ظاہر الروایۃ ہی اور
اگر دو شخص عدل کی شہادت شہر رمضان کا چاند رات کو بچشم خود دیکھنے مین
قبول کی گئی ہو تو اکتیسوین^{۳۱} شب مین شوال کا چاند دیکھا جاسے یا نہ ابر ہو یا نہو
افطار حلال ہی اور اگر شہر رمضان کا چاند ایک شخص عدل کی شہادت سے ثابت
ہوا تھا اور اب اکتیسوین^{۳۱} شب مین مطلع پر علت رہنے کی حالت مین شوال کا
چاند نہ دیکھا جاسے تو افطار حلال ہی اور اگر مطلع صاف رہنے کی حالت مین نہ دیکھا جاے
تو اکتیسوین روز افطار نہ کرے اور مشابہ تحقیق یہی ہی اور ذی الحجہ شوال کے مانند ہی
اور جو چاند کہ دن کو اگرچہ دوپہر کے قبل نظر آسے وہ شب آیندہ کا ہی صحیح مذہب پر
اور مطالع کا اختلاف معتبر نہین ظاہر مذہب ہی اور اسی پر اکثر مشائخ ہین اور اسی پر
فتویٰ ہی پس اگر اہل مغرب شب جمعہ مین چاند دیکھین اور اہل مشرق شب شنبہ مین
اور جماعات متعددہ آکر بیان کرین کہ اہل مغرب نے شب جمعہ مین چاند دیکھکے
روزہ رکھا تو انپر بھی روز جمعہ کے روزے کی قضا واجب ہوگی لیکن ذی الحجہ کا چاند
دیکھنے مین مطالع کا اختلاف معتبر ہی فصل غیر حاجی کے حق مین عرفے کے دن
روزہ رکھنا سنت ہی دگر عرفہ کے دن قضا یا نذر یا کفارے کے روزے کی نیت کی تو
وہ روزہ دونون مین محسوب ہوگا اور عشرۂ اول ذی الحجہ کے باقی ایام مین ہر روزہ ایک
سال کے روزے کے برابر ہی اور روزہ عاشورا کے ساتھ نوین تاریخ کا کے روزہ رکھنا

مستحب ہی اور روز پنجشنبہ وجمعہ و دوشنبہ مین روزہ رکھنا مندوب ہی اور اُسکے ساتھ ایک روز قبل یا بعد کا ملا کے روزہ رکھنے مین احتیاط ہی اور اسی طرح روز یکشنبہ مین روزہ رکھنا مندوب ہی اور ہر مہینے مین مطلق یعنی کسی تین دن مین روزہ رکھنا مندوب ہی متصل ہو یا متفرق لیکن بیض کی راتون کے دنون مین یعنی تیرھوین اور چودھوین اور پندرھوین تاریخ مین روزہ رکھنا مندوب و افضل ہی اور شعبان کی پندرھوین تاریخ مین اور ماہ رجب مین خصوص اُسکی ستائیسوین تاریخ مین روزہ رکھنا مندوب ہی اور شوال مین عید الفطر کے بعد چھ روزے متصل اور افضل یہ کہ متفرق رکھے وصائم الدہر ہی فصل صوم دہر یعنے ایام منہیہ کو بھی شامل کرکے ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہی اور اس ایام کے سوائے ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہی اگر ضعف کا خوف ہو یا طاقت نہو لیکن صوم داؤد یعنی ایک دن روزہ اور ایک دن افطار کرنا افضل ہی اگر مداومت ہوسکے اور اگر پے در پے روزے رکھنے کی طاقت نہو تو بعد گذرنے نصف شعبان کے قضا اور واجب کے سوائے روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہی اور صوم وصال یعنے چند روزے پیاپی رکھنے اور بیچ مین افطار نہ کرنا مکروہ تحریمی ہی اور روز عاشورا مین تنہا روزہ رکھنا یعنی نوین یا گیارھوین تاریخ کا روزہ اُسکے ساتھ نہ ملانا اور قصداً نوروز مین روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہی مگر نوروز یا مہرجان سنت موکدہ یا معمولی روزہ کے موافق آپڑے تو مکروہ نہین اور اگر فرض یا نذر یا قضا یا کفارہ یا سنت موکدہ یا معمولی روزہ شنبہ کے دن آپڑے تو مکروہ نہین ورنہ روز شنبہ مین تنہا روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہی اور مشابہت کے قصد سے

مکروہ تحریمی ہے اور روز عیدین میں دو روزے اور ایام تشریق میں تین روزے
یہ پانچ روزے ہر سال میں مکروہ تحریمی ہیں لیکن جسنے ہدی نہ پائی اُسے ایام
تشریق میں روزہ رکھنا جائز ہے ف ہدی نام اُن چارپایوں کا ہے کہ حرم میں
ذبح کیے جاتے ہیں واسطے طلب ثواب کے بکری ہو خواہ دنبہ یا بھیڑ اور گائے ہو
خواہ بھینس یا اونٹ بلاغ المبین فصل نفل روزے کے بیان میں اور مکروہ ہے
عورت کو روزہ نفل رکھنا بدون اجازت اپنے خاوند کے اور غلام کا روزہ نفل
بدون اجازت مولیٰ کے اور اجیر کا روزہ نفل بدون اجازت مستاجر کے اور
صوم الصمت یعنی روزہ رکھنا اور حالت صوم میں کلام نکرنا مکروہ تحریمی ہے

باب اُن چیزوں کے بیان میں جو روزہ کی مفسد ہیں

مفسد کی دو قسم ہے ایک جس سے صرف قضا لازم ہو دوم جس سے قضا و کفارہ
دونوں لازم ہوں اور غیر مفسد کی بھی دو قسمیں ہیں ایک وہ جسکا کرنا مباح ہے
دوم جسکا کرنا مکروہ ہے پس اگر کسی نے ماہ رمضان ثابت ہونے کے انتظار میں
افطار کی چیزوں سے احتیاط کی اور بھول کر قصداً افطار کیا یا نیت کرنے کے بعد
بھول کر افطار کیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا بخلاف روزہ نفل رکھنے والے کے کیونکہ
اگر وہ پہلے نیت سے کھالے تو اُسکو بھولنے والا نہیں کہتے اور ایسا ہی حکم ہے
صوم قضا و کفارہ میں ہاں البتہ نسیان متصور ہو سکتا ہے ادائے شہر رمضان اور
نذر معین میں لیکن اگر کوئی شخص اُسے روزہ یاد دلائے اور وہ التفات نکرے
تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اُسپر کفارہ لازم نہیں ہوتا یا جو چیز کھانے کی نہ قرار دیگئی ہو
اور اُس سے احتراز ممکن نہو مثلاً غبار یا دھواں یا مکھی اُڑکے بے اختیار حلق میں چلی جائے

تو روزہ نہین ٹوٹتا اگرچہ روزہ یاد ہو پس اگر روزہ یاد ہونے کی حالت مین قصداً
دھوان حلق مین پہونچاوے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہی اگرچہ عود و عنبر کا دھوان ہو اور
جس دھوین مین نفع کا ظن ہو قصداً اُسکے پہونچانے سے کفارہ لازم ہوتا ہی اور
اُسکو گل ورد اور عرق گل اور مشک وغیرہ خوشبو سونگھنے کے مانند سمجھنا چاہیے
یا اگر تیل یا سرمہ لگایا یا پچھنے لگائے تو روزہ نہین ٹوٹتا اگرچہ اپنے حلق مین سرمہ
یا تیل کا مزہ یا تھوک مین اُسکا رنگ پاوے اور امام مالک اور احمد کہتے ہین کہ سرمہ لگانا
جائز نہین اور روزہ مین سینگی لگانی رخصت ہی اور نہ لگانی عزیمت میزان شعرانی
حاشیہ بلوغ المرام مترجم حجامت صائم مین یا بوسہ دیا اور انزال نہوا یا احتلام ہوا
یا دیکھنے سے انزال ہوگیا یا منھ مین کلی کی تری باقی رہگئی اور اُسکو تھوک کے ساتھ
نگل گیا تو روزہ نہین ٹوٹتا لیکن منھ سے پانی گرانے کے بعد تھوکنا شرط ہونا چاہیے
کیونکہ پانی تھوک مین ملا رہتا ہی البتہ تھوکنے مین مبالغہ شرط نہونا چاہیے یا
دوائیون کے کوٹنے سے اُنکا مزہ اپنے حلق مین پاوے یا ہڑ کو چباوے اور اُسکا
مزہ حلق مین جاوے لیکن اُسکے اجزا مین سے کچھ حلق مین نہ جاوے تو روزہ نہین ٹوٹتا
بخلاف شکر یا اُسی طرح کی دوسری چیز کے کہ اُسکے چوسنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہی
اور کان مین پانی داخل ہونے سے روزہ نہین ٹوٹتا لیکن داخل کرنے سے
اور تیل داخل ہونے اور کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہی اور اگر دانتون سے
خون نکلا اور حلق مین چلا گیا یعنی پیٹ مین نہ پہونچا تو روزہ نہین جاتا لیکن
جبکہ پہونچے پیٹ مین پس اگر خون اور تھوک دونون برابر ہون تو روزہ
ٹوٹ جاتا ہی اگر خون کم اور تھوک زیادہ ہو تو نہین ٹوٹتا مگر جبکہ پاوے اُسکا مزہ

اور اگر کسی دوسرے کا مارا ہوا نیزہ یا پیکان روزہ دار کے پیٹ تک پہونچ جائے
تو روزہ نہیں ٹوٹتا اگرچہ اسکا پھل اندر رہ جائے اور بواسیر کے مسّے دھوئے ہوئے
خشک ہوکے اندر چڑھ جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اگر خشک ہونے کے قبل
اندر چڑھ گئے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا اگر جماع کرتا تھا بھول کر پھر یاد آتے ہی ذکر کو
نکال لیا یا قبل فجر کے عمداً جماع کیا پھر فجر ہوتے ہی ذکر کو نکال لیا تو روزہ نہیں گیا
اگرچہ نکال لینے کے بعد منی نکلے لیکن اگر نہ نکالا اور اسی حالت پر باقی رہا تو منی
نکلی ہو یا نہ یاد آنے کی صورت میں اسپر قضا ہے کفارہ نہیں اور طلوع فجر میں قضا و
کفارہ بھی ہے جیسے کہ کفارہ واجب نہیں یاد آنے کی صورت میں اگر نکال لیا پھر
داخل کیا اور واجب ہے طلوع فجر میں یا پھینک دیا لقمہ اپنے منھ میں سے یاد
آتے ہی یا فجر ہوتے ہی تو روزہ نہیں ٹوٹتا اور اگر منھ سے باہر نہیں نکالا اور نگل لیا
تو کفارہ لازم ہے اور اگر منھ سے نکال کے اُگلے ہوئے کو کھا گیا تو کفارہ لازم نہیں
اور اگر اپنے ذکر کے سوراخ میں تیل ٹپکایا تو روزہ نہیں ٹوٹتا اگرچہ مثانہ تک
پہونچ جائے صحیح مذہب پر بخلاف عورت کے بالاجماع اور حالت جنابت میں
صبح ہو جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اگرچہ تمام روز جنب رہا ہو اور اگر صائم کے
مغز سے رینٹ اوتر کے ناک کی پھننگ تک بہ آیا اور اُسنے عمداً اُسے کھینچ لیا اور
وہ حلق میں چلا گیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا اور اسی طرح اگر صائم کا لعاب دہن ٹھوڑی تک
شل دھاگے کے لٹک آیا اور تار نہ ٹوٹا تھا کہ اُسنے عمداً کھینچ لیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا
لیکن دونوں مسئلوں میں بسبب رعایت اختلاف شافعی کے احتیاطاً مستحب ہے
اور اگر تاگا بٹنے کو منھ میں سے لے کے اُسنے چند بار تر کر کے بھگویا پس اگر

اس تانگے میں سے لگے ہوئے تھوک کو نکالا ہو تو روزہ نہیں جاتا اور اگر روزہ یاد ہوتے ہوئے
اُسے نگل جاوے تو روزہ جاتا رہتا ہے جیسے رنگین تاگے کا رنگ تھوک میں ظاہر ہو
اور وہ اُسے نگل جاوے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے فصل جو چیز غذا یا دوا کی جنس سے
نہ قرار دی گئی ہو یا دیکھی ہو لیکن عذر شرعی ہو یا جسے انسان نہیں کھاتا یا مکروہ
جانتا یا نفرت کرتا ہے اگر اُسے پیٹ یا دماغ میں پہونچاوے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے
اُسے قضا کرے کفارہ لازم نہیں پس اگر کنکر یا پتھر کھایا یا گل ارمنی کے سوائے
جسکے کھانے کی عادت ہو وہ مٹی کھائی یا حقنہ کرایا یا ناک یا منہ میں دوا رکھی
اور انہیں سے دماغ پر چڑھ گئی یا حلق میں اتر گئی تو صرف قضا کرے اور اگر دماغ
یا پیٹ میں زخم کی راہ سے دوا پہونچی معلوم ہوئی تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے دوا تر ہو
یا خشک اور اگر پہونچنا معلوم نہوا اور دوا تر ہو تو ٹوٹ جاتا ہے اگر خشک ہو تو نہیں ٹوٹتا
اور اگر خطا سے روزہ ٹوٹا یعنی روزہ یاد ہوتے ہوئے مثلاً مضمضہ کرنے میں
بے قصد حلق میں پانی اتر گیا یا سوتے آدمی نے پانی پی لیا یا دوسرے کی
زبردستی سے صائم نے افطار کیا یا سوتے آدمی کے حلق میں کوئی چیز ڈالی گئی
تو قضا کرے اور مردہ عورت یا ایسی شہوت والی لڑکی یا بہیمہ کے ساتھ یا غیر قبل
یا غیر دبر میں وطی کرنے سے یا مباشرت فاحشہ سے اگرچہ دونوں عورتوں میں ہو
اگر انزال نہوا تو روزہ نہیں ٹوٹتا اور اگر انزال ہوا تو ٹوٹ جاتا ہے صرف قضا کرے
یا تمام شہر رمضان میں روزہ رکھنے اور نہ رکھنے کی نیت نہ کی صرف امساک کیا
تو صرف قضا کرے یا اگر صبح کی اس حال میں کہ نیت صوم کی نہیں کی تھی پھر بلا نیت
افطار کیا یا دن میں زوال کے قبل نیت کرنے کے بعد افطار کیا ہو تو قضا لازم ہے

کفارہ نہیں آور بھول کر کھانے اور جماع کرنے سے روزہ نہ ٹوٹنے کا عالم اگر بھول کر کھانے یا جماع کرے پھر اسکے اسوقت اس مسئلہ کے سہو کرنے کی حالت میں روزہ ٹوٹ جانے کے گمان سے قصداً افطار کرے تو صرف قضا کرے کفارہ لازم نہیں ہے صحیح ہے اور اگر سہواً کھانے یا جماع کرنے کے بعد عالم مذکور نے اس مسئلہ کے یاد رکھنے کی حالت میں قصداً افطار کیا تو کفارہ بھی لازم ہے مگر اس مسئلہ کا عالم نہو تو قضا کرنا اور کفارہ لازم نہونا متفق علیہ ہے اور اگر عورت نے رات میں روزہ کی نیت کی تھی پھر رات ہی میں مجنون ہوگئی اور جماع کی گئی دن میں یا دن میں قبل نصف روز شرعی[له] کے نیت کی پھر مجنون ہوگئی پھر وطی کی گئی تو قضا لازم ہے اور اگر توڑ ڈالا کوئی روزہ سوائے روزہ ادائے شہر رمضان کے تو صرف قضا لازم ہے اور اگر سحری کھائی رات کے گمان سے پس اگر معلوم ہوا کہ فجر طلوع ہوگئی تو اسپر صرف قضا ہے اور اگر کچھ معلوم نہوا تو قضا بھی نہیں اور اگر غروب آفتاب کا گمان کر کے افطار کیا بعد اسکے غروب نہونا معلوم ہوا تو صرف قضا ہے اور اگر کچھ معلوم نہوا تو قضا بھی نہیں اور ان صورتوں میں باقی روزہ میں امساک واجب ہے اور قاعدہ ہے کہ جو شخص غیر روزہ دار آخر روزہ میں ایسی حالت پر ہوجائے کہ اگر اول روزہ میں اس حالت پر ہوتا تو روزہ لازم ہوتا پس اسکے ذمہ امساک لازم ہے جیسے بعد دوپہر شرعی کے یا کھانا کھا لینے کے بعد قبل دوپہر شرعی کے مسافر کہ مقیم ہوگیا اور حائض اور نفسا کہ پاک ہوئیں اور مجنون کہ ہوش میں آیا اور مریض کہ اچھا ہوگیا اور اجماع ہے اسپر کہ حائض و نفسا اور مریض اور مسافر پر امساک واجب نہیں اور اسی طرح حال ہے اس شخص کا کہ اسپر روزہ واجب ہوا ہو سبب کے موجود ہونے اور اہلیت کے متحقق ہونے سے

له نصف روز شرعی اول زمانہ طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک ہے اسکا نصف ہوا

مگر اسکا پورا کرنا متعذر ہوگیا جیسا جان کے افطار کرڈالے یا یوم الشک میں افطار
کرنے والا ہو پھر ظاہر ہوا کہ یہ روز شہر رمضان کا ہے یا سحر کھالی اس خیال سے کہ
ابھی صبح نہیں ہوئی پھر معلوم ہوا کہ صبح ہوگئی ان صورتوں میں بھی امساک واجب ہے
اور یہ سب جو مذکور ہوئے اس روز کا روزہ قضا کریں مگر لڑکا جو بالغ ہوا یا کافر
جو مسلمان ہوا وقت نیت کے بعد اس روز کے روزہ کی قضا نہ کریں گو وہ دونوں
افطار کرلیں لیکن اگر یہ دونوں روزہ کی نیت کریں قبل دوپہر شرعی کے تو روزہ
نفل ہوگا کہ توڑنے سے اسکی قضا لازم آویگی اور اگر نیت کرلی مسافر یا مجنون
یا مریض نے قبل دوپہر شرعی کے تو درست ہے فرض سے اور اگر حائض یا نفسا نے
نیت کرلی تو صحیح نہیں ہے بالکل یعنی نہ فرض نہ نفل فصل اگر شہر رمضان کی شب میں
نیت کرکے دن کو حالت صوم میں روزہ یاد ہوتے ہوئے بے عذر قصداً ایسی شے
کھائی یا دماغ میں پہونچائی جو جسم کی اصلاح کے لیے عادتاً کھائی جاتی ہو یا قصد
غذا یا دوا یا تلذذ کے کھائی جاتی ہو یا دبر میں یا قبل محقق میں مرد نے اپنے ذکر کا
اگرچہ صرف تمام حشفہ داخل کردیا پس اگر دونوں آدمی ہوں اور زندہ ہوں اور
شہوت کامل رکھتے ہوں اور مکلف یعنی عاقل بالغ ہوں تو قضا اور کفارہ لازم ہے
مثل ترتیب کفارۂ ظہار کے یعنی ایک غلام آزاد کرے اور اگر غلام آزاد کرنے کے لیے
نہ پاوے تو دو مہینے پیاپے روزے رکھے اگر درمیان میں بے عذر یا عذر سے کوئی
روزہ فوت ہوجاوے تو سر نو سے روزے رکھے لیکن سن ایاس کے قبل حیض
عذر معتبر ہے اور اگر روزہ رکھنے کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکین کو ایک نذر کرے
قدر صدقۂ فطر کے گیہوں یا جو وغیرہ جو فطرہ میں معین ہے کوئی ایک خیرات دے یا ایک

دوپہر شرعی وہ ہے اول زمانہ روزہ یعنی صبح صادق سے غروب شمس تک نصف حصہ

ساٹھ روز تک ہر روز قدر صدقہ فطر کے اُسے دیا کرے اور جسے زکوٰۃ دینا جائز نہین وہ کفارہ پانے کا بھی مجاز نہین لیکن ذمی فقیر کو دینا جائز ہے اور کفارہ اُس صورت مین ہے کہ روزہ دار نے رات سے نیت کی ہو اور نہ حادث ہو بعد عمداً افطار کرنے کے وہ عذر جو کفارہ کو ساقط کرتے ہے مثلاً حیض اور اگر روزہ عمداً توڑنے کے بعد بیمار ہو لے اپنے تئین زخم لگا کے یا زبردستی کوئی لے سے سفر مین لیجائے تو قول معتمد یہ ہے کہ کفارہ لازم ہے وگر اپنی خوشی سے سفر کریگا تو بالاتفاق کفارہ ساقط نہوگا لیکن اگر افطار کرے بعد اُسکے کہ سفر کیا تو کفارہ واجب نہین اگرچہ روزہ توڑنا اُسپر حرام ہے اگر فجر کے بعد سفر کیا ہو اور جسکو عادت مقررہ ہے تپ کی یا حیض کی پس اگر افطار کیا اور عذر مقررہ پایا گیا تو کفارہ واجب نہین وگرنہ پایا گیا تو واجب ہے اور دشمن کے مقابلہ کا یقین کر کے افطار کرنے مین بالاتفاق کفارہ واجب نہین اور اگر چند روزے توڑے ہون تو ہر ایک روزہ کی قضا کرین اور آخر مین سب کا صرف ایک کفارہ دینا کفایت ہے اور اگر دو رمضان کے روزے توڑے ہون تو دو کفارے لازم ہین یہ ظاہر الروایہ ہے اور بعضون نے فتوی کے لیے یہ اختیار کیا ہے کہ اگر کھانے سے یا دماغ مین کوئی چیز پہونچانے سے افطار کیا تو ایک ہی کفارہ ہوگا و اگر جماع سے مکرر افطار کیا تو جدا جدا کفارہ ہوگا اور اگر کسی شخص نے افطار کیا بے عذر سب کے سامنے تو اُسکو قتل کیے جانے کا حکم ہے بالاتفاق ہے اور حدیث الغیبۃ تفطر الصیام کی تاویل کی گئی ہے بالاجماع ساتھ جاتے رہنے ثواب کے پس اگر غیبت کے بعد روزہ ٹوٹ جانے کے گمان سے قصداً افطار کرے تو کفارہ لازم ہے ہر حال مین یعنی اُسکی تاویل معلوم ہو

یا نہ معلوم ہو اور حدیث افطر الحاجم والمحجوم کی بھی یہی تاویل کی گئی ہے لیکن بعضون نے اسکے ظاہر معنی پر بھی عمل کیا ہے پس اگر پچھنا لگانے والا یا لینے والا اجتہاد کے بعد روزہ ٹوٹ جانے کے گمان سے قصداً افطار کریگا تو کفارہ لازم آویگا لیکن جبکہ فتویٰ دیگا اسکو مفتی معتمد افطار ہو جانے کا اگرچہ خطا کریگا یا پچھنے لگانے والے اور لینے والے نے سنی حدیث مذکور اور نہ جانی تاویل اسکی موجب مذہب کے تو کفارہ لازم نہوگا اگر تاویل معلوم ہو گی تو کفارہ لازم ہوگا اور اگر از خود قے آ جاوے اور دفع ہو جاوے تو روزہ نہین جاتا ہر صورت مین یعنی منہ بھر آوے یا کم اور روزہ یاد ہوتے ہوئے قصداً قے کرنے سے روزہ جاتا رہتا ہے اگر منہ بھر ہو بالاجماع ہر صورت مین یعنی وہ خود پھر جاوے یا پھیری جاوے یا نہ پھرے نہ پھیری جاوے اور اگر قے کم ہو تو ٹوٹنا ہے ظاہر الروایہ مثل قول امام محمدؒ کے یہ ہے کہ ٹوٹ جاتا ہے اور اسپر اجماع ہے اور آئی ہوئی قے از خود پھر جانے سے روزہ نہین جاتا اور روزہ یاد ہوتے ہوئے اسکے قصداً پھیرے جانے سے روزہ جاتا ہے بالاجماع اگرچہ قلیل یعنی بقدر چنے کے ہو اور ان سب صورتون مین قضا ہے کفارہ نہین اور قے خواہ طعام کی ہو خواہ پانی کی خواہ صفرا یا خون کی ہو خواہ بلغم کی اور دانتون مین اٹکے ہوئے گوشت کو قصداً کھا جانے سے روزہ قضا کرے اگر اسقدر ہو جسکا نگلنا ممکن ہو بدون استعانت لعاب کے اور بعضون نے فساد روزہ مین چنے کے مقدار کو اختیار کیا اور یہ مقدار مذکور سے کم مین روزہ نہین جاتا مگر جبکہ منہ سے نکال کے پھر کھا جاوے تو روزہ ٹوٹ جاویگا اور کفارہ لازم نہ آویگا اور کھا لینا کسی چیز کا مقدار ایک تل کے بھی منہ کے باہر سے

روزے کو توڑتا ہے اور کفارہ بھی لازم آتا ہو مگر جبکہ چباوے اسطرح کہ اسکے اجزا منتشر ہو جاوین تو دانتون مین چمٹ جاویگا اور پیٹ مین کچھ نہ پہونچیگا اور تھوک کے تابع ہوگا پس روزہ سلامت رہیگا مگر یہ کہ مزہ پاوے اپنے حلق کے اندر تو روزہ ٹوٹ جاویگا اور اسی کو کمال نے پسند کیا ہے اور کہا ہے کہ یہی قاعدہ کلیہ ہے ہر قلیل شے مین جسکو چباوے کہ اگر حلق کے اندر مزہ پاویگا تو روزہ ٹوٹ جاویگا والا نہ جاویگا فصل اگر نمک کم یا زیادہ ہونے سے زوج یا مالک بدخلق تنگ گیری کرتا ہو یا کوئی چیز خرید کرتا ہو اور بدون چکھنے کے اور طرح سے نہ لے سکتا ہو اور غبن کا خوف ہو تو چکھنا مکروہ نہین اور اگر غبن وغیرہ کا خوف نہو تو فرض روزہ مین چکھنا مکروہ ہے اور بے عذر یعنی بے روزہ دار شخص پاس ہوتے ہوئے بچہ کو کھلانے کے لیے کھانے کی چیز چبانی صرف فرض روزہ مین مکروہ ہے اور بے عذر کذب ناجائز اور کلام فحش اور نمیمہ اور غیبت کرنی اور لڑنا اور بوسہ دینا اور مساس کرنا مکروہ ہے اگر جوان ہو اور انزال یا جماع سے امن مین نہو اور حجامت کرنی یا فصد لینی مکروہ ہے اگر ضعف کا خوف ہو اور منہ مین آب دہن جمع کر کے نگلنا اور پانی مین غوطہ کرنا اور بجاے مسواک کے مصطگی چبانی اور اکثر روزہ مجنب رہنا غسل نہ کرنا مکروہ ہے اور مسواک کرنی اگرچہ بعد دوپہر کے ہو یا پانی مین تر ہو بنابر مذہب صحیح کے اور وضو کے سوا کلی کرنی اور ناک مین پانی ڈالنا اور خنکی حاصل کرنے کے قصد سے کپڑا تر جسم مین لپیٹنا مکروہ نہین اسی پر فتوی ہے اور سحری کھانا سنت اور بالکل برکت ہے اور سحور کی تاخیر مستحب ہے اور جب آفتاب غروب ہوجاوے تب افطار جلد کرنا مستحب ہے مگر ابر مین تاخیر کرے

ف نمیمہ یعنے چغلی یعنی ایک شخص کی بات دوسرے شخص کے سامنے ایسی بیان کرنی جس مین فساد ہووے ۱۲ منہ

ف غیبت یعنے پیٹھ پیچھے کسی مسلمان کی ایسی صفت بیان کرنی [illegible]

[illegible] ۱۲

اُسوقت تک کہ غروب آفتاب کا ظن غالب ہو اور تعجیل مستحب یہ ہو کہ کثرت سے
ستارے نکلنے کے قبل افطار واقع ہو اور افطار کو مقدم کرنا سنت ہو اگر نماز کو
مقدم کرے تو افطار کرکے سنت پڑھے اور اگر کھجور نپائے تو پانی سے
افطار کرنے کی حدیث کو صحیح کہا ابن خزیمہ اور ابن حبان اور حاکم نے روبرو
افطار کرنے کے بیان مین بلاغ المبین مین اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبکہ
افطار کرتے روزہ تو فرماتے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ
ابوداؤد و بلاغ المبین اور جو شخص بلند مکان پر ہو مثلاً منارہ وہ افطار کرے جب تک
آفتاب غروب نہو جاوے اور شہر والے اُس سے پہلے افطار کر سکتے ہین اگر اُنکے نزدیک
آفتاب غروب ہو جائے اُس سے پہلے اور یہی حال ہے طلوع کا فجر مین یا سحر مین
اور اگر حرفہ والے کے پاس اُسکی اور اُسکے عیال کی کفایت موجود ہو تو اُسکو
افطار حلال نہین کیونکہ اُسکو سوال حرام ہے پس افطار بالاولی حرام ہوگا اور جو کفایت
موجود نہو تو اُسکو عمل کرنا جائز ہے اُس مقدار کہ کفایت کرے اور اگر بغیر افطار کیے
عمل نہو سکتا ہو تو افطار جائز اور ہر روزے کے بدلے نصف صاع کھانا دے
اُس صورت مین کہ اور دنون مین گنجایش روزہ رکھنے کی نہ ملے اور گر ملے تو قضا
واجب ہوگی بشرطیکہ دوسرا کام نہین کر سکتا جسمین روزہ بھی رکھ سکے ایسا ہی
اگر خوف ہو کھیتی کے ہلاک ہونے کا یا چوری جانے کا اور کوئی آدمی نہ ملے جو اجرت
رائج پر کام کرے اور یہ خود اُس کام کو کر سکتا ہے تو افطار جائز ہے پس اگر اپنے اختیار سے
عمل کی جہت سے کسی شخص آزاد نے مشقت اُٹھائی یہان تک کہ مریض ہو گیا پھر
افطار کیا تو قول مرجح یہ کہ اُسپر کفارہ لازم ہے اور لونڈی غلام پس اگر اُنھون نے

مولی کے حکم سے مجبور ہوکے ایسی مشقت اٹھائی ہو تو اسپر کفارہ نہین و گر اپنے
اختیار سے کیا تو کفارہ لازم ہے

فصل اُن عوارض کے بیان مین جنمین روزہ نہ رکھنا جائز ہے

اگر روزہ رکھنے مین مرض پیدا یا زیادہ
یا دیر مین شفا ہونے کا خوف ہو یا خادمہ خوف کرتی ہو ضعف کا اور ان سب
چیزون کا خوف اپنے تجربہ سے ہو یا غلبۂ ظن سے بسبب کسی علامت کے یا خبر
دینے سے طبیب ماہر مسلمان غیر فاسق کے یا اگر حاملہ یا دودھ پلانے والی کو
بنابر ظاہر روایت کے ظن غالب مین اپنی مضرت کا خوف ہو یا بچہ کو ضرر پہونچنے سے
ڈرے یا کسی کا ایسا دباؤ ہو جو مضطر کرتا ہو مثلاً قتل کرنا اور عضو کاٹنا اور سخت
مار دینی یا غازی مین ضعف کا خوف ہو تو افطار مباح ہے و گر پیاس یا بھوک سے ہلاک کا
یا عقل کے نقصان کا یا بعض حواس جاتے رہنے کا خوف ہو تو بھی افطار مباح ہے
اور باندی کو جو سمجھتا ہو کہ مولی کے فرمان کو ماننے جبکہ امر ہو اسکو عاجز کرے
فرائض کے ادا سے کیونکہ فرائض کے باب مین اسکو اصل حریت پر باقی رکھا ہے
اور جس روزہ کی نیت کر لی ہو اسکے بعد سفر کرے اُس دن کے روزہ کا تمام کرنا واجب ہے
بعد اسکے سفر مین افطار مباح اور روزہ رکھنا مندوب ہے اگر ضرر نکرے و گر انہیں
یا اسکے رفیق بے روزہ دار پر شاق ہو تو افطار ہی افضل ہے لیکن یہ سب
جب قادر ہون تب صرف قضا کر لین اور پیاپے قضا کرنا شرط نہین لیکن پے در پے
قضا کرنا مندوب ہے اُن مواضع مین جنمین پے در پے قضا کرنا شرط نہین اور اگر
دوسرا رمضان آجاوے تو ادا کو قضا پر مقدم کرے اور فدیہ لازم نہین پس اگر صاحب عذر
مذکور اسی عذر مین مر جاوین تو انپر نہ قضا واجب ہے نہ فدیہ پس وصیت بھی واجب نہوگی

اور اگر بعد زوال عذر کے بقدر پورے ایام قضا کے قدرت قضائے صوم کی
حاصل ہوئی پھر موت کی جہت سے قضا فوت ہوئی تو بالکل فدیہ دینے کی وصیت
واجب ہو اور اگر اُس سے کم قدرت ملی تو اُسی قدر فدیہ دینے کی وصیت واجب ہے لیکن
جس شخص نے بے عذر افطار کیا اُسکے لیے فرصت زمانہ قضا کے پانیکی شرط نہین
پس واجب ہونا وصیت کا اُسکے ذمہ بطریق اولیٰ ہو اور جو میت کے مال مین
متصرف ہو اُسکو فدیہ ادا کرنا اُس مال کی تہائی سے لازم ہے میت کی وصیت کی
جہت سے اور اگر اُسکا کوئی وارث نہو تو کل مال مین سے فدیہ دیا جاوے اور اگر
وصیت نہین کی تو وارثون پر فدیہ کا دینا واجب نہین اور اگر دینگے تو جائز ہوگا
انشاء اللہ تعالیٰ اور میت کو ثواب ہوگا اور فدیہ ہر ایک نماز کا نماز وتر ہو مثل فدیہ
ہر ایک روزہ کے ہے اور اعتکاف واجب مین کھانا دیا جاے میت کی طرف سے
ہر روزے کے لیے مانند فطرہ کے مقدار مین حاصل یہ کہ جو عبادت بدنی ہے جیسے نماز روزہ
تو وصی اُسکے مرنے کے بعد اُسکی طرف سے ہر واجب کے بدلے بقدر صدقہ
فطر کے کھانا دے اور جو عبادت مالیہ ہو مثلاً زکوٰۃ تو میت کی طرف سے نکالے
بقدر واجب کے اور جو عبادت مرکب ہے بدنی اور مالی سے یعنی حج تو میت کی
طرف سے ایک شخص کو بھیجکے حج کرالے میت کے مال سے اور شیخ فانی یعنی جسکی
قوت فنا ہوگئی ہو یا مریض کو جب بالتحقیق اپنی صحت سے یاس ہو جاے تو واجب ہے
دینا ہر ایک روزہ کے فدیہ مین آدھا صاع گیہون یا دوسری چیز جو فطرہ مین چلتی ہے
اور اگر چاہے تو شہر رمضان کے اول مین دیدے اور چاہے آخر مین دے اور اگر
ایک فقیر کو سب فدیہ دیدیوے تو جائز ہے کیونکہ نہ تعدد فقیرون کی شرط ہے نہ مقدار

اور شیخ فانی وغیرہ پر اس صورت میں فدیہ دینا ضروری ہے جبکہ روزہ [illegible] قبل ہوا اور
بعدہ اُسکے ادا کا اُس سے طلب ہو تو اُسپر رمضان اور اُسکی قضا [illegible] شیخ فانی [illegible]
جو فدیہ ادا کر چکا ہے جب قادر ہو تو سب قضا کرے اور روزہ نفل یا ادا یا قضا قصداً
شروع کرنے سے اگر وہ روزہ ہو تو اُسکا تمام کرنا لازم ہوتا ہے لیکن اگر شروع کیا
روزہ واجب کے گمان سے اور بعد شروع کرنے کے معلوم ہوا کہ وہ اُسپر نہیں ہے
اور اُسی وقت افطار کیا تو اُسکی قضا نہیں ہے اگر شروع کرنے کے بعد ایک ساعت
گذر گئی تب افطار کیا تو قضا واجب ہوگی پھر اگر فاسد ہو جاوے اگرچہ فساد شروع
کرنے کی بابت سے ہو تو صحیح تر روایت میں قضا واجب ہے مگر روزہ عیدین اور ایام
تشریق میں تمام کرنا اُسکا لازم نہیں پس اُسکی قضا بھی واجب نہ ہوگی اور اگر بعذر
روزہ نفل میں افطار کی رخصت ہے اور ضیافت بھی عذر ہے مہمان اور میزبان
دونوں کے لیے بشرطیکہ میزبان صرف حاضر ہونے سے مہمان کے راضی نہ ہو اور
ترک افطار سے اُسکو رنج ہو اور یہ اپنے نفس پر قضا کرنے کا اعتماد رکھتا ہے لیکن
دوپہر کے بعد افطار نہ کرے مگر جب نہ افطار کرنے میں والدین کی نافرمانی ہو تو
تب مضائقہ نہیں اور بدون اجازت زوج کے زوجہ کو روزہ نفل رکھنا مکروہ ہے
لیکن اگر زوج محرم یا مریض یا مسافر ہو تو جائز ہے اور اگر زوج نے زوجہ کا روزہ نفل
افطار کروا دیا تو قضا واجب ہوگی زوج کی اجازت سے یا بعد جدائی کے اور
غلام کو بغیر اجازت مولی کے روزہ رکھنا مکروہ ہے اگرچہ آقا کو کچھ نقصان نہ پہونچتا
ہو اگر اُسنے افطار کرا دیا تو اُسکی اجازت سے یا بعد آزادی کے قضا کرے اور
اگر مزدور کے روزہ رکھنے سے مستاجر کا نقصان ہوتا ہو تو مکروہ رکھنا [illegible]

اور مسافر نے افطار کی نیت کی ہو یا نہ اگر مقیم ہوجائے اور روزہ کی نیت کرے
نصف النہار شرعی اور کھانے سے پہلے تو صحیح ہے ہر صورت میں یعنی نفل ہو یا نذر معین
یا اداے شہر رمضان اور اگر اُس روزے کی نیت کی جس میں رات سے نیت کرنی
ضروری ہے مثلاً نذر معین وغیرہ تو وہ روزہ نفل ہوگا اور اگر یہ واقعہ شہر رمضان میں ہو
وہ روزہ شہر رمضان ہی کا واقع ہوگا اور اسی طرح واجب ہے مقیم پر تمام کرنا اُس روزہ
شہر رمضان کا جس روز میں سفر واقع ہو لیکن اگر افطار کرے تو کفارہ لازم نہیں
دونوں مسئلوں میں یعنی مسافر کہ مقیم ہوا اور مقیم جسنے سفر کیا مگر اُس صورت میں
کہ اپنے شہر میں داخل ہو کسی بھولی ہوئی چیز کے لینے کو اور افطار کرے تو کفارہ دے
اور اگر روزہ دار نے صرف نیت افطار کی تو افطار کرنے والا نہو جائیگا جب تک
افطار نہ کرے اور قضا کرے روزے ایام بیہوشی کے اگرچہ تمام شہر رمضان میں
بیہوش رہا ہو لیکن جس روز یا جس روز کی شب میں بیہوشی طاری ہوئی ہو
وہ روزہ صحیح ہوا بشرطیکہ نیت کا یقین ہو ورنہ اُسے بھی قضا کرے اور حالت
جنون میں جسقدر ایام گذرے ہوں اُنھیں قضا کرنے اور اگر تمام شہر رمضان میں
جنون سے افاقہ نہو تو مطلقاً قضا لازم نہیں بلاخلاف اور اگر جنون نے
جملہ اوقات کو احاطہ کیا تو نہ قضا کرے پس اگر ایک ساعت کا بھی افاقہ ہو گو شب میں یا
یا بعد دوپہر کے تو قضا کرے اور یہ صحیح اور معتمد ہے کیونکہ یہ ظاہر الروایہ ہے اور متون
اسی پر متفق ہیں اور اگر نذر کیے روزے ایام منہیہ کے یا اُس برس کے تو نذر
صحیح ہے مطلقاً مذہب مختار پر لیکن ایام منہیہ میں افطار کرنا واجب ہے پھر اُنکی قضا کرے
اور یہ اُسوقت ہے کہ نذر ایام منہیہ سے پہلے واقع ہوئی ہو پس اگر بعد ایام منہیہ کے

نصف النہار شرعی اول زمانہ طلوع صبح صادق سے غروب جرم آفتاب تک کی نصف ہے ۱۲ منہ عفا اللہ

مثلاً چودھوین ذیحجہ مین نذر کی تو کچھ قضا نہ اسے آور اُسپر صرف باقی سال کے یعنی شہر ذیحجہ کے بقیہ دنون کے روزے لازم ہونگے اور یہی صواب ہے اور مطلقاً کے یہ معنی کہ ایام منہیہ کا ذکر صریحاً کیا ہو یا نہ کیا ہو اور جو زبان سے تلفظ کیا ہے وہ اُسکا مقصود ہو یا نہو یعنے اگر چوک سے کچھ کا کچھ کہدیگا تب بھی نذر منعقد ہوجاویگی چنانچہ کسی شخص نے کہنا چاہا کہ اللہ تعالی کے واسطے مجھپر روزہ ایک دن کا ہے اور بجاے ایک دن کے ایک مہینہ کہدیا تو اُسپر ایک مہینے کے روزے لازم ہونگے اور اسی طرح اگر کوئی اور کلام بولنا چاہتا تھا اور بجاے اُسکے زبان سے نذر کا کلمہ کہدیا تو نذر لازم ہوگی کیونکہ نذر مین ہزل یعنی بیہودہ بات بمنزلہ جد یعنی کوشش کے ہے مثل طلاق کے اور واجب کی جنس کو اپنے نفس پہ واجب کرنا نذر ہے اور نذر محل زبان کا ہے اور صحت نذر کی یہ شرطیں ہین کہ معصیت نہو جیسے شراب پینی اور شرط ہے کہ نہ اُسپر فی الحال واجب ہو جیسے وہ نماز و روزہ جو واجب ہوچکے ہین نہ آیندہ واجب ہون جیسے وہ نماز و روزہ جو آگے واجب ہونگے اور شرط ہے کہ اُسکی جنس کا واجب لعینہ موجود ہو جو مقصود بالذات ہو یعنی کسی عبادت کا وسیلہ نہو **فصل** اعتکاف کے معنی مرد کا ٹھہرنا کسی مسجد جماعت مین گو یا قل (۱) کا ہو یا عورت کا ٹھہرنا اپنے گھر کی مسجد مین وگر نہو تو گھر مین کسی موضع کو اعتکاف کے لیے مقرر لینا جائز ہے اور کیا اعتکاف خنثیٰ مشکل کا صحیح ہے اُسکے گھر مین ہمنے اس مسئلہ کو نہین دیکھا اور ظاہر یہ ہے کہ صحیح نہین کیونکہ اسمین احتمال مذکر ہونے کا ہے اور نفی خنثیٰ کی باعتبار مونث ہونے کے مقتضی ہے کہ اسکا اعتکاف گھر مین کراہت کے ساتھ جائز ہو اور باعتبار مذکر ہونے کے اس بات کو چاہتا ہے کہ کسی وجہ سے درست نہو کہا ہے اسکو حلبی نے اور اعتکاف مین ٹھہرنا رکن ہے اور مسجد مین اعتکاف کرنا اور نیت

(۱) یعنی جو نذر کی طرف سے واجب کیا گیا ہو ۱۲ نیت کی غرض اس اعتکاف سے کرنی جو قبل ان حاجت کے پیدا ہو یا مجھپر اللہ تعالی کے لیے مین نے نذر مانی تھی ۱۲

شرط ہے تو مسلم اور عاقل ہونا ہے دونوں شرطیں نیت میں آچکا ہے اور حیض اور نفاس سے
طاہر ہونا شرط حلت اعتکاف ہے اور نیز حالت اعتکاف میں حیض اور نفاس سے
طاہر ہونا شرط صحت اعتکاف نذر ہے اور اعتکاف کی تین قسمیں ہیں ایک واجب ہے
اور اعتکاف واجب ہوتا ہے زبان سے تلفظ کرکے نذر کرنے سے خواہ نذر بدون
شرط کے ہو یا شرط کے ساتھ ہو اور دوم سنت موکدہ کفایہ ہے شہر رمضان کے آخر
عشرہ میں اور تیسری قسم اعتکاف کی مستحب ہے جو اسکے سوائے اور زمانوں میں ہو
اور واسطے صحت اعتکاف واجب کے روزہ شرط ہے بالاتفاق بنابر مذہب صحیح کے
اور واسطے صحت اعتکاف مسنون کے بھی روزہ شرط ہے پس اگر رات کے اعتکاف کی
نذر کی تو صحیح نہیں کیونکہ رات محل صوم نہیں لیکن اگر نذر میں رات اور دن دونوں کی
نیت کرے تو درست ہے کیونکہ گو رات محل صوم نہیں لیکن بسبب تابع ہونے کے دن میں
داخل ہے اور محدثین فرماتے ہیں کہ بی بی عائشہ رضی اللہ تعالی فرماتی ہیں کہ نہیں
اعتکاف مگر ساتھ روزے کے ابوداؤد اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے پوچھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ نذر کی تھی میں نے جاہلیت میں اعتکاف
کرونگا میں ایک رات مسجد حرام میں فرمایا پوری کر نذر اپنی بخاری مسلم مختصراً
اسمیں دلیل ہے اسپر کہ واسطے صحت اعتکاف کے روزہ شرط نہیں اور قول حضرت
بی بی عائشہ کا حدیث مرفوع نہیں دوسرے معارض اسکی یہ حدیث صحیحین کی کہ اسمیں
روزہ شرط نہیں اور اسکا ہے اور دلالت کرتی ہے اسپر کہ نذر جاہلیت کی اگر موافق ہو
حکم اسلام کے تو واجب ہے پورا کرنا اسکا بعد اسلام کے اور مذہب جمہور اور امام احمد
اور ابو حنیفہ کا یہ ہے کہ ہر مسجد میں اعتکاف درست ہے ملخصاً بلوغ المبین اور اقل مدت

نفل اعتکاف کی ایک ساعت ہے رات کی یا دن کی اور ساعت اصطلاح فقہا مین
ایک ادنی جزو ہے زمانہ کا نہ وہ چوبیسواں حصہ شب و روز کا جو منجمون کی اصطلاح ہے پس
اگر شروع کیا نفل اعتکاف مین پھر اسکو توڑ دیا تو اسکی قضا لازم نہین بنا بر
ظاہر مذہب کے بسبب مدت معین نہ ہونے کے اور نفل اعتکاف مین نکلنا جائز
اسلیے کہ نکلنا اعتکاف کو ختم کرنے والا ہے نفل والے کے حق مین نہ باطل کرنے والا
جیسا مذکور ہوا کہ نفل اعتکاف کی کم مدت ایک ساعت ہے اور اعتکاف واجب مین
مسجد سے نکلنا حرام ہے کیونکہ باطل کرتا ہے عمل کو لیکن واسطے حاجت انسانی کے
مضائقہ نہین اور وہ حاجت خواہ طبعی ہو مثلاً بول و براز و طہارت مسجد کے
باہر جاکے کرنا یا اگر کوئی شخص شہ بستی ہو تو گھر جاکے کھانا لانا اور خواہ وہ حاجت
شرعیہ ہو مثلاً خارج مسجد مین اذان کہنی گو یہ معتکف موذن نہو یا مثلاً واسطے نماز
جمعہ کے وقت زوال کے جانا اور گر جامع مسجد دور ہو تو اپنی رائے سے اندازہ کرکے
ایسے وقت نکلنا کہ نماز جمعہ کو مع اسکی سنتون اور خطبہ کے پائے اور اس سے زیادہ
ٹھہرنا مکروہ تنزیہی ہے اگر راہ مین ذرا بھی دیر کی تو اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے اور اگر مریض کی
عیادت یا نماز جنازہ یا مجلس علم مین جانے کی نذر کے وقت نیت نہ کی اور گیا تو
اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے اگر جانے کی نیت کی اور گیا یا اعتکاف غیر واجب مین گو نیت نہ کی
اور گیا تو نہین ٹوٹتا اور مسجد مین کھانا پینا سونا جائز ہے معتکف ہو خواہ غیر معتکف
مسافر ہو خواہ مقیم بشرطیکہ مسجد کو ملوث نکرے نہ روئے نہ قبلہ کی طرف پانون کرے
کیونکہ سوتے مین یا سولے سوتے کی حالت کے بالغ یا لڑکے کا ایک پانون بھی
قبلہ کی طرف پھیلانا بدون عذر اور سہو کے مکروہ تحریمی ہے پس اگر عذر سے یا بھول کر پھیلا

مفسدات اعتکاف کا بیان
... مفصل منقول ...
در مختار و شامی

تو مکروہ نہوگا اور مکروہ ہے پانون پھیلانا قرآن مجید یا کسی کتاب شرعی کی طرف مگر
یہ کہ کتاب مذکور کسی اونچی چیز پر ہو یا دور ہو تو مکروہ نہین اور مکروہ تحریمی ہی اعتکاف مین
چپ رہنا اگر اسکو عبادت جانتا ہو ورنہ مکروہ نہین اور کلام حرام مثلاً غیبت سے
سکوت کرنا فرض ہی اور کلام مکروہ مثلاً شعر قبیح پڑھنے سے سکوت کرنا واجب ہی اور
مکروہ ہی اعتکاف مین بولنا مگر وہ بات جسمین گناہ نہو اور جس کلام مین گناہ نہین ہی مین
کلام مباح داخل ہی جب اسکی طرف حاجت ہو اور مسجد مین کلام مکروہ ہی اسوقت کہ
کلام کے لیے اسمین بیٹھے اور مکروہ ہی مسجد مین ہر معاوضہ مثل بیع وشرا کے مگر معتکف کو
درست ہی بشرطیکہ اس چیز کی حاجت اسکو یا اسکی عیال کو ہو اور وطی کرنی قبل اور
دبر مین اعتکاف کا مفسد ہی منزل ہو یا نہو اور قصداً ہو یا بھول سے اور مساس اور
بوسہ سے بھی ٹوٹ جاتا ہی اگر منزل ہو وگرنہ منزل ہو یا نظر یا فکر کرنے سے منزل ہو تو
نہین ٹوٹتا اور اگر دو یا زیادہ دنون یا راتون کے اعتکاف کی نیت کی تو اُتنے روز کا
مع اُتنی راتون کے اور اُتنی راتون کا مع اُتنے دنون کے بیان اعتکاف لازم ہوگا
اور اگر صرف ایک دن کے اعتکاف کی نذر کی تو صرف اُس ایک دن کا اعتکاف لازم ہوگا
اور اگر اُسکے ساتھ رات کی بھی نیت کی ہی تو دونون لازم ہو نگے اگر صرف ایک رات کے
اعتکاف کی نذر کی ہی تو یہ نذر صحیح نہ دن لازم ہوگا جب تک اُسکے ساتھ دن کی
نیت نہ کرے اور عرفہ کی رات اور قربانی کی راتین روز گذشتہ کی تابع ہین اور انکے
سوائے ہر شب اور شہر ذیحجہ کی بارھوین تاریخ کے بعد کی رات روز قبل کی تابع نہین
اسی واسطے تیرھوین شب مین امام کے نزدیک قربانی جائز نہین پس اس تقدیر پر
جب شب یا روز کے اعتکاف کی نذر کرے تب داخل ہو مسجد مین اعتکاف کے لیے

قبل غروب آفتاب کے وگر استثنا کرے رات کا تو داخل ہو سبح مین قبل طلوع
فجر کے اور نکلے غروب آفتاب کے بعد اکثر عوام شہر رمضان کی ستائیسوین
شب کو شب قدر کہتے ہین احادیث اسپر دلالت کرتی ہین لیکن امام صاحب نے
یہ جواب دیا ہی کہ جس سال مین حضرت پیغمبر صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی
اُسمین لیلۃ القدر ستائیسوین کو ہوئی تھی اور مشہور قول امام صاحب کا یہ ہی کہ
تمام سال مین وہ دائر ہی اور اُسی کا تائید کرنے والا ہی وہ قول جو حضرت شیخ محی الدین
ابن عربی نے فتوحات مکیہ مین ذکر کیا ہی کہ لوگون نے لیلۃ القدر کی تاریخ مین
اختلاف کیا ہی سو بعض کہتے ہین کہ تمام سال مین دائر ہی اور مین بھی یہی کہتا ہون
کیونکہ مین نے اُسکو کبھی شہر شعبان مین دیکھا اور کبھی شہر ربیع مین اور اکثر
شہر رمضان کے عشرۂ اخیرہ مین اور ایک بار اُسکے عشرۂ اوسط مین اور کبھی جفت
اور کبھی طاق راتون مین سو مجھکو یقین ہی کہ وہ سال بھر مین دائر ہی اور واضح ہو کہ
لیلۃ القدر بڑے مرتبہ کی رات ہی اُسکی طلب مستحب ہی اور وہ سال مین افضل شب ہی
قرآن مجید مین اُسکو ہزار مہینے سے افضل فرمایا ہی ہر عمل خیر اُسمین ہزار عمل کے
برابر ہی بہ نسبت دوسرے اوقات مین کرنے کے مسلمانون مین سے جسکو خدا
تعالی چاہتا ہی یہ دولت نصیب کرتا ہی اور بعض بالکلیہ سے محروم ہی کہ اُسکو دیکھنا
ممکن نہین وہ غلطی ہی نہیں جو شخص شب قدر کو دیکھے چاہیے کہ چھپا وے اور
اخلاص سے یہ دعا کرے اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ الْاِخْلَاصَ فِي الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ
وَحُسْنَ الْخِتَامِ عِنْدَ انْتِهَاءِ الْاَجَلِ اور خلاصہ حدیث کا یہ ہی کہ بی بی عائشہ رض کے پوچھنے سے
حضرت صلعم نے شب قدر دیکھے کے یہ دعا کرنی سکھائی اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ

واقف نہیں روایت کیا اسکو پانچون نے سواے ابی داود کے اور صحیح کہا اسکو ترمذی اور حاکم نے اور مظاہر الحق مین مذکور ہے کہ لکھا ہے علما نے کہ جو کوئی ایک سال تمام کی شب بیداری کرے وہ پاویگا اسکو انشاء اللہ تعالی اور بعضے علما نے لکھا ہے کہ اس رات کی علامتیں ہین کہ استنباط کیا ہے انکو احادیث اور آثار سے اور پایا ہے بعضی علامتون کو اسکے اہل نے طبری نے ایک قوم سے نقل کیا ہے کہ اس رات مین درخت سجدہ کرتے ہین اور زمین پر گر پڑتے ہین پھر بجاے خود آجاتے ہین اور سجدہ کرتی ہے اسمین ہر چیز اور صواب یہ ہے کہ امارات کے پانے مین ان امورات کا دیکھنا شرط نہین بہت لوگ اس رات کو پاتے ہین اور نہین دیکھتے انمین سے کوئی چیز اور روا ہے کہ دو آدمی ایک جگہ ہون اور دونون اس شب کو پاوین اور ایک کو معلوم ہوا ان چیزون مین سے اور دوسرے کو کچھ نہ معلوم ہوا اور بڑی علامت یہ ہے کہ توفیق ہو اسمین ذکر اور عبادت اور مناجات اور خضوع اور خشوع اور حضور اور اخلاص کی اور مختار یہ ہے کہ معتبر شب بیدار رہنا اکثر شب کا ہے اور تمام رات بیدار رہنا افضل و کامل تر ہے اگر باعث مرض و ملال اور خلل کا ادا ے فرائض و سنتون موکدہ مین نہو اگر ہو تو جسقدر توفیق قیام کی پاوے مقصود حاصل ہے

کتاب الحج

مستطیع پر فوراً ایک حج فرض ہوتا ہے اور شرائط حج کی تین قسم ہین ایک شرائط وجوب حج کے اور دوسرے شرائط وجوب ادا ے حج کے اور تیسرے شرائط صحت حج کے سو شرائط وجوب کے آٹھ ہین بنا بر قول صحیح تر کے اسلام اور عقل اور بلوغ اور حریت اور وقت یعنی مہینا حج کا ہونا اور قدرت زاد اور قدرت راحلہ اور فرضیت حج کا علم دار الحرب مین اور شرائط وجوب ادا کی پانچ ہین بنا بر قول

صحیح ترک کے صحت جسم اور بصیر جو قید نہو اور امن راہ پیش ہونا قافلہ جانیکے وقت
اور امن راہ سے مراد یہ ہو کہ لوگ اکثر باسلامت جاتے آتے ہوں اور عورت
اگرچہ بڑھیا ہو اسکے حق مین دو شرطین زیادہ ہین ایک عدت سے خالی ہونا اور شوہر
یا محرم جوان متقی کا بے جبر ساتھ ہونا اور شرائط صحت حج کے چار ہین احرام حج اور
زمانہ خاص اور مکان خاص اور اسلام **فصل فرائض حج** کے احرام شرط ہے
باعتبار ابتدا کے اور رکن کا حکم ہے باعتبار انتہا کے دوم وقوف یعنی ٹھہرنا عرفات کے
سوم اکثر طواف زیارت کرنا اور وہ چار طواف ہین اور یہ دونوں رکن ہین
واجبات حج کے مزدلفہ مین ٹھہرنا اور صفا اور مروہ مین سعی کرنی یعنی دوڑنا
اور ستارون پر کنکریان مارنی اور مسافر کو رخصت کا طواف کرنا اور سر منڈانا یا
بال کترانے اور میقات سے احرام باندھنا اور عرفات پر غروب آفتاب تک ٹھہرنا
اگر دن مین ٹھہرا ہو یعنی کچھ دن اور کچھ رات کے ٹھہرنے کو جمع کرنا اور شروع کرنا
طواف کا حجر اسود سے اور دائین طرف سے طواف شروع کرنا اور پیادہ طواف کرنا
اگر عذر نہو اور اگر حدث ہو تو وضو کرکے اور جنب ہو تو غسل کرکے طواف کرنا اور ستر کرکے
طواف کرنا اور ربع یعنی چوتھائی کمتر عضو کے عورت سے کھل جانے سے طواف
واجب ہین ذبح کرنا واجب ہوتا ہے اور صفا پر سے سعی شروع کرنی اور سعی مذکور پیادہ یا
کرنی اگر عذر نہو اور قارن اور متمتع کو بھیڑ بکری ذبح کرنی اور بیت اللہ کے گرد
ہر سات بار گھومنے کے بعد دو رکعت نماز پڑھنی اور پہلے کنکریان مارنی پھر ذبح کرنا
پھر سر منڈانا پھر طواف زیارت کرنا اور ایام نحر مین زیارت کا طواف کرنا اور
طواف اس طرح کرنا کہ حطیم اسکے اندر آجائے اور چار بار یا دو طواف کے بعد کرنی

مکان معین یعنی حرم مین اور زمان معین یعنی ایام نحر مین سر منڈانا اور مکروہات
تحریمیہ سے اجتناب کرنا مثلا بعد وقوف کے جماع کو اور سر ڈھکنے کو اور چہرہ
ڈھکنے کو ترک کرنا اور قاعدہ کلیہ واجبات حج کے دریافت کرنے کا یہ ہے کہ جس فعل کے
ترک کرنے سے ذبح کرنا واجب ہو سو وہ فعل واجب اور فرائض اور واجبات کے
سوا سے باقی افعال سنت ہین اور مستحب **فصل میقات** یعنی جگہ احرام باندھنے کی
مصر اور شام اور مغرب اور مدینہ والون کی ذوالحلیفہ اور تبوک کی راہ سے جحفہ اور
نجد والون کی قرن ہے اور اہل یمن اور تہامہ اور ہند والون کی یلملم ہے اور اہل
عراق کی ذات عرق ہے اور جو لوگ میقات کے اندر رہتے ہین انکے لیے زمین
حل کی میقات ہے اور مکی کے لیے مکان احرام باندھنے کا تمام حرم اور مکان
عمرہ کا زمین حل کی ہے **فصل** قران افضل ہے تمتع اور افراد اور عمرہ سے اسکے بعد
تمتع افضل ہے پھر صرف حج صرف عمرہ سے افضل ہے

خاتمہ کتاب از مصنف ممدوح الشان سلمہ اللہ المنان

اما بعد حمد خداوند جل و علا و صلوٰۃ و سلام بر حضرت شفیع الوریٰ نبی محمد مصطفے علیہ
افضل التحیۃ والثنا و آل با لا دستگاہ و اصحاب دین پناہ کے بندہ امیدوار
رحمت و غفران علی اشرف خان عفا اللہ عنہ العصیان ابن مولانا المولوی
خادم حسین خان ابن مولوی محمد عبد القادر خان رحمۃ اللہ علیہما طالبان علوم
دین و سالکان مناہج صدق و یقین پر آشکارا کرتا ہے کہ پہلے مین نے درمختار
اور طحطاوی اور خصوص ردمحتار وغیرہ سے بقدر امکان اس کتاب کی تصحیح کی

پھر واسطے مزید اقتبار کے جناب افادت مآب آفتاب اوج تحقیق نور خورشید
تدقیق امام وقت وحید زمانہ استاذنا ومولانا افادت معمور مولوی محمد شکور صاحب
مچھلی شہری ادام اللہ ارشادہ وابقاہ اور حضرت مولانا وادلانا وابینا مولوی
خادم حسین خان ابن مولوی عبدالقادر خان طاب اللہ ثراہما وجعل الجنۃ
مثواہما کی نظر سے بھی گزری اور اصلاح سے مزین ہوئی امید خدائے ذوالمنن سے
یہ ہے کہ اس سعی اس بے بضاعت کی مشکور کرے اور حسن صورت وسیرت
اس شاہد رعنا کی بیچ نظر قبول نظارگیان حقیقت شناس کے جلوہ گر فرمائے
آمین یارب العالمین اس کتاب میں جو سہو وخطا ہوئی ہو اسکو بخش دے
اور اس کتاب کے پڑھنے پڑھانے والے کو خصوص محمد عبدالقادر
اور محمد عبدالمقتدر میرے پوتے اور محمد مرتضی اشرف میرے نواسہ کو
اپنا مقبول کر اور انکے گناہوں کو بخش اور واسطے یاد کرنے مسائل
فقہ شریف کے انکے ذہن کھول اور عالم با عمل کر اور دنیا وآخرت میں
انکا بھلا کر اور انپر اور سب مومنین اور مومنات پر رحمت کر
آمین وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ
وَاللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ
وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

خطبۂ جمعہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ خَيْرُ الْوَرٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا۔ اَمَّا بَعْدُ فَاُوْصِيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ وَنَفْسِيْ بِتَقْوَى اللّٰهِ فَاِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ وَدَوَامُ ذِكْرِ اللّٰهِ وَالشُّكْرُ عَلٰى نَعْمَاءِ اللّٰهِ وَالصَّبْرُ عَلٰى بَلَاءِ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۝ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۝ وَاِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

جلسہ ک

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

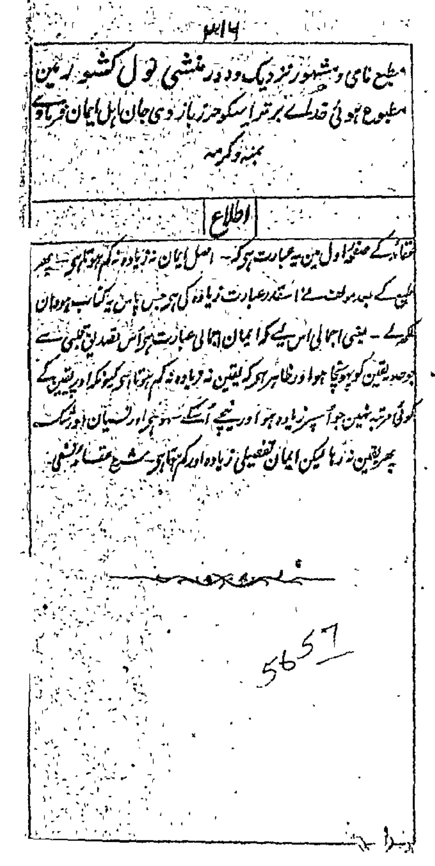
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَشْہَدُ اَنْ
لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ
یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اَللّٰہُمَّ صَلِّ
وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ افْضَلِ اَنْبِیَآئِکَ وَاَکْرَمِ اَصْفِیَآئِکَ
وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاَوْلَادِہٖ وَاَحْفَادِہٖ اَجْمَعِیْنَ
خُصُوْصًا عَلٰٓی اَفْضَلِ النَّاسِ بَعْدَ النَّبِیِّیْنَ اَبِیْ بَکْرِ نِ
الصِّدِّیْقِ وَعُمَرَ الْفَارُوْقِ وَعُثْمَانَ ذِی النُّوْرَیْنِ وَعَلِیِّ نِ الْمُرْتَضٰی
وَالْحَسَنَیْنِ وَعَلٰی سَیِّدَۃِ النِّسَآءِ فَاطِمَۃَ الزَّہْرَآءِ وَعَلٰی
عَمَّیْہِ الْکَرِیْمَیْنِ وَعَلٰی کُلِّ مَنِ اخْتَارَہُ اللّٰہُ بِصُحْبَۃِ نَبِیِّہٖ
بِالْاِیْمَانِ وَتَابِعِہِمْ بِالْاِحْسَانِ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا
الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

جلوہ گری تاریخ نورافشان تصنیف اشرف المسائل از ضیای طبع بلند
ماہ منیر منازل تحقیق مہر تابان ہمای تدقیق فقیہہ عدیم المثیل
عالم بی عدیل و نبیل مولانا مولوی نجم الدین صاحب ترجمہ کوٹ لاہور ۱۳۰۲ھ
کتاب فقہ ہدی للمتقین

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی من بعد ادبر طالبان مسائل دینیہ وخواستگاران شیوۂ تقلید حنفیہ کے مانند آفتاب نصف النہار کے میرہن دروشن ہو کہ اندنون مین کتاب مستطاب جسمین مسائل ضروریہ فقہ حنفیہ کے کمال توضیح اور بسالطت کے ساتھ اردو زبان سلیس عام فہم مین مرقوم ہین اور یہ کتاب مبنی ہو اوپر چہ کتاب کے اول کتاب مین ایمان او رجو اس سے متعلق ہو اسکا ذکر ہی دوم کتاب مین طہارت مطلق ارکان وضو اور اُسکی سنتین مستحبات آداب مکروہات منہیات بدعات نواقض وضو اور مسائل غسل مفروض اور سنت وموجبات غسل اور پانی وطہارت کنوین اور تیمم اور مسح موزہ اور احکام حیض ونفاس ونجاست مطلق اور استنجے کے احکام مشرح وبسط مذکور ہین سوم کتاب مین مسائل نماز اذان شرائط نماز ارکان نماز واجبات نماز سنت نماز مستحبات نماز صفت نماز اور قرارت کے احکام امامت خلیفہ کرنے کے احکام نواقض نماز مکروہات نماز نماز وتر ونوافل اور قبل وبعد نما

پنجگانہ کی سنتین اور مستحبات۔ جماعت کی نماز۔ نماز قضا کی ادا اور سجدۂ سہو۔ نماز مریض۔ مسافر۔ سجدہ تلاوت۔ احکام نماز جمعہ۔ عیدین۔ نماز کسوف وخسوف۔ نماز طلب باران۔ نماز خوف۔ نماز جنازہ۔ احکام شہید۔ کعبہ مین نماز پڑھنے کی صورت کا ذکر ہی چہارم کتاب مین زکوٰۃ مطلق ہر قسم کا بیان ہی پنجم کتاب مین روزہ اور مفسدات روزہ۔ اور احکام اعتکاف کا مذکور ہی ششم کتاب مین فرائض و واجبات حج کا بیان ہی ایسی فقہ کی جامع کتاب سو و مند عام جسکو بارہ سال کی غور و محنت مین عالم دین پرور فاضل افاضت گستر سرآمد علمای ذیشان برگزیدہ و مقبول جہان مولوی علی اشرف خان صاحب خلف الصدق مولانا مولوی خادم حسین خان مرحوم نے بڑی بڑی کتابون فقہ سے مثل طحطاوی وفتاوی ۔۔۔ و شامی وغیرہ سے ترجمہ کرکے تالیف فرمایا اور کرۃً بعد اولی نظر فرماکر نام اسکا اشرف المسائل معروف بجواہر اشرفی رکھا اب یہ کتاب ندرت خطاب بہمہ وجوہ مکمل ہوکر حسب فرمائش مصنف ممدوح بمقام لکھنؤ ماہ جون ۱۸۹۲ء مطابق ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۱۰ ہجری نبوی



مطبع نامی و مشہور نزدیک و دور منشی نول کشور میں
مطبوع ہوئی خدا کرے بر تر اسکو حرز بازوی جان اہل ایمان فرماوے
بمنہ و کرمہ

اطلاع

کتاب کے صفحہ اول میں یہ عبارت ہے کہ۔ اصل ایمان نہ زیادہ نہ کم ہوتا ہے۔ پھر طبع کے بعد مولف نے اسقدر عبارت زیادہ کی ہے جس پاس یہ کتاب ہو وہاں لکھ لے۔ یعنی اجمالی اس لیے کہ ایمان اجمالی عبارت ہے اُس تصدیق قلبی سے جو حد یقین کو پہونچا ہوا اور ظاہر ہے کہ یقین نہ زیادہ نہ کم ہوتا ہے کیونکہ اوپر یقین کے کوئی مرتبہ نہیں جو اُسپر زیادہ ہو اور نیچے اُسکے سہو ہے اور نسیان اور شک پھر یقین نہ رہا لیکن ایمان تفصیلی زیادہ اور کم ہوتا ہے۔ شرح عقائد نسفی۔